

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

ترجمہ

نزہۃ الخواطر

و

بہجت المسامع والنواظر

پاک ہند کے علماء اور مشائخ کرام (مذکورہ)

(جلد چہارم)

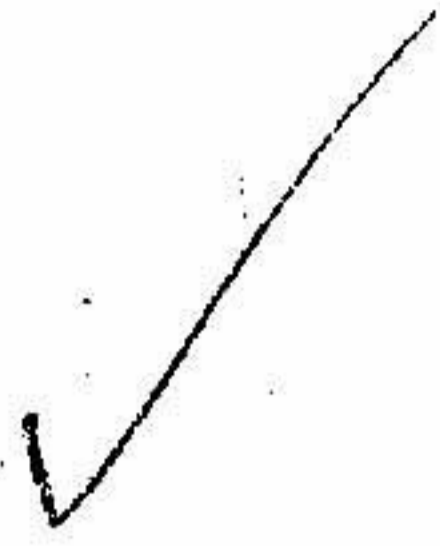
مؤلف :- مولانا سید عبد الحمی حسنی بریلوی (سابق مدیر ذیادۃ العلماء لکھنؤ)  
مترجم :- ابو یحییٰ امام خاں نوشہری

○  
باعانت محکمہ اوقاف (مغربی پاکستان)

مقبول کیٹیجی

چوک انارکلی - بالمقابل المینار مارکیٹ لاہور

R



۲۹۶۵۹۹۲۲

۱۵۵۳۵

۱۵۵۳۵

v.4

DATA ENTERED

جملہ حقوق محفوظ

ناشر ————— ملک مقبول احمد

طباعت ————— پنجاب پریس لاہور

طبع اول ————— ۱۹۴۶ء

قیمت ————— ۳۰ روپے ۵۰ پیسے

○  
مقبول صاحب کتب خانہ لاہور

باعانت

حکیمہ اوقاف (مغربی پاکستان)

# فہرست افراد متن

(جلد چہارم)

## الف

گیلانی	حکیم ابو الفتح ابن عبد الرزاق	۲۰	بہاری	شیخ ابراہیم ابن احمد	۱
تھانیسری	مفتی ابو الفتح بن عبد العفور	۲۱	بندادی	سید ابراہیم ابن احمد	۲
منیری	شیخ ابو الفتح بن محمد	۲۲	سندھی	شیخ ابراہیم ابن الجمالی	۳
گادرونی	خطیب ابو الفضل	۲۳	ملتان	مولانا ابراہیم ابن فتح اللہ	۴
استرآبادی	سید ابو الفضل	۲۴	ملتان	شیخ ابراہیم ابن محمد	۵
مکی	شیخ ابو القاسم احمد	۲۵	کالیپوی	قاضی ابراہیم ابن محمد	۶
برہانپوری	شیخ ابو محمد تمیمی	۲۶	اچری	شیخ ابراہیم ابن معین	۷
بخاری	قاضی ابو المعانی	۲۷	سرہندی	حاجی ابراہیم	۸
بہروی	شیخ ابو الواحد	۲۸	سندھی	شیخ ابراہیم	۹
برہانپوری	شیخ ابو یزید	۲۹	بروجی	شیخ ابراہیم	۱۰
کالانی	مولانا اشیر الدین	۳۰	جوہرپوری	شیخ ابراہیم	۱۱
حضرمی	شیخ احمد بن ابو بکر	۳۱	سندھی	قاضی ابراہیم	۱۲
غازی پوری	شیخ احمد ابن ابو الفتح	۳۲	لاہوری	شیخ ابو اسحاق	۱۳
سندھی	شیخ احمد ابن اسحاق	۳۳	نورسانی	مولانا ابو البقا	۱۴
ظفر آبادی	شیخ احمد ابن اسماعیل	۳۴	اکبر آبادی	شیخ ابو بکر	۱۵
منودی	شیخ احمد بن اسماعیل	۳۵	کالیپوی	شیخ ابو سعید	۱۶
مصری	شیخ احمد بن بدر الدین	۳۶	سندھی	قاضی ابو سعید	۱۷
گجراتی	شیخ احمد بن جعفر	۳۷	بخاری	شیخ ابو الغیث	۱۸
گجراتی	شیخ احمد بن جلال	۳۸	مکی	شیخ ابو الفتح بن الجمالی	۱۹

ناگوری	شیخ اسماعیل بن حسن	-۴۵
لاہوری	شیخ اسماعیل بن عبداللہ	-۴۶
ملتان	شیخ اسماعیل بن محمد	-۴۷
نقشبندی	مولانا اسماعیل	-۴۸
عرب	مولانا اسماعیل	-۴۹
کشمیری	شیخ افضل حسینی	-۵۰
گیلانی	شیخ اللہ بخش	-۵۱
گجراتی	شیخ اللہ بخش	-۵۲
سلطانپوری	مولانا الہداد	-۵۳
مندوی	شیخ ہداد بن حمید	-۵۴
قنوجی	شیخ ہداد بن سعد اللہ	-۵۵
سرہندی	شیخ ہداد بن صالح	-۵۶
جونپوری	شیخ ہداد بن عبداللہ	-۵۷
لکھنوی	مولانا ہداد بن کمال	-۵۸
امروہی	مولانا ہداد	-۵۹
اردیبیلی	مولانا الیاس	-۶۰
سرہندی	مولانا امان اللہ	-۶۱
گجراتی	سید امین الدین	-۶۲
کالپوی	شیخ اولیا بن سراج	-۶۳
گوالیری	مولانا ادیس	-۶۴
الکشی	خواجہ ایوب	-۶۵
ب		
تیموری	سلطان بابر شاہ	-۶۶
سندھی	میرک بایزید	-۶۷
اجمیری	شیخ بایزید	-۶۸

گوالیاری	شیخ احمد بن خطیر الدین	-۳۹
بیجاپوری	شیخ احمد بن خلیل	-۴۰
جونپوری	شیخ احمد بن زین	-۴۱
مندوی	شیخ احمد بن ضیا	-۴۲
گنگوہری	شیخ احمد بن عبدالقدوس	-۴۳
لاہوری	شیخ احمد بن عبدالملک	-۴۴
شیدائی	شیخ احمد بن محمد	-۴۵
ہنزوئی	شیخ احمد بن محمد	-۴۶
بہاری	شیخ احمد بن محمد	-۴۷
سندیلوی	شیخ احمد بن محمد	-۴۸
نصیر آبادی	قاضی احمد بن محمود	-۴۹
ٹانکپوری	شیخ احمد بن نظام	-۵۱
چندیواری	شیخ احمد بن نعمت اللہ	-۵۲
سرہندی	شیخ احمد	-۵۳
آچی	شیخ احمد	-۵۴
غفاری	قاضی احمد	-۵۵
سندھی	قاضی احمد	-۵۶
ہروی	سید احمد	-۵۷
ایٹھوی	شیخ احمد فیاض	-۵۸
ملتان	شیخ احمد	-۵۹
بلگرامی	شیخ ادھن	-۶۰
لاہوری	شیخ اسحاق بن کاکو	-۶۱
ملتان	شیخ اسحاق بن محمد	-۶۲
ٹانکپور	سکندر بن بہاول ٹوڈھی	-۶۳
لاہوری	شیخ اسماعیل بن ابدال	-۶۴

۸۹-	شیخ بایزید	انبیری
۹۰-	جام بایزید	سندھی
۹۱-	شیخ بخشو	مندھوی
۹۲-	شیخ بدر الدین	گجراتی
۹۳-	شیخ بدر الدین	اکبر آبادی
۹۴-	شیخ بدر الدین	ملتان
۹۵-	مولانا بدر الدین	سرہندی
۹۶-	شیخ بڑھن	مندھوی
۹۷-	شیخ بڑھن	مینیری
۹۸-	شیخ بڑھن	اجوئی
۹۹-	برہان نظام شاہ	احمد نگری
۱۰۰-	شیخ برہان الدین	کالپوی
۱۰۱-	قاضی برہان الدین	گجراتی
۱۰۲-	شیخ برہان الدین	گجراتی
۱۰۳-	مولانا برہان الدین	ملتان
۱۰۴-	شیخ بلال محدث	سندھی
۱۰۵-	بہادر شاہ	گجراتی
۱۰۶-	شیخ بہاؤ الدین انصاری	جنیدی
۱۰۷-	شیخ بہاؤ الدین عمری	جونپوری
۱۰۸-	شیخ بہاؤ الدین	کوڑدی
۱۰۹-	مفتی بہاؤ الدین	اکبر آبادی
۱۱۰-	شیخ بہاؤ الدین قلندر	گیلانی
۱۱۱-	شیخ بہاؤ الدین	گجراتی
۱۱۲-	حکیم بھوہ خان	اکبر آبادی
۱۱۳-	شیخ پیارہ بن کبیر	مندھوی

۱۱۴-	بیرم خان خان خاناں	
۱۱۵-	شیخ پیر محمد	
۱۱۶-	مولانا پیر محمد	
۱۱۷-	مولانا پیر محمد	

ت

۱۱۸-	شیخ تاج الدین	مندھوی
۱۱۹-	مولانا تقی الدین	پنڈوی

ج

۱۲۰-	شیخ جعفر بن میرال	سندھی
۱۲۱-	جلال الدین اسماعیل	گجراتی
۱۲۲-	مولانا سعد اللہ	سندھی
۱۲۳-	شیخ جلال الدین	اکبر آبادی
۱۲۴-	شیخ جلال الدین	دہلوی
۱۲۵-	شیخ جلال الدین	تھانیسری
۱۲۶-	شیخ جلال الدین	برہان پوری
۱۲۷-	شیخ جلال الدین	برہان پوری
۱۲۸-	مولانا جلال الدین	تنوی
۱۲۹-	قاضی جلال الدین	ملتان
۱۳۰-	شیخ جلال الدین	بدایونی
۱۳۱-	شیخ جلال الدین	کالپوی
۱۳۲-	شیخ جلال الدین محمد	برہان پوری
۱۳۳-	شیخ جمال الدین بن احمد	پنڈیروی
۱۳۴-	شیخ جمال بن حسین	گجراتی
۱۳۵-	شیخ جمال الدین بن محمود	گجراتی
۱۳۶-	مفتی جمال دین بن نصیر	دہلوی

جوئی پوری	شیخ حسن بن طاہر	-159
کالی پوری	شیخ حسن بن عبداللہ	-140
شیرازی	شیخ حسن بن محمود	-141
گجراتی	شیخ حسن بن موسیٰ	-142
داجپوری	فقیر حسن عرب	-143
گلبرگ پوری	شیخ حسین بن اسد	-144
ناگ پوری	شیخ حسین بن خالد	-145
منڈھی	مرزا شاہ حسن	-144
ملتان	حسین شاہ لنگاہ	-142
گوالبی	شیخ حسین بن محمد	-148
سکندری	شیخ حسین بن محمد	-149
تبریزی	مولانا حسین	-140
اردستانی	کمال الدین حسین	-141
بغدادی	شیخ حسین	-142
برصغری	شیخ حسین	-143
ملتان	شیخ حسین	-144
رد پوری	قاضی حماد	-145
گوالبی	شیخ حمید الدین	-144
گجراتی	مولانا حمید الدین	-144
سنبھلی	مولانا حمید الدین	-148
گوردگانی	شیخ حنیف حسینی	-149
	مرزا حیدر	-180

خ

شیرازی	مولانا جمال دین	-132
بہا پوری	شیخ جمال الدین	-138
گجراتی	شیخ جمال محمد	-139
ملتان	مفتی جنید القرشی	-140
سہنوی	شیخ چائین	-141
دہلوی	مولانا چاند منجم	-142
جوئی پوری	شیخ چندری	-143
جوئی پوری	شیخ چندری	-144
اکبر آبادی	شیخ چندری	-145
کھنڈوتی	شیخ چکن	-144
گجراتی	قاضی چکن	-142
	ح	
سنبھلی	مولانا حاتم	-148
دہلوی	شیخ حاجی بن محمد	-149
جوئی پوری	شیخ حافظ	-150
مانکی پوری	شیخ حامد حسینی	-151
الانچی	شیخ حانڈین عبدالرزاق	-152
گھوسوی	قاضی حبیب اللہ	-153
گجراتی	مولانا حبیب اللہ	-154
ملتان	شیخ حسام الدین	-155
گجراتی	شیخ حسن بن احمد	-154
نارنوی	شیخ حسن بن حسام	-152
بنارس	شیخ حسن بن داؤد	-158

کشمیری	مولانا رضی الدین	- ۲۰۳
شیرازی	شیخ رفیع الدین محدث	- ۲۰۴
بیانوی	شیخ رکن الدین	- ۲۰۵
مینری	شیخ رکن الدین	- ۲۰۶
سندھی	شیخ رکن الدین	- ۲۰۷
لاری	مولانا روح الدین	- ۲۰۸
ذ		
دہلوی	شیخ زکریا بن عیسیٰ	- ۲۰۹
بلیباری	شیخ زین الدین بن عبد العزیز	- ۲۱۰
بلیباری	شیخ زین الدین علی	- ۲۱۱
خوافی	مولانا زین الدین	- ۲۱۲
دہلوی	شیخ زین العابدین	- ۲۱۳
س		
کوروی	شیخ سالار بن صہبہ الدین	- ۲۱۴
کاپلوی	شیخ سراج الدین	- ۲۱۵
گجراتی	حکیم سراج الدین	- ۲۱۶
لاری	شیخ سعد الدین	- ۲۱۷
لاہوری	مولانا سعید اللہ	- ۲۱۸
دہلوی	شیخ سعد اللہ	- ۲۱۹
بیانوی	شیخ سعد اللہ	- ۲۲۰
سندھی	مولانا سعد اللہ	- ۲۲۱
مہارانی	شیخ سعدی	- ۲۲۲
الحبشی	شیخ سعید	- ۲۲۳

امیتھوی	شیخ خاصہ بن خضر	- ۱۸۱
گجراتی	خان جیو بن داؤد صدیقی	- ۱۸۲
گوالیری	شیخ خانون	- ۱۸۳
گجراتی ✓	شیخ خواجہ عالم	- ۱۸۴
مدھوی	شیخ خواجگی	- ۱۸۵
لاری	خسرو پوتا	۱۸۶
جونپوری	شیخ خضر بن رکن	- ۱۸۷
گجراتی	سید خوند میر	- ۱۸۸
جونپوری	شیخ دانیال بن حسن	- ۱۸۹
کشمیری	شیخ داؤد بن حسن	- ۱۹۰
گجراتی	شیخ داؤد بن عجب شاہ	- ۱۹۱
کرمانی	شیخ داؤد بن فتح اللہ	- ۱۹۲
بنارس	شیخ داؤد بن قطب	- ۱۹۳
سندھی	شیخ داؤد	- ۱۹۴
سندھی	قاضی دتہ	- ۱۹۵
دہلوی	مولانا درویش محمد	- ۱۹۶
جونپوری	شیخ دین	- ۱۹۷
ر		
گجراتی	شیخ راجح بن داؤد	- ۱۹۸
اجینی	شیخ راجحی محمد	- ۱۹۹
سندھی	شیخ رحمت اللہ	- ۲۰۰
گجراتی	شیخ رحمت اللہ	- ۲۰۱
دہلوی	مولانا رزق اللہ	- ۲۰۲

گیلانی	حکیم الملک شمس الدین	۲۲۶
عراقی	میر شمس الدین	۲۲۷
کشمیری	مولانا شمس الدین	۲۲۸
جوپوری	مولانا شمس الحق	۲۲۹
کنائی	ملا شنگرف	۲۵۰
جونپوری	شیخ شہاب الدین	۲۵۱
ہروی	مولانا شہاب الدین	۲۵۲
قمی	مولانا شہیدی	۲۵۳
حضری	شیخ بن عبد اللہ	۲۵۴
گجراتی	شیخ شیخ جیو	۲۵۵
مدھی	شیخ شیخ مشائخ	۲۵۶
سلطان پور	شیر شاہ سوری	۲۵۷
لاہوری	مولانا شیر	۲۵۸
سرہندی	مولانا شیر علی	۲۵۹
<b>ح</b>		
ازمیرادی	مرزا صادق	۲۶۰
لاہوری	قاضی صدر الدین	۲۶۱
مدھی	شیخ صدر الدین	۲۶۲
قنوجی	سید صدر الدین	۲۶۳
تریدی	سید صفائی	۲۶۴
رومی	خواجہ صقر	۲۶۵
جونپوری	قاضی صلاح الدین	۲۶۶
<b>ح</b>		

مانکیوئی	شیخ سلطان بن قاسم	۲۲۲
غزنوی	شیخ سلطان شاہ	۲۲۵
سیکروی	شیخ سلیم بن محمد	۲۲۶
سوری	سلیم شاہ	۲۲۷
لاہوری	شیخ سلیمان بن اسرائیل	۲۲۸
مندوی	شیخ سلیمان بن غفان	۲۲۹
کراتی	سلیمان خان	۲۳۰
ملتانئی	شیخ سماؤ الدین	۲۳۱
دہلوی	شیخ سیف الدین	۲۳۲
کاکورئی	شیخ سیف الدین	۲۳۳
<b>ش</b>		
شرعی	مولانا شاہ محمد احمد	۲۳۴
ترکمانی	شاہ قلی	۲۳۵
اکبر آبادی	سید شاہ میر	۲۳۶
قندھاری	شاہی بیگ	۲۳۷
گجراتی	شیخ شرف الدین	۲۳۸
شیرازی	شیخ شرف الدین	۲۳۹
دہلوی	مولانا شہید و اعظ	۲۴۰
گجراتی	شیخ شکر	۲۴۱
مدھی	قاضی شکر اللہ	۲۴۲
سلطان پور	مولانا شمس الدین	۲۴۳
ملتانئی	شیخ شمس الدین	۲۴۴
بیجا پوری	شیخ شمس الدین	۲۴۵



تموئی	مولانا عبدالرحمن	۲۸۸-
لاہوری	مولانا عبدالرحمن	۲۸۹-
سہارنپوری	قاضی عبدالرحیم	۲۹۰-
مکی	شیخ عبدالرزاق	۲۹۱-
جھنجھاری	شیخ عبدالرزاق	۲۹۲-
سہارنپوری	شیخ عبدالرزاق	۲۹۳-
اچی	شیخ عبدالرزاق	۲۹۴-
سندھی	شیخ عبدالرشید	۲۹۵-
سہارنپوری	شیخ عبدالستار	۲۹۶-
بجنوری	شیخ عبدالسلام	۲۹۷-
جونپوری	شیخ عبدالسلام	۲۹۸-
لاہوری	مولانا عبدالسلام	۲۹۹-
اندھانی	قاضی عبدالصالح	۳۰۰-
سہوانی	قاضی عبدالشکور	۳۰۱-
انٹاری	خواجہ عبدالشہید	۳۰۲-
ردولوی	شیخ عبدالصمد	۳۰۳-
دہلوی	شیخ عبدالصمد	۳۰۴-
سائن پوری	شیخ عبدالصمد	۳۰۵-
بیانی	وزیر عبدالصمد	۳۰۶-
سرہندی	شیخ عبدالصمد	۳۰۷-
دہلوی	شیخ عبدالعزیز	۳۰۸-
سہارنپوری	شیخ عبدالعزیز	۳۰۹-
بگراتی	الواتا اسم عبدالعزیز	۳۱۰-

بنوئی	قاضی ضیاء الدین	۲۹۷-
مدنی	مولانا ضیاء الدین	۲۹۸-
	ط	
بھدانی	شیخ طاہر بن رضی	۲۹۹-
سندھی	مولانا طیب	۳۰۰-
	ع	
برہانپوری	میرزا عادل شاہ	۳۰۱-
کابی	مولانا عالم	۳۰۲-
سندھی	مولانا عباس	۳۰۳-
جونپوری	مولانا عبدالاول	۳۰۴-
سندھی	میرک عبدالباقی	۳۰۵-
لاہوری	شیخ عبدالجلیل	۳۰۶-
جونپوری	شیخ عبدالجلیل	۳۰۷-
برہانپوری	شیخ عبدالحکیم	۳۰۸-
کالیپوری	شیخ عبدالحکیم	۳۰۹-
سنبھلی	شیخ عبدالخلیم	۳۱۰-
بگراتی	امیر عبدالخلیم	۳۱۱-
دہلوی	مولانا عبدالغنی	۳۱۲-
گیلانی	مولانا عبدالخالق	۳۱۳-
لاہوری	مولانا عبدالرحمن	۳۱۴-
مٹھانی	مولانا عبدالرحمن	۳۱۵-
لاہوری	شیخ عبدالرحمن	۳۱۶-
تموئی	میرک عبدالرحمن	۳۱۷-

لاہوری	مولانا عبداللہ	۳۳۴
سنبھلی	شیخ عبداللہ	۳۳۵
اچھی	شیخ عبداللہ	۳۳۶
اکبر آبادی	مولانا عبداللہ	۳۳۷
نلسانی	مولانا عبداللہ	۳۳۸
بدایونی	مولانا عبداللہ	۳۳۹
سرہندی	شیخ عبداللہ	۳۴۰
کوٹلی	شیخ عبداللہ	۳۴۱
گنگوہی	شیخ عبدالمجید	۳۴۲
ملکی	شیخ عبدالمصطفیٰ باکیر	۳۴۳
کالیووی	شیخ عبد الملک	۳۴۴
پانی پتی	شیخ عبد الملک	۳۴۵
غزنوی	شیخ عبد الملک	۳۴۶
امرہوی	مفتی عبد الملک	۳۴۷
جراتی	شیخ عبد الملک	۳۴۸
سجادزی	شیخ عبد الملک	۳۴۹
اکبر آبادی	مولانا عبد المؤمن	۳۵۰
گنگوہی	شیخ عبد النبی	۳۵۱
اکبر آبادی	شیخ عبد الوہاب	۳۵۲
رادھووی	شیخ عبد الوہاب	۳۵۳
کشمیری	مولانا عبد الوہاب	۳۵۴
بخاری	مولانا عبد الوہاب	۳۵۵
سنبھلی	مولانا عثمان	۳۵۶

اجہری	مولانا عبد العزیز	۳۱۱
دہلوی	مولانا عبد الغفور	۳۱۲
پانی پتی	قاضی عبد الغفور	۳۱۳
امرہوی	مفتی عبد الغفور	۳۱۴
اعظم پوری	عبد الغفور	۳۱۵
فتح پوری	شیخ عبد الغفور	۳۱۶
سنبھلی	شیخ عبد الغفور	۳۱۷
گیلانی	شیخ عبد القادر	۳۱۸
منڈوی	شیخ عبد القادر	۳۱۹
حاجی	شیخ عبد القادر	۳۲۰
سرہندی	مولانا عبد القادر	۳۲۱
گنگوہی	شیخ عبد القدوس	۳۲۲
نظام آبادی	شیخ عبد القدوس	۳۲۳
سہارنپوری	مولانا عبد الکریم	۳۲۴
شیرانی	مولانا عبد الکریم	۳۲۵
جراتی	مولانا عبد الکریم	۳۲۶
قزوینی	شیخ عبد اللطیف	۳۲۷
سندھی	قاضی عبد اللہ	۳۲۸
امرہوی	شیخ عبد اللہ	۳۲۹
تلپنی	مولانا عبد اللہ	۳۳۰
جوہڑپوری	مولانا عبد اللہ	۳۳۱
سندھی	شیخ عبد اللہ متقی	۳۳۲
سلطانپوری	شیخ عبد اللہ	۳۳۳

اکبر آبادی	مولانا علی گل	- ۳۸۰
مندوی	مولانا عظیم الدین	- ۳۸۱
جہانپوری	مولانا کمر	- ۳۸۲
قاسمی	مولانا عنایت اللہ	- ۳۸۳
شیرازی	مولانا عنایت اللہ	- ۳۸۴
دہلوی	شیخ علاؤ الدین عیسیٰ	- ۳۸۵
گجراتی	مولانا علاؤ الدین عیسیٰ	- ۳۸۶
	غ	
پہروی	مولانا غیاث الدین	- ۳۸۷
بروجی	مولانا غیاث الدین	- ۳۸۸
	ف	
شیرازی	امیر فتح اللہ	- ۳۸۹
دہلوی	شیخ فتح اللہ	- ۳۹۰
اکبر آبادی	شیخ فخر الدین	- ۳۹۱
بجنوری	شیخ فخر الدین	- ۳۹۲
جونپوری	شیخ فخر الدین سہروردی	- ۳۹۳
بنارسی	شیخ فرید الدین	- ۳۹۴
مندوی	شیخ فضل اللہ	- ۳۹۵
دہلوی	شیخ فضل اللہ	- ۳۹۶
بہاری	شیخ فضل اللہ	- ۳۹۷
دیوبندی	قاضی فضل اللہ	- ۳۹۸
سندھی	مولانا فضل اللہ	- ۳۹۹
رہتی	مولانا فضل اللہ	۴۰۰

سنبھلی	شیخ عجائب	- ۳۵۷
دہلوی	شیخ عجائب	- ۳۵۸
ردولوی	مولانا عزیز اللہ	- ۳۵۹
تلپنی	مولانا عزیز اللہ	- ۳۶۰
مٹانی	مولانا عزیز اللہ	- ۳۶۱
گجراتی	شیخ عطا محمد	- ۳۶۲
بیانوی	شیخ علاء بن الحسن	- ۳۶۳
ردولوی	شیخ علاؤ الدین	- ۳۶۴
براری	علاؤ الدین عماد شاہ	- ۳۶۵
لاہوری	مولانا علاؤ الدین	- ۳۶۶
دہلوی	شیخ علاؤ الدین	- ۳۶۷
اردھی	شیخ علاؤ الدین	- ۳۶۸
بیجاپوری	علی عادل شاہ	- ۳۶۹
گجراتی	شیخ علی بن ابراہیم	- ۳۷۰
تتوی	شیخ علی بن جلال	- ۳۷۱
برہانپوری	شیخ علی بن حسام الدین تنقی	- ۳۷۲
جونپوری	شیخ علی بن قوام	- ۳۷۳
حسینی	شیخ علی بن محمد	- ۳۷۴
گلبرگوی	شیخ علی بن سن اللہ	- ۳۷۵
ظاری	مولانا علی	- ۳۷۶
گجراتی	مولانا علی شیر	- ۳۷۷
سہروردی	مولانا علی شیر	- ۳۷۸
شیبانی	علی قلی خان	- ۳۷۹

جونپوری	شیخ کبیر الدین	- ۲۲۲
قنوجی	شیخ کبیر الدین	- ۲۲۳
ملتان	شیخ کبیر الدین	- ۲۲۴
سندھی	مولانا کریم الدین	- ۲۲۵
کالپوی	مولانا کمال دین	- ۲۲۶
تھرپی	مولانا کمال الدین	- ۲۲۷
لیباری	مولانا کمال الدین	- ۲۲۸
خیرآبادی	شیخ کمال الدین	- ۲۲۹
بگرامی	شیخ کمال الدین	- ۲۳۰
کیٹھلی	شیخ کمال الدین	- ۲۳۱
<b>ل</b>		
برہانپوری	شیخ لشکر محمد	- ۲۳۲
<b>م</b>		
بنارسی	شیخ مبارک	- ۲۳۳
جاسی	شیخ مبارک	- ۲۳۴
جونپوری	شیخ مبارک	- ۲۳۵
گوبانڈوی	قاضی مبارک	- ۲۳۶
جھنجھالی	شیخ مبارک	- ۲۳۷
سندیلوی	شیخ مبارک	- ۲۳۸
گوالیری	شیخ مبارک	- ۲۳۹
سندھی	مولانا مبارک	- ۲۴۰
الوری	شیخ مبارک	- ۲۴۱
مدھوری	شیخ محب اللہ	- ۲۴۲

لاہوری	مولانا فیروز الدین	- ۲۰۱
کشمیری	مفتی فیروز	- ۲۰۲
<b>ق</b>		
ماکپوری	شیخ قاسم بن احمد	- ۲۰۳
سندھی	شیخ قاسم بن یوسف	- ۲۰۴
تبریزی	حکیم قاسم بیگ	- ۲۰۵
سندھی	مولانا قاسم دیوان	- ۲۰۶
کاسی	مولانا قاسم	- ۲۰۷
ہمالیونی	مولانا قاسم علی	- ۲۰۸
طبرانی	قاضی بیگ	- ۲۰۹
ظفرآبادی	شیخ قاضی خان	- ۲۱۰
گجراتی	شیخ قاضی خاں	- ۲۱۱
سندھی	قاضی قاضی	- ۲۱۲
رومی	قراسن	- ۲۱۳
منبری	شیخ قطب الدین	- ۲۱۴
کالپوی	قاضی قطب الدین	- ۲۱۵
جونپوری	شیخ قطب الدین	- ۲۱۶
سرہندی	مولانا قطب الدین	- ۲۱۷
گجراتی	شیخ قطب الدین	- ۲۱۸
جونپوری	شیخ قطب الدین	- ۲۱۹
ریادھوردی	شیخ قیصن قادری	- ۲۲۰
<b>ک</b>		
سندھی	قاضی کاشانی	- ۲۲۱

حشری	شیخ محمد بن علی	۲۴۶
سمرقندی	شیخ محمد بن علی	۲۴۷
حضری	شیخ محمد بن عمر بقرق	۲۴۸
رہنما سی	شیخ محمد بن فخر	۲۴۹
جونپوری	شیخ محمد بن مبارک	۲۵۰
اچی	شیخ محمد بن محمد	۲۵۱
گجراتی	شمس الدین محمد بن محمد	۲۵۲
مصری	شیخ محمد بن مالکی	۲۵۳
طاری	علامہ محمد بن محمود	۲۵۴
سندھی	شیخ محمد بن محمود	۲۵۵
تتوی	شیخ محمد بن محمود	۲۵۶
کالیپوری	شیخ محمد بن معظم	۲۵۷
امروہی	میر محمد بن منتخب	۲۵۸
ملاٹوی	شیخ محمد بن منکن	۲۵۹
شیرازی	شیخ محمد بن ہبۃ اللہ	۲۶۰
غزنوی	شمس الدین محمد بن یار محمد	۲۶۱
۳۲۱	ہبید محمد بن یوسف	۲۶۵
برہانپوری	شیخ محمد بن یوسف	۲۸۳
اچی	شیخ محمد	۲۸۴
بھالسی	ملک محمد	۲۸۵
لاہوری	مولانا محمد	۲۸۶
سرہندی	مولانا عبد الدین محمد	۲۸۷
ناٹلی	فتیہ محمد	۲۸۸

مانکپوری	شیخ محمد بن عبد اللہ	۲۲۳
بھاری	شیخ محمد بن ابراہیم	۲۲۴
ملتان	شیخ محمد بن ابراہیم	۲۲۵
ناکھی	شیخ محمد بن احمد	۲۲۶
ہڑوالی	شیخ محمد بن احمد	۲۲۷
سندھی	شیخ محمد بن اسحاق	۲۲۸
گجراتی	شیخ محمد بن تاج	۲۲۹
جونپوری	شیخ محمد بن حسن	۲۵۰
گجراتی	شیخ محمد بن حسن	۲۵۱
علمی	مولانا محمد بن حسن	۲۵۲
سردھوی	شیخ محمد بن خواجگی	۲۵۳
گوالیری	شیخ محمد بن غوث	۲۵۴
عرفی	جمال محمد بن زین	۲۵۵
جلبی	شیخ محمد شاہ میر	۲۵۶
گجراتی	شیخ محمد بن شمس	۲۵۷
فتنی	شیخ محمد بن طاہر	۲۵۸
برہانپوری	محمد بن عادل	۲۵۹
چریا کوٹی	شیخ محمد بن عاشق	۲۶۰
عمودی	شیخ محمد بن عبدالرحیم	۲۶۱
بلیباری	شیخ محمد بن عبدالعزیز	۲۶۲
گنگوہری	شیخ محمد بن عبدالقدوس	۲۶۳
غالی	شیخ محمد بن عبدالملک	۲۶۴
دہلوی	شیخ محمد بن عبدالوہاب	۲۶۵

گجراتی	سلطان محمود بن محمد	۵۱۲
جوپوری	سید محمود بن محمود	۵۱۳
گجراتی	شیخ محمود بن محمود	۵۱۴
گجراتی	قاضی محمود	۵۱۵
ہروی	خواجہ امین الدین محمود	۵۱۶
لکھنوی	شیخ محمود قلندر	۵۱۷
بسادری	شیخ مخدوم اشرف	۵۱۸
شرفی	میر مرتضیٰ	۵۱۹
صفوی	مولانا مرشد الدین	۵۲۰
رومی	مصطفیٰ ابن بہرام	۵۲۱
سہارنپوری	شیخ مصطفیٰ ابن عبدالستار	۵۲۲
لاری	مولانا مصلح الدین	۵۲۳
گجراتی	سلطان مظفر حلیم	۵۲۴
ترتبی	خواجہ مظفر علی	۵۲۵
انجیروی	شیخ معروف	۵۲۶
جوپوری	شیخ معروف	۵۲۷
برالوئی	شیخ ملوک شاہ	۵۲۸
جوپوری	قاضی متھلا	۵۲۹
کمالپوری	شیخ منجھن	۵۳۰
لاہوری	شیخ منصور	۵۳۱
ترکمانی	امیر کبیر منعم خان	۵۳۲
جھڑوئی	شیخ منور بن نور اللہ	۵۳۳
لاکھنوی	قاضی من اللہ	۵۳۴

نارنولی	مولانا محمد	۲۸۹
یزدی	قاضی محمد	۲۹۰
تھانیسی	قاضی محمد	۲۹۱
سینھلی	سید محمد مکی	۲۹۲
شیرازی	مولانا شمس الدین محمد	۲۹۳
دکنی	شیخ محمد جفاد	۲۹۴
یزدی	مولانا محمد حسین	۲۹۵
جوپوری	مولانا محمد درویش	۲۹۶
خراسانی	مولانا محمد سعید	۲۹۷
ترکستانی	مولانا محمد سعید	۲۹۸
لاہوری	قاضی محمد معین	۲۹۹
سندھی	میرک محمود بن ابی سعید	۵۰۰
نالٹی	قاضی محمود بن احمد	۵۰۱
انتھبوی	شیخ محمود بن ہداد	۵۰۲
گجراتی	شیخ محمود بن بابو	۵۰۳
گجراتی	ملک محمود بن پیارو	۵۰۴
مندری	شیخ محمود بن جلال	۵۰۵
گجراتی	قاضی محمود بن حامد	۵۰۶
انگلوئی	شیخ محمود بن سام	۵۰۷
گجراتی	شیخ محمود بن خوند میر صغریٰ ۳۳۶	۵۰۸
ہروی	مفتی محمود بن عطا	۵۰۹
گجراتی	شیخ محمود بن علیم الدین	۵۱۰
گجراتی	سلطان محمود بن لطیف	۵۱۱

نارنولی	شیخ نظام الدین	-۵۵۷
امیتھوی	شیخ نظام الدین	-۵۵۸
خیرآبادی	شیخ نظام الدین	-۵۵۹
بدخشی	شیخ نظام الدین	-۵۶۰
سندھی	جام نظام الدین	-۵۶۱
منیری	شیخ نظام الدین	-۵۶۲
سندھی	شیخ نور بن نعمت اللہ	-۵۶۳
مالکپوری	شیخ نور الحق حسینی	-۵۶۴
سیدرونی	شیخ نور الدین	-۵۶۵
جونپوری	شیخ نور الدین	-۵۶۶
گجراتی	مولانا وجیہ الدین	-۵۶۷
چندواری	شیخ وجیہ الدین	-۵۶۸
مالوی	شیخ دود اللہ	-۵۶۹
شطاری	شیخ ولی	۵۷۰
گجراتی	شیخ ولی محمد	-۵۷۱
شیرازی	شیخ ہیبت اللہ	-۵۷۲
تیموری	ہمایوں شاہ	-۵۷۳
سندھی	مولانا بہار محمد	۵۷۴
سندھی	مولانا یار محمد	-۵۷۵
اترادی	شیخ یحییٰ بن ابوالفیض	-۵۷۶
سامانوی	سید حسین	-۵۷۷

جونپوری	شیخ من اللہ	-۵۲۵
گجراتی	شیخ مودود	-۵۲۶
لاری	شیخ مودود	-۵۲۷ ✓
لاہوی	شیخ موسیٰ ہداد	-۵۲۸ ✓
گجراتی	شیخ موسیٰ	-۵۲۹
سندھی	شیخ میراں	-۵۳۰
سرسندی	مولانا میر علی	-۵۳۱
غزنوی	میر محمد خان	-۵۳۲
اصفہانی	خواجہ میرک	-۵۳۳
سندھی	قاضی عینا بن یوسف	-۵۳۴
گجراتی	شیخ میاں حبیب	-۵۳۵
گجراتی	قاضی نجم الدین	-۵۳۶
تتری	مولانا نجم الدین	-۵۳۷
سندھی	قاضی نصر اللہ	-۵۳۸
دہلوی	شیخ نصیر الدین	-۵۳۹
گجراتی	شیخ نصیر الدین	-۵۴۰
کشمیری	مولانا نصیر الدین	-۵۴۱
جھونسوی	مولانا نصیر الدین	-۵۴۲
جونپوری	شیخ نصیر الدین	-۵۴۳
ہندولی	شیخ نصیر الدین	-۵۴۴
کاکوروی	شیخ نظام الدین	-۵۴۵
سندھی	شیخ نظام الدین	-۵۴۶

ذ

گجراتی	مولانا یوسف	-۵۸۲
سندھی	مولانا یوسف	-۵۸۵
بیجاپوری	یوسف عادل شاہ	-۵۸۶
دہلوی	شیخ یوسف قتال	-۵۸۷
سمرقندی	مولانا یوسف	-۵۸۸
سندھی	مولانا یونس	-۵۸۹

گجراتی	شیخ یعقوب	-۵۷۸
مانکپوری	قاضی یعقوب	-۵۷۹
گجراتی	شیخ یوسف بن احمد	-۵۸۰
ملتان	شیخ یوسف بن داؤد	-۵۸۱
گجراتی	شیخ یوسف بن سلیمان	-۵۸۲
تمیمی	شیخ یوسف بن عبداللہ	-۵۸۳



دال دال ساماندالون  
مورگال تا كون. ديلان  
دوران جانج نون

## جلد چہارم

دسویں صدی ہجری کے علماء و مشاہیر کا تذکرہ

Zaid a  
Na  
7



## ۱۔ شیخ ابراہیم احمد بخاری بہاری المشہور سلطان

م۔ ۲۰ رمضان ۱۹۱۲ھ

”الشیخ صالح“ ابراہیم احمد بن ابو احمد الحسن ابن الحسین العمری بلخی ہندی بہاری المشہور سلطان۔  
مشائخ فروریہ سہروردیہ میں سے تھے۔ مولد و نشاء صوبہ بہار ہے، اپنے والد سے علم کی تحصیل کی۔ اور  
طویل عرصہ تک ان ہی کی خدمت میں رہے اور ان کی رحلت کے بعد ۸۹۱ھ میں مشیخت کو مرتب فرمایا۔  
ان کے لڑکے محمد بن ابراہیم کے علاوہ اور بھی بے شمار افراد آپ سے مستفید ہوئے۔ ۱۹ رمضان المبارک  
۱۹۱۲ھ میں وفات پائی۔

(از غلام یحییٰ درحاشیہ شرح اذاب المریدین)

## ۲۔ سید ابراہیم بن احمد بغدادی

”بڑے عالم دین اور رہنما“ ابراہیم بن احمد بن الحسن الشریف الحسینی الجیلانی البغدادی اپنے  
دور کے اکابر شیوخ جو حضرت سید عبدالقادر جیلانی سے وابستہ تھے۔ اور اپنے دادا سے مستفید ہوئے۔

اپنے والد کی زندگی ہی میں ہندوستان تشریف لائے۔ اور کاپی میں طرح وطن ڈالی۔ کہ درس و افادہ شروع فرمادیا۔ ان کے درس میں تفسیر معالم التنزیل، جامع الاصول، بخاری، ابوداؤد و عوالم البغیہی و الملہاء القادریہ اکثر رہتی تھیں۔

شیخ نظام الدین ابن سیف الدین علوی کا کردی اور ان کے سوا بے شمار علماء و مشائخ آپ سے **تلامذہ** مستفید ہوئے۔ (بحوالہ کشف المتواری)

## ۳۔ شیخ ابراہیم بن الجمال سندھی

م۔ ۹۳۲ھ

”رہنمائے بزرگ“ ابراہیم بن الجمال المعنی السندھی۔ علمائے باعمل و صالحین میں سے تھے۔ ان کے معاصرین میں فقہ کے اندر کوئی ان کا ہم پلہ نہ تھا۔ قناعت کا یہ حال تھا کہ حکام دنیا اور مال کی طرف کبھی رغبت نہ کی۔ سدا اپنے گھر میں بیٹھے رہتے۔ اور فقر و افلاس کا رتی بھر خوف کبھی دل میں نہ لاتے۔ (بحوالہ آثار رحیمی)

## ۴۔ مولانا ابراہیم ابن فتح اللہ ملتانی المشہور بہ جامع

م۔ ۹۳۲ھ

”عالم بزرگ“ ابراہیم ابن فتح اللہ ملتانی المشہور بہ جامع۔ اپنے دور کے ممتاز الاقران اور مشہور تھے۔ مولد و نشاء ملتان ہے۔ اپنے والد سے پڑھا۔ اور برسوں ان سے استفادہ فرمایا۔ بعد ازاں خود درس و افادہ میں مصروف ہو گئے۔ تلامذہ میں آپ کے شاگردانہ مسجد اللہ ہیں۔ بیجا پوری نے آپ سے روایت کی ہے۔ یہ واقعہ تاریخ فرشتہ میں ہے کہ جب سلطان حسین بادشاہ ہند نے ملتان پر حملہ کر کے اس کا محاصرہ کیا۔ میں اس موقع پر ملتان میں اپنے والد ابراہیم الجمالی کے پاس ان کے گھر میں تھا۔ جب سلطان نے ملتان فتح کر لیا۔ تو اس کی فوج نے شہر میں داخل ہو کر لوٹ مچادی۔ اور رعایا کو اسیر کرنے لگے۔ اس میں میں بھی اپنے والد کے ہمراہ گرفتار ہو گیا۔ فوجیوں نے ہمارے گھر میں جھاڑو لگا دی۔ آخر وہ ہمیں وزیر کے پاس لے گئے۔ وزیر نے میرے متعلق کچھ حکم تحریر کرنا چاہا۔ میں عرض گزار ہوا۔

وزیر صاحب اور صنو کے بغیر کچھ نہ لکھیے۔ اس پر وہ دھنوکرنے بیٹھ گیا۔ میں نے موقع پا کر ایک کاغذ لیا۔ جس پر بوسیری کا یہ شعر لکھ دیا۔

فبالعینیک ان قلت اکف فاعمتنا  
وما لتلیک ان قلت امتفق بیهم

تیری آنکھوں کو کیا ہو گیا ہے کہ جب تو ان سے  
کتا ہے کہ بس اتویہ اور روتی ہیں۔ اولد تیرے دل کو  
کیا ہو گیا ہے کہ جب تو اس سے کتا ہے کہ بس اتو  
وہ اور غم کھاتا ہے۔

اور میں یہ شعر لکھ کر اپنی جگہ پر آ بیٹھا۔ اتنے میں وزیر اپنی جگہ پر پہنچا۔ اس کی نگاہ میرے شعر پر پڑی تو یہ شعر پڑھ کر اُسے میری طرف توجہ ہوئی۔ کیونکہ اس وقت وہاں میرے سوا اولد کوئی نہ تھا۔ وزیر نے مجھ سے میرا نام دریافت کیا۔ جب میرے والد کا نام سنا۔ تو دفعۃً میرے پاس آ کر مجھے رہا کیا۔ اپنے بدن پر سے قمیض اتار کر مجھے پہنائی۔ اور مجھے بادشاہ کے سامنے لے جا کر والد صاحب اور میرا دونوں کا تذکرہ کیا۔ شاہ حسین نے میرے والد کو بھی طلب کر لیا۔ اسی وقفہ میں علمائے دربار ہدایہ کے ایک مسئلہ پر مباحثہ کر رہے تھے۔ بادشاہ نے ہم دونوں کو رہا کر دیا۔ میرے والد نے اس مجلس میں مسئلہ زیر بحث پر جو تقریر فرمائی، تو حاضرین اور سلطان سب لطف اندوز ہوئے۔ بادشاہ نے میرے والد کو اپنے ہمراہ لے جانا چاہا، لیکن انہوں نے بڑھاپے کی وجہ سے معذرت چاہی۔ اور اس سے دو ماہ بعد دنیائے منہ موڑ لیا۔ یہ واقعہ ۹۳۲ھ میں رونما ہوا۔ (تاریخ فرشتہ)

## ۵۔ شیخ ابراہیم بن محمد ملتانی

بعہد سلطان ابراہیم گو لکنڈی

م۔ ۲۳ شوال ۹۴۲ھ

”بزرگ اور عالم نیک کردار“ ابراہیم بن محمد بن ابراہیم بن فتح اللہ الربیع الاسماعیلی الملتانی  
مجم البیدری۔ اپنے والد کی اکبر اولاد میں سے تھے۔ احمد آباد مولد و منشاء ہے۔ اپنے والد سے پڑھا۔  
اور طریقت بھی انہی سے حاصل کی۔ جس کی طفیل ان کی خلافت سے سرفراز ہوئے۔ رہد و تقویٰ اور  
فتاعت ان کے خصائص سے تھے۔ اہل دنیا کی طرف کبھی راغب نہ ہوئے۔ سلطان ابراہیم قطب الدین

نے آپ کو بار بار لکھنا کہ آنے کی دعوت پیش کی۔ مگر آپ نے اسے کبھی قبول نہ کیا۔

تصنیف | معدن الجواہر (عربی) اس کتاب میں اپنے والد کے احوال قلمبند فرمائے۔ اور یہ کتاب ان کے والد کے مطالعہ سے بھی گزری۔

وفات | ۲۳ ماہ شوال ۹۷۲ھ میں ہوئی۔

## ۴۔ قاضی ابراہیم بن محمد کالپوی

”رہنما و عالم وقاضی و فقیہ“ ابراہیم بن محمد السنواری الکالپوی۔ یکے از علمائے صالحین تدریس و تلقین مشغول تھا۔ و بحوالہ گلزار ابرار

## ۵۔ قاضی ابراہیم بن معین ابرہی

م۔ ۹۵۳ھ۔ مدفن دہلی۔

رہنمائے عالم علامہ ابراہیم بن معین الدین ابن عبدالقادر الحسینی الایرہی تم دہلوی۔ اپنے والد کے ممتاز افاضل سے تھے۔

اساتذہ | شیخ علیم الدین محدث۔ اور طریقت میں شیخ بہاؤ الدین ابن العطاء الجندی۔ مرتد نے آپ کے لئے عطیہ کی غرض سے کتاب رسالہ فی الاذکار والاشغال لکھا۔

صاحب ترجمہ نے ۹۲۰ھ میں دہلی کے اندر طرح اقامت ڈال دی۔ اور تدریس و تلقین معمول مقرر فرمایا۔ ہر علم و فن کی بیش قیمت کتابیں جمع کیں۔ جن کی تصحیح و تشریح اور حل مشکلات میں بے حد سعی فرمائی۔ آپ سماع سے محترم رہتے۔

مہر پیکر | شیخ رکن الدین ابن عبدالقدوس گنگوہی اور شیخ عبدالعزیز بن الحسن دہلوی۔ و شیخ نظام الدین بن سیف الدین کاکوردی اور دیگر بے شمار حضرات۔

شیخ عبدالملک محدث دہلوی نے اخبار الاخیار میں لکھا ہے کہ

میں نے علم میں ان کا ہم پلہ کسی کو نہیں پایا۔ جس کسی نے ان سے فائدہ نہیں اٹھایا۔ یا ان کے علم کا معترف نہ ہوا وہ بے انصاف اور بد نصیب ہے۔

**وفات** ۹۵۳ھ میں دہلی میں وفات پائی اور سلطان المشائخ کے جوار امیر خسرو کی تربت کے پاس  
آسودہ لحد ہوئے۔

## ۸۔ حاجی ابراہیم سرہندی

بعہد جلال الدین اکبر

م۔ ۹۹۲ھ۔ مدفن رنتھنبور

”رہنمائے دعالہ و حاجی“ ابراہیم سرہندی۔ کبار فقہا حنفیہ سے تھے۔ مفتی ابوالفتح ابن عبد الغفور  
تھانویسری اور دوسرے علماء سے پڑھا۔ جس کے بعد زیارت حرمین کے لئے شہر سال فرمایا تو وہاں شیخ  
شہاب الدین احمد ابن حجر تمیمی مکی سے حدیث پڑھ کر ہندوستان واپس تشریف لائے۔ اور امراد طوک کے  
تقرب حاصل کیا۔

مناظرے میں نہایت طلیق اللسان تھے۔ مخالفت پر یونہی چھا جاتے۔ سنسکرت میں بھی مہارت  
تھی۔ سلطان اکبر کی ہدایت پر اتھروں وید کا ترجمہ کیا۔ اور کجرات دکن کی صدارت پر متمکن ہوئے۔ مگر  
رشوت کے الزام میں معزول ہو کر دہلی طلب کر لئے گئے۔ چونکہ شیخ فتح اللہ شیرازی دابو الفتح کیلانی اور  
ابن المبارک پر طعن میں کف لسان نہ کرتے۔ اکبر نے آپ کو قلعہ رنتھنبور میں نظر بند کر دیا۔ جہاں رحلت فرمائی۔  
ان کی نعش پائین قلعہ میں ایک کپڑے کے اندر لپیٹی ہوئی ملی۔ سنا گیا کہ آپ نے خود کو ایک تھیلے میں  
پیپٹ کر جس کے ایک سرے پر رسی باندھ رکھی تھی۔ اور اس کا دوسرا سر قلعہ کے ایک کنگرہ سے باندھا  
ہوا تھا۔ خود کو فصیل قلعہ سے نیچے گرا دیا۔ مگر تھیلے کی رسی زمین پہ آنے سے پہلے ٹوٹ گئی۔ اور آپ  
پٹے پٹائے زمین پر گر کر راہی ملک عدم ہوئے۔

یہ واقعہ ۹۹۲ھ میں کوزا۔ (بحوالہ بدایونی)

## ۹۔ شیخ ابراہیم سندھی

م۔ ۹۹۱ھ

قاری بزرگ ابراہیم شطاری السندی۔ فن قرآن و تجوید میں ممتاز الافاضل۔ طریقت میں شیخ

محمد عارف گجراتی سے مستفیض اور ان سے لشکر محمد اور ان کے دوست عیسیٰ یحییٰ بن قاسم سندھی نے قرآن و تجوید کافن حاصل کیا۔

آپ کو مشہور بزرگ حضرت محمد غوث گوالیاری نے اپنا امام نماز مقرر فرما کر ۱۲ سال تک آپ کے پیچھے نماز پڑھی۔

**وقات** ۹۱ھ میں برہان پور میں آسودہ لحد ہوئے۔ (بحوالہ گلزار ابرار)

## ۱۰۔ شیخ ابراہیم بروہی

(بعہد امیر برہان پور محمد شاہ فلاحی  
م ۹۰۹ھ)

بزرگ عالم ابراہیم شطاری بہرائچی گجراتی۔ ان مشائخ میں سے تھے جو مرجع عوام کا درجہ حاصل کر لیتے ہیں۔ طریقت میں شاہ محمد غوث گوالیری (مصنف الجواہر الحسنیہ) اور دوسرے بزرگوں سے مستفیض ہونے کے بعد گجرات سے برہان پور تشریف لائے۔ جہاں امیر میراں محمد شاہ فاروقی اور وزیر زمین الدین اعلیٰ نے آپ سے بیعت ہوئے۔

صاحب وجد و حال تھے۔ ۹۰۹ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ ایک صاحب نے خلیل الرحمن سے ان کا سال رحلت نہکا لایا ہے۔ (بحوالہ گلزار ابرار)

## ۱۱۔ مولانا ابوالبقا خراسانی

(بعہد سلطان بابر ہمایوں)

م ۳۰ جمادی الاولیٰ ۹۴۸ھ

”وہ نجاتی عالم و علامہ ابوالبقا ابن عبدالباقی ترقی الدین محمد الحسینی الخراسانی علوم حکمیہ میں ممتاز۔ سلطان بابر شاہ کی مصاحبت سے سرفراز تھے۔ ان کے ہمراہ آئے اور آگرہ میں سکونت پذیر ہو کر طرح تدریس ڈال دی۔ برسوں یہ شغل جاری رکھا۔ اور جب ہمایوں ایران گئے تو آپ بھی ان کی مشایعت میں تھے۔ اور ان کے ہمراہ سندھ میں بھی مدتوں رہے۔ جب سلطان ہمایوں نے حمیدہ بیگم سے

نوٹ: تذکرہ ۱۳ کتاب کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں



عقد کیا تو خطبہ نکاح آپ ہی نے پڑھا۔ بادشاہ نے دو ہزار چاندی کے سکے نذر کئے۔ اور آپ کو ایک خط دے کر بھکرے بھجوا دیا۔ جہاں آپ کو ۹۲۸ھ میں قتل کر دیا گیا۔ جس کا تذکرہ گلبدن بیگم نے اپنی تصنیف "بہالیوں نامہ" میں کیا ہے۔

مرزا نظام الدین نے طبقات میں لکھا ہے کہ سلطان بہالیوں نے مولانا کو ایک خدا دے کر یادگار ناصر کی طرف قندھار بھجوا دیا۔ تاکہ وہ اپنے لشکر کو واپس بلا لے۔ مولانا وہاں سے لوٹ کر سلطان بہالیوں کی خدمت میں آئے۔ تو قلعہ بھکرے کے قریب ایک گروہ نے ان پر تیر برسنا شروع کر دئے جن سے وہ بگیرائے ملک عدم ہوئے۔ یہ واقعہ ۹۲۷ھ میں رونما ہوا۔ مگر صحیح یہ ہے کہ مولانا نے ۳۰ جمادی الاخریٰ ۹۲۸ھ بروز چہار شنبہ رحلت فرمائی۔

## ۱۵۔ شیخ ابوبکر اکبر آبادی

(بعہد سلطان اسکندربین بہلول لودھی)

عالم دینی رہنما ابوبکر قرشی الحنفی اکبر آبادی۔ اپنے زمانہ کے ممتاز علماء سے تھے۔ سلطان اسکندربین بہلول لودھی کے زمانہ میں آگرہ آئے۔ اور وہیں طرح اقامت ڈال دی۔

شرح وصایا محمد بن الحسن شیبانی و شرح علی اصول البزدوی۔ موضع جوگی پورہ

نواح آگرہ میں آسودہ لحد ہوئے۔ (بحوالہ گلزار ابرار)

## ۱۶۔ شیخ ابوسعید کالپوی

م ۹۶۶ھ

رہنمائے عالم ابوسعید بن سید راہو الحسینی الکالپوی۔ شعر و ادب اور انشائیں فخر اقران۔ اصل وطن چندیری جہاں سے منتقل ہو کر کالپی سکونت فرما ہوئے۔ کثیر الشعر تھے۔

شعراے قدیم کے کلام پر خوب خوب تلمیذ کی مشغلہ درس بھی جاری تھا۔ کالپی

نواح آسودہ لحد ہوئے۔

(بحوالہ گلزار ابرار)

”رہنمائے فاضل“ ابو سعید ابن زین الدین حنفی بھکری۔ فقہ و اصول فقہ اور ادب میں بہت بلند پایہ رکھنے والے تھے۔ ذہن و ذکاوت کے اعتبار سے عالم میں ضرب المثل تھے۔ (بحوالہ تحفۃ الکرام)

## ۱۸۔ شیخ ابو الغیث بخاری

م ۹۹۵ھ

”رہنمائے عالم و فقیہ“ ابو الغیث الحسینی البخاری یکے از علمائے صالحین۔ آپ نے مشائخ کبار سے استفادہ کیا۔ اور عالی مرتبہ ہوئے۔ امرا و بلوک کے قریب پہنچے۔ باایں ہمہ طریقہ ہائے ظاہریہ و صلاح و تقویٰ اور بذل و سخاوت و حسن معاملہ و صدق لہجہ و صلف صالحین کے اقتدا و انہماک فی العبادت و افادہ میں مصروف رہتے۔

بدرایونی نے لکھا ہے کہ باوجودیکہ اللہ نے انہیں مال حلال و جاہت بے حساب کے ساتھ عزت و شرف بخشا تھا۔ لیکن نماز باجماعت پڑھنے میں کبھی کوتاہی نہیں کی۔ تکبیر تحریمہ علالت میں بھی ترک نہیں ہونے دی۔ مرض قولنج سے شہر لکھنؤ میں ۹۹۵ھ داعی اجل کو لبیک کہا۔ جہاں سے آپ کی نعش دہلی لائی گئی اور اپنے اسلاف کے مقبرہ میں دفن ہوئے۔ بدرایونی نے آپ کا سال وفات میرستودہ سیر سے مستخرج فرمایا ہے۔

## ۱۵۔ ابو الفتح بن جمال مکی (اکبر آبادی)

(بعہد سلطان اسکندر ابن بہلول لودھی)

م ۹۵۳ھ

”رہنمائے عالم فقیہ“ ابو الفتح ابن جمال الدین عباسی مکی الہندی اکبر آبادی اصل وطن مشرق و اہل۔ مگر مکہ معظمہ میں طول اقامت کی وجہ سے مکی مشہور ہو گئے۔ سلطان اسکندر ابن بہلول لودھی کے عہد میں آگرہ کو وطن بنا لیا۔ اور ۲۲ رمضان ۹۵۳ھ کو یہیں داعی اجل کو لبیک کہا۔ آپ کی نماز جنازہ شیخ

تذکرہ مکی کتاب کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں۔

رفیع الدین محدث شیرازی نے پڑھائی۔ اگرہ میں ہی آسودہ لحد ہوئے۔ (بحوالہ اخبار الاصفیاء)

## ۱۶۔ الحکیم ابو الفتح بن عبد الرزاق گیلانی

(بعہد سلطان اکبر شاہ تیموری)

م ۹۹۶ھ

”رہنمائے عالم العلامتہ“ شیخ الدین ابو الفتح ابن عبد الرزاق شیعہ گیلانی علوم حکمیہ میں فخر زمان مولد و نشاء گیلان، اپنے والد سے تحصیل علوم کے ساتھ دوسرے علمائے صبی پڑھا۔ ۹۷۲ھ میں شاہ ظہاسپ صفوی کے عہد میں اپنے ہر دو برادران، بہائم اور نور الدین کے ہمراہ ایران سے ہندوستان وارد ہوئے۔ یہ زمانہ اکبر شاہ تیموری کا تھا۔ صاحب ترجمہ کو علوم حکمیہ کے ساتھ شعر و سخن میں بھی نام حاصل تھا۔ ذکاوت و ذہانت میں ممتاز اور طبابت میں حاذق تھے۔ بادشاہ اکبر کے مقرب خاص ہو گئے، بدایونی نے انہیں زندقہ و الحاد سے اس حد تک مستحکم کیا ہے کہ ان کے نام سے الحاد و زندقہ و بدایونی میں مثال دی جاتی ہے۔ بقول اکبر کے دل میں اس سے نفرت انہوں نے ہی پیدا کی۔

عبدالرزاق خوانی نے مآثر الامراء میں ان کے متعلق لکھا ہے کہ آپ نہایت ذہین۔ سخی محسن و کریم النفس تھے۔ جس کسی کو کچھ دیتے کبھی احسان نہ جتاتے۔ ان کے بھائی ان کے متعلق فرماتے کہ وہ محض دنیا تھے، سلطان ان کی ہر دہ راستہ کو صواب سمجھتا۔ وہ عبد الدہیم والدینار ہی تھے۔ مصنف بھی تھے۔ ان کے تصانیف مندرجہ ذیل ہیں۔

شرح قانونیچہ - شرح اخلاق ناصری - چارباغ<sup>۳</sup> جس میں اپنے احباب

کی طرف خطوط مرقوم ہیں)

**تصانیف**

وفات ۹۹۶ھ - مدفن حسن ابدال (پنجاب ہے)

**وفات**

لے مگر آذاد نے ان کے عقائد و اعمال پر آب حیات کا اہل باغ دے کر سب کو دھو دیا ہے۔

## ۱۷۔ المفتی ابو الفتح بن عبد الغفور تھانی شری

م ۹۷۶ھ

”رہنمائے امام العالم کبیر“ المفتی ابو الفتح بن عبد الغفور بن شرف الدین العمری المنفی التھانی اپنے دور کے اکابر علماء سے تھے۔ عوام و خواص ان کے علم و فضل کے معترف تھے۔

نحو و فقہ و اصول قاضی محمد فاروق سے اور مقولات شیخ حسین بکری سے پڑھے۔

**اساتذہ**

آگرہ میں سکونت پذیر ہو گئے۔ شیخ رفیع الدین محدث شیرازی کے ہمسائے میں سکونت اختیار کی۔ ان سے حدیث پڑھی اور آگرہ میں مسلسل پچاس سال تک درس و افتادہ فرمایا۔

شیخ افضل محمد تمیمی و قاضی ناصر الدین و حاجی ابراہیم سرہندی و شیخ عبدالقادر بدایونی و کمال الدین حسین شیرانی اور دیگر بے شمار اہل علم ہیں۔

**تلامذہ**

۸ جمادی الاولیٰ ۹۷۶ھ آپ کے ایک دوست نے تاریخ وفات موت مفتی سے نکالی ہے۔

**وفات**

## ۱۸۔ شیخ ابو الفتح بن محمد مینری المشہور بہ سرمست

(بعہد سلطان بہالیوں تیموری)

م ۹۲۶ھ

”رہنمائے نیکو کردار و بزرگ“ ابو الفتح بن محمد بن العلاء مینری۔ نام ہدیۃ اللہ شطاری المشہور یہ ”سرمست“ مولد و نشا مینر۔ اپنے والد کے سامنے زانوئے تلمذتہ کیا۔ برسوں مصروف بہ استفادہ اور مرتبہ شیخو خیت پر پہنچے۔

صاحب گلزار ابرار محمد بن الحسن نے لکھا ہے کہ سلوک کی تمام منازل اپنے والد سے پوری نہ کر سکے۔ لہذا شیخ حمید کا دامن پکڑا۔ جنہوں نے آپ کو مدتوں اشتغال و اذکار میں مصروف رکھنے کے بعد جب آپ کامل ہو گئے تو خرقة عطا فرمانے کے بعد کچھ مدت اور اپنی خدمت میں رکھا اور نہ صرف خود ان سے خرقة حاصل کیا۔ بلکہ خود کو ان سے منسوب بھی کیا۔

۹۴۶ء میں سلطان ہمایوں آپ سے قصبہ منیر میں ملاقات کے بعد اپنے ہمراہ لے گیا۔ مگر جب حاجی پور پہنچے۔ تو صاحب ترجمہ ہمایوں سے الگ ہو کر وہیں رہ گئے اور وہیں وفات پائی۔

## ۱۹۔ ابوالفضل خطیب گادرونی

(بعد سلطان محمد بن محمد گجراتی)

”عالم کبیر بزرگ علامتہ“ اپنے دور کے مشہور ارباب تدریس سے تھے، مولد و منشا شیراز ہے۔ علامہ جلال الدین محمد بن اسعد صدیقی دوانی و دیگر علمائے مشہورین سے پڑھا اور ہندوستان آکر گجرات میں طرح اقامت ڈال دی۔ یہ دور سلطان محمود بن گجراتی کا تھا۔ تدریس شروع فرمادی۔ شیخ مبارک بن خضر ناگوری اور بے شمار حضرات نے آپ سے پڑھا۔

بیضاوی پر حاشیہ

تصنیف

مندوی نے آپ کو شیراز کی طرف منسوب کیا ہے اور ابن المبارک نے گادرون کی طرف۔

## ۲۰۔ شیخ ابوالفضل استرآبادی

مرہٹوں نے عالم اکبر ابوالفضل الحسینی الشافعی استرآبادی۔ علوم حکمت میں بر سر عنوان تھے۔ علامہ دوانی (جلال الدین محمد بن اسعد دوانی) سے پڑھا۔ اور ہندوستان آکر گجرات کو وطن ثانی بنا لیا۔ آپ کے شاگردوں میں عبدالعزیز بن محمد گجراتی اور دوسرے بے شمار افراد ہیں۔ مکہ معظمہ میں اپنے شاگرد عبدالعزیز کے پاس تشریف لے گئے اور انہوں نے ان کی بڑی قدر و منزلت کی۔ وہ عبدالعزیز ابن حجر قشیری سے ملاقاتی ہوئے۔ جس کا تذکرہ ابن حجر ہی نے اپنی کتاب ریاض الرضوان کے اندر ان فقہوں میں کیا ہے کہ میں نے عبدالعزیز کے ہاں ابوالفضل استرآبادی سے ملاقات کی۔ وہ شافعی تھے۔ ان کے سامنے اُس وقت کتب شافعیہ میں مندرج ایک مسئلہ تھا۔ جسے وہ اس وقت ہونے کے باوجود مشکل مسائل میں سے سمجھ رہے تھے۔

وہ مسئلہ یہ تھا کہ اگر نمازی نماز میں ٹمبنا کوئی ایسی حرکت کرے جس سے سجدہ سے سہولاً لازم آتا ہو تو آیا سجدہ سہو کرے یا نہ۔ اس کا جواب علامہ رافعی شافعی نے اپنی کتاب الریزہ میں دیا ہے۔ کہ سہو

عمد اور سہو خطا دونوں پر یکساں سجدہ سہو لازم آتا ہے۔ جس میں اور مشکل ہے۔ کہ فقہاء تو بعض میں سجدہ پر متفق ہیں۔

میں (ابن حجر) نے ان سے یہ بات سن کر کہا کہ آپ کے اس فرمان پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ شوافع کی ابتدائی کتابوں میں تو یہ مسئلہ مذکور ہے۔ مگر اکابر شوافع اسے ان کتب مہمات تک نہیں لے گئے جن کتابوں کے اندر اذوقیق و عجیب مسائل کے ساتھ نہایت دلچسپ مباحث و ترجیحات وغیرہ فیما بین مذکور ہے۔ جن میں ان کے بعض مشفق منفرد ہیں اور کسی مسئلہ میں مختار بھی ہیں۔

اور ایسے ۴ مسائل ان کی ان کتابوں کے آخر میں ہیں یعنی در کتاب فلیس و تشطیر و صدق و دوریات الوصایا وغیرہ تو یہ اب تک چھوٹے نہیں رہے۔

اور نہ وہ اس قابل سمجھے گئے کہ ان کی طرف سے قطع نظر کر لیا جائے ابن حجر فرماتے ہیں :- اس پھر میں نے ان سے کہا کہ حالت نماز میں تو سجدہ سہو صرف سہو میں ہے جسے نمازی نے بھول یا کابل سمجھا۔ لیکن جب اس (نمازی) نے خود عمداً بھول سمجھا تو اس پر عمل نہ کیا۔ کہ اس کے نزدیک یہ کمی سہو تھا ہی نہیں۔

اور اس بارے میں معتقد یہ یہ جبر نہیں کہ وہ ضرور سجدہ سہو ادا کرے۔ کہ تلافی کا سجدہ سہو کا بار تو کمی میں سہو پر ہے یا زیادتی پر!

(امام ابو حنیفہ اور دوسرے اکابر کے نزدیک معتقد پر کفارہ بھی نہیں کہ اس کا گناہ کفارہ سے بہت بڑا ہے۔ جیسا کہ ظہار اور مجامعت و رمضان کے دن کا معاملہ ہے کہ اس نے عمداً یہ حرکت کی۔ ہم شوافع کے لئے اور ابن حجر بھی شافعی ہی تھے یہ دلیل مفید ہے۔ یا وجودیکہ ہمارے اور ان کے درمیان کچھ ترقی بھی ہے۔

د قول ابن حجر بعد انہاں میرے اور ان کے درمیان دل میں کوئی خیال نہ رہا۔ اور دونوں نے شاداں و زماں یہ مجلس برخواست کر دی۔ میں نے اس کے دیرے مقابل کے پاس مسئلہ فیما بین میں نہ تیرا انصاف تھا اور نہ معرفت و تبحر در علم و بزرگی۔ کہ وہ میرے مقابلہ میں ہم پلہ ہی ہوتے۔

## ۲۱۔ شیخ ابوالقاسم بن احمد مکی

م ۹۲۵ھ

عالم بزرگ محدث ابوالقاسم بن احمد بن محمد بن محمد بن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن فہد الشرف  
ابن محمد بن المحب ابو بکر ابن التقی العاشمی الشافعی المکی۔ جو اپنے اہلداد کی مانند ابن فہد کھواتے۔ شب  
ثنبہ ۱۲۔ ربیع الاول ۹۲۵ھ کو مکہ مبارکہ میں پیدا ہوئے اور سن رشد میں قاہرہ و دمشق کے علما سے  
سند و اجازت کے بعد ہندوستان آ کر گجرات میں طرح اقامت ڈال دی۔ جہاں برسوں قیام کے  
بعد بڑھا پلے میں مندو کا قصد فرمایا۔ اور یہیں وفات پائی۔

محمد بن عمر مصفی نے اپنی کتاب ظفر الراحہ کے اندر لکھا ہے۔ کہ آپ ہندوستان میں اپنے والد  
اور عم بزرگوں کے قلم سے لکھی ہوئی فتح الباری اپنے ساتھ لائے تھے۔ جو ایک بادشاہ کی نذر کی۔ اور  
گجرات سے مندر کا سفر آپ نے سلطان محمود شاہ بیلہ کی رحلت کے بعد کیا۔ آپ نے مند و ہی میں  
وفات پائی انہی برس کی عمر سے زیادہ ہیں!

## ۲۲۔ شیخ ابو محمد تمیمی برہسان پوری

م ۹۹۲ھ

”الشیخ العالم الصالح“ ابو محمد بن خضر بن بہاؤ الدین تمیمی برہسان پوری ہندوستان کے مشہور شیخ  
سے تھے۔ ۹۲۸ھ میں برہسان پور کے اندر پیدا ہوئے۔ اپنے دور کے ممتاز اساتذہ سے پڑھا۔ اور  
شیخ فضل اللہ جو پوری برہان پور بارادہ حج تشریف لائے تو ان سے بیعت کی۔ پھر شیخ جلال الدین  
ابن نظام الدین بن نعمان برہان پوری کی بیعت ہوئے۔ اور ۹ سال تک ان کی خدمت و صحبت میں  
رہے۔ صائم النهار اور قائم اللیل تھے۔ قلیل شے پر افطار کرتے۔

جب ان کے مرشد جلال الدین فوت ہوئے۔ تو حج کا سفر اختیار کیا۔ جب احمد آباد میں داخل  
ہوئے تو شیخ فضل اللہ ممدوح الصدر سے ملاقات ہوئی۔ جن کی خدمت میں کچھ مدت تک رہے  
اور ان کی صحبت سے استفادہ فرمانے کے بعد حرمین شریفین روانہ ہو گئے۔

تکمیل حج و زیارت کے بعد مکہ مکرمہ میں شیخ علی متقی (علی بن حسام الدین متقی برہان پوری) کی ملاقات ہوئی۔ جن سے بے شمار فیوض حاصل ہوئے۔ اب ہندوستان لوٹے تو شیخ فرید الدین پسر عالم لنگی کی صحبت میں سالہا سال گزار دئے۔

ان کے مریدوں میں شیخ محمد بن فضل اللہ برہان پوری ہیں۔ ۲۳ محرم ۹۹۲ھ میں برہان پور میں وفات پائی اور مقبرہ شیخ کے اندر آسودہ لحد ہوئے۔

## ۲۳۔ قاضی ابو المعالی البخاری اکبر آبادی

(بعد سلطان اکبر شاہ تیموری)

رہنما و عالم فقہ۔ ابو المعالی حنفی بخاری۔ فقہ و اصول میں ممتاز الاقران تھے۔ ۹۹۰ھ میں ہندوستان وارد ہوئے۔ یہ زمانہ اکبر شاہ تیموری کا تھا۔ آگرہ میں طرح اقامت ڈال دی آپ سے مولانا عبد القادر بدایونی اور دیگر بے شمار افراد نے پڑھا۔

حُبُّ الْفَقْهِ سَاثِدٌ وَدَقٌّ فِيهِ هَيْسٌ جِسْمٌ كِي ابْتَدَأَ مِنْ الْفَاظِ سَعَى كِي هَيْسٌ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَ الْعِلْمَ هَدًى إِلَى الدَّرَجَاتِ الْعُظْمَى "جس کا نسخہ خدا بخش

تصنیف

خان لاٹبریری پٹنہ میں ہے۔

## ۲۴۔ شیخ ابو الواحد ہروی

(بعد شہنشاہ بابر تیموری)

"رہنمائے عالم دین" ابو الواحد ابن وجیہ الدین ہروی۔ اپنے معاصرین میں ممتاز تھے۔ ایک فتنہ کی وجہ سے قندھار کا سفر اختیار کیا اور پھر دوبارہ مراجعت فرماتے ہندوستان ہوئے۔ یہاں بابر شاہ تیموری کے دربار میں عالی مرتبہ حاصل کیا۔ اور آپ خوش و خرم رہنے لگے۔ فارسی میں نہایت عمدہ شعر کہتے، ازال جملہ سے

چوں تیر خود کوشی از سینہ ام بگذار پیکار را  
مراد دل دہ کہ تا مردانہ در را بہت دہم جاں را



۹۲۰ھ میں آگرہ میں وفات پائی، اور شیخ زین الدین خوانی کے مدرسہ میں مدفون ہوئے۔

## ۲۵۔ شیخ ابو یزید برہان پوری

م ۹۹۹ھ

رہنمائے بکو طینت فقیہ ابو یزید ابن لشکر محمد برہان پوری یکے از مشایخ "عشقیہ شطاریہ" اپنے والد اور شیخ جیسے ابن القاسم سندھی سے طریقت میں استفادہ کے بعد سند شیخو خیمت پر متمکن ہوئے۔ اور صبر و قناعت و زہد و تقویٰ اور توکل کے ساتھ اپنی عمر کا بقیہ حصہ اقادہ و عبادت میں صرف کر دیا۔ (بحوالہ گلزار ابرار)

## ۲۶۔ مولانا اثیر الدین کاہانی (سندھی)

رہنمائے عالم محدث اثیر الدین ابن عبدالعزیز البہری تم کاہانی سندھی۔ صلاح و تقویٰ میں معروف۔ ۹۲۸ھ میں ہرات سے سندھ میں وارد ہوئے۔ "کاہان" درنواح سیستان (سندھ) میں سکونت اختیار فرمائی۔ متنوع الفنون کے درجہ پر تھے۔ اپنے والد سے حدیث پڑھی۔ اور آپ سے بے شمار افراد سندھ نے استفادہ کیا۔ تدریس و افادہ مشغلہ ہی تھا (بحوالہ نہاندی در کتابش المآثر) "نہاندی نے اپنی کتاب المآثر میں ان کا ذکر کیا ہے"

## ۲۷۔ شیخ احمد بن ابوبکر حضرمی

رہنمائے نیک طینت۔ نام احمد بن ابوبکر بن عبداللہ عبیدروسی الترمذی الحضرمی المشہور ببا فقیہ صاحب السبک (یا السبک برہاشیہ فن) شافعی احمد نگری۔ یکے از اولیاء السالکین۔ ہندوستان آکر شہر احمد نگر میں سکونت اختیار فرمائی اور وہیں رحلت کی۔

## ۲۸۔ شیخ احمد بن ابوالفتح غازی پوری

عالم بزرگ و فقیہ۔ اصول فقہ و ادب میں ممتاز۔ مولد غازی پور، اپنے والد کے سوا دوسرے

اساتذہ سے بھی پڑھا۔ زمانیہ (درنواح غازی پور) میں اقامت گزین ہوئے۔ تدریس کا مشغلہ اختیار کر لیا۔ (بحوالہ عاشقہ)

## ۲۹۔ شیخ احمد بن اسحاق سندھی

۱۹۳۶ء

شیخ فاضل احمد بن اسحاق سندھی۔ علمائے صالحین سے تھے۔ مولد و منشاء سمر زمین سندھ ہے شیخ عبدالرشید سندھی سے پڑھا۔ کرسنڈ تدریس آراستہ فرمائی۔ دین دار اور پارا تھے۔ ان کے کرامات و مکاشفات اور عجیب عجیب واقعات مشہور ہوئے۔ مدفن ہاکہ لندن میں ہے۔ ۱۹۳۶ء میں وفات پائی

## ۳۰۔ شیخ احمد بن اسماعیل ظفر آبادی

۱۹۹۶ء

المشہور بہ احمد نور۔ بزرگ عالم قاضی احمد حسین واسطی ظفر آبادی چارہ اسطوں سے ابو العیث قطب الدین ظفر آبادی کی اولاد سے ہیں فقہ حنفیہ میں ماہر تھے منصب قضا کو ردی بخشا اور اپنے نام کی مناسبت سے تریہ احمد نور آباد تعمیر کرایا۔ کثیر الدروس و افتادہ ہے۔ کچھ ادب پر تیس برس کی عمر میں ۱۹۹۶ء میں وفات پائی۔ (تجلی نور)

## ۳۱۔ شیخ احمد بن اسماعیل مندوی

بزرگ عالم و محدث احمد بن اسماعیل قادری مندوی فقہ و حدیث میں فائق الاقرون تھے۔ حرمین شریفین کا سفر کیا۔ ادب شیخ محمد بن الحسن بکری شافعی کی خدمت میں برسوں رہ کر استفادہ کیا۔ (گلزار ابرار)

## ۳۲۔ شیخ احمد بن بدر الدین مصری

م ۲۶ رمضان ۹۶۲ھ

شیخ العالم المحدث لقب شہاب الدین نام احمد پسر بدر الدین عباسی شافعی مصری الہندی  
الکبرانی۔ علم و فضل میں نامور اور صلاح و تقویٰ میں مشہور۔ شیخ عبدالقادر عیدارسی نے ان کا تذکرہ اپنی  
کتاب النور السائر کے اندر ان لفظوں میں کیا ہے۔

سال ولادت ۹۳۳ھ اور مولد مصر ہے۔ وہیں کے اساتذہ سے پڑھا۔ ازاں جملہ شیخ الاسلام  
زین الدین زکریا انصاری و شیخ العلامہ برہان الدین ابن ابوالشریف و شیخ الہمام نور الدین مکی اور  
شیخ کمال الدین الطویل و شیخ زین الدین الغزالی و شیخ نور الدین ملتجی ہیں۔

شیخ الاسلام ابو العباس طنبدادی بکری سے زید کے اندر ۹۳۶ھ میں یک جائی کا اتفاق ہوا  
اور ان سے استفادہ بھی کیا

**تصانیف** شرح المنہاج نوی (در فقہ) شاطبیہ (قرآءة) العہدۃ المفدسی (الحدیث) الاربعین  
علم لسانیات و ہیئت اور تقویم میں ید طولی تھا۔ تقویٰ کے میں فائق ہونے کی وجہ سے  
تلیل الاختلاط تھے۔ کتاب و سنت اور طریقہ سلف صالحین پر تکیہ تھا۔

**ایک عجیب واقعہ** ان کی ولادت سے قبل ان کے والد اپنے زمانہ قیام شام میں صلح فرما  
ہو گئے۔ تو انہوں نے بواسطہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی صحت کے  
لئے دعا کی۔ خواب میں دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے کندھے پر تھپکی دے کر فرمایا کہ اے  
ابو احمد کھڑے ہو جاؤ تو یہ صحت یاب ہو گئے۔ وہ ان کے والد اپنی بیوی کو مصر کے اندر حادثہ  
میں چھوڑ آئے تھے۔ جن کے بطن سے فرزند متولد ہوا۔ اور اس کا نام احمد رکھا گیا۔ تب ان کی کنیت  
ابو احمد قرار پائی۔

صاحب ترجمہ ابو احمد کو بے شمار شعر ضبط تھے۔ عبداللہ بن باکیر نے جو مکہ معظمہ کے اندر ۹۲۳ھ  
میں فرودکش تھے۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ مصر سے ایک عالم مکہ معظمہ میں آکر وہیں مقیم ہو گئے۔ یہ صاحب  
ایک روز حرم شریف میں ممبر پر آکر وعظ فرمانے لگے۔ تو خطبہ افتخاریہ میں المیزین والصلوة

والسلام علی رسول اللہ کے بعد فرمایا۔ میرے والد نے میرے عہد بلوغ مجھے یہ شعر سنائے۔  
 اگر تو عورت سے رہنا چاہتا ہے اور تکالیف سے محفوظ رہنا چاہتا ہے اور  
 تجھے اپنے گناہوں کی بخشش کی خواہش ہے۔ تو اپنی زبان سے بری بات نہ کہہ۔  
 کیونکہ برائیاں اور لوگوں کے اندر بھی ہیں اور ان کی زبانیں بھی ہیں۔  
 اور اگر تیری آنکھ نے تجھے راستہ دکھایا ہے۔ تو تو چشم پوشی کر اور کہ لے آنکھ!  
 اور لوگ زیادہ آنکھ دالے ہیں۔  
 اور تو اچھے طریقے سے زندگی بسر کر!  
 اور جو تجھ پر زیادتی کرے۔ اس سے چشم پوشی کر!  
 اور بدی کو نیکی سے دور کر۔

واللہ وہ بہت بڑے عالم تھے تمثیل بیان کرنے میں۔  
 اور واللہ وہ عالم فقہ تھے اور ان کی عورت بے داغ تھی۔ ماسوائے ازیں  
 کہ وہ لوگوں کی مدارات نہ کرتے۔ حالانکہ دوسروں کی مدارات بہت بڑی خوبی

ہے۔

شب جمعہ ۲۴ رمضان المبارک ۹۹۲ھ ہجری میں احمد آباد میں داعی اجل گویک کہا اور  
 وہیں آسودہ خاک ہوئے۔ (بحوالہ النور السافر)

## ۳۳۔ شیخ احمد بن جعفر بکراتی

م ۱۲ شعبان ۹۷۲ھ

شیخ عالم صاحب تجوید۔ نام احمد بن جعفر ابن محمود حسینی سندھی بکراتی۔ قرآن و تجوید اور دیگر تمام  
 علوم میں ممتاز الاثر ۸۰۰ھ میں بکرات کے اندر متولد ہوئے وہیں پروان چڑھے۔ اپنے والد اور  
 دوسرے علما سے پڑھنے کے بعد مسند تدریس آراستہ فرمائی۔ مدت تک یہ مشغل رہا۔ پھر حج و زیارت  
 کے لئے گئے۔ واپسی پر بکرات تشریف لے آئے اور تالیف درس و تدریس فرمائی۔ اور بروز دو شنبہ  
 ۱۲ صفر ۹۷۲ھ میں وفات پائی۔ (قرآن احمدی)

## ۳۴۔ شیخ احمد بن جلال گجراتی

م ۹۸۸ھ

شیخ صالح احمد بن جلال ازجا پانیر گجرات دکن یکے از مشائخ عشقیہ شطاریہ بہ سوں شیخ صد الدین ابن محمد جا پانیری بڑو دی کی خدمت میں ملازم رہے ان کی بیعت سے مشرف ہوئے اور ان کے اذکار و مشاغل عبادت سے استفادہ فرمایا۔ حتیٰ کہ مرتبہ مشیخت پر فائز ہو گئے۔ صاحب وجد و حال تھے ۹۸۸ھ میں برودہ میں انتقال کیا۔ اور وہیں دفن ہوئے۔ (گلزار ابرار)

## ۳۵۔ شیخ احمد بن خطیر گوالیاری

(بعہد سلطان ہمایوں تیموری)

م ۹۴۵ھ

شیخ فاضل، لقب فرید الدین احمد لیسر خطیر الدین گوالیری المشہور بہ شیخ پھول صاحب دعوت ہونے کے ساتھ قبول عام سے بہرہ مند تھے۔ حمید الدین شطاری کے مرید۔ اور ان سے ان کے بھائی محمد الغوث مصنف جو اہر خمسہ و شیخ جلال الدین توی و مولانا فرلی اور دیگر بے شمار حضرات مرید تھے کہا جاتا ہے کہ بادشاہ ہمایوں تیموری نے ان کی بیعت کی۔ یہ تذکرہ محمد بن الحسن نے گلزار ابرار میں کیا ہے۔ اور عبدالرزاق نے اپنی کتاب قاشرا الامرایس لکھا ہے کہ

شیخ پھول نے طریقت حاصل کی۔ شیخ قیص بن ابوالحیات سواد صوری سے غالباً طریقہ قادریہ میں نگر یہ بات ہماری مقدم الذکر بات کے خلاف نہیں کہ انہوں نے شیخ حمید شطاری سے اخذ طریقت کی۔ اور بادشاہ ہمایوں تمدان کے صلاح و تقویٰ کا معتقد تھا جو جلالت و خلوت بہر مقام پر ان کی خدمت میں باریاب ہوتا۔ حتیٰ کہ شیخ صمد درج ان کی مشایعت میں بنگالی تشریف لے گئے اور ایک مدت تک بخت آباد گور میں اقامت گزیر رہے پھر ہمایوں نے آپ کو اپنے بھائی ہندال کے پاس خط و کہ بھیجا جو اگر وہیں بغاوت کی تیاری کر رہا تھا۔ شیخ نے ہندال کو ہمت سمجھایا۔ مگر اس پر بغاوت کا بھوت مسلط ہو چکا تھا۔ اس نے الطائش کو قتل کر دیا۔ یہ واقعہ ۹۴۵ھ میں رونما ہوا۔ شاہ محمد

غوث صاحب شیخ کے بھائی نے ان کی تاریخ وفات "فقد مات شهيداً" سے مستخرج کی اور شہر  
بیانہ کے قلعہ کی پشت پر ان کو دفن کیا گیا۔

## ۳۴۔ شیخ احمد بن خلیل بیجاپوری

د بعد سلطان علی عادل شاہ

م ۹۸۰ھ

شیخ فاضل احمد بن خلیل بن احمد بیجاپوری۔ عالم دین اور محدث تھے۔ ہندوستان کے مشہور  
اساتذہ سے پڑھا۔ اور حرمین شریفین تشریف لے جا کر حج و زیارت سے فراغت کے بعد حجاز کے  
ائمہ عصر سے حدیث پڑھ کر ہندوستان واپس تشریف لے آئے تو بادشاہ علی عادل شاہ نے آپ  
کو اپنے مقرب کار تہہ بخشا۔ جو خلوت و جلوت دونوں میں اُنہیں اپنے ساتھ رکھا۔  
شیخ نے بنگلہ کے جوار میں موضع کندرگی میں رحلت فرمائی۔ ان کے ایک مرید نے لفظ فرشتہ  
سے ان کی تاریخ رحلت نکالی ہے۔ آپ نے عید الفطر کی شب ۹۸۰ھ میں وفات پائی۔

## ۳۵۔ شیخ احمد بن زین جونپوری

م ۹۴۳ھ

شیخ عالم صالح۔ احمد بن زین الدین برہنوی جونپوری یکے از علمائے ربانیین شیخ معروف بن عبد  
جونپوری سے علوم کی تحصیل کی۔ اور طریقت بھی انہی سے حاصل کی۔ مدتوں ان کی خدمت میں حاضر با  
رہے۔ حتیٰ کہ مرتبہ کمال حاصل کر لیا۔ جس طرح انہیں متعدد علوم میں یدِ طولیٰ حاصل تھا۔ اسی طرح  
شریعتِ مطہرہ پر عمل میں درجہ عالیہ پر فائز تھے۔ لوگوں کے ہدایا قبول نہ فرماتے۔ مردوری کر کے  
کھاتے۔ ان کے شیخ نے انہیں کچھ رقم عنایت کی تھی جس سے تجارت کرتے اور تفریح سے روٹی کھاتے۔  
ان کے اقوال الزمر المفقوا فان الخیر فیہم فقرا سے محبت رکھو کیونکہ خیر انہیں میں ہے۔  
اور اسئل العلماء فان الحق مہم علماء سے سئلہ پوچھو اس لئے کہ حق اور راستی  
ان کے ساتھ ہے۔ جن کے اندر صداقت ہی صداقت ہے۔

ماہ جمادی الاخریٰ ۹۶۳ھ میں بردنہ میں وفات پائی۔ یہ قریب جون پور کے حوالی میں ہے بعض لوگوں نے ان کی تاریخ وفات ان ہی کے نام شیخ احمد کے مستخرج کی ہے۔ (بحوالہ گنج ارشدی)

## ۳۸۔ شیخ احمد بن ضیاء مندوی

۹۸۸ھ

شیخ عالم فقیہ احمد بن ضیاء الدین حسینی لقب سراج العاشقین مندوی علوم ظاہر و باطن دونوں سے واقف شیخ سلیمان بن عثمان مندوی کے مرید زائد عبادت گزار کم نمود۔ کبھی سیر ہو کر نہ کھاتے اور نہ کبھی پوری بند سوتے۔ ۲۹ محرم ۹۸۵ھ کے روز وفات پائی (بحوالہ اخبار الاحضیا)

## ۳۹۔ شیخ احمد بن عبد القدوس گنگوہی

(بعہد اکبر بادشاہ)

۹۶۲ھ

شیخ عالم فقیہ۔ نام احمد بن عبد القدوس الحنفی از گنگاؤہ یکے از مشایخ مشہورین۔ اپنے والد سے علم ظاہر و باطن دونوں میں مستفید ہوئے۔ جہاں سے اس کے مسلک کو اپنایا۔ تصانیف میں ان کا ایک رسالہ اثبات وحدت الوجود اور حتمہ الغناؤہ میں ہے۔ جس کی تفانیات ان کے تلامذہ عبد النبی محدث نے کی۔ پھر والد نے انہیں گھر سے نکالی دیا۔ اور یہ وہی چلے گئے۔ جہاں سلطان اکبر تیموری کی طرف سے صدارت عظمیٰ کے عہدہ پر فائز ہوئے اور ۹۶۲ھ میں وفات پائی۔

## ۴۰۔ شیخ احمد بن عبد الملک لاہوری

۹۶۶ھ

الشیخ الفاضل احمد بن عبد الملک حنفی لاہوری۔ فقہ و حدیث میں ممتاز۔ ابتدائی کتب شیخ منصور لاہوری اور اوپر کے درسیات شیخ عبد اللہ بن شمس الدین سلطان پوری سے پڑھیں۔ جس کے ہمراہ لاہور تشریف لے آئے (غالباً اول الذکر کے ہمراہ رہے) اور یہیں اقامت اختیار کر لی۔ آپ

دہد و تقویٰ و ریاضت اور شریعت کی پابندی میں مصروف اور تدریس مشغول تھا۔ یوم جمعہ عاشورہ محرم  
۹۶۶ھ ہجری میں وفات پائی۔ (بحوالہ اخبار الاصفیاء)

## شیخ احمد بن محمد الدین شیبانی

م ۲۵ صفر ۹۲۴ھ

شیخ فاضل شیبانی احمد بن محمد بن محمد الدین ابن تاج الافاضل شیبانی نازنولی۔ امام محمد بن الحسن شاگرد  
امام ابو حنیفہ کی نسل سے تھے۔ نسبہ نازنول میں پیدا ہوئے اور وہیں پروان چڑھے۔ دریات شیخ حسین  
ابن خالد ناگوری اور شیخ بایزید ابن قیام الدین اجمیری سے پڑھیں اور برسوں تک ان کی خدمت و  
صحبت میں رہے۔ طریقت شیخ حسین ممدوح سے حاصل کی۔ اپنی ۱۸ سال کی عمر میں منہ تدریس مزین فرمائی۔  
بعد اجمیر تشریف لے جا کر شیخ معین الدین کی قبر پر مسلسل ۷۲ سال تک چلہ کھینچا۔ مگر جب ہندوؤں کے  
ایک بڑے راجہ سانگانے اجمیر پر حملہ کر کے مسلمانوں کا قتل عام اور لوٹ شروع کر دی۔ تو صاحبِ چلہ  
دوشنبہ ۹۲۲ھ کے روز اجمیر سے نکل کر نازنول تشریف لے گئے۔ جہاں سے ایک مدت کے بعد ناگور  
منتقل ہوئے۔ اور وہیں وفات پائی۔

ممدوح فاضل متقی تھے اور بالمعروف و نہی عن المنکر کرنے میں کسی کا خوف دل میں نہ لاتے۔ رات  
میں ذکر و مراقبہ و تہجد میں مصروف ہو جاتے۔ حتیٰ کہ چاشت کے وقت تدریس میں منہمک ہو کر ظہر کا وقت  
لے آتے۔ جس کے بعد تائب عصر اوراد مستقرہ میں رطب اللسان ہو جاتے۔ عصر کے بعد پھر تدریس۔  
وعظ میں تفسیر مدارک پر مدار تھا۔ دورانِ تذکیر میں رقت و بکا کا غلبہ رہتا۔ جس سے سامعین بھی بہت  
متاثر ہوتے۔ تفسیر مدارک کے بیان میں اپنے اساتذہ و شیوخ کے افادات بیان کرتے۔ ۲۵ صفر ۹۲۴ھ  
میں انتقال کیا۔ (بحوالہ اخبار الاخبار شاہ عبدالحق)

## ۴۲۔ شیخ احمد بن محمد نہروالی

الشیخ العالم المحدث امام ابن محمد بن قاضی خان ابن بہاؤ الدین بن یعقوب ابن اسماعیل بن علی ابن  
القاسم بن محمد ابن ابراہیم بن اسماعیل عدنی خرقانی ابو العباس علاؤ الدین احمد نہروالی گجراتی۔ جو والد تھے



مفتی قطب الدین محمد نردانی کے۔ اور وہ مکہ معظمہ میں مفتی تھے۔ مگر ان کے دادا قاضی خاں مصنف فتاویٰ قاضی نہیں بلکہ نردانہ کے مشہور عالم اور صاحب فتوے تھے شیخ احمد کاسن پیدائش ۱۸۷۵ء ہے تحصیل علوم اپنے عہد کے اساتذہ نردانہ سے کرتے تھے بعد میں شریفین تشریف لے گئے۔ جہاں شیخ عزیز الدین عبدالعزیز ابن نجم الدین عمر بن محمد اور دوسرے آئمہ حدیث سے علاوہ حدیث کا استفادہ کیا۔ صحیح بخاری کی ایک سند میں حافظ نور الدین ابوالفتوح ابن عبداللہ طاووسی زبیر لکرات سے تاہم امام بخاری علوم حاصل ہے۔

شیخ احمد صاحب ترجمہ نے شیخ عمر ۳۰۰ سالہ یوسف ہردی المعروف بہ ۳۰۰ سالہ سے سند حدیث حاصل ہے اور شیخ عمر محمد بن شاد بخت فرغانی سے بھی حاصل ہے۔ جس سند کے جملہ شیوخ میں شیخ احمد ابدال سمرقندی ابوالقمان یحییٰ ابن عماد ابن مقبل ابن شاہان جیلانی المعمر بہ ۱۰۱۳۔ سالہ ہیں۔ آپ نے ان جملہ شیوخ کی روایت محمد بن یوسف فربری روایت امام محمد بن اسماعیل بخاری سنی۔ اور محمد صرح الذکر شیخ علاء الدین جو مرد پارسا اور تھے۔ مکہ مبارکہ تشریف لے گئے۔ جہاں آخر عمر میں آپ نابینا ہو گئے۔ معلوم ہوا ہے کہ مکہ معظمہ میں آپ نے احمد شاہ گجراتی کے مدرسہ میں مستند تدریس مرتب فرمائی۔

ان کے صاحبزادہ مفتی قطب الدین نے اپنی کتاب الاعلام باعلام بیت اللہ الحرام میں لکھا ہے کہ :-

میرے والد کفوف البصر ہونے سے پہلے ہر سال قربانی کے روز منیٰ کے اندر بہت سویرے صبحی الطمرہ کر کے واپس آ کر حطیم میں بیت اللہ کے سامنے بیٹھ جاتے اور طواف کرنے والوں کی طرف دیکھتے رہتے۔ یہ حالت مغرب کی نماز تک رہتی۔ ادائے نماز مغرب کے بعد طواف سے فارغ ہو کر پھر منیٰ میں چلے جاتے۔ فرمایا کرتے تھے کہ اولیاء اللہ کے لئے ہر سال حج کرنا لازم ہے۔ جہاں ان کو افضل عمل کرنا چاہیے۔ اس لئے میں پوم الحری میں اول وقت جا کر واپس آنے میں

۱۔ یہ صاحب عنوان کا لقب ہے۔

بھی عجلت کرتا ہوں اور حطیم میں بیٹھ کر طواف کرنے والوں کی طرف دیکھتا رہتا ہوں  
کہ میری نظر ان میں سے کسی پر پڑ جائے۔ یا ان میں سے کسی کی نظر مجھ پر پڑ جائے  
اور مجھے یا اسے برکت حاصل ہو۔

ان کا یہ معمول زندگی کے آخری سال تک رہا۔

۹۲۹ھ کے اندر مکہ معظمہ میں انتقال فرمایا۔

## ۴۳۔ شیخ احمد بن محمد بہاری

الشیخ العالم الفقیہ احمد بن محمد بن طیب حسنی البہاری جو اپنے دور کے مشہور فقیہ تھے۔ بہار کے  
ایک حوالی قریہ میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے اپنے والد سے پڑھا۔ جن کی خدمت میں برسوں رہے۔  
ان کے والد مشہور اساتذہ سے تھے۔ جو بڑے صاحب کتب کے لقب سے مشہور تھے۔

## ۴۴۔ شیخ احمد بن محمد سندیلوی

الشیخ العالم الفقیہ مفتی احمد بن محمد حسینی السندیلوی۔ فقہ و اصول میں ممتاز تھے مولد و متشاء  
سندیلو سے اپنے والد کے سوا بعض اور اہل علم سے بھی کتاب کیا اور مندرجہ آرا سے فرمان برسوں یہ  
مشغلہ رہا۔ (بحوالہ عاشقینہ)

## ۴۵۔ قاضی احمد بن محمود نصیر آبادی

م ۹۳۵ھ

السید الشریف قاضی احمد بن محمود بن اھلہ الحسنی نصیر آبادی بہار سے (مولف نزہت الخواطر کے)  
حیدر اکبر ہیں جو کہ امیر قطب الدین محمد ابن احمد دہلی بغدادی نزیل ہند کی نسل سے تھے۔ اور اپنے بھائی  
قاضی محمد کی رحلت کے بعد ۸۹۵ھ میں نصیر آباد کے قاضی مقرر ہوئے۔ اس منصب پر مسلسل ۲۸ سال  
بگ ٹھکن رہے۔ بعد ازاں معزول ہو گئے۔ تو نصیر آباد سے رائے بریلی آکر طرح اقامت ڈال دی۔  
اس ہجرت کا سبب وہ مناقشہ تھا۔ جو سید نصیر الدین نجفی نصیر آبادی کی اولاد سے ترکہ

میں ہوا۔ یہ مقدمہ قاضی کی عدالت میں لے جایا گیا۔ جس پر قاضی نے شرع کے مطابق فیصلہ کیا۔ ترفیقین اس فیصلہ پر متفق نہ ہوئے۔ قاضی معزول کر دیا گیا۔ اور ممدوح نصیر آباد سے یہ کہتے ہوئے ہجرت کر گئے کہ یہ بستی اقامت کے لائق نہیں ہے۔

صاحب ترجمہ نے رائے بریلی ہی میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ اور سیدراجن کے قبرستان میں سپرد خاک ہوئے۔ تاریخ وفات ۱۳۲۵ھ ہے۔ (بحوالہ سیرت السادات)

## ۲۶۔ شیخ احمد بن نصر اللہ ٹھٹھوی شہدھی

(بعہد سلطان اکبر شاہ تیموری)

م ۹۹۴ھ

الشیخ الفاضل العلامة۔ نام احمد بن نصر اللہ الشیبی۔ ساکن ٹھٹھ سندھ۔ حضرت عمر بن الخطاب کی نسل سے تھے اور لامنی تھے۔ مگر اتفاق سے اپنے شہر کے شیعہ علماء کی صحبت مل گئی۔ جن کے ہمراہ شہد چلے گئے جہاں فنون ریاضی کے ساتھ شیعہ علم کلام و احادیث پڑھنے کا موقعہ شیخ افضل قاشنی سے ملا۔ اب یزد اور ولوں سے شیراز پہنچے۔ تو شیخ کمال الدین اور مرزا جان شیرازی کے سامنے زانو سے تلمذ کر کے۔ یہاں سے قزوین آئے جو اس ملک کا تخت نگاہ تھا، تو سلطان طہماشپ شاہ کے پاس کچھ مدت قیام ہوا۔ مگر جب مملطان ممدوح کی رحلت کے بعد اسمعیل نے دہنام حکومت ہاتھ میں لی۔ اور وہ ٹھٹھ پر میلان رکھتے تھے تب شیخ احمد صاحب قزوین چھوڑ کر عراق آگئے۔ اور یہاں کے علما سے جملہ علوم میں تکمیل کے بعد آخر ہندوستان لوٹے۔ یہ زمانہ سلطان اکبر کا تھا۔ جس سے شیخ نے راجپوت پیدا کر لیا۔ اور بادشاہ اکبر نے انہیں تاریخ عالم کی تالیف پر لگا دیا۔ جو بدو اسلام سے ۶ ہزار سال کی متفقین ہو۔ اور اس کا نام "افضی" ہو۔

یہ تذکرہ بدایونی نے کرتے ہوئے شیخ کے متعلق لکھا ہے کہ شیخ احمد بہت بڑے فاضل اور تھے۔ لیکن انہیں اپنے صاحب دعوت ہونے کا خبط تھا۔ اہل سنت کے ساتھ مناظرہ کرنے کا بہت شوق تھا۔ اور نہایت بد زبان بھی تھے ان کے مقابل مرزا فولاد خراسانی شیعوں کے ایسے ہی مخالف تھے۔ جسے شیخ احمد نے قتل کر دیا۔ اور خود اس کے قصاص میں مارے گئے۔ واقعہ لاہور کا ہے۔

تصانیف | خاصۃ الحیاة نامی کتاب ہے۔ جس کے ۳ ابواب ہیں۔  
(۱) مقدمہ (۲) دو مقصد (۳) خاتمہ۔

خاتمہ کے دو مقصد ہیں مقصد اول میں اسلام سے مقدم حکما کا ذکر ہے۔ اور مقصد دوم میں بعد از اسلام کے حکما کے احوال۔

اور خاتمہ میں ان مذاہب مختلفہ کا تذکرہ ہے۔ جو ان حکما کے زمانوں میں تھے۔ یہ کتاب شیخ نے حکیم ابوالفتح گیلانی کی ترغیب سے لکھی۔

دوسری تصنیف | "تاریخ الفی" ہے۔ آغاز اسلام سے لے کر چنگیز خاں تا تاری کے عہد تک یہ ایمائے سلطان اکبر۔ ۲۵ صفر ۹۹۶ھ میں قتل کئے گئے۔ ابوالفیض بن مبارک نے "در لبست و پنجم ماہ صفر" سے آپ کی تاریخ وفات نکالی ہے۔ سال وفات ۹۹۶ھ ہے اور فیضی نے ۲۵ صفر کا احوالہ کیا ہے۔ (بدایونی)

## ۲۷۔ شیخ احمد بن نظام مانک پوری

م ۹۲۲ھ

الشیخ الصالح احمد بن نظام الدین بن فیض اللہ بن حسام الدین العمری المانک پوری۔ مولد و منشا مانکپور شاخ پشتیبہ سے ہیں۔ اپنے والد اور عم بزرگوار حسن کلیم اللہ مانکپوری سے پڑھا۔ اپنے والد کے بعد درجہ شیخو تہجرت پر سرفراز ہوئے۔ اور بے شمار افراد نے آپ سے استفادہ کیا۔ صاحب وجد و حاکم تھے۔ مانکپور ہی میں آسودہ لحد ہوئے۔ (اشرف السیر)

## ۲۸۔ شیخ احمد بن نعمت اللہ چندیری

(بعہد سلطان قادر شاہ مالوی)

الشیخ الصالح احمد بن نعمت اللہ بن نصیر الدین بن اسماعیل بن علاؤ الدین ملتانی چندیری۔ مولد و منشا چندیری (در صدویہ مالوہ) احباب علم و طریقت سے تھے۔ اپنے والد کی رحلت کے بعد کاپی کے نواحی قریہ جتھرہ میں آگئے۔ اور یہاں سے قبضہ رائیں مالوہ میں جا پہنچے۔ جہاں سے

بادشاہ قادر شاہ مالوی نے آپ کو اجپین لے جا کر شیخ الاسلام کے منصب پر فائز کر دیا۔ اجپین ہی ان کا دفن بنا ان کی اولاد میں دو فرزند جمال الدین اور عبد القادر تھے (گلزار ابرار)

## ۴۹۔ شیخ احمد سرہندی

م ۹۸۶ھ

الشیخ العالم الفقیہ احمد الحنفی السرہندی۔ فقہ و اصول فقہ میں ممتاز۔ برسوں درس و تدریس میں مصروف رہے۔ استفتا کے لئے مرجع عوام و خواص تھے۔ ۹۸۶ھ میں انتقال کیا۔ (گلزار ابرار)

## ۵۰۔ شیخ احمد اجپینی

م ۹۹۸ھ

شیخ الصالح احمد منوکل الاجپینی۔ صلحا میں سے تھے۔ حضرت شاہ محمد غوث گوالیری مؤلف الجواہر الخمسة سے طریقہ عشقیہ میں بیعت کی۔ برسوں ملازم خدمت ممدوح رہے بعدہ شراجپین میں ارشاد و تلقین کے لئے خود کو وقف کر دیا۔

قانع دپاکباز و متدین اور منوکل علی اللہ تھے (گلزار ابرار)

## ۵۱۔ قاضی احمد الغفاری

م ۹۷۵ھ

الشیخ الفاضل القاضی احمد الغفاری القزوی۔ علم تاریخ کے ماہر۔ شیخ نجم الدین عبد الغفار شافعی کی نسل سے تھے۔ جن کا فقہ میں بلند مقام تھا۔ تاریخ میں ان کی یہ تصانیف ہیں۔

۱۔ جہاں تارا۔ ضخیم کتاب تاریخ الملوک پر مشتمل۔

۲۔ انگارتان۔

**تصانیف**

شعروادب فارسی میں فائق الاقران تھے۔

پس از شریک نشیند گردے ز پیشم آں بد خو  
 نپردول در برم، ترسم کہ ناگہ زدو بر خیسزد  
 حج دریاوہ سے واپسی پر دکن میں رحلت فرمائی۔

## ۵۲۔ قاضی احمد سندھی

شیخ فاضل احمد سندھی مقتول و مقبول میں سربر آوردہ روزگار نہادند ی نے ان کا ذکر اپنی کتاب  
 چتر میں بایں الفاظ کیا ہے کہ ہمیشہ درس و افادہ میں مصروف رہتے۔

## ۵۳۔ شیخ احمد ہری

(بعد سلطان عادل شاہ بجاپوری)

ایشیخ الفاضل المہتمم احمد الحسینی الہردی۔ مشہور علمائے ہرات سے تھے۔ ہندوستان آکر بادشاہ  
 یوسف عادل شاہ بجاپوری کے مقرب ہو گئے۔ یہ بادشاہ اور ان کا صاحبزادہ اسمعیل دونوں اپنے  
 عمد میں ان کے قدر دان تھے۔ نہایت خوش دل اور خوش مزاج تھے۔ مجلس کو بہار گلزار بنا دیتے  
 اس پر نورانی چہرہ۔ ۹۲۱ھ تک زندہ تھے بروایت تاریخ فرشتہ۔

## ۵۴۔ شیخ احمد الفیاض المصطفوی

ایشیخ عالم الصالح احمد الفیاض المصطفوی۔ اپنے دور کے مشہور فقہا سے تھے۔ حدیث و تفسیر  
 و تاریخ و سیر میں یدِ طولیٰ حاصل تھا۔ ایک سال کے اندر قرآن مجید حفظ کر لیا۔ معلومات کا معدن۔  
 کثیر المسالک اور شیریں مقال ہونے کے ساتھ درس و افادہ پر توجہ رہتی۔ بایں ہمہ تقویٰ و فقر و قناعت  
 دستور تھا۔ امام کے پیچھے فاتحہ پڑھتے۔ اور اس بارے میں وہ اپنے معاصر شاہ نظام الدین المصطفوی  
 کا رد کرتے۔ آپ فاتحہ خلف الامام کے قائل تھے۔

## ۵۵۔ شیخ احمد ملتانی

ولجہد سلطان اسکندر بن بہلول لودھی،

سید عالی نسب نام احمد حنفی ملتانی فقہ و اصول و کلام و ادب میں ممتاز سلطان اسکندر ابن بہلول لودھی کے عہد میں دہلی آئے۔ اور متعدد شیوخ سے ملاقات کے بعد شیخ عبد القدوس بن اسماعیل گنگوہی کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ سے کتاب غوارف اور عرائس البیان وغیرہ سبھا پڑھیں حتیٰ کہ وحدۃ الوجود کے معترف ہو گئے۔ یہ بات رکن الدین ابن عبد القدوس گنگوہی نے اپنی تالیف لعالیف القدوسیہ میں بیان کی ہے۔

## ۵۶۔ شیخ اڈھن بلگرامی

الشیخ الصالح اڈھن بلگرامی المشہور بے شیخ الاسلام کہ شیخ سالار قنوجی کی نسل سے تھے جن کا سلسلہ نسب شیخ عثمان ہارونی سے ملتا ہے۔ اسی لئے ان کے ہم قبیلہ خود کو عثمانی بتاتے ہیں۔ بحسب تحریر شیخ غلام علی آزاد در آثار الکرام، اڈھن اصحاب شیخ مبارک علی سندیلوی سے تھے اور پارسا کثیر الدرس و افادہ تھے اعلام ان کے سامنے ذالو سے تلمذتہ کرنا اپنا فخر سمجھتے یہاں شیخ محمد حرازی شاگرد احمد حندی نے کہی۔ جب کہ اپنے زمانہ و اولاد ہندوستان میں۔ شیخ اڈھن کے حلقہ تلامذہ میں شریک ہوئے۔ ان کا نام اڈھن ہندوستان کے قدیم انداز پر تھا یا اصلی نام کچھ اور ہو گا۔ دانشداعلم۔

## ۵۷۔ شیخ اسحاق بن کاکولاہوری

م ۹۹۶ھ

الشیخ العالم الکبیر نام اسحاق ابن کاکولاہوری لاہوری۔ کہ حضرت فرید الدین مسعود اجدادی کی اولاد سے تھے۔ مولد و منشا لاہور ہے۔ اپنے والد شیخ کاکولاہوری سے پڑھا۔ ان کے والد شیخ پیر محمد لاہوری کے اصحاب سے تھے۔ دوسرے اہل علم سے بھی پڑھا۔ اور طریقت میں شیخ داؤد ابن فتح اللہ کرمانی سے مستفیض ہوئے۔ ان کے مرید شیخ سعد اللہ اور شیخ منور کے سوا اور بھی

مشائخ و علماء تھے۔

بدایونی لکھتے ہیں کہ آپ کثیر الدرس و اشغال اور نفع رساں انواع علوم میں شیریں مقال و بلیغ البحت تھے۔ مگر دیر تک بات سوچتے رہتے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک تابکار نے شیر برنج سے بھری ہوئی ایک ٹانڈی ان کے سر پر رکھ دی۔ چنانچہ آپ اسے سر پر اٹھائے ہوئے پورے بازاار سے گزر کر اس کے گھر تک پہنچا کر آئے اور اس میں عار کی کوئی بات نہ سمجھی۔

بدایونی کہتے ہیں کہ انہوں نے ایک سو برس سے زیادہ عمر پائی اور ۹۹۹ھ میں وفات پائی۔ صاحب اخبار الاصفیاء نے لکھا ہے کہ ۲۹ ربیع الاول ۹۹۶ھ میں رحلت فرمائی۔

## ۵۸۔ شیخ اسحاق بن محمد بن ابراہیم ملتانی

م ۱۵ شوال ۹۲۵ھ

الشیخ الصالح اسحاق بن محمد بن ابراہیم بن فتح اللہ الرضوی الاسماعیلی الملتانی ثم احمد آبادی بیدار دکن کے مشائخ میں ممتاز تھے۔ مولد و منشا احمد آباد بیدار ہے۔ جو اب صرف احمد آباد کے نام سے موسوم ہے۔ شیخ ممدوح نے علم ظاہر و باطن دونوں اپنے والد سے حاصل کئے، جن کی خدمت میں برسوں رہے۔ حتیٰ کہ مرتبہ کمال تک فائز ہو گئے۔ اپنے والد کی رحلت کے بعد منہ مشیخت آرائی فرمائی اور ان کے بعد دس سال تک زندہ رہے۔

انہیں علم معرفت میں یدِ طولیٰ حاصل تھا۔ اور زہد و تقاضت میں بلند پایہ رکھتے تھے۔

## ۵۹۔ اسکندر بن بہلول لودھی بادشاہ ہند

م ۲۳ ذی قعدہ ۹۲۳ھ

سلطان عادل و صالح و فاضل علوم۔ اسکندر بن بہلول بن کالا لودھی ۸۹۷ھ میں اپنے والد کی رحلت کے بعد سربراہ آرائی حکومت ہوئے۔ عدل و احسان کے ساتھ داد بادشاہی دی۔ دور دراز ملکوں سے علما کو جمع کیا۔ اور انہیں مال کر دیا۔ اسے علما کی مجلس کی طرف بہت رغبت تھی۔ انہیں دربار میں بلاتا۔ دسترخوان پر بھی شریک



طعام کرتا۔ کبھی خود بھی بغیر اطلاع ان کے ہاں چلا جاتا۔ گاہے ان کی تدریس کے اوقات میں مسجد یا مدرسہ کے کسی کونے میں چھپ کر کھڑا ہو جاتا تاکہ ان کا درس سُن سکے۔  
 سادہ سُنّت کا بڑا پابند تھا۔ اوباشوں پر نظر رکھتا۔ باطل کے مٹانے میں سدا سجد و جہد کرتا۔ لباس میں تکلف اُسے گوارا نہ تھا۔ اراذل کے ساتھ نشست و برخاست کا روادار نہ تھا۔ نہ آداب میں ان کی مدد کرتا۔ وہ دین اور بادشاہت دونوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہتا اور رعیت کے پیش آمدہ معاملات میں خود بھی خفیہ طور پر چھان بین کرتا۔ قاضیوں کے فیصلوں کی مسلیں خود مسطالعہ کرتا۔ اپنے وکیل دریاخان سے کہہ رکھا تھا کہ کچھ رات گئے تک بھی عدالت میں رہے۔ اور اس کی مدد کے لئے فقہاء و فضاہ بھی مقرر کر رکھے تھے۔ وہ عدالت کے دفاتر گھڑی گھڑی جانتا۔

نماز ظہر کے بعد علما کی مجلس منعقد کرتا۔ ان کے ساتھ مذاکرات میں خود بھی شریک ہوتا۔ اکثر قرآن مجید کی تلاوت کرتا۔ حرم شاہی میں ذرا دیر کے لئے جاتا۔ اپنے محل میں علما کو جمع کر کے آدھی رات تک مذاکرات جاری رکھتا۔ ان کی واپسی کے بعد امور سلطنت پر غور کرتا۔ وہ فرانس شاہی اپنے قلم سے لکھتا۔ سلطنت کے امور میں اس کی نظر دور رہتی تھی۔ ضرورت مندوں کو دل کھول کر عطیات بخشتا۔ اس نے علما کے لئے گراں قدر وظائف جاری کر رکھے تھے۔ اور لائق لوگوں کو ان کے حسب حال مراتب دے رکھے تھے۔ یتامی اور بیواؤں کے لئے بے شمار مقرر کر رکھے تھے۔ مساجد و مدارس آباد تھے۔ علوم کی ترویج جاری رہتی۔ لشکریوں کے ساتھ عمدہ طریق سے پیش کیا کسانوں کی مدد کرنا اس کا شعار تھا۔ اور انہی کی اصلاح اور پیداوار کی کثرت پر سدا نگاہ رہتی۔ راستوں پر محاسبہ تھا۔ رہنروں کے ساتھ رعایت نہ تھی بلکہ ان کو سخت سزائیں دی جاتیں۔ جب وہ اپنا لشکر کسی طرف بھیجتا۔ تو دم بدم ان کی خبریں آتی رہتیں۔ اور انہ دو مرتبہ انہیں فرامین بھیجتا کہ یہ کرو۔ یہ کرو!

(دین کا تو بہت ہی پابند تھا۔ اس نے بہت سے بہت خانہ توڑ دادے۔ اور ان کی جگہ بے شمار مساجد و مدارس اور خانقاہیں تعمیر کرائیں۔ اور ہندوؤں کو پورا سہرا منڈا سنے سے منع کر دیا۔ اس نے بہت سے مراسم کی بنیادیں کھولی کر دیں۔ وہ پہلا بادشاہ ہے جس نے علماء کو عربی

علوم فارسی میں منتقل کرنے پر تعینات کیا۔ خراسان اور دوسرے دور دراز ملکوں سے بلا کر انہیں  
 ویدک طریق علاج کو فارسی میں لانے کا حکم دیا۔ جنہوں نے ایسی بہت سی کتابیں لکھیں۔ ان میں  
 اسکندر ہی تھی ہے۔ اس کے ذائقے میں یہ بات نادرات سے ہے کہ جب وہ اپنے بھائی باربک کی  
 سرکشی مٹانے کے لئے جون پوز گیا۔ تو اثنائے معرکہ میں ایک قلند درویش نے اس کا ہاتھ زبردستی سے  
 اپنی طرف کھینچ کر فستق کی بشارت دیتے ہوئے کہا۔

جب مسلمانوں کے درمخالفت لشکر میں ایک لشکر مغلوب ہو جائے۔ تو فاتح لشکر  
 کے لئے اپنا غلبہ ثابت کرنے کی بجائے ہفت روزہ کو مسلمانوں کی خیر خواہی پر جمع کرنا  
 چاہیے۔

سلطان اسکندر موسیقی کا ماہر اور فارسی میں شعر بھی کہتا تھا۔ نمونہ کلام یہ ہے۔

(۱) سر دے کہ سخن پیر میں دگل بد نش

روح است مجسم کہ در پیر منش

(۲) مشکے نختہ چیت کہ صند مملکت چین

در حلقہ آں زلف شکن سانش

(۳) دو سوزن مرثگان بکشم رشتہ بجاں را

ناچار بدوزم کہ در آں پیر منش

وفات بروز یک شنبہ ۱۰ ذوالقعدہ ۹۲۳ھ

۴۰ - شیخ اسماعیل بن ابدال لاہوری

م ۹۹۲ھ

شیخ عالم اجل اسماعیل ابن ابدال بن نصر بن محمد بن موسیٰ بن عبد الجبار بن ابوصالح بن عبدالرزاق

بن عبدالقادر الشریف الجیلانی لاہوری۔

اپنے عہد کے مشہور علما سے تھے۔ فقہ و اصول و کلام و ادب میں یدِ طولیٰ تھا۔ دار الحکومت  
دہلی میں فروکش ہوئے۔ اور مدت تک یہاں رہے۔ پھر انتھبور تشریف لے گئے اور وہیں آسودہ لحد  
ہوئے۔

شیخ محمد بن الحسن جون پوری و شیخ عبد الملک ابن عبد الغفور پانی پتی اور علامہ جمال الدین  
تلاذہ لاہوری اور کئی علما و مشایخ ۹۹۴ھ میں رحلت فرمائی (تذکرۃ الکملاء)

## ۶۱۔ شیخ اسماعیل بن حسن ناگوری

الشیخ الصالح اسماعیل بن حسن بن سالار ناگوری یکے از مشایخ چشتیہ سپہ والد اور شیخ اختیار الدین  
ایرجی سے علوم کی تحصیل کی۔ اور ان سے شیخ خانوہ بن العلاء ناگوری نے۔ (گلزار ابرار)

## ۶۲۔ شیخ اسماعیل بن عبد اللہ لاہوری (بعہد اکبر شاہ تیموری)

م ۹۷۸ھ

الشیخ الصالح الفقیہ۔ اسماعیل ابن عبد اللہ ابن محمد شریف الحسنی الایچی لاہوری شیخ عبد القادر  
جیلانی کی نسل سے تھے۔ شہر اُچ بولد و منشا۔ اپنے والد سے فراغت علم کے بعد سلطان اکبر تیموری  
کے عہد میں لاہور آئے۔ اور اکبر نے آپ کو ارہن خراجی کے ایک ہزار ایکڑ عطا فرمائے۔ اور یہ لاہور  
ہی حکومت پذیر ہوئے۔

آپ بڑے عالم صالح اور پارہ ہونے کے ساتھ ریاضت و مجاہدہ کے عادی تھے۔  
میں شہر لاہور میں آسودہ لحد ہوئے۔ (بحوالہ خزینۃ الاسفیاء)

## ۶۳۔ شیخ اسماعیل بن محمد ملتانی

(بعہد سلطان عماد شاہ)

۱۳ رمضان ۹۸۵ھ

الشیخ الصالح الفقیہ۔ اسماعیل ابن محمد بن ابراہیم نسیج اللہ الرضوی الاسماعیل ملتانی ثم ابید

ان علمائے ہیں جن کی قبولیت عام تھی۔ احمد آباد بیدار مولد و منشا ہے۔ اپنے والد سے علوم ظاہر و باطن حاصل کئے۔ اور دونوں میں کامل ہو گئے۔ ان کی والد کی رحلت کے بعد عماد شاہ نے انہیں برادر بھوا کر قریہ پھتری ان کو جاگیر میں دے دیا۔ جہاں وہ ۱۳۵۱ھ ۹۸۵ھ میں فوت ہو گئے۔

## ۶۴۔ مولانا اسماعیل نقشبندی

م ۹۸۵ھ

الشیخ العلامة۔ اسماعیل نقشبندی لاہوری فقہ و حدیث میں فخر اقران۔ شیخ سیف الدین احمد شبیبہ ہروی اور شیخ جمال الدین عطاء الحسینی محدث سے پڑھا۔ ۹۸۵ھ میں لاہور ہی میں رحلت فرمائی۔ (گلزار ابرار)

## ۶۵۔ مولانا اسماعیل عرب

(بعد سلطان ہمایوں تیموری)

الشیخ الفاضل الکبیر۔ اسماعیل عرب دہلوی۔ اپنے عم کے اندر بیٹیت و ہندسہ و طبابت بلکہ جملہ فنون حکمید میں مشہور تھے۔ جیسا کہ سہارنپوری نے ذکر کیا ہے۔ اس نے یہ بھی لکھا ہے کہ عرب صاحب نے طریقہ نقشبندیہ خواجہ عبدالمشید اور شیخ عبدالباقی دہلوی سے حاصل کیا۔ آپ کا درس بہت وسیع تھا۔ علمائے بھی آپ سے پڑھا۔ بدایونی نے لکھا ہے کہ وہ اور شیخ حسین برہری دہلی کے مدرسہ میں مدرس تھے۔ انہیں رات کے وقت ان کے گھر میں ایک بھڑ نے انہیں قتل کر دیا۔ دہلوی نے لکھا ہے کہ وہ مدرسہ سلطان ہمایوں تیموری میں دار الحکومت دہلی کے اندر پڑھاتے تھے۔

## ۶۶۔ شیخ افضل حسینی کشمیری

الشیخ العالم الصالح۔ افضل حسینی کشمیری۔ علمائے وقت سے تھے۔ طریقیت میں ۵۱ شیخ حمزہ کشمیری سے کسب و فیض حاصل کیا۔ اور ان سے شیخ دائود بن حسن خاکی اور دیگر بے شمار افراد

مستفیض ہوئے۔ آخر عمر میں حرمین تشریف لے گئے اور وہیں وفات پائی (روضة الابرار)

## ۶۷۔ شیخ ابوالنجش گیلانی

۱۲ ربیع الثانی ۹۹۲ھ

”الشیخ العالم الفقیہ“ ابوالنجش ابن محمد بن زین الدین ابن عبدالقادر الشریف الحسینی الہمدانی  
لاہوری۔ ہندوستان کے ممتاز مشائخ سے تھے۔ اُچ سے لاہور تشریف لائے اور یہیں حکومت اختیار  
کرائی۔ ایک مدت کے قیام کے بعد بنگال کا سفر کیا۔ اور وہیں ۹۹۲ھ میں ماہی ملک بجا ہوئے۔  
(خزینۃ الاصفیاء)

## ۶۸۔ شیخ ابوالنجش گجراتی

الشیخ الصالح“ ابوالنجش حشمتی گجراتی۔ فقہ و اصول فقہ و ادب میں ماہر تھے۔ برسوں مشغلہ  
رہا۔ مگر آخر میں بخت و مکالمہ چھوڑ کر طریقہ عشقیہ شعاریہ میں شاہ محمد غوث گوالیری کی بیعت کر لی۔  
اور برسوں ان کی خدمت میں رہے۔ عسائربہمال و دہجد بزرگ تھے۔ آخر عمر میں قرآن و حدیث سے  
لگاؤ ہو گیا۔ ۱۲ ربیع الثانی ۹۹۲ھ میں رحلت کی۔

## ۶۹۔ مولانا الہداد سلطان پوری

”الشیخ الفاضل“ الہداد ابن احمد بن شمس الدین ابن کمال الدین داؤد الملکانی سلطان پوری  
منطق و فلسفہ میں ممتاز تھے۔ اور ان کے دادا حضرت کمال الدین اپنے دور کے علمائے کبار کی صف  
میں تھے۔ مولانا الہداد نے فلسفہ میں سید شریف زین الدین علی جرجانی سے اکتساب کیا۔

## ۷۰۔ شیخ الہداد بن حمید المندوی

(بعہد غیاث الدین خلجی سلطان مالوہ)

الشیخ الہداد بن حمید مندوی۔ اپنے دور کے مشہور علما سے ہیں۔ سلطان غیاث الدین خلجی

حکمران نالوہ کے نڈاؤ سے ہیں۔ اور سید محمد بن یوسف جو ن پوری (مہدی جو نپوری) کے حلقہ مبایعین میں شریک۔ جی کے ہمراہ گجرات کی طرف ہجرت فرمائی۔ صاحب تصانیف ہیں اداں جملہ !  
 (۱) دیوان الشعر غیر منقوط (درفارسی) (۲) بار امانت رسالہ در تفسیر آیہ انا غرضنا  
 (۳) الأمانتہ ۔ سید محمد بن یوسف جو نپوری کی مہدویت کے اثبات میں ایک مختصر رسالہ، نیز کئی اور تصانیف ہیں۔ جیسا کہ تاریخ پالن پور میں مذکور ہے۔

## ۶۱۔ شیخ الہدایہ ابن سعد اللہ قنوجی

الشیخ الفاضل الہدایہ ابن سعد اللہ عثمانی قنوجی ثم گور پامٹوی۔ مولد و نشاء گور پامٹوی۔ مشاہیر علماء میں سے تھے۔ دریات کا زیادہ حصہ شیخ نظام الدین عثمانی ایٹھوی سے پڑھا جن کی خدمت میں برسوں رہے، بعض کتابیں دوسرے علماء سے بھی پڑھیں۔ گور پامٹوی میں بزم تدریس آراستہ فرمائی۔ آپ سے شیخ عبد اللہ بن بہلول سندیلوی گجراتی نے نحو و ادب پڑھے۔ یہ ان کے ناموں ہوتے تھے۔ (گلزار ابرار)

## ۶۲۔ شیخ الہدایہ ابن صالح سرہندی

م ۹۲۷ھ

الشیخ العالم العکبر الہدایہ ابن صالح انصاری لاری ثم الہندی سرہندی مشہور اساتذہ سے ہیں۔ اپنے زمانہ میں درس و افادہ کے اعتبار سے بے نظیر و بے مثل تھے۔  
 مولانا محمد الدین محمد مولانا عبد القادر (سید وایت محمد بن حسن در گلزار ابرار) اور مختیار خان  
 تلامذہ نے اپنی کتاب مرآة العالم میں لکھا ہے کہ وہ شیخ عبد الغفور لاری الفاضل المشہور کی اولاد سے ہیں۔ جن کا نسب حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔

## ۷۳۔ شیخ الہدایین عبد اللہ جون پوری

(بعد سلطان اسکندر بن بہلول لودھی)

۱۹۲۳ء

اشیخ الفاضل العلامتہ "علاء الدین الہدایین عبد اللہ حنفی سو فی جون پوری یکے از  
فاضل عصر مولد و منشاء جون پور شیخ عبد الملک جون پوری سے پڑھا۔ حتی کہ بحث و مناظرہ میں کامل  
ہو گئے۔ درس بھی دیا۔ فتاویٰ بھی لکھے اور کتابیں بھی تصنیف کیں۔ تا آنکہ اپنے استاد کی زندگی ہی میں اکابر  
علماء کی صف میں پہنچ گئے۔ طریقت میں سید حامد شاہ مالک پوری سے استفادہ کیا۔

وہ اپنے زمانہ میں نحو و فقہ و اصول کے اندر فقید المثال تھے اور مندرجہ ذیل کتابیں لکھیں۔

۱) شرح کافیہ ابن حاجب جس کی شرح تاقی شہاب الدین دولت آبادی نے بھی لکھی۔

۲) شرح ہدایہ (در فقہ)

۳) شرح اصول بزودی۔

۴) شرح مدارک التنزیل۔

شاہ عبدالحق نے اپنے ایک رسالہ میں لکھا ہے کہ ان کے سوالات ان کے جوابات سے  
زیادہ قوی ہوتے۔ اور تاقی شہاب الدین دولت آبادی کی بعض کتب کی جو انہوں نے شرح  
لکھیں۔ وہ دوسرے شاہ حنین شرح سے کہیں بہتر ہے۔ اور انہی کی شرح ہمارے ملک میں  
مقبول ہیں۔

شیخ عبدالحق نے اپنی کتاب انبار الاختیار میں لکھا ہے کہ وہ صاحب علم و معرفت تھے۔  
انہوں نے تاقی شہاب الدین کے دو ایک شاگردوں سے بھی پڑھا۔ مگر کسی معتمد نے ان کے  
نام غیباً نہیں کئے۔ البتہ لیدی نے تجلی نور میں لکھا ہے کہ ان کا نام عبد الملک ہے۔ اور سید  
غلام علی بلگرامی نے سچۃ المر جان میں شیخ عبد اللہ بن الہدایہ و تلبنی اور شیخ تلبنی بن الایمن الہ آبادی  
کا یہی نام لیا ہے۔ و قیات از علام میں ان کے استاد کا نام عربیہ اللہ تلبنی مرزا ہے مگر یہ دونوں  
باتیں درست نہیں۔ اس لئے کہ شیخ عبد اللہ ابو عربیہ اللہ دونوں دارالحدیث میں عہدہ

اسکندر بن جلول لودھی میں آئے۔

اور شیخ الہمداد توجون پور کے اندر بعد سلطان اسکندر لودھی کبار امانتہ میں سے تھے۔ ہراپونی نے تختب کے اندر لکھا ہے کہ

یہ دونوں دہلی آئے۔ تو سلطان اسکندر نے ان کے علم کی وسعت دیکھنے کے لئے شیخ ہمداد اور ان کے بیٹے بھکاری کو جون پور سے طلب کر کے ان کے ساتھ مباحثہ کر دیا۔ جس سے شیخ ہمداد ان کے پیچھے اور شیخ عزیز اللہ و عبد اللہ چاروں کے علوم کی پہنائی کا یہ اندازہ ہوا۔ کہ شیخ ہمداد بھکاری تحریر اور شیخ عبد اللہ و شیخ عزیز اللہ ہر دو تقریر میں اپنا اپنا جواب نہیں رکھتے۔

بجسب روایت تجلی نور رفات ۹۲۳ھ میں ہوتی۔ مگر مدفن میں اختلاف ہے۔ شیخ غلام رشید نے گنج ارشدی میں سرائے العزیز لکھی ہے جو شہر بہار سے ۲ یا ۳ میل کے فاصلے پر واقع ہے اور مشہور یہ ہے کہ وہ جو نیوہ ہی میں آسودہ لحد ہیں۔ (واللہ اعلم)

## ۷۴۔ مولانا الہمداد بن کمال لکھنوی

بعد سلطان جلال الدین اکبر

م ۹۹۱ھ

”الشیخ الفاضل“ الہمداد ابن کمال الدین بن محمد بن محمد اعظم حسینی لکھنوی۔ اپنے عہد کے مشہور علمائے تھے مولد و منشا لکھنوی ہے۔ وہیں کے علمائے پڑھا۔ وہیں اپنا درس جاری فرمایا۔ اور کتابیں لکھیں۔ یہ ذکر ہراپونی نے کیا ہے۔ فرماتے ہیں میں نے ان سے لکھنوی میں ملاقات کی تو انہیں بڑا عالم پایا۔ فقہ و اصول و ادب میں فائق دیکھا اور ان کے دور رساے دیکھے۔

ایک رسالہ تو علوم متعارفہ میں تھا۔ اور دوسرا قیظون جو حرری کی مقامات کے اندازہ تصانیف میں لکھا گیا اور پانچ مقامات پر مشتمل تھا اسے دیکھ کر بہت بڑا تعجب ہوا۔ لیکن

مولانا ہمداد کے عم زاد سے کہتے تھے کہ یہ دونوں رحمانی حکیم زبیرتی کی تالیف ہیں جو قاضی شہاب الدین دولت آبادی کے عہد میں جو نیوہ آئے اور جنہوں نے قاضی صاحب سے کئی مسائل میں معارفہ کیا۔



وہ بہت بڑے عالم تھے۔ قاضی ہداد کے بعد علی محمد الاعظم یہ دونوں کتابیں جو پورے آئے۔ جو تورا شامولانا ہداد کو ملی گئیں۔ اور انہوں نے ان دونوں کتابوں کو اپنی طرف منسوب کر لیا۔

خوافی نے اپنی کتاب لب الالباب میں لکھا ہے۔ کہ جب جلال اکبر شاہ غان زمان خان کا تعاقب کرتے ہوئے جو پور کی طرف بڑھا۔ تو وہ لکھنؤ میں وارد ہوا اور اس نے عبد الباقی گنگوہی کے ذریعہ مولانا الہداد کو ملاقات کے لئے طلب کیا تاکہ ان کے علم کی پیمائی کا اندازہ کر سکے۔ کیونکہ وہ ان کی علمی دھوم دھام سے بہت متاثر تھا۔

مگر مولانا ہداد نے تعمیل سے انکار کر دیا۔ جب اکبر جامع مسجد میں آیا جہاں مولانا ہداد نماز جمعہ کے لئے تشریف لایا کرتے۔

اور اکبر نے انہیں فتوے دیے کے لئے مقرر کر دیا جس سے مولانا انکار نہ کر سکے۔

یہ واقعہ ۹۸۰ھ کا ہے۔ اس منصب پر آپ زندگی بھر فائز رہے۔

مولانا کا ایک رسالہ اور ہے قطبی مدنی جو جس میں آپ نے تعریفات کے ضمن میں بہت سی

مثالیں درج کی ہیں۔ ۹۹۱ھ میں دنیا سے سفر فرمایا (بحوالہ باغ بہار)

## ۵۵۔ مولانا الہداد امر وہی

(بعہد اکبر شاہ)

م ۹۹۳ھ

”الشیخ الفاضل“ الہداد الحنفی امر وہی مشہور علما میں سے تھے۔ بدایونی کہتے ہیں وہ خوش مزاج،

ظریف الطبع، ہنس مکھ، شیریں مقال، حاضر جواب، آداب شریح سے بے نیاز، بے باک اور بزرگ

اور علما کے لباس سے بے واسطہ تھے۔ بادشاہ اکبر کے عہد میں لشکر کے اندر بھرتی ہو گئے۔ اور ایک سفر

میں سیالکوٹ میں وفات پائی۔ جہاں سے ان کی لاش امر وہی لاکر سپرد خاک کی گئی۔

## ۵۶۔ مولانا الیاس اروپلی

”الشیخ الفاضل المنجم“ الیاس ابن ابیہ اردبیلی کے مشہور فاضل جن کی متعدد علوم میں نظیر نہ تھی۔

خصوصاً علم ہیئت، ہندسہ، نجوم بلکہ ان تمام فنون سے عارس تھے جن کا تعلق ریاضی سے ہے سلطان  
 ہمایوں تیموری نے آپ کو ملاقات کے لئے طلب کیا۔ تو سلطان محمد روح سے عراق سے واپسی کے  
 زمانہ میں کابل کے اندر ان کی ملاقات کی۔ سلطان نے اپنے عملیات سے نہ صرف آپ کو مال مال کر  
 دیا۔ بلکہ موبان کے گرد و فواح میں کئی مواضع جاگیر میں عنایت فرمائے۔ اور قطب الدین رازی کی مشہور  
 کتاب درۃ التاج ان سے سبقاً پڑھی۔ جس پر علما آپ کے حد پر آمادہ ہو گئے۔ مولانا اولیس گوالیار  
 نے آپ سے ایک مناظرہ کے اندر فریب دہی سے کام لیا۔ اور بے شمار عبارتوں کے فیلطو  
 مستند کتب سے دئے۔ مولانا اولیس حوالوں میں غیر معتبر تو تھے ہی۔ آپ ان کو نہ سمجھا سکے اس  
 پر صاحب ترجمہ اپنی جاگیر میں موبان تشریف لے آئے۔ جس سے کچھ عرصہ بعد یہ اراضی اور اس  
 کی کانیں اور جملہ سامانی معیشت چھوڑ چھاڑ کر گجرات تشریف لے آئے جہاں سے مکہ مکرمہ اور بالآخر  
 عراق مشقل ہو کر اردبیل کو وطن بنایا۔ اور یہیں داعی اجل کو لبیک کہا۔ (بحوالہ ہدایونی)

## ۷۷۔ مولانا امان اللہ سرہندی

”الشیخ الفاضل امان اللہ ابن غازی سرہندی۔ علوم عربیہ میں ممتاز۔ حافظ القرآن، شیخ  
 ہدایت الدین سرہندی کی خدمت میں مدت تک ملازم رہ کر تکمیل کر کے اقران و امثال میں امتیاز حاصل کیا۔  
 شعر، خطاطی اور موسیقی میں بھی یرطولی حاصل تھا۔ واقعات ماضی کے ماہر اور عموماً مستقیم الحال تھے  
 سرہندی وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔“

## ۷۸۔ سید امین الدین گجراتی

م ۱۳ جمادی الاخریٰ ۹۹۲ھ

”الشیخ الصالح امین الدین بن جمال الدین حسین دہلوی گجراتی اپنے دور کے مشہور شیخ طریقت  
 تھے۔ علوم ظاہر و باطن دونوں اپنے والد اور ان کے سوا دوسرے شیوخ سے حاصل کئے اور جب  
 تک زندہ رہے علوم و طریقت کی تبلیغ میں منہمک رہے۔ قریب پتھری میں وفات پائی۔ عبد الجبار آصفی  
 نے تاریخ دکن میں ایسا ہی ذکر کیا ہے۔“

## ۷۹۔ شیخ اولیا بن سراج کاپیوی

”الشیخ الصالح“ نام اولیا بن سراج بن عبد الملک حنفی صوفی کاپیوی مشہور افراد سے تھے۔  
تقویٰ و سخاوت شعار و ثار تھا۔ کاپی سے اجین آکر سکونت اختیار کر لی۔ ستر سال کی عمر میں حج و زیارت  
کے لئے حرمین گئے اور وہیں رحلت فرمائی (گلزار ابرار)

## ۸۰۔ مولانا اویس گویری

”الشیخ الفاضل“ اویس گویری ”بدلی“ مناظر و پرگو خطیب تھے۔ جو آپ سے مناظرہ پر  
دریابا تو شکست پا کر لوٹا۔ کیونکہ وہ عبارات کتب پر پڑھنے کے بڑے ماہر تھے۔ مگر نقل میں معتبر نہ تھے  
یہ ذکر بدیوئی نے کیا ہے کہ مولانا اویس طویل عبارات فر فر پڑھتے اور ان کے ماخذ بھی بیان کرتے  
لیکن ایک مرتبہ میں نے جو شخص کیا۔ تو کوئی عبارت ان کے بتائے ہوئے ماخذ میں نہ ملی۔ اس وجہ سے  
علمائے کبار ان کے ساتھ مناظرہ نہ کرتے۔

## ۸۱۔ خواجہ ایوب الکشی

(لعلمد بہالیوں تیموری و بہادر شاہ والی بکرات)

”الشیخ الفاضل“ ایوب بن ابوالبرکۃ الکشی (بالفتح) علمی نمائند ان کے فرد تھے۔ ہندوستان آئے  
تو سلطان بہالیوں تیموری نے اپنے قبیلہ کی بڑگی ان کے حبانہ عقد میں مناسک فرمادی۔ مگر وہ بدخوا  
اور بے دین ثابت۔ ایک مرتبہ انہوں نے حج و زیارۃ کے لئے جانے کا اظہار کیا۔ تو بہالیوں نے  
انہیں زاد راہ کا پورا انتظام کر دیا۔ جب یہ بکرات کی راہ سے کشتی پر سوار ہوئے تو شرکائے کشتی  
سے پوچھا۔ کہ حج کا فائدہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ حج گزشتہ گناہوں کا کفارہ ہے۔ یہ سن کر کشتی  
سے اتر گئے۔ اور فرمایا اگر حج گزشتہ معاصر کا کفارہ ہے تو ہم دل کھول کر عیش و عشرت کیوں نہ  
کر لیں۔ آخر میں حج کر لیں گے اور سب گناہ مٹ جائیں گے۔ بکرات کے والی بہادر شاہ نے ایک ننگہ چھپو

۱۰ مفسر ملکہ است از در باشہ خواہ از لقرہ و مس (غیاث اللغات)

وظیفہ مقرر کر دیا۔ اور یہ کھیل کھیلے۔ ایک روز بہادر شاہ ان کے قریب سے گزرا۔ تو پوچھا کیسی گذرتی ہے؟ فرمایا ایک تنکہ ایک عضو کے لئے کیا نفع رساں ہو سکتا ہے۔ بہادر شاہ نے دو تنکے مقرر کر دئے۔ ایک مدت تک گجرات میں رہنے کے بعد آخر احمد نگر کی طرف کوچ کیا۔ تو وہاں کے والی نظام شاہ نے ان کی آمد غنیمت سمجھ کر وظیفہ مقرر کر دیا۔

وہ اچھے شاعر بھی تھے ایسے تذکرہ ایمن بن احمد رازی نے اپنی کتاب "ہفت اقلیم" کے اندر کیا ہے۔ نمونہ شعر ۷

رزلف و حال تو آموختم و قائل عشق زہے مجاز کہ مجموعہ حق الحق بود

## ۸۲۔ سلطان بابر شاہ تیموری

۱۴۸۸ء تا ۱۵۱۹ء

الملك المريد بابر تیموری ابن عمر بن ابو سعید بن میراں شاہ ابن تیمور۔ سلطان ظہیر الدین محمد بابر شاہ سلطان الهند تاریخ ولادت ۱۴۸۸ء ان کا نام شیخ عبداللہ احراری نے ظہیر الدین محمد رکھا۔ مگر وہ بابر شاہ کے نام مشہور ہو گئے۔

بادشاہت کے گوارے میں پیدا ہوا۔ بڑے ہی باغ ہو کر فنون جنگ حاصل کئے۔ بڑے ذکی عاقل و سریع الادراک اور قوی الحافظہ تھے۔ کئی فنون سے محاسر ہوئے۔ خصوصاً شعر و انشا و عروض و لغات و خطاطی سے۔

تاریخ تخت نشینی | یوم شنبہ ۵ رمضان ۸۹۹ھ سے۔ یہ تقریب مقام اندھمان میں سرانجام پائی۔ جب کہ ان کا سن ۱۲ سال کا تھا۔ جنگی معرکوں میں انہیں ناقابل بیان

سختیوں سے مقابلہ کرنا پڑا۔ لیکن دشمنوں پر غالب ہی رہتے۔ بہت سے شہر فتح کرنے کے بعد کابل میں سربراہانے حکومت ہوئے۔ اس لمحہ میں ہندوستان کی تمام سلطنت سلطان ابراہیم ابن اسکندر لودھی

کے ماتھے میں تھی۔ بابر کابل سے بارہ ہزار گھڑ سوار اور زیادہ فوج لے کر ہندوستان کی طرف بڑھا۔ ادھر سے ابراہیم نے دس ہزار گھڑ سوار اور ایک ہزار جنگی ہاتھیوں کی طاقت کا پرالے کر دہلی سے پانی پت کے میدان میں ڈیرے ڈال دئے۔ مگر لڑائی میں لودھی شکست یاب ہو کر اپنے ہزاروں ساتھیوں سمیت قتل

ہو گیا۔ اور اس کا بقیہ لشکر تتر بتر ہوا۔ یہ معرکہ اور خاتمہ ہختر ماہ جمادی الاخریٰ ۹۲۲ھ میں ہوا۔  
**بابر کا دہلی میں ورود** اور شہر فتح کئے۔ بعدہ آگرہ پہنچا۔ اور اطمینان کا سانس آنے کے ساتھ  
 ہی اصلاحات پر توجہ کی۔ راستوں کی اصلاح کی۔ زمین کی پیمائش کرائی۔ تاکہ اس پر مناسب ٹیکس لگایا جا  
 سکے۔ باغات لگوائے۔ جنہیں پھل دار درختوں سے گلزار بہاوا کیا۔ آگرے سے لے کر کابل تک ڈاک کی  
 بے شمار چوکیاں تعمیر کروائیں۔ بابر شاہ فوجی طرز زندگی کے ساتھ مختلف علوم و فنون سے بہرہ مند تھا۔ فارسی  
 اور ترکی دونوں زبانوں میں شعر کہتا۔

**تصانیف** لاف ترکی میں اس کا دیوان بھی ہے۔ بدرجہہ غایت شیریں کلام ہیں۔  
 (۳) مشنوی معارف الہیہ جو خواجہ عبید اللہ احرار کی خاطر لکھی۔

(۳) ترک بابر ہی دیا وقایع بابر یہ) جس میں بابر نے اپنے ابتدائے حکومت سے زندگی کے آخری  
 سال تک اپنے تجربات قلمبند کئے ہیں۔ اصل کتاب ترکی میں ہے۔ ترجمہ مرزا عبید اللہ رحیم خان خاناں  
 ابن بیرم خاناں خاناں نے فارسی میں کر دیا۔ (نو شہروی اور اردو میں بھی اس کا ترجمہ ہو چکا ہے)  
 (۴) عروض میں چند مسائل

(۵) مبین (بفتح الباء و تشدید با) اس کتاب خوانی نے مبین (کبر الیاء) شرح لکھی۔

(۶) خط البابری (در فوجی خطاطی) اس خط میں بابر نے پورا کلام مجید لکھ کر مکہ بھیجوا یا۔

نوروز و نو بہار دمی و لبری خوش است

**شعروں کا نمونہ**

بابر بہ عیش کوش کہ عالم او در بارہ نیست

خدا سے معاف فرمائے۔ اوائل مگر میں شراب کا بڑا زسیا تھا۔ مگر آخر عمر میں اسے ترک کر دیا۔

آگرہ میں وفات پائی۔ اس لمحہ زندگی کی پچاسویں بہار دیکھ رہا تھا۔

۸۴۰۔ میرک بابر زندہ سندھی سکھری

”الشیخ العالم الفقیہ“ بابرید ابن ابو سعید بن میر علی شاہ العرب شاہی سبزواری ثم سندھی اسکھری۔

مشہور الانامل سبزواری سے قندھار اور یہاں سے شاہ بیگ ارغون ہندی کے ہمراہ سندھ تشریف لاکر

سکھر میں طرح وطن ڈال دی۔ اور مسندِ شیخیت کو آراستہ فرمایا۔ (تحفۃ الکرام)

## ۸۴۔ الشیخ بایزید اجمیری

”الشیخ العالم الصالح“ بایزید بن قیام الدین اجمیری المشہور بصغیر۔ احمد بن محمد شیبانی اور دوسرے اساتذہ علم کے سامنے زانوئے تلمذتہ کیا۔ فائزہ الحرام ہونے کے بعد تدریس و فتوے نویسی شروع کر دی۔ مشہور افراد اور سنیوں نے آپ سے اکتساب فیض کیا۔ (البحر الزخار)

## ۸۵۔ شیخ بایزید جالندھری

از ۹۳۱ھ تا ۹۸۹ھ تقریباً

”الشیخ الفاضل“ بایزید بن عبداللہ الانصاری الجالندھری۔ مشہور علماء سے تھے۔ حضرت شیخ سراج الدین انصاری آپ کے جدِ اعلیٰ ہیں۔ مولد جالندھر اور سن ولادت ۹۳۱ھ ہے۔ علمائے ائمہ سے پڑھا۔ اور تکمیل کے بعد جب مغل ہندوستان میں ہجرت آئے۔ تو اپنی والدہ کے ہمراہ جبال روہ میں اپنے ناموؤں کے ہاں چلے آئے۔ یہ واقعہ ۹۴۹ھ کا ہے۔ اس واقعہ پر بعضوں نے انہیں صاحب کشف و کرامت اور بعض نے محمد زغریلق ٹھہرایا۔

خیر البیان لغت افغانیہ۔ (یہ کتاب اثبات وحدت الوجود کے موضوع پر ہے)

### تصانیف

**وفات** ۹۸۹ھ سے قبل داعی اجل کو لبیک کہا۔ یہ اندازہ ان کے صاحبزادہ جلال الدین کا اکبر بادشاہ صاحب اللند کے حضور حاضر رہے ہوا۔ (بحوالہ آثار الامراء)

## ۸۶۔ جام بایزید سندھی

(بعد سلطان حسین شاہ لنگاہ داسکندر لودھی)

(میر کبیر جام بایزید سندھی۔ از ممتاز ترین رؤسائے سندھ کہ بادشاہ فارس جمشید کے قبیلہ سے منسوب تھے۔ ایک مرتبہ قبیلہ میں جو تنازعہ بڑھ گیا۔ تو یہ فارس سے نکل کر اپنے بھائی ابراہیم کے راقعہ

ٹھٹھ آئے (یہ زمانہ جام نظام الدین کا تھا) اور ملتان میں اقامت پذیر ہو گئے۔ حسین شاہ لنگاہ نے ان کا درود قیمت سمجھا۔ اور ان دروں کے لئے قصبہ شورمیں حوالی جاگیر میں لکھ دیا۔ اور ان کے بھائی کے لئے اُنچ کا علاقہ لکھ دیا۔ انہوں نے جمال الدین قرشی ملتان کو اپنی جاگیر کا سربراہ مقرر کر کے خود تحصیل علوم شروع کر دی۔ علما آنا شروع ہو گئے۔ جن سے یہ علمی مذاکرات کرتے اور شریعت کے اتباع میں بھی پیش پیش رہتے۔

ایک مرتبہ انہوں نے اپنے محل کی بنیاد میں خزانہ یا جسے تصرف کے بغیر حسین شاہ موصوف کے پاس سمجھا دیا۔ حسین شاہ اس بات پر بہت خوش ہوا اور انہیں گونا گوں انعامات سے نوازا۔ حتیٰ کہ اپنی آخر عمر میں ممدوح کو اپنا وزیر مقرر کر کے اپنے دلی عہد اور پوتے محمود کی اتالیقی سپرد کر دی۔ لیکن جب محمود بن فیروز بن الحسین سربراہ آئے حکومت ہوا۔ تو وہ عیش میں ڈوب گیا اور جام بایزید پر گرفت شروع کر دی۔ مگر جام صاحب محمود سے متفق نہ ہوئے۔ اور وہاں سے اپنی جاگیر شروع میں چلے گئے۔ جس کے بعد سلطان دہلی اسکندر بن بجلول سے واسطہ پیدا کر کے دہلی تشریف لے آئے۔ اسکندر نے اپنے نائب دولت خان کی طرف لکھا۔ کہ پنجاب کے اندر جام بایزید کی اعانت کی جائے۔ اور انہیں خلعت فاخرہ سے سرفراز کر کے پنجاب بھیجا دیا۔ محمود شاہ مذکور الصدر نے یہ سنا۔ تو لشکر لے کر آ پہنچا۔ مگر کارزار گرم ہوا۔ ادھر سے دولت خان ممدوح لشکر لے کر آ گیا۔ تب محمود شاہ نے صلح کر لی۔ اور بایزید اپنی جاگیر میں اقامت گزین ہو گیا۔ یہ تذکرہ محمد قاسم نے اپنی کتاب میں کیا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ بایزید لوگوں پر احسان کرتا۔ علما کی مجلس میں شریک ہو کر مذاکرات میں حصہ لیتا۔ اور انہیں عطایا سے مالابال کر دیتا۔ بعض کو خراج زمین میں سے جاگیر بھی عطا کرنا۔

## ۸۷۔ شیخ بخشو مند سوری

م ۹۱۶ھ

آشیخ العالم الصالح، حنفی حنفی مند سوری، مشائخ زاہدین و عبادت گزار سے تھے۔ ان کے کرامات اور کشف مشہور ہیں۔ اولاد میں تین صاحبزادے (بدھن، تہن اور معین الدین) ہیں۔  
(بحوالہ گلزار ابرار)

## ۸۸۔ شیخ بدرالدین گجراتی

م ۲۹، ماہ ربیع الاول ۹۷۳ھ

”الشیخ العالم الفقیہ بدرالدین (ابن جلال الدین) حنفی صوفی گجراتی۔ گجرات کے ممتاز شیوخ سے تھے۔ مولد و منشا گجرات ہی ہے۔ اپنے والد سے پڑھا۔ جنہوں نے اپنے باپ محمد سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے جدِ اعلیٰ سے پڑھا۔ جو کمال الدین دہلوی کے شاگرد تھے۔ صاحب ترجمہ عالم، فقیہ و مستقیم الحال اور صاحب کشف و کرامات تھے۔ (بحوالہ گلزار ابراہان)

## ۸۹۔ شیخ بدرالدین اکبر آبادی

م ۹۶۸ھ بتاریخ ۲۹ ربیع الاول

”الشیخ العالم الفقیہ بدرالدین ابن جلال الدین حسینی اکبر آبادی۔ یکے از علمائے کبار۔ مولد و منشا آگرہ (اکبر آباد) سن ولادت ۹۶۸ھ۔“

شیخ جلال الدین بن عبداللہ اکبر آبادی دیشیخ ابوالفتح ابن عبدالغفور قفانیسی اپنے والد کی رحلت کے بعد مسند ارشاد و دعوت آراستہ فرمائی اور زہد و تقناعت و اصلاح احوال کے ساتھ زندگی بسر کر دی۔ پچیس سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔ (بحوالہ اخبار الامصیاء)

## ۹۰۔ شیخ بدرالدین ملتانی

(بعہد ابراہیم قطب شاہ)

۲۸ ذیقعدہ ۹۸۰ھ

”الشیخ العالم الصالح بدرالدین محمد بن ابراہیم بن فتح اللہ ربیبی الاسامیلی الملتانی ثم احمد آبادی البیدی۔ از مشایخ مشہورین مولد و منشا احمد آباد بیدر۔ اپنے والد سے تکمیل علوم کے بعد احمد آباد میں مسند تدریس آراستہ فرمائی۔ یہ زمانہ سلطان ابراہیم قطب شاہ کا ہوتا۔ جو ان کا بہت معتقد تھا۔ اس نے شیخ کو اپنے دار السلطنت گوکنڈہ میں بلا کر اپنا مقرب بنالیا۔ باوجودیکہ شیخ شیعہ



اور سلطان سنی تھا۔

مگر اس نے انہیں مال مال کر دیا۔ ۲۸ دیقعدہ ۹۸۰ھ میں وفات پائی۔

## ۹۱۔ مولانا بدر الدین سرہندی

الشیخ الفاضل بدر الدین حنفی سرہندی یکے از مشائخ مشہورین مرید شیخ یحییٰ سندیلوی۔ اور  
ان کے مرید امام اللہ سرہندی۔ مولانا میر علی کنبوہ اور دوسرے بے شمار افراد تھے (بحوالہ گلزار ابرار)

## ۹۲۔ شیخ بڑھن مند سوری

الشیخ العالم الصالح بڑھن بن بخش اللہ مند سوری۔ از مشائخ مشہورین اپنے والد کے سب سے  
بڑے فرزند اور سب سے بلند پایہ علم و عمل و استقامت علی الصلاح و طریقت ہیں (بحوالہ گلزار ابرار)

## ۹۳۔ شیخ بڑھن منیری

م ۹۳۴ھ

الشیخ العالم الصالح بڑھن بن رکن الدین بلخی منیری یکے از مشائخ مشہورین و طریقت  
فرقہ فردوسیہ۔ یہ طریقہ انہوں نے شیخ محمد بن ابراہیم بلخی اہلبادی سے حاصل کیا۔ ان سے ان کے فرزند  
قطب اور دوسرے بے شمار لوگوں نے سیکھا۔ غالباً ۹۳۴ھ میں رحلت فرمائی۔

## ۹۴۔ شیخ بڑھن اجونوی

الشیخ الکبیر بڑھن چشتی اجونوی ہندوستان ہیر کے مشہور شیوخ سے تھے۔ علم و طریقت دونوں  
میں شیخ محمد بن علی اجونپوری سے بہرہ مند ہوئے۔ جن کے بعد سند ارشاد منورین فرمائی۔ بڑے صاحب  
کرامات عجیبہ تھے۔ یہ ذکر عبد الرحمن دینیوی نے مرآة الاسرار میں کیا ہے۔

## ۹۵۔ برہان نظام شاہ احمد نگری

م ۹۳۱ھ

• الامیر الکبیر برہان بن احمد بن الحسن البحری احمد نگری۔ برہان نظام شاہ بادشاہ احمد نگر۔ اپنے والد کے بعد ۹۱۲ھ میں سات سال کی عمر میں حکومت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لی۔ اور کھن خان کھنی کو اپنا مستعد کلی مقرر کیا۔ جس نے برہان کی تربیت و تعلیم بڑے انہماک سے کی۔ برہان نے کانیہ کے سوا دیگر علوم متوسطات تک پڑھے اور دس سال کی عمر میں خط نسخ میں بھی دسترس حاصل کر لی۔

برہان نے اپنی بیس سال کی عمر میں سلطنت کی باگ اپنے ہاتھ میں سنبھال لی۔ وہ شیعہ ہو گیا جس میں اس نے بڑا مبالغہ کیا۔ یہاں تک کہ اس نے اپنی سلطنت میں یہ احکام جاری کر دیئے۔

(۱) سنیوں کی مساجد و خانقاہوں اور باداروں و راستوں میں خلفا پر کھلم کھلا دشنام طرازی کی جائے۔

(۲) جس کے عوعدانہ میں لوگوں کے سالانہ وظائف مقرر کر دیئے۔ جو لوگ انکاری ہوتے وہ

یا تو شہید کر دیتا۔ یا اسیر۔

بروایت محمد قاسم جب اسماعیل بن حیدر

سنفوی سلطان فارس نے شیخ طساہر

### برہان کی اس قلبی ہیبت کا سبب؟

ابن رضی اسماعیل کے قتل کا حکم نافذ کیا۔ تو وہ ایران سے بھاگ کر ہندوستان آکر حیدر آباد وکن کے قلعہ پر بندہ میں خواجہ جہان دکھنی کے پاس آکر ٹھہر گیا۔ جب سلطان برہان شاہ نے اس کے آنے کی خبر سنی۔ تو اسے ۹۲۸ھ میں احمد نگر بلا لیا۔ اور قلعہ ہی کے اندر اس کے لئے مدرسہ بنا کر تدریس پر متعین کر دیا۔ جہاں وہ ہفتہ مہر میں دو روز درس دیتا۔ جس میں سلطان برہان اور تمام علماء شریک ہوتے۔ برہان وہاں آخر تک بیٹھتا۔ حتیٰ کہ اگر اسے قضاء و حاجت کا غلبہ ہوتا تب بھی اٹھ کر حلقہ سے باہر نہ آتا۔

اسی زمانہ میں اتفاق سے اس کا بیٹا عبدالقادر کسی سخت مرض میں صاحب فراش ہو گیا جس کے علاج سے اطباء نے ہاتھ کھینچ لئے اور تمام لوگ اس کی زندگی سے بالوس ہو گئے۔ پر چند

برہان شاہ نے نقد جو اسے اور دوسرے اموال کے دھارے چلا دئے مگر کچھ نہ ہوا۔ آخر ایک روز طاہر مذکور نے برہان کو پڑھایا کہ آپ جمعہ و عیدین کے اندر ائمہ و اذدہ کا خطبہ پڑھا کریں۔ اور ان کے مذہب کا پڑھا جاری کر دیں۔ برہان شاہ نے یہ بات خود پر ادٹ ہی لی۔ اسی رات کو خواب دیکھا کہ ایک صاحب سیر ہاں اس طرح تشریف لائے ہیں کہ ان کے جلیہ میں چھ افراد سمت راست پر اور چھ ہی سمت چپ ہیں طاہر سے یہ خواب بیان کیا۔ تو اس نے کہنا ہی تھا کہ ان ۱۲ افراد کے پیشتر و حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بارہ حضرات آپ کے اہل بیت تھے۔ برہان نے اس خواب میں اس وفد کی سرقد ہو کر تعظیم دی۔ تو رسول اللہ نے فرمایا۔ جاؤ! تمہارا بیٹا تندرست ہو گیا ہے۔ تمہیں چاہیے کہ جو کچھ میرے فرزند طاہر نے تم سے کہا ہے۔ اس پر عمل کرو۔ اتنے میں برہان شاہ کی آنکھ کھل گئی۔ تو معلوم ہوا کہ واقعی میرا بیٹا صحت یاب ہے۔ اور اس نے طاہر مدوح سے شیعہ مسلک کی پوری ترکیب تو لاؤ تیرا تک کے انداز تک معلوم کرنے کی ترکیب شروع کر دی۔ اس کے تمام گھر بار والے بھی شیعہ ہو گئے جن کی تعداد مع خدم و حشم تیس ہزار تک تھی۔ طاہر اس تدبیر سے اپنے مقصد میں کامیاب ہوا۔ محمد بن قائم شیعہ بیجا پوری کا کلام ختم ہوا۔ مندرجہ ذیل حضرات برہان نظام شاہ کے ندائے خاص تھے۔ شیخ شاہ محمد نیشاپوری اور ملا علی گل استرآبادی و ملا رستم جوجانی و ملا محمد امامی استرآبادی و سید صن بدلی۔ برہان کی رحلت احمد نگر ہی میں ہوئی اور وہ اپنے والد کے جوار میں سپرد خاک ہوئے۔

## ۹۶۔ شیخ برہان الدین کا پوری

م ۹۴۵ یا ۹۴۶ھ

الشیخ الصالح الفقیہ برہان الدین ابن تاج الدین الانصاری الکالیوی مشائخ کبار سے تھے تحصیل علوم ظاہری شیخ عبد الملک بن ابراہیم کالیوی سے کی۔ بدتوں جن کی خدمت میں رہے۔ بعد از فراغ تمام لوگوں سے دامن جھٹک کر گھر میں بیٹھ گئے اور زندگی بھر گھر سے نکلے۔ (بحوالہ گلزار ابرار) بدایونی نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ وہ سید محمد بن یوسف جون پوری المشہور المتعمدی ایک واسطہ سے شاگرد تھے۔ تفسیر میں کامل تھے اور ۹۴۵ھ میں آسودہ لحد ہوئے مگر یہی کہتے ہیں کہ ان کا وفات ۹۴۶ھ ہے۔

۱۔ یہ تکلف اپنے تئیں مہدی موعود ظاہر کرنے والا۔

## ۹۷۔ القاضی برہان الدین گجراتی

”الشیخ العالم المحدث الفقیہ القاضی برہان الدین نیروالی گجراتی۔ مشہور اساتذہ علم سے تھے۔ گجرات میں انہی کی بدولت نشرِ علوم کی ابتدا ہوئی۔ وہ امام شہاب الدین گجراتی کی اولاد سے ہیں۔ برسوں تدریس فرمائی بے شمار افراد ان کے شاگرد ہوئے۔ آصفی نے اپنی کتاب ”ظفر والہ“ میں لکھا ہے کہ میرے والد اور اخی محذوم اسحاق ان کے مجدد علم داد بھائی تھے۔ انہوں نے نیروالی میں انتقال کیا۔“

## ۹۸۔ الشیخ برہان الدین گجراتی

م سہ

”الشیخ العالم الصالح برہان الدین حنفی صوفی گجراتی نولد و منشا احمد آباد فرقہ شطاریہ کے مشائخ سے تھے۔ احمد آباد ہی میں وہاں کے اساتذہ سے پڑھا۔ طریقت میں شیخ صدر الدین محمد بڑودی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ۹۸۷ھ میں اپنے شیخ کے ہمراہ گوالیار تشریف لے گئے۔ اور انہی کی معیت میں مندو (مالوہ) آئے اس دوران میں شیخ محمد غوث گوالیاری کے صاحبزادے ضیاء اللہ وہاں تشریف لائے۔ تو صاحب ترجمہ ان کے ہمراہ ۹۸۵ھ میں اجمیر پہنچے۔ اور وہیں رحلت فرمائی۔“  
(دکڑا ابراہیم)

## ۹۹۔ مولانا برہان الدین ملتانی

”الشیخ الفاضل برہان الدین الحنفی الملتانی فقہ و اصول فقہ اور ادب عربی میں یکتائے ہوز گاتھے۔ شہر حصار میں مسند تدریس مزین فرمائی۔ شیخ عبداللہ ابن بہلول سندیلوی الگجراتی نے آپ سے عربی ادب و تفسیر پڑھے۔ اور آپ اپنے اس شاگرد کے ہمراہ گجرات تشریف لے گئے دکڑا ابراہیم

## ۱۰۰۔ شیخ بلال محدث سندھی

م سہ

”الشیخ العالم البکیر المحدث بلال تلمیذی سندھی۔ حدیث و فقہ میں فرد الکامیہ درس و تدریس

شغل۔ زہد و تقویٰ و عمل علی شریعت اور کتاب و سنت پر مداخلت طرہ امتیاز تھا۔ صاحب کشف و کرامات تھے۔ (بروایت محمد معصوم بن صفائی ترمذی جو تاریخ سندھ)

## ۱۰۱۔ سلطان بہادر شاہ گجراتی

۹۳۳ھ

”الملك المريد المنظر“ بہادر شاہ ابن مظفر شاہ ابن مظفر شاہ ابن محمود شاہ انکبیر الگجراتی۔ سلطان مجاہد ۹۳۲ھ میں اپنے بھائی اسکندر اور محمود کے بعد عید الفطر کے روز دہام حکومت ہاتھ میں لی۔ رتبہ وہی میں ماتحت رعایا کے ساتھ حسن سلوک شروع کر دیا۔ سلطنت کی بنیاد استوار کی۔ لشکر جبار کے کربا اور دہان سے چتوڑ روانہ ہوا۔ جہاں کے راجہ نے ان کی اطاعت کا قبضہ پیش کیا۔ اب وہ شہر مندو (مالوہ) کی طرف بڑھا۔ اور غوریزہ جنگ کے بعد سلطان محمود شاہ خلجی کو گرفتار کر لیا۔ یہ واقعہ ۹۳۴ھ کا ہے۔ یہاں سے اس نے اپنی فوج اُجین اور سارنگ پور روانہ کی۔ جس نے یہ دونوں شہر فتح کر لئے۔

اب اس نے شہر بھیل سے فتح کر لیا۔ جس کے بعد اس خطہ کے مضبوط ترین قلعہ رائے سین کو دہان کے راجہ کو سر کر لیا۔ بعد کالور۔ ہوشنگ آباد و اسلام آباد اور مندسور کو اسی سال میں فتح کیا۔ آخر ۹۳۹ھ میں اپنے مفتوح شہر چتوڑ کی طرف لوٹا۔ اور رومی خاں کو چتوڑ کا سربراہ مقرر کر دیا۔ جس کی فوج نے قلعہ چتوڑ کے محصورین کو سر کرنے کی بہت کوشش کی۔ آخر قلعہ کے سردار نے اس شرط پر سواگلی کا اشارہ کیا کہ جن شرائط پر اس قلعہ کے مالک رانا سانگانے سلطان علاؤ الدین خلجی کے ساتھ صلح کی تھی۔ ان پر آپ بھی رضامند ہو جائیں اور اس پر صلح ہوگی۔ جس کے مطابق ہندو رئیس قلعہ نے تاج دموض اور قلابے وغیرہ رومی خاں کے سامنے پیش کر دیئے۔ اس کے بعد بہادر شاہ نے اپنے مفتوحہ و مقبوضہ شہروں کی طرف عنان پھیر دی۔ وہ زتھبور کی طرف بڑھا۔ یہ سن کر گردلوواح سے اس کے تمام ماتحتوں کے لشکر ہر طرف سے اس کی امداد کرتے اُمنڈ آئے۔ زتھبور کے سرکاری آدمی قلعہ بند ہو چکے تھے۔ وہ اس لشکر بے کراں کی خبر سن کر گھبرا اٹھے۔ بہادر شاہ نے یہ قلعہ ان کو مغلوب کر کے فتح کر لیا۔ جس کے بعد وہ بارہ گڑ ۹۴۱ھ میں چتوڑ روانہ ہوا۔ اور یہاں سے مندو کا رخ کیا۔

ادھر سلطان بہالیوں اس کے ساتھ لڑائی پر تلا ہوا تھا۔ جو مند  
**سلطان بہالیوں تیموری**

آچھپا۔ مگر تیموری تعاقب میں تھا۔ وہ مند سے گجرات کی جانب پکا۔ بہالیوں نے بہادر شاہ کو یہاں گھیر  
 لیا۔ گھمسان کارن پڑا۔ یہ ۹۴۲ھ کا واقعہ ہے۔ جب اس مقام پر بہادر شاہ میدان چھوڑ کر دیو میں  
 قلعہ بند ہو کر بیٹھ گیا۔ بہادر شاہ کی تاریخ فرار میں فل بہادر کہا گیا۔ مگر مقام خیبر پر جا کر جس شجاعت اور  
 جرات سے کام لیا۔ اس کے دیکھتے ہوئے اوپر کا مادہ تاریخ ذلیل ہو گیا۔ کہ وہ میدان کارزار میں تلوار  
 سے زیادہ گہرا زخم پہنچانے والا شیر سے زیادہ بہادر۔ سیلاب سے بڑھ کر دشمن کو روکنے والا۔ اور بہا  
 سے فزوں تر اپنی جگہ پر ڈٹا رہنے والا تھا۔ لیکن اس کا اقبال ختم ہو کر بد بختی مسلط ہو چکی تھی۔ بقول  
 نکل مد تہ تنقضی: زندگی کا ہر دور گزر جاتا ہے

ماخنت الایام الامن ضی زمانہ نہیں گزرتا مگر اس شخص کا جو اس (زمانہ) پر رہنا مندرجہ۔

بہالیوں کے پیچھے شیر شاہ پڑا ہوا تھا۔ وہ اسی سن کے اندر گجرات میں اپنے ایک نائب کو تعینات  
 کر کے خود آگرہ کی طرف لوٹا۔ بہادر شاہ نے موقع پا کر بہالیوں کے معنوسہ شہر نوساری، مہرودج، سوات  
 اور کھنمبایت پر قبضہ کر لیا۔ اس کے سپہ سالار بہالیوں کے تمام مقبوضات پر چھا گئے۔ اور بہالیوں کے مال  
 احمد آباد کی طرف سمٹ گئے۔ بہادر شاہ نے احمد آباد پر بھی حملہ کر کے قبضہ کر لیا۔ اب وہ جاپانیر پر  
 حملہ آور ہوا۔ اور اسے بھی سر کر لیا۔ جیسا کہ یہ شہر پہلے بھی مند سے ملحق تھا۔

بعد ازیں اس نے مالوہ پر قادر شاہ کو اپنا سربراہ مقرر کر دیا۔ جس نے مند میں بہادر شاہ کے

نام کا خطبہ پڑھا۔

بہادر شاہ کو اطلاع ملی کہ بیزری فرنگی نے دیو پر قبضہ کر لیا  
**فرانسسی فرنگی کا خروج**

کرے۔ مگر جب بہادر شاہ ساحل سمندر پر وارد ہوا۔ تو فرنگی نے اس کے ساتھ یہ فریب کیا کہ میں تو  
 صاحب فراش ہونے کی وجہ سے حاضر نہیں ہو سکتا۔ آپ خود تشریف لائیے۔ میں آپ کو اس فتح کی  
 مبارک کہنا چاہتا ہوں۔ بادشاہ نے اسے اپنے آنے کی اطلاع دے دی۔ مگر جب مشیروں کو بلا کر  
 مشورہ طلب کیا۔ تو انہوں نے کہا بغیر سپاہیوں کی مشایعت کے نہ جائیے۔ بہادر شاہ اس انداز سے

گیا۔ بزدلی سنے یہ سنا تو بہ تکلف مرعیض تو ہو کر پڑا رہا۔ گویا کہ اس پر غشی طاری ہے سلطان گلے میں تلوار  
حائل کئے ہوئے اس کے قریب ہی جا بیٹھا۔ بزدلی بیٹھ گیا تو سلطان اٹھ کھڑا ہوا۔ بزدلی نے اس قیام  
کا سبب دریافت کیا۔

مگر بہادر شاہ دہاں سے نکل کر اپنے سپاہیوں کے ہمراہ آیا پتا ہوتا ہے۔ پس وہ پھوٹی کشتیوں کے  
ایک بیڑے کے ساتھ آیا۔ اور بزدلی اپنے ہمراہیوں کے سمیت نمودار ہوا۔ جو خود کو بہ تکلف مرعیض ظاہر کئے  
ہوئے تھے۔ جیسے وہ نیند میں ڈوبا ہوا ہے۔ آخر سلطان بیٹھ گیا اس وقت سلطان نے اپنے گلے میں  
تلوار حائل کر رکھی تھی۔ بزدلی نے آنکھیں کھول دیں۔ اور سلطان اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ بزدلی نے اسے فدا دیر  
کھڑے کے لئے کہا مگر وہ نہ رکا۔ بلکہ اپنی کشتیوں کے بیڑے میں آ پہنچا۔ اس وقت بزدلی نے اپنے بیڑے  
کو اشارہ کیا۔ جس نے نقطہ مشعل کر دی۔ سمندر کا پانی آگ کی حدت سے کھول اٹھا۔ لیکن سلطان اپنے  
صہرائیوں سمیت بزدلی کی فوج سے فرطاً رہا۔ حتیٰ کہ تلوار کی نوک اس کے پیچھے میں بیوست ہو گئی جس  
سے وہ شہید ہو کر سمندر میں گر پڑا۔ اس کی تاریخ شہادت، ظفر والہ سے مستخرج ہوئی۔ عماد کا تب نے  
نور الدین شہید کے مرثیہ میں جو اشعار کہے ان کا ذکر یہاں بے جا نہ ہو گا۔

یا صلکاً ایاصلاحہ۔ تزلّیٰ نفضلاً فاصلتہً قاخیرۃً  
ملکت دنیاک و متلقنا دبیرت متی یتملک الآخیرۃ

اسے بادشاہ! تیرا دور ہمیشہ قابل فخر رہا

تو دنیا کا مالک ہو گیا اور خدیں اپنے پیچھے چھوڑ گیا۔

اور یہاں سے روانہ ہوا یہاں تک کہ تو آخرت کا مالک بھی ہو گیا۔

اس کے لئے آخری خطبہ مقام بیاتہ ضلع آگرہ میں پڑھا گیا۔ جب کہ تاتا رخاں پسر عالم خان

لودھی کا قتلہ اس کے سرپرست لارہا تھا۔

اسی وجہ میں تنگ (۱۷۱۱ء) تانبے کا تھا رگڑ ۲۱۔ در تانہ کو نہیں۔ مترجم اور بہادر شاہ علیا کے قتل

ایک لاکھ تنگہ سے کم کا فقط زبان پر نہ لانا۔ اس کے وزراء نے سنہ ۱۷۱۱ء کی تدبیر کا مشورہ دیا۔ بہادر شاہ

۱۷۱۲ء کو قتل ہوا۔ تاریخ وفات: قتل سلطان بہادر۔ اور فرنگیاں بہادر کش سے مستخرج

کی گئی۔

## ۱۰۲۔ بہاؤ الدین انصاری حنفیدی

(بعہد سلطان غیاث الدین خلجی)

م ۹۲۱ھ

شیخ العالم الکبیر بہاؤ الدین ابن ابراہیم بن غلام اللہ انصاری شطاری حنفیدی مولود و منشا  
شہر حنفید۔ بہار و متان کے ممتاز و مشہور مشائخ سے تھے۔ تمام علوم سبقاً پڑھے۔ اور ادب و اصول فقہ  
میں شہتہ الکاہل کے منصب پر آپہنچے۔ کئی مشائخ کی زیارت سے مستفیض ہوئے۔ حج و زیارت کی سعادت  
سے بھی بہرہ حاصل ہوا۔ حرم ہی میں بیعت کی۔ شیخ احمد شریف شافعی حیلانی کی۔ واپس وطن تشریف لائے  
تو سلطان غیاث الدین حکمران مالوہ کی حکومت تھی۔ شہر مندو میں اقامت فرمایا ہوئے۔ اور کچھ عرصہ بعد  
احمد آباد تشریف لے گئے۔

تصنیف | اذکار و اشغال میں ایک رسالہ ہے جو شیخ ابراہیم بن معین ارجی نے قلمبند فرمایا۔ آخر  
۹۲۱ھ میں دولت آباد میں آسودہ گرد ہوئے (اخبار الاخبار)

## ۱۰۳۔ شیخ بہاؤ الدین العمری جوئی پوری

۴۰ جمادی الاولیٰ ۹۱۰ھ

شیخ العالم النقیبہ المحدث بہاؤ الدین پسر خلق اللہ مبارک ابن احمد پسر ابو الخیر بن نصر اللہ بن محمود  
بن محمود ابن شیخ حمید الدین العمری ناگوری ثم جوئی پوری۔ مولود و منشا جوئی پور۔ شیخ محمد ابن عیسیٰ کے درسیات پڑھیں  
اور علم کے بلند ترین درجہ تک پہنچے۔ اور طریقت میں شیخ حامد شاہ ناگپور کے حضور باریاب ہو کر طریقہ حنفیہ  
کے ممتاز مشائخ کا مقام حاصل کیا۔

شیخ غلام رشید نے گنج ارنہی میں لکھا ہے کہ "ممدوح شیخ حسین بالادستی کی خدمت میں مسلسل  
سات سال تک رہے۔ اور جب جوئی پور تشریف لے گئے تو (۲۸) سال تک شیخ حامد ابن عیسیٰ نے ذکر و تہجد  
کے حضور زانو سے تلمذ تمہ کئے رہے۔ پھر شیخ حامد ناگپور کے ملازم ہوئے تو (۹) سال اس میں نیر  
کردئے۔ حتیٰ کہ ان کے سوا اور شیوخ سے بھی مستفید ہوئے۔"



مکہ مبارکہ کا سفر کیا (۱۳۰۷ سال وٹان رہے۔ یہاں جبل البقیس میں چلہ کاٹا۔ صرف اوقات نمازیں  
سجد بیت اللہ میں ادا نئے صلوة کے لئے آتے اس وقت علم شریف ایک سو سال کی تھی۔ باایں ہمہ چشمہ کی  
ضرورت نہ پڑی۔

شیخ بہاؤ الدین نے مکہ مکرمہ کے اندر حدیث پڑھی۔ یہاں طریقہ نقشبندیہ میں شیخ کمال الدین اعظم  
کی بیعت کا رقبہ بھی حاصل کیا۔ برسوں ان کی خدمت میں رہے۔ شیخ موصوف شیخ الکبیر عبد اللہ احمد کے  
مؤید تھے۔ بہاؤ الدین ہر لمحہ مطالعہ حدیث میں مشغول رہتے۔ ارشاد الما لکین لپنے باب میں ابن کی مشہور  
تالیف ہے۔ ماہ رمضان ۹۱۰ھ یا ۲۰ جمادی الاول ۹۱۰ھ کے روز انتقال ہوا (البحر الزخار)

## ۱۰۴۔ شیخ بہاؤ الدین کوڑوی

”الشیخ الصالح“ بہاؤ الدین ابن سلالہ حنفی کوڑوی۔ مشائخ کہاؤ سے تھے۔ کوڑوہ مولد و منشا ہے  
شہر بستہ کان پوز اور فتح پور کے درمیان میں ہے۔ اپنے والد سے پڑھا۔ ان کا گھرانہ علم و صلاح کا مرکز  
تھا۔

اپنے والد کی رحلت کے بعد مندر شیخوخیت مزین نرمانی اعلیٰ شمارہ افراد نے ان سے اکتساب کیا

## ۱۰۵۔ مفتی بہاؤ الدین اکبر آبادی

نصف شوال ۹۷۹ھ

”الشیخ العالم المعمر“ بہاؤ الدین ابن شمس الدین قریشی الملتانی۔ شیخ کبیر بہاؤ الدین ذکر یا ملتانی  
کی اولاد سے تھے۔ مولد و منشا ملتان ہے ان کے عہد میں جو جو علما ملتان تشریف لائے ان کے سامنے  
نانوے تلمذہ کرنے۔ بحث و اشغال ان کا اور ہونا چھوٹا رہا۔ یہاں تک علوم میں کمالی کے بعد  
منصب اتنا مدرس کو مزین فرمایا۔

ملتان سے آگے آئے تو یہاں بھی فتوے دہی جاری کر دی۔ مرحوم صاحب ایثار اور خدمت  
استقامت سے طریقہ ظاہریہ میں بہرہ مند تھے۔ ضرورت مندوں کے لئے ہر قسم کی مشقت برداشت  
کریتے۔ ان کی سفارش کرنا تو معمول عام ہی تھا۔ (بحوالہ بدایونی)

وفات ماہ نصف شوال ۹۷۸ھ میں ہوئی۔ (اخبار الاخیار)

## ۱۰۶۔ شیخ بہاؤ الدین قلندر حیلانی

م ۹۷۲ھ

”الشیخ المعمر بہاؤ الدین ابن شیخ عبدالقادر حیلانی۔ مولد و منشاہ بغداد۔ کم سنی میں اپنے والد کے ہمراہ بدایوں آہنچے۔ اور ان کی رحلت کے بعد گھر سے نکلے تو سالہا سال آبادیوں اور جنگوں میں گزارنے کے بعد پنجاب آکر قریب حجر شاہ میں طرح اقامت ڈال دی کہتے ہیں کہ ان کی عمر دو سو پچاس سال سے بھی متجاوز ہوئی۔ یہ زمانہ ہلال الدین اکبر بادشاہ کا تھا۔ وفات ان کی ۹۷۲ھ میں ہوئی۔

مادہ تاریخ عبدالقادر ثانی ہے۔ (دخیزینہ الاحقیار)

## ۱۰۷۔ شیخ بہاؤ الدین گجراتی

م ۱۱۲۰ھ

”الشیخ الصالح الفقیہ بہاؤ الدین بن معز الدین بن علاؤ الدین بن شہاب الدین خطابی گجراتی حضرت فیصل بن خطاب برادر امیر المؤمنین عمر بن الخطاب کی اولاد سے ہیں۔ مولد و منشاہ کراچی ہے۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ ابن عربیہ اللہ المتوکل الگجراتی کی خدمت میں رہنے لگے۔ اس وقت (۲۱) سال تک اسی خدمت میں رہے۔ ان سے حصول طریقت کے بعد گھر سے نکلے۔ متعدد شہروں میں آئے۔ برسوں یہ شغل رہا (۸) سال بعد لوٹ کر گجرات آئے۔ مگر کچھ عرصہ بعد پھر نکلے اور برہان پور میں اقامت فرمایا ہوئے۔ جہاں ایک خانقاہ اور جامع مسجد تعمیر کرائی۔ شیخ علی متقی پسر حسام الدین نے اپنی جوانی کے زمانے میں ان کی بیعت کی۔

آپ آجس کے لقب سے مشہور ہوئے۔ جو آج تک مشہور ہے۔ ۹۱۲ھ میں رحلت

فرمائی (مجزہ خارا)

## ۱۰۸۔ حکیم بھوہ خاں اکبر آبادی

”الشیخ الفاضل بھوہ خاں ابن خاص خاں حکیم اکبر آبادی طب میں اکابر روزگار سے تھے۔

تھے۔ سلطان اسکندر خان لودھی نے انہیں اپنا مشیر مقرر کیا اور آخر آپ کو وزارت کا منصب تفویض فرمایا۔ اسکندر اہم معاملات مملکت میں ان کی رائے پر بہت اعتماد کرتا تھا۔ مگر اسکندر کی رحلت پر جب اس کا بیٹا ابراہیم بدیر حکومت ہوا۔ تو وہ الٹا مجھوہ خان کے کھٹک گیا۔ انہیں ۹۲۳ھ تک نظر بند رکھنے کے لئے آدم کے حوالے کر دیا۔ حتیٰ کہ وہ محبس ہی میں رحلت فرما ہوئے۔

سلطان اسکندر کے حکم سے طب میں فارسی زبان کے اندر معدن الشفاء کے نام سے ایک ضخیم کتاب لکھی۔ جس میں سنسکرت کی مندرجہ ذیل کتابوں سے مدد لی۔

سست، جوگ، دس، ناگر، سارنگ، دھرمادھو بدان، چتامن، بنک سین، چکروت، کتیت، ناکت، بھوج، بھید وغیرہ۔

## ۱۰۹۔ شیخ پیارہ پسر کبیر مندوی

م ۹۹۳ھ ماہ رمضان المبارک

”الشیخ الصالح پیارہ ابن کبیر بن محمود چشتی مندوی۔ مولد و منشا لکھنؤ۔ شیخ فخر الدین حامد چشتی نہروالی سے درسیات پڑھیں۔ اور ممتاز علمائے دین کی صف میں آ پہنچے۔ مسلسل ۶ مرتبہ حج و زیارت کے بعد (۱۸) ویں برس اپنی والدہ ماجدہ کو ہمراہ لیا۔ اور واپسی کے بعد شہر مندو (بالوہ) میں مسند تدریس آراستہ کی جس پر ۵۰ سال تک پڑھایا۔ (گلزار ابرار)

## ۱۱۰۔ پیرم خاں خاناں

”الامیر الکبیر قلم اور تلوار دونوں کے دھنی تھے۔ اس طرح دلیری اور سخاوت میں برسر عنوان تھے۔ نام پیرم خاں ابن سیف علی بی یار علی بن شیر علی ترکمانی بلخی از قبیلہ قراقویلیلو۔ مولد غزنہ جہاں ان کے والد سلطان بابر تیموری کی طرف سے گورنر تھے۔ جو اپنے فرزند کی کم سنی میں دنیا سے رخصت ہو گئے۔ پہلے انہیں غزنہ میں سپرد خاک کر دیا۔ مگر ایک عرصے کے بعد ان کی ہڈیاں سمیٹ کر بلخ لے جانی گئیں اور یہاں دفن ہوئیں۔

بیرم خان لے بلخ ہی میں نشوونما پائی۔ ہمایوں بادشاہ کے عہد میں بیرم خان حکومت سے منسلک ہو گئے برسوں سلطان کی ملازمت میں رہے۔ ہمایوں نے بیرم خان کے بشرے سے ان کی شرافت کا اندازہ کر کے اپنا معتمد قرار دیا۔ حتیٰ کہ ہمایوں کے والد سلطان بابر دنیا سے سدھار گئے۔ اور بادشاہت ان کو تفویض ہوئی۔ تب انہیں ہمایوں نے اہم امور میں اپنا معتمد کی مقرر کر لیا۔ حتیٰ کہ جب شیر شاہ سوری <sup>۹۲۶ھ</sup> میں ہمایوں پر غالب آ گیا۔ تو ہمایوں شیر شاہ گندھ کی طرف رخ پھیرا کہ خود چوسہ اور وہاں سے قندج آیا۔ تب بیرم خاں سبھل میں وہاں کے رئیس نصیر خاں کے پاس پہنچا۔ تو اس نے بیرم خاں کی سفارش شیر شاہ سے کی۔ جس سے کچھ مدت بعد وہ گجرات نکل گیا۔ اور بالآخر سندھ میں اپنے مرنے سے <sup>۹۵۰ھ</sup> میں ملاقی ہو کر سلطان کو بحری راستہ سے ایران جانے کی ترغیب دی۔ جس سفر میں وہ خود بھی سلطان محدودی کے ہمراہ تھا۔

ہمایوں شاہ ایران سے لوٹے تو قندھار فتح کر کے وہاں اپنا ایک نائب تعینات کیا۔ جس کے بعد بیرم خاں پشاور میں ہمایوں کے پاس آ پہنچا۔ جہاں ہمایوں نے اسے خان خانان کا خطاب دیا جس کے معنی امیر الامرا کے ہیں۔ اب تک ہمایوں نے دوسری مرتبہ ہندوستان کے کچھ اور علاقے اپنے زیر نگیں کر لئے تھے۔ جن میں سے بیرم خاں کو پورگنہ سبھل اور سرہند دونوں جگہیں جاگیریں عطا فرمادیں۔

جب ہمایوں کی رحلت کے بعد اس کا تخت جگر اکبر اپنی صغر سنی ہی میں تخت نشین دور اکبری ہوا تو بیرم خاں نائب کی حیثیت سے پورے ملک کی عنان حکومت ہاتھ میں سنبھالے رہا۔ مگر اکبر کے بالغ ہونے پر پورے اختیارات اس کے قبضے میں چلے گئے۔ <sup>۹۲۶ھ</sup> میں دونوں کے درمیان اس قدر شدید اختلاف ہو گیا کہ فریقین میں لڑائی کی نوبت آ پہنچی۔ سلطان نے اپنی طرف سے اپنے ایک معتمد شمس الدین محمد اتک کو ایک لشکر جرار دے کر بھیجا۔ جب دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے تو بیرم خاں اپنی فوج کے آگے آگے تھا۔ مگر وہ اپنے لشکر کو حملہ کرنے کا اشارہ تک نہ کر پایا بلکہ انہیں ضبط کا حکم دیتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ مخالف لشکر کے قریب آ پہنچا یہ دیکھ کر اکبر کے فوجیوں نے اسے گھیرے میں لے لیا۔ مگر بیرم خاں اس نرنغے سے نکل کر اکبر کے دستے میں آ گیا۔ اور فوراً سلطان کے قریب پہنچ کر معافی کا خواستگار ہوا۔ سلطان نے

اس جگہ پر اُسے حجاز چلے جانے کا حکم دیا۔ بیرم خان نے تعمیل کی۔ مگر جب وہ اس سفر میں فتنی پہنچا۔ تو ایک افغان نے اسے شہید کر کے شیخ حسام الدین ملتانی کے حظیرے میں دفن کر دیا۔ جہاں سے کچھ عرصہ بعد اس کی ہڈیاں دہلی لاکر سپرد زمین ہوئیں۔ اور دہلی سے لاکھ مشہد امام رضا میں دفن کرانی گئیں۔

جس طرح بیرم خان سلطنت تیموریہ کے بارے میں اعلیٰ درجہ کا مدبر تھا۔ اسی طرح بخشیش اور بہادری میں لامثال تھا۔ سلطان ہمایوں اور اس کے بعد اس کے جانشین اکبر دونوں سنہ اُسے آیات سرکاری کا نگران مقرر کر رکھا تھا۔ اگر ان دونوں بادشاہوں کا کسی راجہ سے جھگڑا ہو جاتا تو بیرم خان ہی یہ طٹا بٹاتا۔ سلطان نے اسے بعض صوبوں کی سربراہی بھی سپرد کر رکھی تھی۔ وہ راجدھانی اور سیاست میں نہایت لطیف تھا۔ بارعبہ ہونے کے ساتھ پچیدہ امور سلطنت کی گتھی سلجھانے میں دستِ حاصل تھی۔ وہ گرد و پیش کی رعایا کے احوال و واردات سے باخبر رہتا۔ اس حد تک کہ احاطہ نہیں کیا جاسکتا۔ باایں ہمہ دہلی اور حسن تدبیر خفی و جلی ہر ایک پہلو میں یکتائے زمن تھا۔ ان تمام اوصاف کے ساتھ وہ ادب و مطالعہ کتب تاریخ و اہل فضل و کمال کی محبت میں بھی فرورد روز گذارتھا۔ وہ اراد کے کبھی تعلق نہ رکھتا۔ مگر سر بلند افراد سے میل جول کا ہمیشہ خواہش مند رہتا۔ وہ شاعر بھی تھا۔ ترکی زبان کے ساتھ فارسی میں بھی شعر کہتا۔ نمونہ!

شہے کہ بگذرد از نہ سپہرا نسیر او

اگر غلام علی قیست خاک بر سر او

اس کی تاریخ قتل ۹۸۵ھ ہے۔ ایک صاحب نے اس کی تاریخ شہادت شہید شہ محمد

بیرام سے مستخرج کی ہے۔

۱۱۔ شیخ پیر محمد گجراتی

م ۹۴۹ھ

الشیخ الصالح الفقیہ پیر محمد بن جلال ابن عبدالعزیز ابن عبداللہ ابن ابراہیم ابن جعفر بن جلال ابن محمود بن عبداللہ بن عبدالحمید بن عبدالرحمن بن عثمان بن معتب بن ابان بن عامر بن سعد

ابن ابی وقاص صحابی یکے از عشرہ مبشرہ بالجنۃ رضی اللہ عنہ

شیخ پیر محمد گلمولد و منشا جاپانیر از اطراف گجرات ہے۔ تحصیل علم انہوں نے علمائے معاصرین سے کی۔ زیارت و حج کے بعد واپس وطن تشریف لائے۔ اور شیخ محمد غوث گوالیری کی خدمت میں برسوں رہے۔ ان سے طریقہ شطاریہ میں بیعت کی۔ اور ان کی رحلت کے بعد ان کی نیابت تفویض ہوئی۔ آپ مشہور مشائخ شطاریہ میں سے تھے۔

اور آد غوثیہ در وظائف و اذکار۔ اور فتح اللہ بن محمود شطاری نے مونس الطالبین کے نام سے ان کے ملفوظات مرتب کئے (بحوالہ حدیقہ الاحمدیہ و تاریخ دکن مولفہ عبد الجبار

۱ صفحہ)

## ۱۱۲۔ مولانا پیر محمد احمد نگری

”الشیخ الفاضل پیر محمد حنفی شروانی احمد نگری۔ یکے از علمائے مشہورین۔ سلطان نظام شاہ احمد نگری نے آپ کے حضور زانوئے تلمذتہ کیا اور اپنے مقربین میں جگہ دی۔ جس سے آپ مقبول خاص و عام ہو گئے۔ بعد ازیں اتفاق سے آپ دکن کے قلعہ پر بندہ میں سلطان نظام شاہ احمد نگری سے کی طرف سے ایک خط لے کر خواجہ جہاں دکنی کی طرف گئے۔ یہاں ان کی ملاقات طاہر بن رضی اسماعیلی سے ہو گئی۔ مولانا پیر محمد ان سے کتاب مجسطی پڑھنے کے بعد ایک سال تک مزید استفادہ میں مصروف رہے۔ آخر احمد نگری لوٹے۔ تو آپ نے اپنے ممدوح سلطان نظام شاہ سے اسماعیلی المذکور کا ذکر کیا۔ جسے سلطان نے اپنے ہاں بلا کر اسے مقرب خاص کے درجے پر فائز کر دیا۔ اسماعیلی صاحب نے سلطان کو تشیع کی تلقین کی۔ تو وہ اپنے تین ہزار اہل بیت و خدم و حشم سمیت شیعہ ہو گیا۔ منبر پر علامہ ائمہ دو ازدہ پر رحمت اور خلفائے ثلاثہ پر لعنت برسے لگی۔ جس سے احمد نگری میں ہنگامہ قیامت برپا ہوا۔ عوام نے مولانا پیر محمد کے گھر کا محاصرہ کر لیا۔ حملہ آور تعداد میں ہارے ہزار تھے۔ پینل اور اسوار دونوں قسمیں ان میں تھیں۔ نظام شاہ کے محل بھی اس انہوہ کے حصار میں تھے۔ آخر کار انہوہ چھٹ گیا۔ اور قلیل سی جماعت باقی رہ گئی۔ جس نے مولانا کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ جس میں سے ۴ سال بعد نظام شاہ نے انہیں راکرا یا۔ یہ واقعہ ۹۲۸ھ کے بعد رونما ہوا اور تاریخ فرستہ

## ۱۱۳۔ مولانا پیر محمد شروانی

(بعہد سلطان اکبر تمپوری)

۹۶۹ھ

شیخ الفاضل پیر محمد حنفی شروانی یکے از علمائے ممتاز ملقب بہ ناصر الملک، مولد و منشا  
خواسان۔ ہندوستان وارد ہوئے اور خان خانانایاں بیرم خاں کا تقرب حاصل کیا۔ بیرم نے ان کی  
سرپرستی فرمائی۔ حتیٰ کہ یہ امارت کے درجہ تک آپہنچے۔ اب یہی عوام و خواص کا مرجع اور مقتدر تھے  
لوگ ان کے محل کے ارد گرد منڈلاتے رہتے۔ مگر انہیں کبتر نے گھیر لیا۔ اور تو اور ایک روز اپنے  
عسکری بیرم خاں کے لئے بھی لے لئے۔ جس پر بیرم خاں نے انہیں غرور کی سزا دینے کے لئے  
شہر بیاندہ بھجوادیا اور وہاں کے قلعہ میں قید کر دیا۔ یہ واقعہ ۹۶۵ھ کا ہے۔ مولانا اس مجلس میں برسوں  
بند رہے آخر انہوں نے بیرم خاں کی طرف ایک خط بھجوادیا۔ جس میں آئیہ: وَكُو كَان فِیْہَا  
آبَةُ الْاِثْمَانِ لَفَسَدَاتَا۔۔۔ سے برہان قانع کا اثبات تھا اور مقصود اس سے یہ تھا کہ بیرم خاں کو  
کسی صورت اپنے سے راضی کریں۔ چنانچہ اس پر بیرم خاں انہیں رہا تو کر دیا۔ مگر انکی طرف توجہ فرمانے  
کی بجائے مولانا کو ایک مدت تک انتظار میں رکھنے کے بعد دوبارہ وجج کا حکم دیا۔ ابھی مولانا کو  
ہی پہنچے تھے کہ خود بیرم خاں اور سلطان کے مابین نزاع کی خبر سننی اور آپ اٹھے پاؤں وہلی لوٹ  
آئے۔ کبتر نے اس اطلاع پر انہیں تلاش کر کے اپنے پاس بلایا اور انہیں ناصر الملک کا خط  
دے کر مالوہ کی حکومت سپرد کر دی۔ انہوں نے برہان پور فتح کر لیا۔ اس کے بعد قلعہ بیجا گڑھ  
سرنگوں کیا۔ وہاں سے خاندیس کو ممالک محروسہ میں شامل کیا۔ مگر یہاں وہ ایسی پہ آپ دریائے نر بردا  
میں ڈوب کر ختم ہو گئے (تاریخ بدایونی)

## ۱۱۴۔ شیخ تاج الدین مندی

۸۸۵ھ تا ۹۵۰ھ

شیخ الصالح الفقیہ تاج الدین یوسف ابن کمال الدین قریشی رتھپوری ثم المندی توی

مولد و منشأرتھبور۔ بلوچ پر مند و تشریف فرما ہوئے۔ جہاں سلطان ناصر الدین خلجی نے آپ کو بڑی تعظیم و تکریم کی اور راحتہ الحیاة سے آپ کی شادی کر دی۔ جس سے آپ کو مند و میں رہنا پسند آ گیا۔ اس بیوی کے لطن سے محمد پیدا ہوا۔

شیخ تاج الدین علم و صلاح میں ممتاز اور مغلوب الحالی میں مبتلا تھے۔ گلزار ابرار

## ۱۱۵۔ مولانا تقی الدین پنڈوی

الوزیر الکبیر تقی الدین ابن عین الدین پنڈوی فقیہ محدث۔ بادشاہ نے انہیں مبارک ملا ان کے والد کو مجلس مختار اور ان کے دادا کو مجلس سرور کا لقب دیا۔ صاحب ترجمہ برسوں <sup>منصب</sup> وزارت پر نصرت شاہ کے عہد میں فائز رہے۔ ان کے والد حسین شریف بک جو بنگالہ میں وزیر تھے انہوں نے وہاں سر فلک عمارتیں تعمیر کرائیں۔ انہاں جملہ شہر سناہ گاؤں کی بڑی مسجد ہے جو ۹۲۹ھ میں مکمل ہوئی یہ مسجد مقبرہ شیخ ابراہیم فاضل سے متصل ہے جس کے آثار اب تک باقی ہیں۔

## ۱۱۶۔ شیخ جعفر ابن میراں سندھی

”الشیخ العالم الکبیر“ جعفر ابن میراں بوبکائی سندھی۔ اپنے گرد و نواح کے علما میں مشہور تھے سیوستان کے شہر بوبک میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد بڑے عالم تھے کہ شیخ طاہر بن یوسف سندھی برہان پوری نے آپ سے پڑھا۔ یہ (ان کے والد) بیعت العلم کی یادگار تھے اور خود مشایخ میں سے۔

کہا جاتا ہے کہ شیخ جعفر نے آخر عمر میں اپنی منطق کی سب کتابیں تلف کر دیں اور صرف احیاء العلوم۔ عوارف المعارف اور فصل الخطاب کے مطالعہ پر اکتفا کیا۔

## ۱۱۷۔ شیخ جلال الدین اسماعیلی گجراتی

”الشیخ الفاضل“ جلال الدین ابن الحسن اسماعیلی ہندی، گجراتی۔ ہندوستان کے اندر اسماعیلی گروہ کے داعی۔ یہ ذکر سیف الدین بن عبد العلی گجراتی نے اپنی تالیف المجالس السفینہ میں کیا



اور یہ بھی لکھا ہے کہ وہ بلادین میں گئے اور وہاں علم تنزیلی و تاویل شیخ عماد الدین ادیس بن الحسن  
یمانی سے پڑھ کر ہندوستان چلے آئے۔ جب یوسف بن سلیمان گجراتی نے رحلت کی۔ تو ان کی  
وصیت کے مطابق اسماعیلی دعوت کی تبلیغ ان کے سپرد ہوئی۔ اور انہوں نے اپنے بعد داؤد بن  
عجب شاہ کو اپنا وحی قرار دیا۔ (ملک الجواہر)

## ۱۱۸۔ شیخ جلال الدین اکبر آبادی

از ۹۲۳ھ تا ۹۶۱ھ۔ ۱۶ ذی قعدہ

”الشیخ العالم الکبیر“ جلال الدین بن عبد اللہ بن یوسف اکبر آبادی۔ اپنے دور کے ممتاز  
علمائے حقے۔ حفظ قرآن کے بعد اپنے والد سے نحو و ادب اور فقہ پڑھی۔ منطق و فلسفہ علامہ  
ابو البقا ابن عبد الباقی خراسانی سے پڑھے۔ ۲۰ سال سے کم عمر ہی میں مسند تدریس کو مزین فرمایا۔  
آپ سے قاضی جلال الدین ملتانی۔ شیخ افضل محمد انصاری اور شیخ بدر الدین بن جلال حسینی کے  
سوا بے شمار افراد نے پڑھا۔ اکبر آبادی آسودہ لحد ہوئے (تسبی در اخبار الاصفیاء)

## ۱۱۹۔ شیخ جلال الدین دہلوی

۲ ذی قعدہ۔ م ۹۴۲ھ

”الشیخ الفاضل“ جلال الدین دہلوی المتخلص بہ جمالی۔ مولد و منشا دہلی۔ تکمیل درسیات  
کے بعد برسوں شیخ سہاؤ الدین ملتانی کی خدمت میں ملازمت کے بعد سند حاصل کی۔ بعد ازاں  
سیاحت کے لئے جو کمر باندھی۔ تو ان شہروں میں گھوم پھر کر واپس وطن پہنچے۔ بغداد، دمشق،  
شیراز، بہرات، قاہرہ، اندلس (در مغرب) ہندوستان، خراسان۔ جبل وغیرہ اسی سفر میں  
شیخ جلال الدین نجم بن اسعد درانی مولانا نور الدین عبد الرحمن جامی، شیخ عبد العفور لاری و  
محمد الحنفی۔ احمد اندلسوی اور نظام الدین محمود شیرازی سے ملاقات ہوئی۔ اس سیاحت کے  
حج و زیارت کے ساتھ شیخ شہاب الدین احمد ابن حجر تیمی کی سے سند پڑھی۔ ہندوستان میں  
آکر گھر میں پاؤں توڑ کر بیٹھ گئے۔ اب ہندو عبادت شعار و دینار تھا۔ سلطان بہاؤ شاہ تیموری

جوان کے دین و صلاحیت کا قدروان تھا۔ اس نے صدارت پیش کی مگر آپ نے انکار فرما دیا۔  
(بروایت بدایونی)

ان کا فارسی دیوان ہے۔ ہر ماہ نام۔ دوسری کتاب مرآة المعانی ہے تیسری  
تصنیف | تالیف ہے سیر العارفين (بحوالہ اخبار المشائخ) اور نمونہ شعر یہ ہے۔

مارا ذخاک کویت پیراہن است برتن  
آں ہم نہ آب دیدہ صد چاک تا بدامن  
۲۰ ذیقعدہ ۹۲۲ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔

۱۲۰ - شیخ جلال الدین تھانیسری

۱۲ ذی الحجہ ۹۴۹ھ - ۹۸۹ھ

”شیخ الصالح المہتمم“ جلال الدین بن محمد الحمیری تھانیسری یکے از مشائخ کبار حفظ قرآن  
کے بعد درسیات پڑھنے شروع کئے۔ بحث و اشتغال میں ایسا کمال حاصل کیا کہ نوادرت زمانہ میں  
شمار ہوئے۔ کچھ مدت مسند تدریس مزین فرمائی۔ پھر اسے چھوڑ کر طریقت کی راہ پر چلتے ہوئے۔  
حضرت گنگوہی شیخ عبدالقدوس کے حلقہ مسترشدین میں داخل ہوئے۔ حتیٰ کہ ان کے حکم سے  
بیعت و ارشاد کا سلسلہ قائم کر لیا۔ مگر بد و عبادت نے دنیا کی طرف سے منقطع کر دیا تھا۔ ۹۳  
سال تک اس عالم سفلی کی بہار دیکھی۔ کثرت ریاضت سے اس قدر کمزور ہو گئے۔ کہ تکیہ پر بیٹے  
رہتے۔ لیکن باہن ضعف و پیری جب اذان کی آواز کان میں پڑتی تو قوت کی ایک لہر ان کے  
پورے بدن میں دوڑ جاتی اور فوراً اٹھ کر پورے حضور و خضوع سے نماز ادا کرتے۔

ان کی ارشاد اللطائف نام ایک کتاب ہے جس میں لکھتے ہیں کہ

عشاق نہ تو کشف و کرامات پر اکتفا کرتے ہیں۔ نہ کسی اور ایسی بات

پر، بلکہ عبادت اور زہد و تقویٰ اور ریاضت پر کار بند ہو کر کبھی ان مشاغل  
سے دامن نہیں چھٹکتے بلکہ انہی محمولات میں اپنا نفس ہلاک کرتے کرتے موت  
آنے سے قبل مرجھاتے ہیں۔ اسی کتاب میں ایک اور جگہ لکھتے ہیں کہ اکثر

درعیان سلوک اور جاہل صوفی صحیح راستے سے بہک کر گمراہی کا شکار ہو جاتے

ہیں

اور ان کے اس ارشاد کی سلف و صالحین کے اس قول سے یہی تائید ہوتی ہے کہ:-

ان لوگوں نے اصول چھوڑ کر وصول الی اللہ خود کے لئے حرام کر دیا۔

اور اصول ہے۔ شریعت و طریقت دونوں پر عمل۔

اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت اور امور شرع پر مواظبت

اچھے کام میں یہ صحیح ہے۔ مگر طالب کی شان اس سے مختلف ہے۔ ان کی دوڑ

نوافل زوائد ہیں۔ مگر طالب کی شان تو فرائض و سنین رواتب کے بعد شغل باطن

ہے۔ جو کثرت نوافل اور اعضا و جوارح کے اعمال ہی سے حاصل نہیں ہوتا۔

## ۱۲۱۔ شیخ جلال الدین برہانپوری

م ۹۵۱ھ

”الشیخ الصالح“ جلال الدین ابن نظام الدین بن نعمان حشتی آسیری برہان پوری۔ مولد و منشا

آسیر۔ اپنے والد سے پڑھا۔ اور ان کی وفات کے بعد مرتبہ شیخو خیت پر فائز ہوئے۔ جس میں

مشائخ کبار از حشتیہ کی صف میں آہنچے۔ ان کے مریدوں میں شیخ ابو محمد بن شرف تمیمی شیخ

جمال محمد برہان پوری اور دوسرے بے شمار سفراء ہیں وفات ماہ ربیع الاول ۹۵۱ھ میں

ہوئی۔ اور آسیر ہی میں اپنے جد اعلیٰ نعمان کے جوار میں آسودہ لحد ہوئے۔

## ۱۲۲۔ شیخ جلال الدین برہانپوری

م ۹۲۸-۳۳ھ

الشیخ العالم الفقیہ جلال الدین برہانپوری المشہور بہ متوکل مشائخ کبار سے تھے۔

فیضان شیخ شرف الدین بن عبدالقدوس گجراتی برہانپوری سے پہنچا۔ جن کی خدمت میں برسوں

شرف ملازمت حاصل ہوا۔ ان کے مریدوں میں سید ابراہیم بکری اور دوسری مخلوق ہے۔

۹۲۸ھ میں رحلت فرمائی۔

## ۱۲۲۷۔ مولانا جلال الدین ٹھٹھوی

م ۹۲۶ھ

”الشیخ الفاضل الکبیر“ جلال الدین حنفی ٹھٹھوی سندھی۔ ہندوستان بھر کے مشہور علما سے تھے۔ طریقت میں شیخ فرید الدین عطار کی گوالیری سے مستفیض ہوئے۔ ہمایوں بادشاہ نے آپ کو ہندوستان کے منصب صدر پرفائز فرما دیا۔ ہمایوں نے آپ سے بعض کتابیں بھی سبقاً پڑھیں۔ آپ مقام چوسہ صوبہ بہار میں دریاے گنگا کے اندر ڈوب کر رہی بچ رہے ہو گئے۔

## ۱۲۴۷۔ قاضی جلال الدین ملتانی

م ۹۹۹ھ

”الشیخ الفاضل الکبیر“ قاضی جلال الدین حنفی ملتانی یکے از علمائے کبار، مولد شہر بھکر اور ملتان میں پر دان چڑھے تحصیل علم کے لئے آگرے تشریف لائے۔ یہاں شیخ جلال ابن عبد اللہ اکبر آبادی کے حضور زانوئے تلمذتہ کئے۔ یہ قسیمی نے اپنی کتاب اخبار الاصفیاء میں حوالہ قلم فرمایا ہے۔

مگر محمد الحسن نے گلزار ابرار میں لکھا ہے کہ قاضی جلال الدین گجرات آئے اور علامہ وجیہ الدین ابن نصر اللہ علوی الگجراتی سے پڑھنے کے بعد آگرہ پہنچے۔ اور کچھ عرصہ تک یہاں گننامی میں ایک تجارت کا مشغلہ اختیار کئے رکھا اور پھر تدریس کا آغاز کر دیا۔ اور علمائے معاصرین میں آپ کے علم کی وجوم مچ گئی۔ قاضی کمال الدین یعقوب کر دی کے بعد اکبر بادشاہ نے قضاة پرفائز کر دیا۔ مگر جلد ہی معزول ہو گئے۔ پھر جب سلطان اکبر نے علمائے آگرہ کو خالی کرایا تو آپ کو دکن میں جلاوطن کر دیا۔ تب قاضی صاحب ممدوح بیجاپور جا پہنچے۔ جہاں کے رئیس نے آپ کی گونا گوں تعظیم کی۔ اسی شہر میں آسودہ لحد ہوئے۔ تاریخ وفات ۹۹۹ھ ہے۔

## ۱۲۵۔ شیخ جلال الدین بدایونی

”السید الشریف“ جلال الدین حسینی بدایونی عالم حدیث۔ بدایون مولد و منشا ہے۔ وہاں سے دہلی آکر منطق و فلسفہ شیخ عبد اللہ بن ہرادی تلبسی عثمانی سے پڑھا۔ اور آگرہ چلے آئے۔ جہاں شیخ رفیع الدین محدث صفوی شیرازی سے حدیث پڑھ کر واپس بدایون آکر شغل تدریس اختیار کر لیا۔ جس میں مدت تک منہمک رہے۔ آپ کے تلامذہ میں سید محمد الامیر امیر العدل و شیخ عبد اللہ بدایونی کے سوا اور بھی کئی افراد ہیں۔ (بدایونی در تاریخ منتخب)

## ۱۲۶۔ شیخ جلال الدین کالپوی

”الشیخ الصالح الفقیہ“ جلال الدین کالپوی حنفی، صوفی۔ مشہور بہ جلال و اصل آپ مولانا خواجگی نحوی کی نسل سے تھے۔ طریقت میں شیخ محمد غوث عطاری شطاری گوالیری مصنف الجواہر خمسه سے مستفیض ہوئے۔ سلطان اکبر کو آپ سے بہت حسن ظن تھا۔ آپ بہر وقت و جہد و حالت سے درچار رہتے۔ آپ کی وفات ۹۹۹ھ کے بعد کالپی ہی میں ہوئی۔

## ۱۲۷۔ شیخ جمال الدین بن احمد چندیری

م ۹۸۷ھ۔ ۲۷ رمضان

”الشیخ الصالح“ جمال الدین بن احمد بن نعمت اللہ تلمذانی چندیری۔ یکے از بندگان صالح، مولد و منشا چندیری۔ اپنے والد کے ہمراہ رالیسین آئے اور وہاں سے اجین پہنچے جہاں سکونت اختیار فرمائی۔ تدریس میں ”نہتہ الارواح“ وغیرہ کتابیں تھیں۔ آپ بے حد احسان پیشہ تھے۔ کبھی تنہا دسترخوان پر نہ بیٹھتے۔ سدا و جہد و حالت میں سرشار رہتے۔ موت کے وقت یہ اشعار ان کی زبان پر جاری تھے۔

پردہ بردار کہ من عارض زہیبانگرم  
ورنہ از آہ جگر پردہ عالم بدرم

۹۸۶ھ میں ۲۷ ماہ رمضان کے روزِ داعی اجل کو لبیک کہا (گلزار ابرار)

## ۱۲۸۔ شیخ الصالح جمال بن حسین گجراتی

۲۳ شعبان ۹۶۱ھ

”الشیخ الصالح“ جمال ابن الحسین بن ابوالمنظف بن ابوالوقت الشریف الحسنی الگجراتی۔  
عبدالوہاب بن عبدالقادر شیخ جمیلانی کی نسل سے تھے۔ قریب بہتری از اعمال احمد نگر میں پیدا ہوئے۔  
اور وہیں پروان چڑھے۔ اکتساب اپنے والد سے کیا۔ جن کے سفر آخرت پر مسند شیخو خیت پر تمکین  
حاصل ہوئے اور آخر مہار شاہ گجراتی نے آپ کو احمد آباد بلا لیا۔

وہ صالح بزرگ، دین دار اور قانع تھے اور کشوف و کرامات سے بہرہ مند۔ ۲۳ شعبان  
۹۶۱ھ کے روز وفات پائی۔ احمد آباد میں سپرد خاک ہوئے۔ (الحدیقة الاحمدیہ)

## ۱۲۹۔ شیخ جمال الدین بن محمود گجراتی

”الشیخ الصالح الفقیہ“ جمال الدین ابن محمود بن علم الدین، بن سراج الدین العمری الگجراتی  
مولد و منشا گجرات۔ اپنے والد اور علم زاد نصیر الدین ابن مجد الدین گجراتی سے پڑھا۔ اور علوم  
کتابی و طریقت میں اپنے بزرگوں کے مسلک پر عمل فرما ہوئے۔

تصانیف | المذکرۃ جس میں حقائق و معارف کو فارسی زبان میں بیان کیا گیا ہے اور  
دیوان شعری ایضاً در فارسی۔ وفات ۹ ماہ ربیع الاول ۹۸۶ھ اور ایک  
قول کے مطابق ۹۸۵ھ میں ہندوؤں کے ہاتھوں احمد آباد میں شہید ہوئے (انوار العارفین)

## ۱۳۰۔ مفتی جمال الدین بن نصیر دہلوی

۹۸۲ھ بعمر ۹ سال

”الشیخ الفاضل العلامة“ جمال الدین ابن نصیر الدین بن سماء الدین حنفی دہلوی۔ دار الحکومت  
دہلی میں احناف کے مفتی تھے۔ ایک مشہور علمی خاندان کے چشم و چراغ تھے اپنے بھائی عبدالغفور

اور اپنے والد سے پڑھا۔ بعد ازاں دہلی میں مسند تدریس آراستہ فرمائی۔ بے شمار افراد نے آپ سے پڑھا۔ عربی میں بے مثال۔ فقہ و اصول و کلام میں فرد زمانہ اندہر و تقوسے میں نمونہ اور ہر شے کم سے کم استعمال میں لاتے۔ شریف النفس ایسے کہ بادشاہوں اور امیروں کے دروازوں پر نہ جاتے دن اور رات دونوں میں تدریس و افادہ میں مصروف رہتے۔

**تصانیف** شرح العنصریہ - شرح التوار الفقہ - شرح مفتاح العلوم (مصنفہ سکاکی) جس میں دونوں شرحوں پر محاکمہ ہے۔ شرح ہمامی پر طویل حاشیہ جس کا آغاز ان الفاظ سے ہوتا ہے "الحمد للہ المرفوع شانہ، المنصوب برہانہ، الجور سلطانہ" تو سے سال کی عمر میں ۹۸۴ھ میں انتقال کیا۔ (بحوالہ شمس التواریخ)

## ۱۳۱۔ مولانا جلال الدین شیرازی

م ۹۹ھ

"ایشیخ الفاضل" جمال الدین حنفی شیرازی۔ یکے از علمائے مشہورین۔ شیخ جمال الدین محمد ابن اسعد دوانی سے کتاب علم کیا۔ اور جس زمانے میں شاہ اسمعیل صفوی نے فارس کے شہر میں پیدخروج کیا۔ آپ زیارت حرین کے لئے وطن حجاز اود حج و زیارت کے بعد شیخ رفیع الدین محدث ادریشیخ ابو الفتح کی صحبت و رفاقت میں ہندوستان تشریف لائے۔ پہلے گجرات اور بعد میں آگرہ میں سکونت اختیار کی

میں حاشیہ ہے قدیمہ للذوانی پر۔

**تصانیف** ۹۹ھ کے بعد انتقال کیا۔ (محبوب اللباب)

## ۱۳۲۔ شیخ جمال الدین برہان پوری

"ایشیخ العالم الصالح" جمال الدین برہان پوری محدث شیخ ابراہیم بکری کی مسجد و شہر برہان پور میں تدریس فرماتے۔ جب شیخ طیب ابن یوسف سندھی محدث برہان پور میں آکر زندگی پور میں مقیم ہوئے جو مسجد مذکور سے ایک میل کے فاصلہ پر ہے۔ تو شیخ جمال الدین نے ان کا ورود

غینمت جانا۔ اور باایں مرتبہ و مقام ہر روز ان کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ ان سے صاحب ترجمہ نے بخاری اول سے آخر تک سبقا پڑھی۔ شہر بہان پور ہی میں رحلت فرمائی اور شیخ ابراہیم کی قبر سے متصل دفن ہوئے۔

## ۱۳۴۳۔ شیخ جمال محمد گجراتی

”الشیخ العالم المحدث جمال محمد بن ملک چاند گجراتی المشہور جموجی۔ مولد و منشا گجرات، وہاں کے مشہور شیوخ سے تھے اور سیات پڑھنے کے بعد حجاز کا رخ فرمایا۔ اس کا روانہ میں محمود و عبد القادر و محمد حسن وغیرہ اشرف گجرات بھی تھے۔ حج و زیارت کے بعد واپس گجرات تشریف لائے آئے۔ اور بہان پور آکر بزم تدریس آداستہ فرمائی۔ حدیث و تفسیر دونوں میں نکتہ تام تھا۔ اور صبح سے شام تک یہی مشغل جاری رہتا۔ یہیں ۹۹۸ھ میں رحلت فرمائی۔“

## ۱۳۴۴۔ المفتی جنید قرشی ملتانی

۲۶ شعبان ۹۹۸ھ

”الشیخ العالم الفقیہ المفتی جنید بن بہاؤ الدین قرشی ملتانی ثم اکبر آبادی سبکے از اہل اللہ ان کا گھرانہ بیت العلم تھا۔ آپ نے اپنے والد سے اکتساب علوم کے بعد ان کی نیابت میں افتا و تدریس شروع فرمادی۔ سخاوت پیشہ تھے۔ دستہ خوان پر اپنے ساتھ کئی جہانوں کے بغیر نہ بیٹھتے۔ ان کی سفارش اور نفع رسانی بھی بہر عنوان فرماتے۔ ۲۶ ماہ شعبان ۹۹۸ھ کے روز بقول محمد بن حسن در گزار ابرار و بروایت تمیمی ۹۹۹ھ وفات پائی اور آگرہ ہی میں سپرد خاک ہوئے۔“

## ۱۳۴۵۔ شیخ چائین سہنوی

م ۹۹۸ھ

”الشیخ الصالح چائین صوفی نجم الحق سہنوی۔ یکے از مشایخ کبار گروہ چشتیہ۔ اللہ تعالیٰ

لہ سنیدہ ریحتم السین المملہ فتح الہباء کی طرف منسوب ہے۔ (منہ)



نے انہیں علوم ظاہر و باطن دونوں سے بہرہ مند فرمایا۔ کہ صحبت شیخ عبدالعزیز ابن الحسن عباسی میں گزارنے کا موقف مل گیا۔ ہر سوں طریقہ فقر و استغنا و توکل و رضا پر قائم رہے۔ ان کے درس میں نصوص الحکم اور نقد النصوص اور اسی نوع کی دیگر کتابوں کی تعلیم بغایت تحقیق و تنقیح کے ساتھ ہوتی۔ سلطان اکبر شاہ ان کے علمی کمالات کا معتقد کیا ہوا۔ کہ سلطنت کے امور مہم پر بھی انہیں افتتاح کے لئے تکلیف دیتا۔ اکبر اپنے بیت العبادۃ میں جو فتح پور سیکری میں تھا۔ شیخ ممدوح کے ساتھ مسلسل کئی راتیں بسر کرتا۔ جن میں ان سے استفادہ کرتا۔ مگر ایک شب میں انہیں صلوٰۃ معکوس پڑھتے ہوئے دیکھا تو انہیں خود سے دور کر دیا۔

## ۱۳۶۔ مولانا چاند المنجم دہلوی

شیخ الفاضل مولانا چاند المنجم دہلوی۔ یکے از علمائے کبار۔ ان کے معاصرین کے اندر علوم ریاضی میں کوئی ان کا ہم پلہ نہ تھا۔ سلطان ہمایوں نے انہیں اپنے خاص مقربین کے حلقہ میں شامل کیا۔ اور اپنے زمانہ شاہی میں انہیں اعلیٰ مرتبے پر فائز فرمایا۔ یہاں تک کہ ہمایوں کے عہد عزول میں بھی مولانا ان کے ساتھ ہی رہتے۔ عراق میں ۹۲۶ھ میں سلطان کے ہمراہ تھے۔ ہمایوں انہیں فتح شکست کے کسی موقع پر خود سے دور نہ کرتا۔

## ۱۳۷۔ شیخ چندین مندسوری

۹۵۳ھ

شیخ چندین مندسوری ابن تھمبو۔ طریقہ شتیہ کے ممتاز افراد سے تھے۔ شیخ عبدالعزیز شتی سے طریقت حاصل کر کے درس و افادہ شروع کر دیا۔ آپ نفیس کتابیں جمع کرتے رہتے۔ اور جب کسی غریب ضرورت مند کو دیکھتے تو اسے سیدہ کر دیتے۔

ان کا وطن سکندریہ راؤ (ضلع علی گڑھ) تھا۔ جہاں سے ان کے والد تھمبو مندسور (مالوہ)

میں منتقل ہو گئے۔ (نگزار ابرار)

## ۱۳۸۔ شیخ چندن جون پوری

شیخ العالم الفقیہ "چندن جون پوری" فقہائے اعلام تھے۔ حدیث میں ماہر اور تدریس مشغول تھا۔ ان سے شیخ نصیر الدین چھوٹسوی نے جملہ درسیات جون پوری میں پڑھیں (گنج ارشدی)

## ۱۳۹۔ شیخ چندن اکبر آبادی

"الشیخ الصالح" چندن القرشی اکبر آبادی۔ فقہ و اصول و ادب میں فرد روزگار تھے۔ یہ علوم شیخ سواۃ الدین دہلوی سے پڑھے۔ آپ انا شیخ فضل بن مبارک ناگوری کے جد (نانا) تھے۔ آپ کے اقوال میں سے ہے کہ مجھے چار چیزیں محبوب ہیں۔ علم و عمل و زندگی اور عافیت۔

## ۱۴۰۔ شیخ چکن کھندوتی

م ۹۶۱ھ

"الشیخ الصالح" چکن کھندوتی (یہ قریم پور گنڈہ کالیپی میں ہے پورا نام کھندوت جلال پور ہے) آپ نے کم سنی ہی میں شیوخ سے فیضان حاصل ہوا۔ حتیٰ کہ خود اکابر زمانہ کے درجے پر پہنچے ان کے کثوف و کرامات مشہور ہیں۔ اور کھندوت ہی میں رحلت فرمائی (گلزار ابراہان)

## ۱۴۱۔ قاضی جگن گجراتی

م ۹۲۰ھ

"الشیخ العالم الفقیہ" جگن گجراتی یکے از فقہائے مشہورین۔ حنفی فقہ میں آپ کی خزانة الروایات نام ایک کتاب ہے جس میں تمام جزئیات کو کمال تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ کشف الظنون میں اس کتاب کے بارے میں لکھتے ہیں خزانة الروایات فروع حنفیہ میں قاضی جگنو ہندی کی تصنیف ہے جس کا آغاز ان الفاظ سے ہوتا ہے "الحمد لله الذی خلق الانسان و علمہ البیان" اس میں قاضی جگن نے لکھا ہے کہ میں نے اپنی مزرع مسائل و غریب الروایات سمیٹنے میں فنا کر دی۔ اس

جلد کا باب اول علم سے شروع ہوتا ہے "کیونکہ علم اشرف العبادات سے ہے" مولانا لکھنوی اپنی کتاب النافع الکبیر میں فرماتے ہیں کہ خزائن الروایات غیر مستبر کتابوں میں سے ہے کیونکہ اس کے اندر رطب و بائس اقوال کے ساتھ احادیث وضعیہ اور اخبار مختلفہ بفر دئے گئے ہیں۔

قاضی جگن چار بھائی تھے اور پیاروں قاضی الوقت۔ ان کا انتقال ۹۲۰ھ کے گنگ بھاگ ان کا انتقال ہوا۔

## ۱۲۲۔ مولانا حاتم سنہجھلی

م ۶۸-۹۴۹ھ

"الشیخ العالم الکبیر حاتم بن ابو حاتم سنہجھلی یکے از علمائے مشہورین در ہند۔ بعض علماء سے مختصرات بقا پڑھیں۔ پھر شیخ عزیز اللہ تبلیسی کی خدمت و صحبت جملہ محفول و منقول آپ سے پڑھے۔ ممدوح ہی سے طریقت میں فیض حاصل کیا۔ اس میں آپ کے مرشد شیخ علاؤ الدین دہلوی بھی ہیں بعد از تکمیل بہرہ و علم (شریعت و طریقت) سنہجھلی میں محفل تدریس و افادہ قائم کر لی۔ چالیس سال تک یہ مشاغل جاری رہے۔ آپ فاضل کبیر اور کثیر الدرس الافادہ اور بڑے عبادت گزار اور منانت و سنجیدگی کا پیکر تھے۔ ان کے مترشدین میں سید محمد امروہی و شیخ عبدالقادر بدایونی اور شیخ ابوالفتح خیر آبادی و شیخ عثمان بنگالی کے سوا بے شمار علماء اور بھی تھے۔

سنہجھلی ہی میں آسودہ لحد ہوئے۔ بدایونی (عبدالقادر) نے آپ کا مادہ تاریخ "محسن درویش دانشمند" سے مستخرج کیا۔ ایک اور مقدمہ پر اسی کتاب میں بدایونی نے ان کا سب و نوات ۹۴۸ھ درج کیا ہے اور وفات کی تاریخ "عند ملیک مقتدر" سے نکالی ہے۔

## ۱۲۳۔ الشیخ حاجی بن محمد دہلوی

م ۹۹۸ھ

"الشیخ الصالح" حاجی ابن محمد ابن الحسن ابن طاہر عباسی دہلوی۔ یکے از مشائخ کبار۔ شیخ

عبد الرزاق جھنجھالی سے پڑھا۔ یہ صاحب ان کے والد محمد بن الحسن کے شاگرد تھے۔  
(بحوالہ ہر جہاں تاب)

## ۱۲۴۔ شیخ حافظ جون پوری

”الشیخ الصالح“ حافظ بن ابوالحافظ جونپوری المشہور بہ واسطہ کاربکے از مشایخ عشقینہ شطاریہ  
مرید شیخ عبداللہ الشطار خراسانی۔ جن کی خدمت میں برسوں رہے۔ حتیٰ کہ مرتبہ مشیخت پر آپہنچے۔  
شیخ نے انہیں اپنی خلافت تفویض فرما کر ارشاد و تلقین کی اجازت مرحمت فرمائی۔  
ان سے شیخ بدھن شطاری بدون پانی پت اور شیخ ولی شطاری م ۹۵۶ء اور شیخ  
عبدالقدوس نظام آبادی نے استفادہ کیا۔

## ۱۲۵۔ شیخ حامد الحسینی مانک پوری

م۔ ۲۵ شعبان ۹۰۱ھ۔

”الشیخ الکبیر“ حامد ابن ابوالحامد ابن عزیز الدین، ابن شہاب الدین بن حسام الدین بن  
شہاب الدین الحسینی الگردیزی المانک پوری۔ یکے از مشایخ کبار فرقبہ چشتیہ۔ مدوح شیخ حسام الدین  
ابن شہاب الدین گردیزی مانکپوری چشتیہ کبار سے تھے اور مرید تھے شیخ حسام الدین عمری مانکپوری  
کے۔

صاحب تذکرہ شیخ حامد نے برسوں ان کی خدمت میں گزارے۔ تب آکر منصب مشیخت  
عظمتی پر فائز ہوئے۔

آپ ان پڑھ تھے، لکھنا پڑھنا مطلقاً نہیں جانتے تھے۔ با این ہمہ ان کے لئے کشف نظر  
و شہود کے دروازے کھلے رہتے۔ علما ان کی خدمت میں آکر نظری مسائل دریافت کرتے۔ اور ان  
کے جواب پر حیران رہ جاتے۔

ان کے مسترشدین میں یہ حضرات ہیں (۱) شیخ حسن بن طاہر عباسی دہلوی۔ (۲) شیخ عبداللہ  
ابن ہداد جون پوری کہ مشہور تصانیف کے مؤلف ہیں۔ اور ان کے علاوہ اور بھی بے شمار علماء نے

ان سے استفادہ کیا۔ نانکپور میں رحلت فرمائی اور وصیت میں فرمایا کہ شہر سے باہر میری قبر بنائی جائے اور اس پر کسی قسم کی عمارت تعمیر نہ کی جائے۔ (بحوالہ گنج ارشدی)

## ۱۲۶۔ شیخ حامد بن عبد الرزاق اچھی

م۔ ۲۰ ذیقعدہ ۹۹۸ھ

”الشیخ البکیر“ حامد ابن عبد الرزاق بن عبد القادر ابن محمد الشریف الحسنی الاچھی حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کی نسل سے تھے مولد و منشا شہر اچھی ہے۔ اپنے والد کی رحلت کے بعد مسند شیخیت مزین فرمائی۔ تو لوگ اُمتد کر آگئے۔ ارشاد و تلقین کی روش میں ان کے معاصرین میں کوئی ان کا ہم پلہ نہ ہو سکا۔ شیخ داؤد بن فتح اللہ کربانی اور اکثر حضرات آپ سے بیعت ہوئے۔ ۱۹ ماہ ذیقعدہ ۹۹۸ھ کو وفات پائی (اخبار الاخیار)

## ۱۲۷۔ قاضی حبیب اللہ گھوسوی

”الشیخ العالم الفقیہ“ قاضی حبیب اللہ بن احمد بن ضیاء الدین بن یحییٰ بن شرف الدین بن نصیر الدین بن الجنی حسین العثماني الاصفهانی ثم گھوسوی ایلو نیوری۔ فقہ راجعول و ادب عربی میں ممتاز اور قریب گھوسوی کی مسند قضاء پر فائز ہوئے۔ جس پر بدتوں متکثر رہے۔ یہ موضع جو نیور کے نزدیک ہے۔ آپ طریقت میں مرید تھے شیخ علی ابن القوام جون پوری کے (بروایت رسالہ عاشقینہ) نسب میں ابان ابن عثمان یا عمر بن عثمان سے وابستہ تھے۔ (رضی اللہ عنہ)

## ۱۲۸۔ مولانا حبیب اللہ گجراتی

”الفاضل العلامۃ“ حبیب اللہ بن شمس الدین الکابلی گجراتی۔ یکے از علمائے مشہورین در صوبہ گجرات۔ ان کا لقب منصف الملک ہے۔ جو گجرات ہی کے ایک سلطان کا دیا ہوا تھا۔ آپ زمانہ محمود شاہ صغیر گجرات میں سفارت پر مامور تھے۔ اور ان کے عم بزرگوار شیخ سراج الدین عمر بن کمال الدین نہروالی آصف خاں کے وکیل تھے۔ ایدر کی فتح تک زندہ تھے۔ سلطان محمود کو اس

فتح کی خبر انہوں نے لکھی۔ آپ سفارت کے ساتھ معرکوں کی تیاری میں لشکریوں کے صلاح کار بھی تھے۔ جیسا کہ آصفی نے اپنی تاریخ ظفر و اللہ میں ذکر کیا ہے۔

## ۱۲۹۔ شیخ حسام الدین ملتانی

۹۶۰ھ

”الشیخ العالم الصالح“ حسام الدین متقی ملتانی۔ یکے از علمائے اقلیاء۔ ان کے نام خراجی اور صفا کا پٹہ تھا۔ جسے خود کاشت کرتے اور اس کا خراج ادا فرمادیتے۔ یعنی اپنے بیس ناخن کی کمائی پر بسر کرتے۔ اور جب فتنہ ملتانی کے دوران میں ان کی اس اراضی میں دوسرے کسان دخیل ہو گئے تو فاقوں سے بسر کرنے لگے۔

آپ شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی کے مقبرے کے سائے میں نہ بیٹھتے۔ فرماتے کہ یہ عمارت بیت المال کی رقم سے تعمیر ہوئی ہے کہ مسلمانوں کا مال اس طرح ضائع کیا گیا ہے۔

آپ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں کسی کی رعایت نہ کرتے۔ مشتبہات سے اس قدر بچتے کہ اس سے زیادہ گریز ممکن نہ تھا اگر مشتبہ لقمہ کھا لیتے۔ تو طبیعت میں گرائی آجاتی اور طبیعت خطر میں پڑ جاتی۔ شاہ عبداللطیف دہلوی نے اخبار الاخبار میں لکھا ہے کہ ایک روز کھانا کھا کر گھر سے نکلے۔ تو طبیعت میں گرائی محسوس ہوئی۔ لوٹ کر گھر والوں سے دریافت کیا۔ معلوم ہوا کہ خادم پڑوس سے ذرا سی سوکھی ہوئی روپ لے آیا تھا۔ جس سے چولہے میں آگ مشتعل کی گئی۔ آپ اس آگ کے پاس گئے۔ تو اسے کچھ دے کر معافی طلب کی۔ جس سے قبضہ رنج ہو گئی۔

ایک مرتبہ کوئی شخص ان کی ملاقات کے لئے حاضر ہوا۔ تو لوٹتا ہوا بے خبری میں ان کا پاپوش پہن گیا۔ اپنے گھر جا کر اسے اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ اور اٹھے پاؤں واپس آ کر طلب معافی کے بعد پاپوش رکھ دیا۔ مگر شیخ نے لینے سے انکار فرمایا۔ تو اس کی قیمت ادا کر کے قبول کیا۔ اور فرمایا۔ کہ میں اپنی ہر شے کو وقف کے طور پر استعمال کرتا ہوں تاکہ یہ شے اس شخص کے لئے حرام نہ ہو جائے۔ جو میرے اذن کے بغیر اس کا استعمال کرے ۹۶۰ھ میں رحلت فرمائی۔

## ۱۵۰۔ الشیخ حسن بن احمد گجراتی

از ۹۲۳ھ تا ۹۸۳ھ

”الشیخ الفاضل الکبیر“ حسن بن احمد بن نصیر الدین العمری ابو صالح حسن محمد گجراتی۔ از اولاد شیخ کمال الدین دہلوی۔ مولد و منشا احمد آباد۔ مقامی دستاوردہ سے درسیات پڑھیں۔ طریقت میں اپنے والد اور عم شیخ جمال الدین اور دوسرے شیوخ چشتیہ سے مستفیض ہوئے۔ ازاں جملہ شیخ حسن ابن طاہر عباسی جو نپوری ہیں اور دوسرے شیخ محمد غیاث ہیں۔ جو شیخ علی اور یہ شیخ محمد سے اور یہ شیخ اسحاق ختلافی سے اور یہ شیخ علی ابن شیخ ہمدانی سے تابع ابو النجیب سروردی۔

اور طریقہ مداریہ اپنے بھائی شیخ فرید الدین از شیخ تاج الدین از شیخ صادق از شیخ سعدی از شیخ حسن از شیخ بدیع الدین مدارکنوی (بروایت مجمع الامراء)

شیخ حسن صاحب اعلائے پایہ کے عالم تھے فقہ و اصول عربی و تصوف و تفسیر میں باکمال تھے۔ ۴۱ سال مسند شجنت پر فائز رہے۔ اور سی کتابیں تصنیف کیں۔ ازاں جملہ تفسیر القرآن ہے۔ جس میں ربط آیات کا التزام ہے۔ (۱۲) اور تفسیر میضائی پر حواشی (۳) نزہتہ الادراج کا حاشیہ ہے۔ ۵۹ سال کی عمر میں رحلت فرمائی۔ (النوار العارفین)

## ۱۵۱۔ شیخ حسن بن حسام الدین النارنولی

م ۹۹۸ھ

”الشیخ العالم الفقیہ“ حسن بن حسام الدین چشتی نارنولی۔ از اولاد قاضی تاج الدین ہروی۔ مولد و منشا نارنول۔ درسیات اپنے والد سے پڑھیں۔ اور طریقت شیخ شمس الدین نارنولی اور شیخ نظام الدین سے حاصل کی۔ طویل مدت آخر الذکر کی خدمت میں گزار دی۔

لاہور تشریف لائے تو یہاں چالیس سال تک مسند تلمیذ میں رہیں رکھی۔ (اخبار الاصفیاء)

## ۱۵۲۔ شیخ حسن بن داؤد بنارسی

”الشیخ العالم الصالح“ حسن ابن داؤد بنارسی۔ یکے مشایخ کبار فرقتہ چشتیہ۔ درسیات اپنے علم بزرگوار فرید بن قطب بنارسی سے پڑھ کر مدتوں مسند تدریس آراستہ فرمائی۔ طریقہ چشتیہ میں بھی ممدوح ہی مستفیض ہوئے۔ جس سے اپنے نفس کی حفاظت خود پر لازم فرمائی۔ ریاضت میں یہ امر قابل ذکر ہے کہ ایک ہفتہ میں ایک مرتبہ افطار کرتے وہ بھی بخور کی روٹی سے۔ اور کبھی بیس شتال سے زیادہ تناول فرماتے۔

۱۱) مرغوب الطالبین در علم صرف۔ سفر حجاز میں بحری ڈاکوؤں نے آپ کو شہید کر دیا۔  
تصنیف (گنج ارشدی)

## ۱۵۳۔ شیخ حسن بن طاہر جون پوری

”الشیخ العالم الفقیہ“ حسن بن طاہر بن کمال عباسی جونپوری۔ لقب کمال الحق ہے ہندوستان کے مشہور شیوخ طریقت سے تھے۔ مولد بہار اور منشا جون پور ہے، اصلاً ملتان وطن تھا۔ جہاں سے ان کے والد ترک اقامت فرما کر جون پور آگئے۔ اور مدت تک قیام کے بعد بہار آ پہنچے۔ یہاں مدرسہ شیخ محمد ابن طیب میں قیام فرمایا۔ یہیں نکاح کیا۔ اور اولاد کے مدق سے متمتع ہوئے۔

شیخ حسن کی پیشانی پر اوائل ہی سے علامات رشد ہوید ا تھیں۔ بچپن ہی میں تحصیل علم شروع کر دی۔ اور اپنے والد کے ہمراہ جون پور آ کر قاضی شہاب الدین دولت آبادی کے تلامذہ کے سلسلے زانو سے ادب تہ کیا۔ اور شیخ محمد بن عیسیٰ جونپوری کی صاحبزادی سے نکاح کیا۔

طریقت میں شیخ حامد بن ابو حامد چشتی مانکپوری سے مستفیض ہوئے۔ تو آپ نے انہیں کمال الحق کے لقب سے ملقب فرمایا۔ ان کے نزدیک حسن حجتہ واضح تھے قیامت کے روز۔

۱۲) ایک شتال مساوی ایک تولہ کے ہوتا ہے



شیخ حسن بڑے عالم، عارف، صاحب مقامات علیہ اور کرامات عجیبہ و ذوقِ صحیحہ و وجد  
صادقہ سے بہرہ مند تھے۔ جو پور سے ترک اقامت کر کے عہد اسکندر لودھی میں آگرہ تشریف لائے  
مدتوں کے بعد یہاں سے دہلی چلے آئے اور بچے منڈل میں شاہی محل بدیع منزل میں آباد ہوئے۔  
رحلت ۲۴ ربیع الاول ۹۰۹ھ میں ہوئی (بحوالہ اخبار الاخبار)

## ۱۵۴۔ الشیخ حسن بن عبد اللہ کالپوی

”الشیخ العالم الصالح“ حسن بن عبد اللہ القرشی الکالپوی۔ اپنے دور کے مشہور الافاضل،  
مولد و منشا کالپی۔ اپنے عہد کے اساتذہ سے پڑھا۔ سند حدیث شیخ عبد الباقی محدث گنگوہی سے لی۔  
طریقت میں شیخ برغان الدین انصاری سے مستفیض ہوئے۔ آپ صالح و عالم و شاعر اور متقی تھے اگر  
صوفیہ کی مجلس سماع میں شرکت فرماتے تو عقل و دین اور سکون و طمانیت قلب کے ساتھ توجہ و توجہ بیان  
کرتے۔

تدریس و توجہ دونوں آپ کے معمولات سے تھے۔

بقول تیمی ۹۸۹ھ و اخبار الاصفیاء اور بقول محمد بن الحسن مؤلف گزار ابرار، البواہر  
وفات ناگوری نے آپ کا سال ارتحال ”فغانل پناہی“ سے مستخرج کیا ہے۔  
۹۸۹ھ

## ۱۵۵۔ الشیخ حسن بن محمود شیرازی

”الشیخ الفاضل“ ابن محمود انصاری شیرازی المشہور بہ خطاط۔ مولد و منشا شیراز اپنے شہر کے  
اساتذہ سے پڑھا۔ مگر جب سلطان ظہاسپ صفوی نے سنی رعایا کو شیعیت کے لئے مجبور کیا۔ تو  
آپ گہر بار چھوڑ کر حرمین چلے آئے۔ اور حج و زیارت کے ساتھ تکمیل حدیث کے بعد ہندستان  
آکر گجرات میں وارد ہوئے۔ یہ دور سلطان مظفر شاہ الحلیم گجراتی کا تھا۔ گجرات کے بعض علما سے  
بھی پڑھا۔ بعدہ آگرہ آکر مستقل سکونت اختیار کر لی۔ شیخ زین الدین خوانانی نے ان کی مدح میں کہا ہے

ہست شعر من ز عقل و نقل خواہم بشنو بہ جامع المعقول و المنقول مولانا حسن

۴ رجب ۹۵۶ھ کے روز رحلت فرمائی۔ اگر وہ یہی میں سپرد خاک ہوئے یہ ذکر مندوی نے اپنی کتاب گلزار ابرار میں کیا ہے۔

## ۱۵۶۔ حسن بن موسیٰ الجبراتی

م۔ یوم جمعہ ۱۲ ماہ صفر ۹۴۳ھ

”الشیخ الصالح“ حسن ابن موسیٰ الجبراتی یکے از عباد اللہ الصالحین۔ مولد و منشا جرات (دکن) خود فقہ اور حدیث اساتذہ عصر سے پڑھنے کے بعد شیخ جلال ابن احمد بن جعفر حسینی رفاعی سے طریقت حاصل کی۔

اور جب ہمایوں نے گجرات فتح کیا تو محمد روح ۹۴۱ھ میں مندو (مالوہ) میں شریف لے آئے یہاں مناکحت فرمائی اور اپنے بعد بہت سے اہللاف چھوڑے۔ آپ نہایت صالح۔ دین دار اور سخی تھے جمعہ کے روز ماہ صفر ۹۴۳ھ میں رحلت فرمائی۔ (گلزار ابرار)

## ۱۵۷۔ الفقیہ الحسن العربی و ابھیل

”الشیخ الفاضل العلامہ“ حسن دا بھولی گجراتی المشہور بہ فقیہ العرب بستی سرکھج در مصنفات اخذ بہ عمد سلطان محمود شاہ الکبیر اور اس کے صاحبزادہ مظفر شاہ الملیم گجراتی درس و اتادہ میں مصروف تھے ان کے تلامذہ میں شیخ عبدالقادر اجمینی کے سوا بے شمار حضرات ہیں (دگلزار ابرار)

## ۱۵۸۔ شیخ حسین ابن اسد گلبرگوی

م۔ ۹۴۹ھ

”الشیخ الصالح“ حسین ابن اسد اللہ بن عسکر اللہ بن صقر اللہ بن الحسن ابن محمد بن یوسف الحسینی گلبرگوی یکے از مشائخ وقت۔ مولد و منشا شہر گلبرگہ ۹۵۸ھ میں گوکنڈہ تشریف لے آئے یہیں سکونت فرما ہو گئے۔ سلطان ابراہیم قطب شاہ نے آپ کو اور ان کے صاحبزادہ کو جاگیر عطا فرمائی۔ جس سے آپ غنی ہو گئے۔ اور ان کے تعمیر کردہ آثار میں حسین ساگر کے نام سے حیدرآباد

میں ایک بہت بڑا تالاب ہے جس پر دو لاکھ روپے خرچ کئے، یہ تالاب ۹۶۵ھ میں مکمل ہو  
۱۶ جمادی الاخریٰ ۹۶۹ھ میں رحلت فرمائی (مہر جہاں تاب)

## ۱۵۹۔ شیخ حسین بن خالد ناگوری

م ۹۰۱ھ

”الشیخ الکبیر المعمر“ ابن خالد بن نظام الدین ناگوری المعروف بہ شیخ کمال الدین، شیخ حمید الدین  
سعیدی سوالی کی اولاد سے تھے۔ اساتذہ میں شیخ کبیر الدین چشتی ناگوری ہیں۔ جن کی خدمت میں طویل  
مدت تک رہے۔ بعد ازاں اجیر تشریف لائے۔ ادھ حضرت معین الدین سنجر کی تربت پر مدت تک  
چلے کھینچا۔ آپ چلے فر دہیں جنہوں نے حضرت اجیری کے مزار پر سرفلک عمارت تعمیر کرائی۔

(۱) نور النبی (بقدر القرآن تیس جلدوں میں) مشتمل بر تفسیر القرآن۔ جو مندرجہ ذیل  
تصانیف

دو مضامین کی حامل ہے (۱) محل ترکیب (۲) توہین المعانی۔

(۳) مفتاح العلوم سکا کی کی ”لم ثالث کی مسبو ط شرح۔

(۲) اصول الانوار فی ذکر الابرار (یہ کتاب مشائخ چشتیہ کے حالات میں ہے)

(۳) چند دوسرے رسائل۔

(اخبار الاصفیاء)

## ۱۶۰۔ مرزا شاہ حسن سندھی

م ۲۹ ربیع الاول ۹۶۲ھ

الملك المؤید سلطان منظر حسین بن شاہی بیگ بن ذی النون الارغون قندھاری سندھی۔

الفاضل الکبیر سال ولادت ۸۷۶ھ اپنے والد کی رحلت کے بعد ۹۲۸ھ میں عنان سلطنت ہاتھ میں  
لی اور ۳۳ سال تک داد حکومت دی۔

یہ بادشاہ علمائے کبار سے تھا۔ اساتذہ میں شیخ مصلح الدین لاری و شیخ یونس سمرقندی وغیرہما

ہیں۔ جن کی خدمت میں برسوں مقیم رہے اور بخت و تنقیح میں ملکہ کے بعد متبحر فی العلوم کے درجہ پر فائز

ہوئے۔

تدریس کے دوران میں اپنی تقریر فارسی میں لکھتے جاتے۔ سید معصوم ابن صبغانی حسینی ترمذی نے اپنی کتاب تاریخ سندان میں لکھا ہے کہ میں جس زمانے میں قاضی سیوتان کے درس میں شریک تھا۔ مرزا محمود کے ان مسودات کے دس اجزا میں نے بھی دیکھے۔

یہ سلطان عادل، سخی، محبت العلماء و اشراف تھے۔ جنہیں اپنے گرد و پیش جمع کر کے شاہانہ عطایا سے مالا مال کر دیا۔ وہ پیش آمدہ مقدمات کو شریعت مطہرہ کے مطابق طے کرتا۔

۱۱ ربیع الاول ۹۶۲ھ کو ہوئی۔ اور آپ کا جسد مکہ معظمہ لے جا کر قبرستان معلیٰ میں دفن کیا گیا۔ جہاں آپ کے والد پہلے سے محرابِ راحتِ ابدی تھے درہاوندی درماترا

وفات

## ۱۶۱۔ سلطان حسین شاہ لنگاہ ملتان

۲۶ صفر ۹۰۸ھ

”الملك المویذ“ حسین بن قطب الدین ملتان سلطانِ فاضل۔ اپنے والد کی رحلت کے بعد ۸۶۳ھ میں زمام سلطنت ہاتھ میں لی۔ اور عدل و عطایا کے ساتھ حکومت کا آغاز کیا۔ قلعہ شاہ کوٹ فتح کرنے کے بعد چنیوٹ کا رخ کیا۔ اور اس پر علم حکومت لہرانے کے بعد ملتان پہنچا۔ کچھ عرصہ کے بعد کوٹکر کا رخ کیا۔ اور اس کے گرد و نواح کے ساتھ کوٹکر بھی اپنے محرمات میں شامل کر لیا۔

یہ بادشاہ عدل گستر سخی، اہل علم کا محبت اور ان کے لئے محسن تھا۔ بے شمار علما اپنے ہاں جمع کر لئے۔ جنہیں خورد و نوش سے بے فکر کر دیا۔

آخر عمر میں لوگوں سے کنارہ کر کے ایک طرف ہو گیا۔ اور سلطنت اپنے بیٹے فیروز کو سونپ دی۔ مگر جب وہ حکومت نہ سنبھال سکا۔ تو سلطان اپنے بیٹے فیروز کو سونپ دی۔ مگر جب وہ حکومت نہ سنبھال سکا۔ تو سلطان (حسین) نے اس کے ہاتھ سے زمام حکومت دوبارہ اپنے ہاتھ میں لے لی۔ ۲۶ صفر ۹۰۲ھ اور ایک قول کے مطابق ۹۰۸ھ میں تیس یا چونتیس سال حکومت کرنے کے بعد انتقال کیا۔

## ۱۴۲۔ شیخ حسین بن محمد گوالیری

م ۹۵۲ھ

”الشیخ الصالح“ حسین بن محمد بن جلال بن زہید الحسینی الترمذی الساردنی ثم گوالیری سیکے از مشائخ عشقہ شطاریہ مولد شہر گوالیار۔ شیخ محمد غوث گوالیری سے طریقت حاصل کی۔ نہایت مغلوب الحال تھے۔ ایک گروہ نے آپ کو محمود آباد گجرات میں فریب سے شہید کر دیا۔ (گلزار ابرار)

## ۱۴۳۔ شیخ حسین بن محمد سکندری

م ۹۸۶ھ

”الشیخ الصالح“ حسین بن محمد حشتی سکندری۔ یکے از مشائخ مشہورین، اپنے دور کے شیوخ سے فیضان حاصل کیا۔ حجاز تشریف لے گئے۔ اور حج و زیارت کے بعد ہندوستان لوٹے۔ شیخ صفی الدین عبدالصمد سائیں پور کی خدمت میں برسوں مقیم رہ کر مستفیض طریقت ہوئے۔ اور آپ سے شیخ عبدالواحد حسینی بگرامی کے علاوہ اور بھی بے شمار افراد نے استفادہ کیا۔ (گلزار ابرار)

## ۱۴۴۔ مولانا حسین تبریزی

”الامیر الفاضل“ حسین بن نوری الجراح تبریزی نواب خان خانان، نظم ریاست و فہم سیاست میں مشہور الاما فاضل تھے۔ سلطان مرتضیٰ نظام نے انہیں اپنا ندیم مقرر کر لیا۔ بعد ازاں ۹۷۰ھ میں وکیل مملکت مقرر کر کے خطاب خان خانان سے سرفراز فرمایا۔ وہ ریاست کے جملہ امور میں مرجع و مقصد تھا۔ اس نے مولانا عنایت اللہ قانتی کو اس لئے قلعہ جوئند میں قتل کر دیا۔ کہ میاں دا سلطان اُسے میرا منصب تفویض کر دے۔ جس پر سلطان نے اس سے ناراض ہو کر اس کو دے سے معزول کر دیا۔

(تاریخ فرشتہ)

## ۱۴۵۔ کمال الدین حسین اردستانی

م ۹۸۸ھ

”الامیر الفاضل“ کمال الدین حسین اردستانی نواب مصطفیٰ خاں۔ فہم و فراست میں معروف تھے۔ سلطان ابراہیم قطب شاہ کے دور میں گوکنڈہ آئے۔ تو عمدہ وزارت سے سرفراز ہوئے۔ انہوں نے سلطنت کی بنیاد تدبیر رعیت کے ساتھ حسن سلوک، نئے شہروں کی تعمیر اور عوام کی بھلائی حاصل کر کے خود کو سلطنت میں مرجع و مقصد بنا لیا۔ جس پر امر احمد پرتل آئے، سلطان ابراہیم بھی ان سے کبیرہ خاطر رہنے لگا۔ حتیٰ کہ موقع کی تاک میں لگ گیا۔ صاحب ترجمہ نے جب یہ محسوس کیا تو آپ گوکنڈہ سے بیجا پور چلے آئے۔ جہاں کے بادشاہ علی عادل شاہ نے ان کا آنا غنیمت سمجھ کر بہت عزت کی۔ انہیں وزارت تفویض فرمائی اور وکیل ریاست مقرر کر کے جاگیر بخشی۔ مگر آپ کشور خان کے حکم سے قلعہ بنکا پور میں ۹۸۸ھ میں شہید کر دئے گئے۔ (بساتین السلاطین)

## ۱۴۶۔ شیخ حسین بغدادی

م ۹۷۷ھ بعمر ۷۷ سال

”الشیخ الفاضل العلامة“ حسین بغدادی یکے از علمائے کبار۔ امام ابوحنیفہ کی اولاد سے تھے مولد و منشا بغداد ہے۔ زوراء کے اساتذہ سے پڑھ کر شیراز آئے تاکہ امیر غیاث الدین بن منصور شیرازی سے پڑھیں۔ جب شیراز داخل ہوئے تو شہر کے امیر ابراہیم خان نے ایک مجلس منعقد کی جس میں محدوح کو طلب کیا۔ اور حضار مجلس کے سامنے وہ اعتراض پیش کئے جو غیاث الدین بن منصور نے شرح تخرید کی بحث علت و معلول پر کئے ہیں۔ لیکن علامہ بغدادی کے سوا کسی عالم کی زبان سے کوئی کلمہ نہ نکلا۔ علامہ محدوح نے بھی کہا تو یہ کہا۔ کہ

اگر کتاب شرح تخرید مجھے دو روز کے لئے عنایت کر دی جائے تو میں امر

تفازعہ فیہ کا مطالعہ کر کے دیکھوں۔

اس پر امیر نے کتاب علامہ صاحب کے حوالے کر دی۔ علامہ صاحب نے دوسری

مجلس میں وہ تمام اشکال اس خوبصورتی سے حل کر دئے۔ کہ علمائے اسلام نے کھل کر تحسین کی۔ مگر مولانا غیاث الدین نے شرمندہ ہو کر آپ کو ناصبی و خارجی وغیرہ کے الزامات سے ملوث کیا۔ اور امیر بلدیہ سے کہا۔ کہ علامہ صاحب کو خارج البلد کر دیا جائے۔ مگر امیر شہر نے انکار کرتے ہوئے علامہ حسین صاحب کی سفارش کی۔ اور فرمایا کہ لوگ تو مولانا حسین سے استفادہ کے لئے آئیں۔ اور میں انہیں خارج البلد کر دوں؟ — آخر مولانا غیاث الدین بھی علامہ حسین سے خوش ہو گئے۔ اس کے بعد مولانا کچھ مدت تک شیراز میں مقیم رہنے کے بعد حرمین گئے اور حج و زیارت سے مستفیض ہو کر ہندوستان وارد ہوئے۔ کئی بڑے شہروں کی سیاحت کے بعد آخر احمد آباد گجرات میں طرح اقامت ڈال کر مندر تدریس آراستہ فرمادی۔ آپ سے مولانا عبدالقادر بغدادی اور حکیم عثمان بوبکانی کے سوا بے شمار افراد نے پڑھا۔

۹۷۷ء میں چھتر سال کی عمر میں رحلت فرمائی اور رسول آباد میں دفن ہوئے۔

(اد گلزار ابرار)

## ۱۴۷۔ شیخ حسین بزمہری

”الشیخ العالم الکبیر“ حسین بزمہری۔ اپنے دور کے مشہور اساتذہ سے شہر دہلی میں پڑھا۔ اور آپ سے بھی بے شمار افراد نے کتاب فرمایا۔ عبدالقادر بدایونی نے المنتخب میں ممدوح کے علم و تبحر کی تعریف کی ہے۔

## ۱۴۸۔ شیخ حسین ملتانی

م ۹۲۵ھ

”الشیخ الصالح“ حسین چشتی ملتانی یکے از علمائے شریعت و طریقت۔ اجمیر شریف لے گئے۔ اور حضرت معین الدین کی قبر پر معتکف ہوئے پھر سلطان محمود شاہ نے آپ کو سفارت کے لئے سندھ (مالوہ) میں بھیجا۔ یہاں سکونت فرما ہو گئے۔ آپ بڑے زاہد و دین دار اور صاحب کشف و کرامات تھے۔ قریہ قرار یہ نواح ہندو میں رحلت فرمائی۔ اس وقت سن شریف ۱۱۹ سال کا تھا۔

اور سن وفات ۹۲۵ھ (گلزار ابرار)

## ۱۴۹۔ شیخ حماد دولوی

”الشیخ العالم الفقیہ“ قاضی حماد تنفیہ دولوی۔ اپنے دور کے مشہور علما سے ہیں۔ اور

تدریس و افادہ پر عمل پیرا (از لطائف قدسیہ)

## ۱۵۰۔ شیخ حمید الدین گوالیری

م ۲۲ ذوالحجہ ۹۳۰ھ

”الشیخ العارف“ حمید الدین ابن ظہیر الدین غزنوی گوالیری۔ یکے از علمائے مشہورین

لقب بہ الحاج الظہور الحمید المحصور سال ولادت ۸۳۵ھ ہے۔ اپنے باپ کے ہمراہ ہندوستان

تشریف لے آئے۔ اور گوالیار میں طرح اقامت ڈال دی۔ کچھ عرصہ بعد منیر بہار چلے گئے اور

شیخ محمد بن غلا شطاری منیری کی خدمت و صحبت میں رہنے لگے۔ پھر ان کے فرزند شیخ

ابوالفتح ہدیۃ اللہ سرمست سے طویل عرصہ تک استفادہ کیا۔ پھر حرمین تشریف لے گئے۔

اور حج و زیارت سے مستفیض ہوئے۔ شیخ علی شیرازی سے بہ ہند عزیز اللہ بن عبید اللہ المصری

طریقہ اوسیبیہ میں استفادہ کیا۔ اور طریقہ چشتیہ میں شیخ محمد غیاث بن شیخ معین الاسلام بسند

شیخ حسام الدین چشتی نانک پوری سے بیعت ہوئی۔ مدینہ منورہ میں چالیس سال اقامت کے

بعد ہندوستان لوٹے اور گوالیار ہی میں قیام فرمایا۔ جہاں شیخ فرید الدین گوالیری اور ان کے

بھائی شیخ محمد غوث مصنف الجواب الختمہ سے استفادہ کیا۔

وفات | ماہ ذوالحجہ ۲۲، در ۹۳۰ھ رحلت فرمائی (در گلزار ابرار)

## ۱۵۱۔ مولانا حمید الدین گجراتی

”الشیخ الفاضل“ حمید الدین ابن لاد گجراتی یکے از علمائے کبار مولد و منشا گجرات۔

پڑھنا شروع کیا، اور اپنے معاصرین پر فوقیت حاصل کی۔ حتیٰ کہ درس و تدریس کی مسند



آرامتہ کی۔ جس زمانے میں شیخ محمد غوث گوالیری گجرات وارد ہوئے۔ تو یہاں کے علمائے  
ان کی کتاب الجواہر المنسہ کی بنا پر شیخ ممدوح کو ہدف اعتراضات بنایا۔ اس پر مولانا حمید الدین  
ان معتزضین کا رد منقول و معقول سے کیا۔ اور شیخ گوالیری کی خدمت میں مدت تک رہے۔  
آپ سے فرقہ عشقیہ شطاریہ میں استفادہ کیا۔ آخر عمر میں برہان پور منتقل ہو گئے۔ انہی برس  
کی عمر پائی اور برہان پور ہی میں آسودہ لحد ہوئے۔

## ۱۷۲۔ مولانا حمید الدین سنہلی

م ۷ محرم ۹۸۳ھ

”الشیخ العالم الفقیہ حمید الدین سنہلی مفسر وواعظ۔ تفسیر قرآن میں ”ید طولیٰ“ اور اہل  
کے درس میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ (بروایت بدایونی)

”دین پر عمل میں خود بھی اور دوسروں سے بھی پابندی کراتے۔ سلطان ہمایوں مولانا کا  
بہت معتقد تھا۔ دونوں ایک دوسرے سے بے حد محبت کرتے۔ جب سلطان ممدوح ایران  
سے واپس تشریف لائے۔ تو مولانا ان کی ملاقات کے لئے کابل پہنچے۔ مولانا کا خیال تھا کہ  
ہمایوں ایران جا کر شیعہ ہو گیا ہے۔ وہ سلطان پر بہت خفا ہوئے۔ سلطان نے فرمایا کہ مولانا  
آپ نے میرا شیعہ ہونا کیسے آزمایا۔ فرمایا تمہارے لشکریوں کے افسس سے۔ کسی کا نام یاد  
ہے۔ کسی کا کنش علی۔ اور کوئی حیدر علی کے نام سے موسوم ہے۔ مگر وہ میرے صحابہ کا ہم نام  
ایک سپاہی نہیں! ہمایوں پر یہ بات بہت گراں گزری۔ قلم لڑتے سے رکھ کر فرمایا۔ میں تو یہ  
جاتا ہوں کہ میرے جد کا نام عمر شیخ مرزا تھا۔ یہ کہہ کر ہمایوں باہر نکل آیا۔ پھر دفتر میں گیا۔  
اور ذرا دیر بعد باہر نکل کر مولانا صاحب سے ملاطفت کر کے اپنا عقیدہ بتایا۔ مولانا کی رحلت  
م ۷ محرم ۹۸۳ھ شہر ”سنہلی“ میں ہوئی (الاسرار الیہ)

## ۱۷۳۔ شیخ حنیف حسینی

م ۹۱

شیخ الصالح "حنیف بن البرحیف حسینی محمد آبادی بیدری کے از مشائخ مشہورین عصر  
شاگرد شیخ مسعود بک۔ دکن کی طرف گئے۔ اور سلطان احمد شاہ بہمن نے آپ کی تعظیم میں بیعت  
کی۔ آپ نے بیدری میں سکونت اختیار کر لی۔ اور ۹۱۰ھ میں وہیں اسی سال کی عمر میں سووہ طرد  
ہوئے۔ (تہذیب جہاں تاب)

## ۱۷۴۔ مرزا حیدر گورگانی

از ۹۰۵ھ تا ۹۵۸ھ

"الامیر الفاضل" حیدر ابن حسن جتائی گورگانی از نسل جنگیز خاں ماوراء النہر کے شہر اور  
میں پیدا ہوئے۔ اپنے شہر کے علما میں صاحب فضیلت ہوئے۔ بعدہ مرزا ابوسعید کاشغری  
سلطان یاققند کے تقرب سے بہرہ مند ہوئے۔ سلطان نے آپ کو ۹۳۵ھ میں چارہ ہزار لشکر  
کامپہ سالار مقررہ کر کے تبت بھیجا یا۔ اور بعدہ کشمیر۔ یہ دونوں علقتے آپ نے فتح کر لئے۔ تو  
سلطان محمد رح نے آپ کو تبت کا سربراہ مقرر کر دیا۔ اس منصب پر آپ مدت تک فائز رہے،  
مگر ابوسعید کی رحلت کے بعد بدخشاں آگئے اور وہاں سے ہندوستان۔ یہ دور سلطان کامران  
پسر پادشاہ تیموری کا تھا۔ جس نے مولانا حیدر کو لاہور اور اس کے گرد و نواح کا سربراہ مقرر کر  
دیا۔

اور جب شیر شاہ سوری بہایوں پر غالب آگیا اور اسے ایران چلے جانے پر مجبور کر دیا۔  
تب مرزا حیدر اپنے ہمراہ ڈیڑھ سو لشکر لے کر کشمیر چلے گئے۔ جیسے آپ نے عقل و تدبیر کے  
ساتھ زیر نگین کر لیا۔ اور خطبہ و مسکہ نازک شاہ کے نام سے جاری کر دیا۔ جو وزیرانک ان کی  
رسائی کا باعث بنے تھے، انہوں نے مستقل طور پر حکومت سنبھال کر شہروں کی تعمیر و زراعت  
کی ترقی اور علوم و فنون کی اشاعت میں پیش از پیش حصہ لیا۔ ۱۲ سال اسی طرح گزارے۔ پھر

شیعہ افراد نے انہیں دھوکے سے قتل کر دیا۔

تاریخ رشیدی درقاری در تاریخ کی ضخیم کتاب جو عبد الرشید بن ابوسعید کاشغری کے تصنیف لئے لکھی، نمونہ اشعار سے

عاشق شدہ را ایر غم باید بود محنت کش درد را ستم باید بود

یا از سر کوئے یار باید برخاست یا از سگ کوئے یار کم باید بود

وقات ۸ ذیقعدہ ۵۸۰ھ ہے اور مدفن شہر سری نگر مقبرہ ملوک میں دفن ہوئے۔

## ۱۷۵۔ الشیخ خاصہ بن خضر ابن منیطھوی

م ۲۷ ذالحجہ ۹۲۲ھ

”الشیخ العالم الصالح“ خاصہ بن خضر ابن گدن بن خیر الدین الصالحی الملکی بہاؤ الحق خاصہ خدا حنفی اینٹھوی۔ علوم ظاہر اور باطن ہر دو سے آگاہ۔ ان کا نسب نامہ عبد اللہ علمبردار صالحی ملکی تک پہنچتا ہے۔ ان کا تذکرہ ان کے پوتے شیخ احمد بن ابوسعید اینٹھوی نے اپنی کتاب مناقب الاولیاء میں کیا ہے انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ ہمارے دادا حضرت خاصہ نے جون پور کا سفر فرمایا اور وہاں شیخ محمد ابن عبد العزیز جون پوری کی صحبت میں ان کے علوم حاصل کئے۔ بعدہ اپنی بستی میں لوٹ آئے۔ جہاں کچھ مدت قیام کے بعد قبضہ مدھور میں داخل ہوئے۔ اور وہاں شیخ خواجگی ابن علی الانصاری کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ سے استفادہ اور آپ کی دو دختر سے یکے بعد دیگر نکاح فرمایا۔ پھر ایتھی آ کر اقامت فرما ہوئے اور مندر تدریس کو زینت بخشی۔ بے شمار افراد نے آپ سے استفادہ فرمایا۔ یہیں آسودہ طرد ہوئے۔

## ۱۷۶۔ خان جیوین داؤد الصدیقی گجراتی

م ۹۲۲ھ

”الودیر البکیر“ خان جیوین داؤد صدیقی گجراتی سیکے اور انہوں نے صوبہ گجرات جن کا دوسرا نام اختیار خان اور اپنے شہر نرپریاد خانوادہ تضاہ میں سے تھے۔ جو ان کا مولد و منشا تھا تکمیل

علوم کے بعد والی وقت کی خدمت پر متعین ہو گئے۔ حتیٰ کہ اوج مرتبت پر فائز ہو گئے۔ آپ ذہین رہا  
 و تدبیر اور فراست سے بہرہ مند تھے گویا کہ ایسا بن قرہ ثانی ہیں۔ رہے علوم فلسفہ، تو ان کے اندر  
 بھی ان کا حریف نہ تھا۔ ان اوصاف کی وجہ سے آپ دین و دنیا دونوں کی ریاست و سیادت  
 کا مجموعہ تھے۔ ان کی انہی خوبیوں کی وجہ سے سلطان مظفر شاہ حلیم نے انہیں اپنا معتمد خاص مقرر  
 کر کے شہر لاد پر متعین کر دیا۔ اور انہیں اپنی مجلس کا ایک رکن تجویز کر لیا۔ ان کے لطائف نہایت  
 مرغوب ہوتے۔ سلطان ان پر بے حد مہربان ہوا۔

آپ نے سلطان بہادر شاہ کی وزارت بھی ۳۱ سال تک کی۔ اور جب بہادر شاہ شکست  
 کھا کر ۹۴۲ھ میں شہر دیو کی طرف بھاگ گیا۔ اور اب ہمایوں گجرات پر قابض ہوا۔ تو خان جیو کو  
 ہمایوں کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ تو سلطان نے اُسے اپنا مقرب مقرر کر لیا۔ دونوں میں علمی گفتگو  
 رہتی، وہ آپ کی سلطنت کے اہم امور میں مشورہ طلب کرتا۔ اور فلسفہ و حکمت و ہیئت کے اہم  
 ترین مسائل میں دونوں کے مکالمات ہوتے۔ تو ہمایوں نے ان علوم میں انہیں بجز نا پیدا کننا پایا۔  
 جس کی وجہ سے وہ سلطان کے دل میں گھر کر گئے۔ ہمایوں جب انہیں دیکھتا۔ ان کے لئے وہی لفظ  
 دوہراتا۔ جو عند الدولہ ابو الحسن محمد ابن عبداللہ ابن الخزومی السلامی شاعر کے متعلق کہا کرتا تھا کہ  
 جب میں سلامی کو اپنی مجلس میں دیکھتا ہوں تو ایسا گمان ہوتا ہے کہ گویا عطار د آسمان سے اتر کر  
 میرے حضور میں کھڑا ہو گیا ہے۔

جب بہادر شاہ قتل ہو گیا اور اس کی جگہ محمود شاہ صفیر نے عنان حکومت ہاتھ میں لی تو  
 آخر الذکر نے ماہ ربیع الاول ۹۴۲ھ میں انہیں اپنی پوری نیابت تفویض کر دی۔ اس وقت میں  
 عماد الملک منصب امیر الامراء پر فائز تھا۔ جسے یہی اختیارات تفویض تھے، افضل خان نے  
 کو مشورہ دیا کہ اس منصب کو ترک کر اپنے گھر میں بیٹھے رہیں۔ کیونکہ عنقریب عماد الملک کو مزید  
 اختیارات تفویض ہو جائیں گے اور وہ نہیں چاہتا کہ اس کے اختیارات میں درزیروں میں سے کوئی  
 اور شخص دخل ہو۔ مگر اختیار خان یعنی خان جیو نے ان کی ایک نہ سنی۔ اتنے ہی افضل خان خود  
 ہی معزول ہو کر ایک طرف ہو گیا۔ جس پر خان جیو کا وہی حشر ہوا۔ جو اس نے کہا تھا کہ عماد الملک  
 نے انہیں قتل ہی کرا دیا۔

اصحافی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ جب جلا د نے خان جیو کی گردن میں پھانسی کی رسی ڈالی۔ تو ان کی زبان سے صرف لا الہ الا اللہ ہی نکلا تھا کہ جلا د نے رسی کھینچی اور یہ زمین سے اوپر اٹکنے لگے جب تھوڑی دیر بعد جلا د نے انہیں مردہ سمجھ کر رسی کو ڈھیلا پھوڑا اور ان کی نعش زمین پر آئی تو آنکھیں پھر روشن ہو گئیں اور زبان سے محمد رسول اللہ کہہ کر ہمیشہ کے لئے اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔

یہ واقعہ ۹۴۲ھ میں ہوا۔ اور اس پر ایک صاحب نے مادہ تاریخ "ناحق کشت بوجب"

سے نکالا۔ (الاصحافی)

## ۱۷۷۔ الشیخ خانون گوالبیری

۲۲ جمادی الاولیٰ ۹۴۰ھ

"الشیخ الکبیر" خانون ابن العلاء بن تاج چشتی گوالبیری یکے از مشایخ مشہورین طریقت میں شیخ اسمعیل بن الحسن ابن سالار از والدش از جدش از اختیار الدین عمر ابرجی — اور ان کے سوا شیخ حسین ابن خالد ناگوری سے مستفیض۔

سال ولادت ۸۵۳ھ اور (۸۷) سال عمر پائی۔ زندگی کا ایک ایک سانس زہد و تقویٰ اور صبر و توکل و صبر قناعت میں گزارا۔ آپ سے نظام الدین نازنولی اور ان کے بھائی اسمعیل نے طریقت حاصل کی۔

بے حد تجسس کے بعد معلوم ہوا کہ ان کا نام خان محمد تھا۔ وفات ۲ جمادی الاولیٰ ۹۴۰ھ

کو ہوئی۔ (گلزار ابرار)

## ۱۷۸۔ خواجہ عالم گجراتی

"الشیخ الصالح خواجہ عالم الحسینی گجراتی یکے از مشایخ طریقت عشقیہ شطاریہ۔ والد کی طرف سے آپ کا نسب شیخ مودود چشتی اور والدہ کی جانب سے شیخ جلال الدین پانی پتی سے ملتا ہے مولد و نشا گجرات ہے۔ علوم متعارفہ پڑھنے کے بعد قدر اندازی میں یہاں تک بلکہ حاصل کیا کہ

اپنے معاصرین سے بازی لے گئے۔ طریقت میں فرقہ عشقیہ شطاریہ کے شیخ محمد غوث گویری سے برسوں ان کی خدمت میں باریاب رہ کر حاصل کی مشاغل میں ندریں و افادہ تھا۔ اعمال گجرات کے قریب پیر پور میں رحلت فرمائی (محمد بن الحسن)

## ۱۶۹۔ شیخ خواجگی سدھوری

”الشیخ الصالح الفقیہ“ خواجگی ابن علی ابن خیر الدین بن نظام الدین الصاری سدھوری ان کے دادا نظام الدین مشہور ہیں اودھ کے مشہور قصبہ سدھور میں ہجرت کر کے آئے۔ حضرت خواجگی کبار مشائخ چشتیہ سے تھے، مولد و منشاہی قصبہ سدھور ہے تحصیل علم کے لئے جو پور گئے اور وہاں کے اساتذہ سے اکتساب کیا۔ طریقت میں شیخ تاج الدین جو پور سے مستفیض ہوئے جو شمس الدین اودھی از سید عبدالرزاق کچھوچھوی کے مرید تھے۔

حضرت عبدالقدوس گنگوہی نے لکھا ہے کہ خواجگی نے حضرت محمد ابن عیسیٰ جو پوری کے مرید علامہ بڑھن کا زمانہ پایا۔ حضرت گنگوہی نے جناب بڑھن کو شیخ الاسلام کے لقب سے ملقب کیا ہے۔

شیخ خواجگی کے چار فرزند تھے۔

- |                           |   |                |
|---------------------------|---|----------------|
| اور ہر چہار عالم دین تھے۔ | } | ۱۔ شیخ المشائخ |
|                           |   | ۲۔ محمد        |
|                           |   | ۳۔ محبت اللہ   |

آپ کا نسب شیخ عبداللہ الصاری سے ملتا ہے۔ جن کے جد نظام الدین شیخ جمال الدین ابن محمد ابن غیاث ابن معز بن حبیب ابن شمس بن جلال ابن ظہیر بن محمد ابن نظام بن شہاب ابن محمود بن عوض بن ایوب بن جابر بن اسماعیل عبداللہ ہروی ہیں۔

## ۱۹۰۔ خسرو آقالاری

م ۹۵۴ھ

”الامیر الفاضل“ خسرو آقالاری نواب اسد خاں بیجا پوری دانش و فراست اور ریاست داری میں مشہور و معروف تھے۔ اسماعیل عادل شاہ نے انہیں اسد خاں کا خطاب دے کر بہت سی اراضی جاگیر میں بخش دی۔ اور اپنے لشکر کا سپہ سالار مقرر کیا۔ آپ نے بہت سے نئے علاقے اور قلعے فتح کئے۔ اسماعیل مذکور اور ان کے فرزند ابراہیم کی ۳۵ سال خدمت کی اور خود ایک سو برس تک دنیا کی بہار دیکھی۔

آپ مرد باحوصلہ، دلاور، فاضل، امین اور ناصح ہونے کے ساتھ اہل علم کے محبت اور محسن تھے۔ سخاوت و کرم ان کا خاصہ تھا۔ خط بہت اچھا تھا۔ بطنخو کے لئے روزانہ ایک سو بکری اور دو سو مرغی ذبح ہوتے تھے۔ شہر بلگام میں ان کا سر بلند قلعہ، اس قلعہ کی اندرونی مسجد حوض اور پانی کے تالاب اب تک ان کی یاد دلانے کے لئے موجود ہیں۔

میں نے ان کی مصنفہ کتاب الجامع پڑھی۔ جس پر ان کا نام اسد خاں مرقوم تھا۔ مگر لوگوں کی زبانوں اور کتابوں میں ان کا نام اسد خاں ہی ہے۔ واللہ اعلم۔ بلگام میں رحلت فرمائی۔

## ۱۹۱۔ شیخ خضر بن رکن جون پوری

”الشیخ الفاضل“ خضر بن رکن صدیقی جونپوری المعروف شیخ بڑھن میاں خاں ابن قوام الملک علوم ظاہری اور طریقت دونوں کے جامع۔ حرمین گئے۔ زیارت و حج سے فیض یافتہ ہوئے۔ وہاں سے قدس شریف آئے۔ طریقت کے لئے شیخ عبد القدوس ابن اسماعیل حنفی گنگوہی کی خدمت میں برسوں باریاب رہے۔ تصانیف میں کئی رسائل ہیں جو ایک مجموعہ میں مدون کر دئے۔

لے تذکرہ کی ترتیب صحیح ہے صرف نمبر شمار غلط ہوئی۔ یہ دراصل تذکرہ نمبر ۱۸۰ ہے قارئین نوٹ فرمائیں!

## ۱۹۲ - سید خوند میر گجراتی

م ۹۳۰ھ

"السید الشریف" خوند میر بن موسیٰ ابن شہجو بن سعید ابن یحییٰ الجبسی النہروالی الگجراتی یکے از مشاہیر وقت۔ مولد و منشا نہروالہ۔ آپ نے سید محمد ابن یوسف جون پوری مقہدی کے نہروالہ میں ورود پر آپ کی بیعت کی۔ اور ان کے جملہ دعادی کے مصدق ہو کر ان کے ہمراہ خراسان روانہ ہوئے۔ یہاں سے برسوں کے بعد جو پوری نے انہیں گجرات بھیجا۔ سید محمد ہدی جو پوری کے صاحبزادہ سید محمود نے ان کی معیت میں کئی سال خراسان کے اندر گزارے بعد ازاں محمود مدوح بھی گجرات میں لوٹ آئے۔ سید خوند میر نہروالہ سے ۸ میل کی مسافت پر قریہ کھانہیل میں اقامت گزین ہو گئے۔ اور یہاں رہ کر دعوت ہمدویہ میں منہمک ہو گئے۔ بس سے بے شمار لوگ ان کے مذہب کی طرف آ گئے۔ اور ملک میں شورش برپا ہوگی۔ جس پر سلطان مظفر شاہ حلیم گجراتی نے اس فتنہ کو دبانے کے لئے عین الملک متعین نہروالہ کو ایک لشکر بے کراں دے کر بھیجا یا اور گھمان کارن پڑا۔

خوند میر کا لقب ہمدویوں میں صدیق الولاية اور خلیفہ ثانی تھا۔

بجرا الفوائد و ام العقائد دو کتابیں ہیں۔

تصانیف

۱۴ ماہ شوال ۹۳۰ھ میں دشمنوں کے ہاتھ سے قتل ہو گئے۔ یہ ذکر گلاب

بن عبداللہ پالن پوری نے اپنی تاریخ میں کیا ہے۔

## ۱۹۳ - شیخ وانیال بن حسن جون پوری

م ۹۹۲ھ - ۲ ربیع الاول

"الشیخ الفاضل" وانیال بن الحسن ابن حسام الدین العمری البلیخی ثم جون پوری۔ یکے از افاضل وقت۔ ہندوستان وارد ہوئے۔ اور مختلف بادشاہوں کے ندما میں شریک رہے۔ آخر یہ دھندا چھوڑ کر شہر دہشت گشت فرماتے ہوئے شیخ حامد بن ابوالحامد مانکپوری سے سلسلہ چشتیہ میں بیعت کی۔ جس کے بعد بنارس تشریف لائے۔ اور وہاں سے جون پور لوٹ کر طرح اقامت



ڈال دی۔ تدریس و افادہ مشغلہ تھا۔ آپ کے مرشدین میں شیخ محمود بن یوسف حشتی جو پوری اور ان کے بھائی احمد بن یوسف ہیں۔ احمد مدوح نے کتاب مقالاتِ خضر و یہ لکھی جس میں اپنے مرشد کے اقوال جمع کر دئے۔ اور اس کے مقدمے میں لکھا۔ کہ چونکہ انہیں حضرت خضر کی ملاقات کا شرف حاصل ہوا جن سے انہوں نے بہت کچھ استفادہ کیا۔ اس لئے لوگوں میں ان کا لقب ہی خضریٰ پڑ گیا۔ وفات آپ کی ۱۸ ربیع الاول ۹۹۲ھ میں ہوئی (گنج ارشدی)

## ۱۹۴۔ الشیخ داؤد بن حسن کشمیری

م - ۹۹۲ھ  
۶۱۸۸۵

”الشیخ الفاضل“ داؤد بن حسن الحماکی الکشمیری۔ یکے از افراد علوم ظاہر و باطن مولد و نشا کشمیر۔ درسیات کا کچھ حصہ شیخ نصیر الدین النصیر سے پڑھ کر اس بنا پر انہیں چھوڑ دیا کہ نصیر الدین شیعہ ہیں۔ اب شیخ رضی الدین کشمیری کے سامنے نہ انہوں نے تلمذ نہ کیا اور آپ سے درسیات کی تکمیل کی۔ ان کے سوا مولانا افضل کشمیری سے بھی پڑھا۔

طریقت میں شیخ حمزہ کے متقیض ہوئے۔ جن کی خدمت میں برسوں مقیم رہے ان کے سوا شیخ احمد حسینی کرمانی و اسماعیل الحسینی اور شیخ محمد قادری سے بھی فیوض و برکات کا استفادہ کیا۔ کئی کتب کے مصنف ہیں، ازاں جملہ العقیدۃ الجلالیہ و رسالہ و تعالیہ۔ و ورد المریدین اور اس کی شرح دستور آسا لکین سے۔ جس کا آغاز ان الفاظ سے ہوتا ہے۔

الحمد لله الذی هدانا لهذا وما كنا لنهتدی لولا ان هدانا الله

اور ۹۹۲ھ میں وفات پائی (درصنۃ الابرار)

## ۱۹۵۔ الشیخ داؤد بن عجب شاہ گجراتی

”الشیخ الفاضل“ داؤد بن عجب شاہ الہندی گجراتی یکے از داعیان اسماعیلیہ، مندرجاتاً یہ تذکرہ سیف الدین عبد العلی گجراتی نے اپنی تالیف المجالس السلفیہ میں کیا ہے۔ با ایں صورت کہ شیخ داؤد نے یمن کا سفر کیا۔ اور وہاں شیخ عماد الدین بن ادریس بن الحسن اسماعیلی الیمانی سے

علم تنزیل و تادیل پڑھ کر ہندوستان واپس آگئے۔ اور جلال الدین ہندی نے اپنے بعد دعوت اسمعیلی کے لئے انہیں نامزد کیا۔ چنانچہ جلال الدین کی وفات کے بعد دعوت کی خدمت کو انہوں نے انجام دیا اور انہوں نے اپنے بعد دعوت کے لئے داؤد بن قطب شاہ گجراتی کو نامزد کیا۔

رحلت ان کی ۲۷ ربیع الثانی ۹۹۷ھ کو ہوئی۔

## ۱۹۶۔ شیخ داؤد بن فتح اللہ کرمانی

۹۹۲ھ  
۱۵۸۳ء

”الشیخ الکبیر الزاہد“ داؤد بن فتح اللہ الحسینی الکرمانی یکے از مشائخ تادریہ جلیلیہ، ان کے والد ان کی ولادت سے پہلے وفات پا گئے اور والدہ ان کی صغریٰ میں۔ چنانچہ ان کی تربیت ان کے بھائی نے کی۔ آپ نے قرآن مجید پڑھا۔ اور برسوں تحصیل علم میں مصروف رہے۔ بعض اساتذہ سے فقہ پڑھ کر لاہور آئے تو شیخ اسماعیل بن عبد اللہ اچھی کی خدمت میں باریابی حاصل کر لی۔ ذکاوت کا یہ حال تھا جو کتاب پڑھتے ذہن میں محفوظ ہو جاتی۔ ان کے اتاد شیخ اسماعیل فرماتے۔ جس طرح ہمیں مولانا جامی رحمۃ اللہ کی ملاقات اور ان سے استفادہ پر فخر ہے۔ اسی طرح یہ طالب علم بھی ایک روز علم و فضل میں اس مرتبہ کو پہنچے گا کہ لوگ اس سے استفادہ پر فخر کریں گے چنانچہ آگے چل کر یہ پیشگوئی سرف بھرف صحیح ثابت ہوئی۔

طریقت میں شیخ حامد بن عبد الرزاق اچھی سے مستفید ہوئے۔ آخر میں زہد و عبادت پر میلان ہو گیا اور پنجاب کی بستی شیر گڑھ کو اپنا ماہن بنا لیا۔ لوگ ان پر ہجوم کرتے اور ان کی بات و کلمات سے برکت حاصل کرتے، آپ سال میں دو یا ایک مرتبہ گھر کا اثاثہ تک خیرات کر دیتے۔ اور کسی کے ہاں کبھی نہ جاتے، وفات ۹۹۲ھ میں ہوئی۔ (بدایونی)

## ۱۹۷- الشیخ داؤد بن قطب بنارسی

۳۲۶ ماہ شوال ۹۰۶ھ  
۶۱۵

”الشیخ الصالح“ داؤد بن قطب بن خلیل عمری بنارسی یکے از اکابر علم و طریقت۔ مولد قریہ خانقاہ جہاں اپنے نانا کے ہاں متولد ہوئے۔ اپنے والد کی رحلت کے بعد تحصیل علم کے لئے اپنے بھائی فرید الدین کے ہمراہ بنارس آئے۔ شیخ مبارک بنارسی سے درسیات پڑھیں۔ اور یہیں سکونت پذیر ہو کر تدریس شروع کر دی۔ آپ دریا گنگا میں غرق ہو کر راہی جنت ہوئے۔ جس کا قصہ ہم نے ان کے بھائی فرید الدین کے ترجمہ میں قلم بند کیا ہے۔ یہ واقعہ ۱۲ ماہ شوال ۹۰۶ھ کے روز رونما ہوا۔

## ۱۹۸- شیخ العالم الفقیہ داؤد سندھی

۳۱۵۴۳ م  
۹۸۱ھ

”العالم الفقیہ القاضی“ داؤد سندھی یکے از قضاة عصر در شہر بھکر از صوبہ سندھ وطن پالو علاقہ سیوی کا قریہ فتح پور۔ جہاں سے محمود شاہ سندھی کے دور میں بھکر منتقل ہو گئے اور سلطان محمود نے آپ کو عمدہ قضاة سپرد فرما دیا۔ جس پر مدتوں متمکن رہے۔ قضاة میں نہایت بلند ترقی اور اعلیٰ پایہ پر فائز تھے (نہاوندی) اور اس نے یہ بھی لکھا کہ آپ کو زہر بلا کر ختم کر دیا گیا۔ سن ۹۸۱ھ ہے۔

## ۱۹۹- قاضی دتہ سیوستانی

”الشیخ العالم الفقیہ“ القاضی دتہ بن شرف الدین السنفی سیوستانی یکے از علمائے صالحین۔ اپنے والد اور شیخ محمود و شیخ عبد العزیز ہردی سے علوم کی تحصیل کی اور حدیث و تفسیر شیخ بلال تلہتی سے پڑھی۔ مشائخ کبار کی صحبت سے مستفید ہوئے۔ یہاں تک کہ علم و معرفت دونوں میں مرتبہ کمال حاصل کر لیا۔ تفسیر و جغرافیہ اور دوسرے علوم میں بھی ملکہ تام رکھتے تھے۔

ان کے شاگردوں میں حسین بن شاہی بیگ قندھاری سلطان مندھ بھی ہیں۔ اور شیخ عثمان مندھی نے انہیں الاتاذ کے لقب سے ملقب کیا۔ قبر ان کی قریب باغبان میں ہے۔ جس کا تذکرہ معصوم ابن صفائی ترمذی نے اپنی تاریخ میں کیا ہے۔

## ۲۰۰۔ مولانا درویش محمد دہلوی

م ۹۹۷ھ  
۶۱۵۸۹

”الشیخ العالم الفقیہ“ درویش محمد الواعظ ماورالنہروی ثم الہندی الدہلوی۔ یکے از علمائے مشہورین، حجاز میں صدق و ارادت کے ساتھ کئی سال قیام فرمایا۔ اناغٹہ کے عہد حکومت ۹۵۵ھ میں ہندوستان تشریف لائے۔ اور یہاں کے شیوخ سے استفادہ فرمایا۔ دہلی میں سکونت اختیار فرمائی۔

نہایت عبادت شعار اور کردار میں حسن اخلاق سے بہرہ مند تھے۔ ظاہر شرع پر عمل تھا۔ ۹۹۷ھ میں شیخ برہان الدین کی قبر کے پاس آسودہ لحد ہوئے (اخبار الاخبار)

## ۲۰۱۔ شیخ دین جون پوری

م ۹۲۲ھ  
۶۱۵۲۷

”الشیخ العالم الصالح“ دین بن احمد الرضی الشریف جون پوری۔ یکے از مشائخ چشتیہ۔ تام اصلی ہداد ہے۔ طریقت میں شیخ نور ابن حامد ناکپوری سے مستفیض اور ان سے شیخ جلال الدین ابن صدر الدین اکبر آباد اور دوسرے بے شمار افراد مستفید ہوئے۔ الربیع الثانی ۹۲۲ھ میں وفات پائی۔ (اخبار الاخبار)

## ۲۰۲۔ الشیخ راجح بن داؤد گجراتی

م ۹۰۲ھ  
۶۱۲۹۸

”الشیخ العالم المحدث“ راجح بن داؤد ابن محمد بن داؤد ابن احمد الحنفی الگجراتی۔ یکے از

علمائے باعمل سخاوی نے الفنوع للسیاح میں ان کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ”آپ ماہ صفر  
 ۱۲۷۴ھ کو شہر احمد آباد میں پیدا ہوئے۔ اپنے شہر ہی میں علی محمود ابن محمد المقرئ الحنفی سے  
 نحو و صرف و منطق اور عروض وغیرہ پڑھ کر علی مخدوم ابن برہان الدین سے معانی و بیان و  
 علی بن محمد تاج حنفی سے ہیئت و کلام پڑھ کر ان جملہ علوم و فنون میں ممتاز ہوئے۔ آپ نے  
 اپنے ذہن کی رسائی سے شعر گوئی کے اندر بھی قدم رکھا۔ سخاوی لکھتے ہیں کہ مجھ سے ان کی ملاقات  
 مکہ معظمہ میں ۹۴۲ھ میں ہوئی۔ جب کہ وہ اپنے بھائی قاسم اور چچا کے ہمراہ حج کے لئے  
 آئے تھے۔ حج کے بعد زیارت قبر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے گئے۔ اور واپس آکر  
 مجھ سے الفیہ در حدیث پڑھا۔ جس پر میں نے انہیں سند لکھ کر دی۔ جس سند کے اندر بدر دماینی  
 کا ترجمہ بھی تھا۔ جس کی انہوں نے ترجمہ سے درخواست کی تھی کیونکہ دماینی کا انتقال ہندوستان ہی  
 ہی میں ہوا تھا۔

اس سند کے اندر میں نے علاء بخاری حنفی کا ترجمہ بھی لکھ دیا تھا۔ اور علاء نے ابن عربی اور  
 ان کے معتقدین کی جو تکفیر کی ہے بلکہ ابن عربی کے مصنفات کے مطالعہ سے جو لوگوں کو منع کیا ہے۔  
 اس پر بھی میں نے اس سند پر علاء سے انہیں بیدار کر دیا تھا۔ رحلت ۹۰۲ھ میں ہوئی۔  
 ۶۱۲۹۸

(تذکرۃ العلماء)

## ۲۰۳۔ شیخ راجی محمد الامینی

م ۹۸۲ھ ۲۷ رمضان

”الشیخ الصالح“ راجی محمد ابن شیخ عثمان حنفی اجینی شیخ عین الفتاۃ ہجراتی کی اولاد سے تھے  
 کم سنی ہی میں تعلیم کی غرض سے برہان پور گئے اور دو سال تک وہیں قیام فرمایا۔ یہاں علوم کا  
 ایک حصہ پڑھا اور پھر احمد آباد بید تشریف لے گئے۔ وہاں شیخ محمد بن ابراہیم اسماعیلی ملتانی  
 سے ۱۲ سال تک استفادہ کے بعد اہلین لوٹ آئے اور پچاس سال تک مصروف تدریس رہے۔

(گلزار ابرار)

## ۲۰۴۔ شیخ رحمت اللہ سندھی

م ۹۹۲ھ ۲۲ محرم الحرام

”الشیخ العالم الکبیر المحدث“ رحمت اللہ ابن عبد اللہ ابن ابراہیم العمری السندھی المہاجر المدنی۔ درہیلہ (سندھ) میں پیدا ہوئے اور نہایت خوشحالی میں پروردان چڑھے۔ اپنے والد کے ہمراہ گجرات آئے۔ یہاں سے حرمین وارد ہوئے۔ جہاں علی بن محمد ابن غزلق صاحب تنزیہ النبیؐ اور دوسرے ائمہ حدیث سے علوم حدیث کی تحصیل کی۔ ہندوستان لوٹے تو شیخ عبد اللہ ابن سعد اللہ سندھی آپ کے ہم سفر تھے۔ ہندوستان پہنچ کر گجرات میں سکونت اختیار کی کیونکہ حرمین جانے سے قبل یہ اتنا طویل عرصہ گجرات میں مقیم رہے تھے کہ گویا یہی وطن ہو گیا تھا۔ گجرات میں سالہا سال تک تدریس فرمائی۔ آپ سے بے شمار افراد نے علوم کی تحصیل کی۔

آپ صاحب تقویٰ و عزیمت تھے۔ حجاز کے زمانہ قیام میں کسی کا ہدیہ شبہ کے خیال سے قبول نہ فرماتے۔ سلطان عثمان کچھ رقم شیخ علی متقی برہان پوری کے پاس بھیجا تا کہ وہ اسے ارباب ضرورت اور علما پر تقسیم کر دیں۔ مگر اس خیرات میں سے صاحب ترجمہ نے کبھی کچھ قبول کرنا گوارا نہ کیا۔ آپ آخر عمر میں مکہ مکرمہ چلے گئے۔

کتاب المناسک :- جس کا آغاز ان الفاظ سے ہوتا ہے۔ الحمد لله احمل  
تصانیف | الحمد علی ما حدانا الاسلام۔ اس کتاب کی شرح نور الدین علی بن سلطان  
محمد القاری الہروی <sup>۱۱۲</sup> ھ نے کی۔ اور اس شرح کا نام السلك المقسط فی السلك المتوسط رکھا۔

(۷) منک صغیر۔ اس کتاب کی شرح بھی نور الدین علی بن سلطان نے ہدایۃ السالک فی نہایۃ المسالک کے نام سے لکھی ان باتوں کا تذکرہ چلپی نے کشف الظنون میں کیا ہے شیخ علی بن محمد الخطیب کی مشہور کتاب تنزیہ الشریعہ عن الاحادیث الموضوعہ کی تلخیص بھی انہوں نے لکھی جو بہترین کتب میں شمار ہوتی ہے (ابجد العلوم)  
حضرمی نے النور السافر میں ان کے ذکر میں لکھا ہے کہ ”علمائے عالین اور عباد اللہ العالیین“

تھے رحمہ اللہ۔۔۔ اور بعض علمائے آپ کی تاریخ وفات حساب جمل کے مطابق "رحمۃ اللہ قد نال مراد" سے نکالی اور اس میں دو عدد بڑھا دئے ہیں۔ اور اہل فن کے ہاں اس میں کوئی قباحت بھی نہیں۔ بالخصوص جب کہ تاریخ مناسب حال بھی ہو۔ آگے چل کر حضری لکھتے ہیں کہ ہمارے محترم شیخ فاضل محمد بن عبد اللطیف جامی کی المشہور بہ مخدوم زادہ نے اپنے ایک قصیدہ میں ان کے مرثیہ میں کہا ہے۔

رحمۃ اللہ لا تفارق مشوی رحمتہ اللہ بالحیا والمعمام  
قصہ مختصر یہ کہ ممدوح بقیۃ السلف الصالح تھے۔

ترجمہ شعر: اللہ کی رحمت تیری قبر سے دور نہ ہو۔ اور یہ رحمت تجھ پر ابر اور مینہ کا سایہ رکھے۔

## ۲۰۵۔ شیخ رحمت اللہ گجراتی

"الشیخ العالم المتوکل" رحمۃ اللہ بن عزیز اللہ العمری الگجراتی۔ یکے از علمائے عالمین و عباد اللہ الصالحین۔ حمد العلم و معرفتہ میں پیدا ہوئے اور پیر و ان چرطے۔ اپنے والد سے پڑھا اور آپ ہی سے علمی تربیت بھی حاصل کی۔ ان کے والد مشائخ کبار سے تھے۔ آپ بھی ان کے بعد مرتبہ شیخیت اور رتبہ ظاہری پر فائز رہے۔ صلاح و عفاف و توکل اور گوشہ نشینی میں ممتاز تھے۔ زہد و ورع و استقامت میں ان کا مقام بلند تھا۔ ان سے شیخ بہاؤ الدین کے سوا اور بہت سے حضرات نے استفادہ کیا (بحر ذخائر)

۱۹ جمادی الاخریٰ ۹۲۴ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔

## ۲۰۶۔ مولانا رزق اللہ دہلوی

م ۹۸۹ھ

"الشیخ الفاضل" رزق اللہ بن سعد اللہ بخاری دہلوی شعر، تاریخ، تصوف اور موسیقی

میں اپنا جواب نہیں رکھتے تھے۔ سنسکرت میں بھی یدِ طولیٰ حاصل تھا۔ دہلی میں ۸۹۴ھ میں پیدا ہوئے۔

اساتذہ | شیخ محمد بن الحسن عباسی دہلوی۔ اور شیخ محمد بن منکن بلاوی۔ اور طریقت میں بھی  
آخر الذکر سے مستفیض۔

آخر عمر کے اندر شعر و تصوف کی جانب ایسا میلان ہوا کہ دونوں میں کمال پیدا کر لیا۔ عقل و  
فراست اور حاضر جوابی میں بھی نوادہ زمانہ میں سے تھے۔ بہر حال میں صبر و استقامت پر اکتفا تھا  
بڑھاپے میں بھی عشق و محبت شعار و ثار تھا۔ بادشاہوں کے احوال و سوانح اور مشائخ کے  
واردات پر بھی نظر تھی۔ یہ تذکرہ شیخ عبدالموتز بن سیف الدین دہلوی نے اخبار الاخیار میں کیا ہے  
اور یہ صاحب ممدوح کے برادر زادہ بھی تھے۔

تصانیف | (۱) واقعات مشائخ (ملوک ہند کے حالات میں)  
(۲) پیمانے  
(۳) جوت رنجن  
یہ دونوں کتابیں ہندی میں ہیں۔

## ۲۰۷۔ مولانا رضی الدین کشمیری

”الشیخ الفاضل رضی الدین حسینی کشمیری۔ یکے از افاضل مشہورین۔“

اساتذہ | شیخ نصیر الدین کشمیری البصیر۔ اور دوسرے ارباب  
علم و فضل۔

تدریس | مرزا حمید بن محمد حسین گورگانی کے عہد میں مدرسہ قطب پورہ سری نگر میں بریلوں  
تک افادہ و تدریس کا شغل رکھا۔

تلامذہ | شیخ داؤد بن حسن شمس الدین پال و یعقوب بن الحسن صرہی اور دیگر افراد۔  
شعر گوئی، النشاء چتیاہ گوئی اور خوش خطی میں کمال دسترس حاصل تھی اور سات قسم کے  
مختلف خط لکھ سکتے تھے۔ اور متعدد کتابوں کے مصنف تھے۔ (بحوالہ روح المعانی)

## ۲۰۸۔ شیخ رکن الدین بیانوی

”الشیخ الصالح رکن الدین بیانوی۔ یکے از علمائے باعمل۔ مولد و منشا شہر بیانہ“



## اساتذہ | علمائے معاصرین —

ہیو بقال کے عہد میں مندر (مالوہ) میں منتقل ہو گئے اور وہیں طرح اقامت ڈال دی۔  
فقہ و ادب میں مہارت تھی۔ دولت کدہ ہی پر پڑھاتے۔ حتیٰ کہ اوقات نماز کے بغیر کبھی گھر سے  
باہر نہ نکلتے۔ (گلزار ابرار)

## ۲۰۹۔ شیخ رکن الدین منیری

”الشیخ الصالح“ رکن الدین ہدیۃ اللہ بن محمد ابن العلاء شطاری منیری۔ یکے از اباب  
علم و طریقت، مولد و منشا منیر۔ اپنے والد سے پڑھ کر ان کے بعد ارشاد و تلقین پر مائل ہو گئے۔  
اپنے والد اور جد کے انداز پر وہ علم و عمل پر گامزن تھے۔

شیخ کمال الدین سلیمان قرشی اور دوسرے بے شمار افراد۔  
تلاذہ (گلزار ابرار)

## ۲۱۰۔ شیخ رکن الدین سندھی

م ۱۲۹۹ھ

”الشیخ الفاضل“ رکن الدین حنفی نتوی سندھی۔ المشہور بہ متو۔ فقہ و علم بیٹ میں معاصرین  
میں ممتاز درجہ کے مالک تھے۔  
اساتذہ | شیخ بلال محدث تلمیذی۔

تصانیف | شرح المدعی (۲)، شرح خلاصۃ کیدانی۔ اور دوسرے رسائل جن کے  
نام معلوم نہیں ہو سکے۔ ۱۲۹۹ھ میں شہید ہوئے۔ داعی اجل کو لبیک کہا۔  
اور کوہ مکنی پر دفن ہوئے (تمیزی در تاریخ سندھ)

## ۲۱۱۔ مولانا روح الدین لاری

”الشیخ الفاضل“ روح الدین لاری مشہور مدرس۔ علامہ غماد الدین محمد لاری کے ہمیشہ  
زادہ

ہرمز فرض الہند کے راستہ ہندوستان کے ایک خطہ میں وارد ہوئے اور احمد نگر پہنچے۔ مگر سلطان نظام شاہ نے توجہ نہ کی۔ تب آپ برہان پور تشریف لے آئے۔ یہاں عبد الرحیم خان خانان سے ملاقات ہوئی تو مدوح نے آپ کے لئے مدرسہ تعمیر کرا کے قاضی القضاة مقرر کر دیا۔ آپ تازلیت برہان پور ہی میں مصروف تہذیب رہے۔ اور یہیں اہری نیند میں ڈوب گئے۔

(گلزار ابرار)

## ۲۱۲۔ شیخ زکریا بن علی دہلوی

م ۹۷۰ھ

”الشیخ الصالح“ زکریا بن علی عمری بہاؤ الدین لقب۔ ابن علاؤ الدین ابو دھنی ثم دہلوی کے از مشائخ چشتیہ۔

شیخ نمود و دلاوی۔ ان اسباق میں شیخ عبد الملک بن عبد الغفور پانی پتی بھی ان کے ساتھ سماع میں شریک تھے۔ دوسرے استاد شیخ عبد القدوس گنگوہی اور دیگر حضرات ہیں۔ آپ صاحب وجد و حالت تھے۔ (گلزار ابرار)

## ۲۱۳۔ شیخ زین الدین ابن عبد العزیز بلخیاری

”الشیخ العالم الفقیہ“ زین الدین بن عبد العزیز بن زین الدین ابن علی الشافعی بلخیاری کے از علمائے مشہور ہیں۔

شیخ ابن حجر ہیتمی در مکہ مکرمہ۔

تہائیف

(۱) قرۃ العین فی مہمات الدین (فقہ شافعیہ) یہ ایک مختصر رسالہ ہے جس کی مفصل شرح خود انہوں نے فتح المعین شرح قرۃ العین کے نام سے ۹۸۲ھ میں لکھی۔

(۲) ارشاد العباد الی السبیل الرشاد۔ (موعظہ)

(۳) رسالہ مشتمل بر احادیث و آثار و مواظب۔

## ۲۱۴۔ شیخ زین الدین علی یلیباری

م ۹۲۵ھ ۱۶ شعبان بروز جمعہ رمضان

شیخ العالم العلامة "زین الدین ابن علی بن احمد شافعی یلیباری" یکے از علمائے عالمین  
 وائمہ محققین۔ مولد کش از شہر ہائے یلیبار، وقت پیدائش بعد از طلوع شمس بروز جمعرات بتاریخ  
 ۱۲ ماہ شعبان ۸۴۳ھ۔ ان کے عم قاضی زین الدین ابن احمد یلیباری جب فنان کے قاضی مقرر  
 ہوئے تو انہیں بھی ان کی صغیر سنی ہی میں وہیں ساتھ لے گئے۔ اللہ جیب بالغ ہوئے تو میں  
 قرآن حکیم حفظ کیا۔ اور اپنے عم ممدوح ہی سے صرف، نحو، فقہ اور دوسرے علوم پڑھے۔ نیز بعض  
 اور اساتذہ مثلاً شہاب الدین احمد بن عثمان بن ابو الحل مینی سے فقہ و حدیث وغیرہ پڑھے۔  
 شہاب الدین احمد سے کتاب الکافی در فرائض مولفہ حر و فی بھی پڑھی۔

دوسرے اساتذہ | شیخ ابو بکر فخر الدین ابن القاضی رمضان شالیاتی یلیباری ہیں، جن سے  
 فقہ و اصول وغیرہ میں استفادہ کیا۔ یہ صاحب شاگرد تھے شمس الدین  
 جو جری و شیخ زکریا انصاری و شیخ کمال الدین محمد بن ابوالشرف وغیرہ کے۔

طریقہ | شیخ قطب الدین بن فرید الدین بن عز الدین اجود صنی سے سلسلہ چشتیہ کا اخذ و  
 استفادہ کیا جنہوں نے انہیں خرقہ مشیخت سے نوازا۔ مع خرقہ مرشد نے آپ  
 کو ذکر جلی کی تلقین بھی کی۔ اور مریدوں کی تربیت کی اجازت بھی مرحمت فرمائی۔ حتیٰ کہ ذکر و خرقہ و  
 اجازہ کی اجازت بھی فرمادی۔

اور فرقہ چشتیہ کے معمولات سے علاوہ شیخ ثابت بن عین بن محمود زاہدی نے آپ کو طریقہ  
 شطاریہ کے مطابق ذکر کی تلقین کے ساتھ اس کی اجازہ بھی مرحمت فرمائی۔ پس آپ نشر معلوم و  
 معرفت دونوں پر قائم ہو گئے۔ آپ کثیر الاذکار و الاثرناں تھے۔ اپنے اذات و معمولات  
 دونوں کے پابند اور عوام کی نصیحت پر عامل۔ علوم کے ناشر۔ بدعات و منکرات کے دشمن  
 مظلوم کے حامی۔ سنن کے جاری کنندہ۔

آپ کی ذات سے لوگوں نے بہت فائدہ حاصل کیا۔ اور بے شمار لوگ آپ کے ہاتھ پر

شرف اسلام ہوئے۔

تصانیف (۱) مرشد الطلاب الی الکریم الوہاب (منیم ہے)  
(۲) سراج القلوب (موسط مگر جامع)

(۳) مسعد در ذکر موت۔

(۴) شمس الہدیٰ۔ موعظتہ و نصائح پر

(۵) تحفۃ الاحباب و حرفۃ الالساہ (مجموعۃ ادعیۃ ماثورہ)

(۶) ارشاد القاصدین دامم غزالی کی مہتاج العابدین کا اختصار

(۷) شعب الایمان (یہ کتاب شعب الایمان لاجبی کی تخریف ہے)

(۸) کفایۃ الفرائض و مختصر کافی در علم فرائض

(۹) الصفا من الشفا۔

(۱۰) قبیل الکافیہ (شرح کافیہ ابن الحاجب)

(۱۱) کفایۃ الطالب فی حل کافیۃ ابن الحاجب (کافیہ کے حواشی)

(۱۲) صفا (شرح الشفا قاضی عیاض)

(۱۳) حاشیہ مختصرۃ علی الفیۃ لابن مالک

(۱۴) حاشیتان علی التحفۃ ابن الوردی

(۱۵) حاشیہ علی الارشاد

(۱۶) حاشیہ بر ابن المقرئ

(۱۷) قصص الانبیاء پر ایک کتاب

(۱۸) سیرت النبی پر ایک کتاب

(۱۹) ہدایۃ الافکیاء الی طریقۃ الاولیاء

(۲۰) قصیدہ در سلوک

(۲۱) کتاب در تخریض الی الایمان علی جہاد عبدة الصلیبان۔

یہ رسالہ انہوں نے اُس موقع پر تالیف کیا جب کہ پرتگالیوں نے یلیباو پر حملہ کر کے اُسے

تاخت و تاراج کیا۔

(۲۲) قصیدہ - جو نزول برکت و اخراج فقر کے لئے تھا۔ ماخوذ از کتاب البرکتہ للوصالی۔

(۲۳) چند رسائل (خطوط) بنام بلوک و امرا۔

در فنان بعد نصف شب جمعہ بتاریخ ۱۶ ماہ شعبان ۹۲۸ھ۔

(مسائلک الاتقیاء)

رحلت

## ۲۱۵ - مولانا زین الدین خوانی

م ۹۲۰ھ

”الشیخ الفاضل“ زین الدین بن قطب الدین حنفی خوانی۔ شیخ کبیر مشہور ولی زین الدین خوانی

کی نسل سے تھے۔ مولد و منشاہرات ہے۔

آپ کے برادر کبیر نور الدین محمد خوانی۔ جن کی معیت میں یہ قندھار اور دہلی کے کابل

گئے مگر نور الدین نے ۹۲۸ھ میں کابل ہی میں رحلت کی۔ اس وقفہ میں سلطان بابر شاہ

تیموری کابل میں تھے۔ جن سے تقرب ہو گیا۔ حتیٰ کہ سفر و حضر میں ان کی مصاحبت سے سرفراز

ہوتے رہے۔ اور ان کے ہمراہ ہندوستان آگئے۔ یہاں انہیں صدر کا منصب سپرد ہوا۔ اور

آپ نے آگرہ میں سکونت اختیار کر لی۔ جہاں ایک عالی شان مسجد اور مدرسہ تعمیر کرایا۔

تصنیف | ہندوستان کی لطیف تاریخ۔

آپ نہایت بلند پایہ شاعر بھی تھے۔

وفات | چنار گڑھ میں پائی اور جسند آگرہ میں ان کے تعمیر کردہ مدرسہ کے اندر

سپرد خاک ہوا۔

## ۲۱۶ - شیخ زین العابدین دہلوی

م ۹۳۷ھ

”الشیخ الصالح“ زین العابدین حنفی دہلوی المشہور بہ اڈھن۔ شاہ عبدالحق محدث دہلوی

کے نانا۔

اساتذہ :- عبد اللہ بن النداد تلبیسی۔

شیوخ :- شیخ سماء الدین طنائی۔

سلطان ابراہیم بن سکندر لودھی نے سفارت کے لئے درخواست کی تو انکار کر دیا۔

کثیر العبادت، زاہد اور حسین و جمیل تھے۔ دہلی میں سپرد خاک ہوئے۔ تاریخ وفات ۹۳۲ھ

ہے۔ (اخبار الاخیار)

## ۲۱۷۔ شیخ سالار بن حبیبہ الدین کوروی

م۔ ۲۷ ربیع الثانی یا ۲۲ ربیع الاول ۹۶۶ھ ہے

”الشیخ العالم الفقیہ“ سالار بن حبیبہ الدین حنفی کوروی۔ یکے از مشائخ چشتیہ مولد و منشا کورہ

اپنی بستی کے اہل علم سے پڑھا۔

مرید ہیں شیخ یعقوب سوسی کے۔ جن کے بعد شیخ شمس الحق جو پوری۔ اور

طریقت میں

شیخ نظام الدین فتح پوری سے استفادہ کیا۔ اور ان کی خدمت میں برسوں

رہے۔ خرقہ شیخ بہاؤ الدین جون پوری سے حاصل کر کے اپنی بستی میں آگئے۔ جہاں علوم و عرفان کی اشاعت شروع فرمائی۔

زاہد و بے سوال و متدین اور نہایت عبادت گزار۔ آپ کی نسل میں بڑے بڑے عالم

گزرے مثلاً شیخ جمال۔ وفات بروز چہار شنبہ ۲ ربیع الثانی۔ یا ۸ ربیع الاول ۹۸۶ھ

## ۲۱۸۔ شیخ سراج الدین کالپوی

”الشیخ العالم الصالح“ سراج الدین ابن عبد الملک ابن ابراہیم کالپوی۔ علوم عربیہ میں

افاضل معاصرین۔ اپنے والد مرحوم سے پڑھا۔ اور اکثر علوم میں تبحر حاصل کیا۔ ذہن کی رسائی نے

درجہ کمال تک پہنچا دیا۔ اپنے والد کی زندگی ہی میں سفر آخرت فرمایا۔

(گلزار ابرار)

## ۲۱۹۔ حکیم سراج الدین گجراتی

شیخ الفاضل سراج الدین گجراتی حکیم ایکے از علمائے عالمین و عباد اللہ الصالحین شیخ برہان الدین عبداللہ محمود الحسینی البخاری سے بیعت کی ان کے بعد شیخ علی خطیب کی صحبت میں منسلک ہوئے اور ان سے اکتساب کیا۔ اطبا کا لباس پہنتے اور لوگوں کا علاج کرتے۔ سید عبداللہ البخاری نے انہیں یہ بشارت دی کہ تم سلطان محمود شاہ کبیر گجراتی کے مرض قلب کا علاج کرو گے۔ اتفاق سے ندائے سلطانی سے ایک صاحب بیمار ہوئے۔ جن کے علاج تمام طبیبوں نے جواب دے دیا۔ تب صاحب ترجمہ کا علاج شروع ہوا۔ جس سے مریمز اچھا ہو گیا۔ یہ بات سلطان محمود شاہ ممدوح کے کان میں پہنچی۔ سلطان کو ان کی ملاقات کا شوق ہوا چنانچہ ایک رات میں ملاقات ہوئی اور اس نے ان سے تصوف و سلوک میں رہنمائی کے لئے عرض کیا۔ انہوں نے وہاں تو کوئی جواب نہ دیا لیکن گھر جا کر اسے ایک خط لکھا کہ اگر آپ مجھے شاہی ندما میں منسلک فرمائیں تو میں اس خدمت کے لئے حاضر ہوں۔ اس پر سلطان انہیں مستوفی الممالک مقرر کر دیا۔

اور کتاب مناقب المحضرت الشاہیمیں میں شیخ جعفر نے لکھا ہے۔ کہ سلطان نے انہیں اطبا کی منسلک کر دیا۔ جو زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ آپ زمرہ اراکین میں شامل ہو گئے۔ سلطان کو ذکر کی تلقین کی۔ اور انہیں نسبت سے موسوم کر دیا۔ آخر جب سلطان نے ان کے ہاں جانا ترک کر دیا اور وعدہ کیا کہ وہ آپ کے ہاں کبھی نہیں آئیں گے۔

پہلے تو لوگ ان کے زہد اور استغنا کی وجہ سے بہت معتقد تھے۔ مگر جب وہ سلطان کے ندما میں داخل ہو گئے تو ان کا یہ عقیدہ کمزور ہو گیا۔ وہ سمجھنے لگے کہ حکیم صاحب بڑے گھٹیا آدمی ہیں اور ان پر ہر طرف سے طعن ہونے لگا۔ مگر حکیم صاحب کو ان باتوں کی پرواہ نہ تھی۔

(بحوالہ مرد احمد و مرآة سکندری)

## ۲۲۰۔ شیخ سعد الدین لاری

م ۹۰۲ھ ۱۵ ماہ جمادی الاولیٰ

”الشیخ العالم المحدث“ سعد الدین لاری ثم مندوی۔ اپنے دور کے شیخ المحدثین میں سے تھے۔ شہر مندوی میں رحلت فرمائی۔ جسے وہاں کے لوگوں نے غنیمت سمجھا۔

## ۲۲۱۔ مولانا سعد اللہ لاہوری

م ۹۹۹ھ

”الشیخ الفاضل“ سعد اللہ بن ابراہیم بن فتح اللہ طتانی ثم لاہوری یکے از علمائے مشہورین دہلی میں واقفادہ۔ مولد بنگالہ سال ولادت ۹۲۱ھ۔ بعض درسیات اپنے والد سے پڑھیں۔ ان کی شاگردی ۱۳۲۷ھ تک کی۔ جب وہ تقریباً اسی سال میں راہی ملک بقا ہوئے۔ تو آپ لاہور منتقل ہو گئے۔ یہاں شیخ عبدالرحمن ابن عزیز اللہ طتانی سے پڑھا۔

(بروایت مصنف گلزار ابرار)

بختیار خان کہتے ہیں کہ انہوں نے اپنے والد کے بعد شیخ بایزید دیپال پوری سے پڑھا۔ ۸۷ سال کی عمر میں رحلت فرمائی۔ بختیار خان نے اپنی کتاب ”مرآة العالمین“ لکھا ہے۔ ان کا سال ولادت واکر سے امددیت، عمر حفظ حکیم سے اور دونوں کے مجموعہ سے سال وفات استخراج ہوتا ہے۔

## ۲۲۲۔ شیخ سعد اللہ دہلوی

”الشیخ الفاضل“ سعد اللہ ابن فیروز بن موسیٰ ابن معر۔ اللہ بن بخاری دہلوی۔ شاہ عبدالحق محدث دہلوی کے جد تھے۔ مولد و منشا دہلی، تعلیم کے بعد شیخ محمد ابن منکن صدیقی نلاوی سے طریقیت حاصل کی۔ آپ بڑے زاہد بے سوال، متدین اور قانع تھے۔ دہلی میں وفات پائی۔



بروز جمعہ ۲۲ ربیع الاول ۱۹۲۸ء یوم رحلت ہے۔

## ۲۲۳۔ شیخ سعد اللہ بیانوی

الشیخ سعد اللہ نحوی بیانوی یکے از علمائے ممالکین، مشرقی ہند کے رہنے والے ہیں۔  
 علمائے معاصرین سے پڑھا۔ اور شیخ محمد غوث گویری مصنف جو اہر الختمہ کی خدمت و صحبت  
 میں طویل عرصہ تک رہے۔ اسماء حسنیٰ کئی مرتبہ چلہ کھینچا۔ اور بیانہ میں آکر مسند تدریس آراستہ فرما  
 دی۔ جملہ فنون پڑھاتے۔ بے حد ذہین تھے۔ ان کے دود میں نحو کے اندر کوئی ان کا مثل نہ  
 تھا۔ عبدالقادر یدوی نے آپ سے کافیہ ابن حاجب پڑھا۔ جس کا ذکر انہوں نے اپنی تاریخ  
 میں کیا ہے۔

## ۲۲۴۔ مولانا سعد اللہ سندھی

الشیخ الفاضل "سعد اللہ سندھی" یکے از علمائے کالمین۔ ان کے بیٹے عبداللہ نے قاضی  
 عبداللہ ابن ابراہیم ملتانی کی معیت میں مکہ مبارکہ کی جانب ہجرت کی (تحفۃ الکرام)

## ۲۲۵۔ شیخ سعدی برہان پوری

م ۱۸۶۹ء

الشیخ العالم الصالح "سعدی بن محمد ابن یوسف القرشی البرہان پوری" یکے از کالمین  
 علوم ظاہری و طریقت اپنے والد سے مستفیض ہوئے۔ اور ان کی رحلت کے بعد ۱۸۶۲ء میں  
 خود مسند ارشاد و تلقین پر متمکن، ان کا مسلک ان کے والد ہی کے مطابق تھا۔  
 ۱۸۶۹ء میں رحلت فرمائی۔

(گلزار ابرار)

## ۲۲۶ - شیخ سعد الجبشی

م ۹۹۱ھ

«الشیخ الصالح» سعید بن ابوسعید الجبشی، مدفون احمد آباد۔ علمائے کبار سے تھے زبردست  
عبد القادر حنفی در کتابش النور السافر جس میں یہ بھی مسطور ہے کہ آپ امام ابوحنیفہ کی طرفداری  
میں بہت متعصب تھے۔ بلکہ یہ بھی کہا جاتا کہ وہ اس مبالغہ میں امام شافعی کی بھوکہ منے سے بھی  
نہ چوکتے۔

آپ اعلیٰ پایہ کے فقیہ اور اکثر علوم پر حاوی تھے۔ قرآن مجید حفظ تھا۔ اور ہر رمضان  
میں ۵ مرتبہ قرآن شریف نغم کرتے۔ جبشی امران کی بے حد تعظیم کرتے۔ انہوں نے آپ کا  
موجب پندرہ ہزار سونا (مگر وزن یا سکہ معلوم نہیں) مقرر کر رکھا تھا۔  
محدوح حج کے لئے گئے تو مکہ میں علامہ ابن حجر ہیتمی شافعی سے حدیث پڑھی۔ وہ  
جمع کتب کے بہت شوقین تھے۔

## ۲۲۷ - شیخ سلطان بن قاسم مانک پوری

م ۹۸۸ھ - ۲۸ ربیع الاول

«الشیخ الصالح» سلطان بن قاسم ابن احمد بن نظام الدین عمری مانک پوری کے اڑبائے  
چشتیہ۔ مولد و منشا مانک پور۔ اپنے والد سے مستفیض اور ان کی وفات کے بعد ان کی نیابت پر فائز  
ان سے ان کے بیٹے عبداللہ اور دوسرے بے شمار افراد نے استفادہ فرمایا۔

## ۲۲۸ - شیخ سلطان شاہ غزنوی

م ۹۶۲ھ - ۲۰ ماہ صفر

«الشیخ الفاضل» سلطان شاہ غزنوی کے از صلحائے وقت۔ شیخ محمد بن عبداللہ حسینی  
بخاری سے پڑھا۔ اور مدتوں — ان کی خدمت و صحبت میں رہے۔ اور ان سے شیخ

فضل اللہ کاشانی و دیگر افراد نے اکتاب کیا۔ بروز دو شنبہ ۲۰ ماہ صفر ۹۲۲ھ کے روز رحلت فرمائی۔ ۲۰ صفر ۹۲۲ھ میں رحلت فرمائی۔

## ۲۲۹۔ شیخ سلیم بن محمد سیکروی (مُرشد سلطان اکبر تمپوری)

”الشیخ المعارف المعتمّر“ سلیم بن محمد بن سلیمان بن آدم بن موسیٰ بن مودود بن سلیمان ابن فرید الدین مسعود اجمود حسنی (یعنی پاک پٹنی) ثم سیکروی فقیہوری۔

ولایت میں مشہور اتام تھے سال ولادت ۸۷۷ھ یا ۸۸۲ھ یا ۸۹۷ھ ہے۔

تحصیل علوم ظاہری علامہ مجد الدین سرہندی اور دوسرے علما سے کی۔ سفر حجاز کے لئے دو مرتبہ کمر باندھی۔ پہلی مرتبہ شام و عراق و روم، ممالک مغربہ۔ کربلا، نجف، بغداد اور قدس کی زیارت سے فائز المرام ہوئے۔ اس سفر میں شیخ مرتضیٰ سے (سبند جلال الدین بخاری از نور الدین از عبد اللہ طواشی از مجدوب بربری از کمال الدین کوفی از ابو سعید ابو الفتح بغدادی از شیخ عبد القادر جیلانی) طریقت حاصل کی۔ (بحوالہ سقراط در کتابش مجمع الابرار)

شاہ عبد الحق دہلوی نے اخبار الاخبار میں لکھا ہے کہ آپ اپنے نکاح سے قبل ۹۳۱ھ میں حج و زیارت کے لئے گئے، اور عرب و عجم کے اکثر شہروں کی زیارت کی۔ جس میں ہر مقام کے شیوخ کی صحبت سے فیض کام ہوئے۔ مدت کے بعد ہندوستان واپس لوٹے تو بیکری سے ملنے پہاڑ پر جو اگرہ سے ۱۲ میل پر ہے، ڈیرے ڈال دئے، شادی کی اور اولاد کی دولت سے بالامال ہوئے۔ یہ تو پہلے سفر کا ماجرا ہے۔ دوسرا سفر (حجاز) بہم بقال کے فتنہ در ۹۴۲ھ میں کیا۔ اور مختلف شہروں کی سیاحت کے بعد ۹۷۴ھ میں بزمانہ اکبر تمپوری واپس لوٹے۔ اور آخر عمر میں عوام و خواص میں قبولیت کی وجہ سے ممتاز اقران ہوئے۔ اکبر مدوح تو آپ کا بہت ہی معتقد ہو گیا۔ اور اس نے پہاڑ کی چوٹی پر آپ کے لئے ایک خانقاہ۔ ایک مسجد اور ایک مدرسہ تعمیر کرا دیا۔ اور اس کے بعد ایک مضبوط محفوظ شہر تعمیر کرا دیا۔ اس کا نام فتح پور رکھا۔ اکبر کو اپنے لئے اولاد کی بہت تمنا تھی۔ شیخ نے دعا کی تو اس کے ہاں تین فرزند متولد ہوئے۔ اکبر نے ان کے تولد کو شیخ سلیم کی برکت سے تعبیر کیا۔

بدایونی لکھتے ہیں کہ شیخ سلیم نے ۲۲ - حج کئے۔ ان میں سے ۱۲ حج پہلے سفر میں اور ۸ دوسرے  
 ہیں۔ وہ ایک حج کے بعد دوسرے موسم حج تک میر و سیاحت کے لئے نکل جاتے۔ دوسری مرتبہ  
 کے سفر میں مسلسل ۴ سال تک مکہ مکرمہ میں اور ۴ ہی سال مدینہ منورہ میں رہے۔ دوسرے سفر میں  
 شیخ یعقوب بن حسن مرنی کشمیری بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ انہوں نے جمعرات کے روز ۲۹ ماہ رمضان  
 ۹۴۹ھ میں رحلت فرمائی۔ آپ کے بعض مریدوں نے شیخ ہندی سے مادہ وفات مستخرج کیا۔

## ۲۳۰۔ سلطان سلیم شاہ سوری

م ۹۶۱ھ

”الملك العادل“ سلیم شاہ بن شیر شاہ سوری سہسرامی۔ اپنے والد کی رحلت کے بعد  
 ۱۵ ربیع الاول ۹۵۲ھ کے روز زمام حکومت سنبھالی۔ اور ۹ سال تک داد بادشاہت دی۔ وہ  
 نئے شہروں کی تاسیس، کثرت زراعت، عوام کی خوشحالی، رعیت کے ساتھ حسن سلوک اور مساجد  
 میں مسلمانوں کے ساتھ ادائے نماز اپنے باپ کے نقش قدم پر تھے، علما کا احترام کرتے۔ ان کی  
 مالی اعانت سے عزت حاصل کرتے۔ اور وقت بہ وقت ان کے ساتھ علمی مذاکرات میں دلچسپی  
 لیتے۔ نشہ آدریشیا سے انہیں رغبت نہ تھی۔ اس نے اپنے لشکریوں کے لئے بعض ایسے قوانین  
 وضع کئے جو ان کے والد کے قوانین میں اضافہ تھے۔ مثلاً:-

دو قسم کے لشکر مرتب کئے۔

۱۔ بڑا لشکر

۲۔ چھوٹا لشکر

ان میں چھوٹے لشکروں کی تقسیم اس طرح پر تھی۔

۱۔ ۵۰ سپاہیوں کا دستہ

ب۔ دو سو ” ” ”

ج۔ اڑھائی سو ” ” ”

د۔ پانچ سو ” ” ”

برطاشکر

۱ - پانچ ہزار فوجیوں کا دستہ

ب - دس " " " "

ج - بیس " " " "

اور اس طرح سے امر کی تقسیم کی۔

ہر (۵۰) فوجیوں پر ایک ایسا سردار مقرر کیا جو فارسی جانتا ہو۔ اور ایک منشی اردو جاننے والا مقرر کیا۔ اس طرح ہر لشکر میں دو قاضی مقرر کئے، ایک ہندوستانی ایک افغانی۔ اور اس کے والد نے جو فوجی قانون مدون کیا تھا اس میں مزید اضافہ کر دیا۔ اور سارگاؤں سے لے کر کابل تک فوجی دستوں کے پڑاؤ متعین کر دیئے اور اس کے والد نے شاہراہ پر جو پڑاؤ تعمیر کرائے تھے ان کی عمارتوں میں اضافہ کر دیا۔

## ۲۲۱۔ شیخ سلیمان بن اسماعیل لاہوری

”الشیخ الفاضل سلیمان بن اسماعیل الطنقی لاہوری۔ یکے از علمائے کرام و صوفیائے عظام

مولد و منشا لاہور۔

اساتذہ | شیخ عماد الدین ابن اسماعیل (جن کی سند شیخ رکن الدین کلانوزی از علم بزرگوارش الحاج صدر الدین از شیخ رکن الدین ابو الفتح فیض الدین محمد ملتانی تک ہے) سات ج کئے۔ آپ پنجاب کے گکھر خاندان میں بہت موثر تھے۔ ان کی رحلت کے بعد ان کے صاحبزادے عبدالشکور ان کے مقام پر فائز ہوئے۔ ان کے بعد ان کے فرزند عبدالحمید اور بعد ازاں ان کے بیٹے شیخ منور (گلزار اہل)۔

## ۲۲۲۔ شیخ سلیمان ابن عفان مندوی

م ۲۰۔ ۵۰ھ

”الشیخ العالم الفقیہ سلیمان بن عفان دہلوی مندوی یکے از مشائخ مصلحین عصر اور شاہ و دعوت اللہ تربیت میں ان کا ملکہ مسلم تھا جو دراز شہروں کی سیاحت کی۔ اور ہر شہر کے مشائخ

سے استفادہ کیا۔ تجوید و قرآنہ میں ملکہ تام حاصل تھا۔

**شاگرد و مرید** | شیخ عبدالقدوس حنفی گنگوہی جو ان کی خانقاہ میں برسوں مقیم رہے (خبر اللہ) صاحب گلزار ابرار محمد بن حسن فرماتے ہیں "صاحب ترجمہ فتنہ تیمور میں دہلی سے (در ۱۸۸۵ء) سے نکل کر مندو (مالوہ) آکر اقامت فرما ہو گئے۔ پھر گجرات تشریف لے آئے اور یہاں سے حرمین کے لئے شہ رحال کیا جہاں پچاس سال قیام فرمانے کے بعد شہر مندو مذکور میں آکر سکونت فرمائی۔ مگر دہلی میں وفات پائی اور شیخ قطب الدین بختیار کاکی کے مقبرہ میں آسودہ گرد ہوئے۔

## ۲۳۳ - سلطان سلیمان خان کراچی

م ۹۹۸ھ

"الملك العادل الفاضل" سلیمان خان کراچی "سلطان صالح" اپنے برادر حقیقی تاج خان کے بعد سرزمین بنگال کی عنان حکومت ہاتھ میں لی۔ وہ مستقل بادشاہ تھے اور عدل گسترہ سخی اور عالم دین ہونے کے ساتھ نہایت عبادت گزار رعایا کے معاملات میں رحیم و کریم۔ احسان تو شیوہ ہی تھا۔ دن میں روزہ اور شب بھر قیام معمول تھا۔ ان کے حلقہ میں ڈیڑھ سو اہل علم جلو اور خلوت میں رہتے۔ جن سے حسن سلوک فرماتے۔ اور ان کے ساتھ علمی مذاکرات جاری رہتے

## ۲۳۴ - شیخ سماؤ الدین ملتانی

"الشیخ الفاضل العلامة" سماؤ الدین بن فخر الدین بن جمال الدین ملتانی دہلوی یکے از علمائے مشہورین ولادت ۸۰۸ھ۔ صغر سنی ہی میں تعلیم شروع کر دی۔

مولانا ثناؤ الدین ملتانی۔

## اساتذہ

اور بیعت کی شیخ کبیر الدین حسینی بخاری سے۔ حتیٰ کہ مسند تدریس و افادہ پر فائز ہوئے برسوں اپنے مولد ملتان میں پڑھایا۔ پھر زنجبورو آکر برسوں قیام فرمایا۔ وہاں سے بیانہ آئے۔ مگر تھوڑی ہی مدت کے بعد بیانہ سے دہلی تشریف لاکر سکونت اختیار کر لی۔ آپ نسبتاً کمبوتھے۔

کنبوہ کی وجہ تسمیہ میں اختلاف ہے۔ بعض نے اسے شہر کنب متصل مغربہ سے منتخب کیا۔ اور اس (کنبوہ) کی واؤ کو لفظ ہندو کی واؤ کے مطابق واؤ نسبت بتایا۔ بعض نے کہا کہ کنبوہ مخفف ہے کم انبوہ کا جو نرسی لفظ میں "بمعنی قلیل الجماعة" اور یہ لفظ اس کا ہم معنی ہے یعنی جیسے قرآن مجید کی آیت و کم من فئۃ فلیقۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ ہے کہ ایک قلیل سی جماعت مہت بڑی جماعت پر غالب آگئی، پس آپ کنبوہ سے منسوب تھے۔ جن کا نسب صاحب مصباح العارفین شیخ زین العابدین اور شیخ مراتب علی لکھنوی کی تحقیق کے مطابق حضرت مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہما سے ملتا ہے (صاحب ترجمہ شیخ سماء الدین) نہایت باوقار اور رعب دار بزرگ تھے۔ زہد و استقامت دین سے متمتع۔ دنیا سے بے نیاز۔ زیادہ تر توجہ تہذیب و افادہ پر تھی۔ لوگوں کو اللہ کی طرف آنے کی دعوت معمول تھا۔ کسی سے سوال نہ کرتے۔ آخر عمر میں نابینا ہو گئے۔ مگر کچھ مدت بعد کسی علاج کے بغیر بصارت لوٹ آئی۔

**تصانیف**

۱۔ شرح لمعات مولفہ شیخ فخر الدین عراقی۔  
 ۲۔ مفتاح الاسرار۔ جو زیادہ تر ماخوذ ہے مسائل شیخ نسفی سے۔ رحلت ۷، ۸ جمادی الاولیٰ ۹۹۰ھ کے روز دہلی میں ہوئی۔

## ۲۳۵۔ شیخ سیف الدین دہلوی

م ۹۹۰ھ - ۲۷ ماہ رمضان

"الشیخ الفاضل" سیف الدین بن سعد اللہ بن فیروز بخاری دہلوی۔ یکے از علمائے علوم ظاہر و باطن۔ مولد و منشا دہلی۔ ایک خاندانہ علم و صلاح کے چشم و چراغ تھے۔ شیوخ میں شیخ عبد الملک بن عبد العفور پانی پتی اور ان کے علاوہ دوسرے علماء و صوفیاء ہیں۔ جن سے آپ مستفیض ہوئے۔

**تصانیف**

۱۔ مکاشفات در بارہ متفائق و توحید۔

۲۔ سلسلۃ الواصل (فارسی نظمیں)

آپ اعلیٰ پایہ کے شاعر بھی تھے۔ نمونہ کلام ہے :-

کون و مکان بہ پر تو حسن و جمال اوست  
دین طرفہ تر نگر کہ نہ کون است و نہ مکان  
داخبار الاخیار

## ۲۳۶ - شیخ سیف الدین کا کوری

م ۹۵۹ھ - ماہ ذی قعدہ

الشیخ سیف الدین بن نظام الدین ابن نصیر الدین بن محمد صدیق علوی کا کوری - قرآن  
اور تجوید میں شہرہ آفاق تھے - اور سال ولادت ۸۶۴ھ - اپنے والد سے پڑھا - تکمیل کے  
لئے برسوں ان کی خدمت میں باریاب رہے - آگے چل کر لکھنؤ کے فوجی قصبہ کا کوری میں کو  
اختیار فرمایا - یہاں شغل تدریس و افادہ جاری رہا - ان کے صاحبزادہ نظام الدین بھی کہنے  
ان سے پڑھا - خصوصاً خلاصۃ التجوید للشاطبی و شرح العقائد وغیرہ -  
کا کوری ہی ماہ ذیقعدہ در ۹۵۹ھ آہودہ طہ ہوئے (کشف المتواری)

## ۲۳۷ - مولانا شاہ احمد شرعی

م ۹۲۸ھ

"الشیخ الفاضل" شاہ احمد شرعی چندیری یکے از علمائے دعوت الاسماء - زاہد و پارہ ساز  
کم سوال اور متدین و کثیر العبادۃ امراد سلاطین کے دروازوں پر نہ جاتے - بلکہ یہ دونوں طبقے  
نماز جمعہ کے بعد آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے - صاحب تصانیف ہیں لیکن افسوس ہے کہ ان  
کی کوئی تصنیف بھی اب دستیاب نہیں - شیخ عبدالحق نے اخبار الاخیار میں مندرجہ ذیل اشعار  
ان کی طرف منسوب کئے ہیں -

عجبا لنقوم ظالمین تلقبوا با احدل ما فیہم لعمری معرفہ

(ترجمہ) ایسے ظالم لوگوں کے بارے میں تعجب ہے جنہوں نے اپنا لقب صاحب عدل قرار دیا -

حالانکہ علوم معرفت سے انہیں دور کا بھی تعلق نہیں -

قد جاء من حيث لا یدرودنہ تعطیل ذات اللہ مع نفی الصفہ



(ترجمہ) واقعہ یہ ہے کہ انہیں معلوم نہیں کہ ان کے اس نظریے کی وجہ سے اللہ کی ذات کا "تعطل" اور اس کی صفات کی نفی لازم آتی ہے۔

صاحب ترجمہ نے یہ اشعار زشتی کے ان اشعار کے رد میں لکھے ہیں۔

وجماعة سموا هو احمد سنة وجماعة حمر لعمرى هو حقة

(ترجمہ) ایک جماعت نے اپنی ہوائے نفسانی کا نام سنت رکھا ہے اور فی الواقع یہ گدھوں کی ایک جماعت ہے جن پر پالان پڑنے ہوئے ہیں۔

قد شبهوا بخلقه وتخوفوا منع الودى منسروا بالبلکفد

(ترجمہ) اس جماعت نے خدا کو انسانوں سے تشبیہ دی اور پھر لوگوں کی ملامت سے ڈرے تو بلکفہ (بلا کیف کا مخفف ہے) کی اورٹ میں پناہ لی۔

بعض علمائے یہ اشعار امام فخر الدین جہاد بروی کی طرف منسوب کئے ہیں۔ جو تصنیف بیضاوی کے شاگرد ہیں۔

## ۲۳۸۔ شاہ قلی ترکمانی

م ۹۹۸ھ

"الامیر الکبیر" شاہ قلی ترکمانی عشق و فراست میں مشہور امام تھے۔ شہ فارس اسماعیل ابن حیدر صفوی نے آپ کو برہان نظام شاہ بھری شہ احمد نگر کے ہاں بھجوایا۔ جہاں شاہ ولی نے نظام شاہ اور اس کے بعد اس کے بیٹے مر قنن نظام شاہ کی برسوں خدمت کی۔ نظام شاہ نے ان کو صلابت خان کا خطاب دیا۔ اور قلعہ کی چابیاں حوالے کر کے انہیں اپنا نائب بنا کر قلعہ پر افسر اعلیٰ مقرر کر دیا۔ ادھر انہیں شاہی اصطبل کی نگرانی پر متعین کیا۔ اور علاقہ بیر میں چند خواص انہیں جاگیر میں عطا فرمائے۔ حتیٰ کہ صلابت خان کو وکالت مطلقہ پر سرفرازی بخشی۔ تب وہ سرحدوں کی حفاظت پر متوجہ ہو گئے۔ کئی نئے شہر تعمیر کرائے۔ ذراعت کو ترقی دی۔ پانچ ہزار درخت احمد نگر کے علاقہ میں لگوائے۔ شہر احمد نگر ایک سرسبز باغ مر قنن نظام شاہ کے حکم سے لگوایا۔ وہ برسوں وزارت اور وکالت کے منصب پر رہے۔ ان کا دور گذشتہ تمام ادوار

سے زیادہ خوشحالی اور امن کا دور تھا۔ لیکن جب نظام شاہِ مرصن جنون میں گھر گیا۔ اور اس دوران میں وہ اپنے شاہی محل ہی میں قیام پذیر تھا۔ تو اس نے جنون ہی کی حالت میں صلابت خان کو قلعہ کیرلا نواح مندو کے قید خانے میں بند ہو جانے کا فرمان بھیج دیا۔ صلابت خان تو فرمانبردار ہی پر تلا ہوا ہی تھا۔ فرمان کی تعمیل کی۔ مگر اس کی علیحدگی سے شاہی لشکر تلملا اٹھا۔ سلطنت میں گڑبڑ پھیل گئی۔ اور سلطان مرتضیٰ کو کچھ عرصہ بعد ہی کسی نے قتل کر دیا۔ جس کے بعد اس کا بیٹا حسین تخت پر بیٹھا اور اُسے بھی قتل کر دیا گیا۔ اب اسماعیل نے زمام حکومت ہاتھ میں لی۔ تو ادھر سے جمال خان صدوی باشندگانِ دکن کا لشکر بیکراں لے کر نمودار ہوا۔ جس کے ماتحت سیف الملوک الغمان حبشی تھا۔ یہ قلعہ احمد نگر پر چڑھ دوڑے۔ اور رعایا کو قتل کرتے ہوئے حسین کے قاتلوں کو تلاش کر کے کیفر کردار کو پہنچایا۔ پھر یہ لشکر اُس قصر شاہی کی طرف لوٹا جس میں اسماعیل نظام شاہ مقیم تھا۔ جمال خان نے اسماعیل مذکور کو بادشاہی کی پیشکش کی۔ اور جمال خان نے سیف الملوک سے کہا کہ نظام شاہ کے گھرانے کو تم نے تباہ کر دیا ہے اب کسی صورت اس نقصان کی تلافی کرو۔ اُس نے کہا۔ یہ کام صرف صلابت خان کر سکتا ہے۔ چنانچہ اسی وقت صلابت خان کو طلب کر کے اس کام کے لئے کہا گیا۔ لیکن بعد میں کہا کہ مجھے اتنی فرصت کہاں ہے کہ میں یہاں کی بادشاہت خود کروں یا صلابت خان وغیرہ کے حوالہ کروں۔ اور نہ ہی صلابت خان کو ضرورت ہے۔ وہ یہ کہہ کر رخصت ہو گیا کہ جمال خان جانے اور اس کی سلطنت!

اور صلابت خان کو سیف الملوک کی طرف سے ایک خط ملا اور اس خط سے بھی پہلے انی چاند بی بی نے اپنے ایک خط میں صلابت خان کو اس بار سے میں تنبیہ کی کہ:-

بلاشبہ تم نہایت دانا ہو۔ لیکن میرے اور عوام کے نزدیک تو یہ سوچہ بوجھ کی بات نہیں کہ جب فرمانبردار دیوانہ ہو جائے اور جسے وہ حکم دے وہ باہوش ہو جیسا کہ نظام الملک کا معاملہ ہے کہ وہ پاگل ہو گیا۔ اور آپ مرد دانا ہیں۔ آپ کی اس لغزش کو کون نظر انداز کر سکتا ہے۔ کہ آپ نے پاگل کے فرمان پر خود کو جس میں ڈال لیا۔ اور اس دفعہ کے اندر نظام کو زہر دے کر چلتا کر دیا۔ اس کے بیٹے کو قتل کر دیا گیا اور سلطنت کی بنیاد سرکشوں نے کھوکھلی کر دی مگر آپ تو

نظام کے اچھے رفقا میں سے تھے۔ آپ کی کنارہ کشی (درجہ جس خانہ) تو آپ کو  
تصور وار ٹھہراتی ہے۔ ان تمام خرابیوں کی تلافی تم پر واجب ہے۔

الغرض صلابت خان علیحدہ ہو کر برابر چلا گیا۔ وہاں کا حاکم اس کا اطاعت گزار ہو گیا اور  
دوسرے امراء نے بھی اپنی اطاعت گزاری کے اسے پیغامات بھیجے۔ چنانچہ یہاں سے وہ اپنے  
ہمراہ دس ہزار عسکری لے کر احمد نگر کی طرف بڑھ آیا۔ ادھر سے جمال خان نے نظام شاہ صغیر  
کو مقابلہ کے لئے بھڑکایا۔ ادھر سے صلابت خان کے ندیموں نے بھی اپنے سردار کو یہی سٹی پڑھائی  
مگر صلابت خان لڑائی سے ہاتھ کھینچنے میں رہا۔ اور نظام شاہ کو پیغام بھیجا کہ میں طلبی پر حاضر ہوا  
ہوں۔ نہ کہ اپنے اتان نظام شاہ سے لڑائی کے لئے۔ یہ لیجئے میں واپس بھی جا رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ  
نے آپ کے ملک میں برکت و ولایت کرے۔ یہ پیغام بھیج کر وہ برابر کی طرف لوٹا۔ حتیٰ کہ برہان پور  
میں داخل ہو گیا۔ یہاں جب اس کی ملاقات سلطان عادل شاہ برہانپوری سے ہوئی۔ تو اس نے  
عادل شاہ کا رجحان نظام شاہ کی سلطنت پر قبضہ کرنے کا دیکھا تو اس کے پاس گھوڑے ہاتھی  
اور اسلحہ جس قدر بھی تھا۔ جمال خان کو بھجوا کر یہ خط لکھا کہ

اِس لمحہ مجھے اطاعت کے سوا ریاست کی تمنا نہیں۔ البتہ مجھے وہ جائیداد دیکھنے

کی خواہش ضرور ہے جو میں نے لمبی کام پہاڑی کے دامن میں تعمیر کر لیا تھا۔  
ادھر جمال خان نے جس کو صلابت خان کے ساتھ خصوصیت حاصل تھی۔ استعمالاً بڑھا  
صلابت خان آہنچا۔ اور جمال خان نے اپنے ہمراہیوں سمیت آگے بڑھ کر اس کا  
استقبال کیا۔ دونوں ساتھ ساتھ قلعہ کے اندر آئے۔ صلابت خان ذرا دیر کے بعد قلعہ  
سے نکل کر اپنے پڑاؤ میں آ گیا۔ اور تین روز قیام کے بعد شاہ کوہ (نام) کی طرف لوٹ  
گیا۔ یہ پہاڑ اتنا اونچا تھا کہ اس نے احمد نگر کو اپنے دامن میں لے رکھا تھا۔ اور  
صلابت خان نے اس پہاڑ کی چوٹی پر اپنے لئے ایک گنبد بنا کر رہا رکھا تھا۔ جس  
کمرہ کے قریب ایک باغیچہ بھی تھا۔ صلابت خان اس گنبد کی طرف آیا۔ اور اس سے پہلے  
وہاں اس کی بیوی۔ اور جمال خان اور دیگر امرا بھی پہنچے ہوئے تھے۔ صلابت خان  
نے اپنی بیوی سے ملاقات کے ساتھ ہی دسترخوان بچھا کر اپنے تمام ہوا خواہوں سے

مل کر کھانا کھایا۔ اب ان کو رخصت کر کے اپنی جائیداد دیکھنے کے لئے گیا۔

اور تاوفات وہیں مقیم رہا۔ (اصغری در کتاب ظفر والہ)

وہ بڑا عاقل و عادل اور جمیع اوصاف حسنہ سے متصف تھا۔ اس کی ذات میں اہل علم کے لئے احسان ہی احسان تھا۔ ان علما میں شیخی ہیں۔ ظہوری ہیں۔ تشریحی ہیں اور بھی بے شمار علما ہیں۔ اور وہ اپنے تعمیر کردہ قبہ میں دفن ہوا۔

## ۲۳۹۔ سید شاہ میر اکبر آبادی

م ۹۹۶ھ۔ بروز چہار شنبہ (دفن آگرہ)

”السید الشریف“ شاہ میر بن محمد بن محمد بن الشرف شیرازی ثم الہندی اکبر آبادی کے از علمائے مشہورین در ظاہر و باطن۔ ان کا نسب چار واسطوں سے سید شریف زین الدین علی جرجانی سے ملتا ہے۔ گجرات آئے اور وہاں سے آگرہ پہنچے۔ جہاں شیخ عبدالملک بن عبدالغفور پانی پتی سے استفادہ کیا۔

بہت پاک نفس، ہنس مکھ اور خوش کلام تھے۔ انشاء و شعر و جرتقیل اور بلاغت بہر ایک میں باکمال ہونے کے ساتھ پارسائی اور تقویٰ میں بھی کامل اور مفتی بہاؤ الدین کے جواریں تدریس و افادہ مشغولہ۔

ان کے شاگردوں میں مولانا فرید (بھینگے) نوادر زمانہ سے تھے۔ جو ایک حرف تک نہ پڑھے تھے۔ اور قلم ہاتھ میں لینے سے قاصر تھے۔ مگر نہایت پیچیدہ سوالات چٹکیوں میں حل کر دیتے۔ جیسے تمام علوم پڑھ چکے ہیں۔ اگر کسی طرح دو چار الفاظ لکھ ہی مارتے تو خود بھی نہ پڑھ سکتے۔

شیخ ضیاء اللہ ابن شاہ محمد غوث گویری ان کے کمالات کے بہت معتقد تھے۔ اور ان سے برکت حاصل کرتے۔ چہ جائے کہ خود شاہ میر سے ان کے والد شاہ محمد غوث سے مستفیض تھے یہ ثبوت ہے صاحب ترجمہ کے علم و عرفان میں بلوغ نظر کا۔

(بدایونی)

## ۲۲۰۔ شاہی بیگ قندھاری

”الملك الفاضل“ شاہی بیگ ابن ذوالنون الارغنون القندھاری۔ السلطان الفاضل اپنے والد کی رحلت کے بعد زمام سلطنت ہاتھ میں لی۔ اور برسوں داد حکومت دی۔ جب سلطان بابر شاہ تیموری نے ان سے یہ ملک چھین لیا۔ تب شاہی بیگ نے سندھ پر حملہ کر کے اس پر حکومت کی۔

صاحب ترجمہ معقول و منقول دونوں میں منجبر اور کئی کتابوں کے مصنف تھے۔

### تصانیف

انہاں جملہ!

۱۔ شرح کانیہ

۲۔ شرح مطالع

۳۔ سراجمید مید شریف پر حاشیہ ہے۔

اور دوسری کتابوں پر بھی حواشی ہیں۔

۲ شعبان ۹۲۸ھ۔ بدفن بھکر سندھ۔ بعد میں آپ کا جسد مبارک مکہ معظمہ لے جایا کر

### وفات

گورستان معلیٰ میں سپرد خاک کیا گیا۔

## ۲۲۱۔ شیخ شرف الدین گجراتی

م۔ ۱۰ ربیع الاول ۹۳۴ھ

”الشیخ الکبیر“ شرف الدین ابن عبدالقدوس گجراتی بہان پوری۔ المشہور بہ شہباز۔ اپنے دور کے مشہور مشائخ سے تھے۔ مولد گجرات۔ کم سنی ہی میں اپنے والد کی معیت میں خاندیس پہنچے۔ اور وہاں کے اساتذہ سے پڑھ کر احمد آباد لوٹ آئے۔ یہاں خطیب گجراتی سے معرفت میں استفادہ کیا۔ اور ان کی خدمت میں برسوں گزار کر بہان پور آئے۔ اور ارشاد و تلقین میں مصروف ہو گئے۔ آپ زاد ہدوت نافع اور منقول تھے۔ اپن دنیا کے ماں نہ جانتے اور نہ ان کے مطبخ کا کھانا تنہا دل فرماتے۔ جب کوئی اہم کام سامنے آتا تو جنگل میں چلے جاتے۔ اور مراقبہ نماز

کے اندر ڈوب جاتے۔

## ۲۴۲ - شیخ شرف الدین شیرازی

م ۹۳۲ھ

”الشیخ الفاضل“ شرف الدین شطاری شیرازی۔ یکے از علمائے مشہورین، مولد و منشا شیراز  
وہاں کے اساتذہ سے پڑھ کر ہندوستان آئے۔ اور طریقت میں شیخ محمد غوث شطاری گوالیری  
سے مستفیض ہوئے۔ جن کے زمانہ قیام احمد آباد میں برسوں ان کی خدمت میں ملازم رہے۔ پھر  
بیجا پور تشریف لے گئے اور وہاں سکونت پذیر ہو گئے۔

تصنیف :- حاشیہ بیضاوی۔

وفات :- ۹۳۲ھ۔

## ۲۴۳ - مولانا شعیب الواعظ دہلوی

م ۹۳۶ھ

”الشیخ العالم الصالح“ شعیب بن مفتی منہاج حنفی دہلوی۔ یکے از علمائے واعظین۔ اپنے  
والد سے پڑھا۔ اور متعدد علوم میں مہارت حاصل کی۔

صاحب سیرت و جمال تھے علم میں کمال حاصل تھا۔ عمل میں بہت فائز تھے۔ ان کا وعظ  
منہایت موثر تھا۔ ان کے دوران وعظ میں جو شخص قریب سے گذرتا۔ وعظ سننے کے بغیر آگے  
نہ بڑھ سکتا۔ اہل علم بھی ان کے مواعظ میں شریک ہوتے۔ اور اثر لے کر لوٹتے۔ قدیم دہلی  
میں فوت ہوئے اور حوض شمشعی میں سپرد خاک ہوئے۔

## ۲۴۴ - شیخ شکر گجراتی

”الشیخ العالم الفقیہ“ شکر ناٹلی گجراتی۔ یکے از عباد اللہ الصالحین۔ مولد و منشا موضع جھیر  
جو احمد نگر سے تین روز کی مسافت پر ہے۔ وہاں کے اساتذہ سے پڑھا۔ اور وہیں برسوں تک رہے۔

فرمائی۔ آخر بحث و مناظرات ترک کر کے زہد و عبادت کی طرف لوٹ آئے۔ سن ۹۲۵ھ میں وفات پائی۔ (گلزار ابرار)

## ۲۲۵۔ قاضی شکر اللہ سندھی

”الشیخ العالم الفقیہ“ شکر اللہ بن وجہ الدین بن نعمت اللہ ابن عرب شاہ بن میرک شاہ بن المحدث جمال الدین حسینی دشتکی شیرازی ثم ٹھٹھوی سندھی۔ فقہ و اصول و ادب میں مشہور۔ ہرات سے ۹۲۶ھ میں قندھار اور یہاں سے ۹۲۷ھ میں ٹھٹھ (تتہ) سندھ تشریف لے آئے۔ یہاں بادشاہ شاہی بیگ نے قضاة تفویض کی۔ جس پر برسوں فائز رہے۔

آپ فقیہ و محدث ہونے کے ساتھ پارسا اور اخلاقاً قابل تعریف تھے۔ نہایت بارعب اور مقتدر تھے۔ اللہ کے معاملے میں کسی سے نہ ڈرتے۔ حتیٰ کہ بادشاہ حسین ممدوح نے ایک نو وارد سوداگر سے گھوڑا خرید کر جب ادائے قیمت میں تاخیر کر دی۔ تو تاجر نے انہی قاضی شکر اللہ کی عدالت میں بادشاہ پر نالش کر دی۔ قاضی نے فریقین کو طلب کر کے ایک ہی جگہ کھڑے ہونے کا حکم دیا۔ اور بادشاہ کے خلاف فیصلہ سنا دیا۔ فیصلہ سنانے کے بعد قاضی بادشاہ کے قریب آکر بیٹھ گیا۔ تب بادشاہ نے اپنی کمر سے تلوار کھول کر دکھائی اور کہا یہ تلوار میں اس غرض سے لایا تھا کہ اگر آپ فیصلہ میں میری رعایت کریں تو آپ کا سر قلم کر دوں۔ قاضی صاحب نے اپنے تکیے کے نیچے سے قرابین نکال کر دکھائی۔ اور فرمایا۔ یہ میں نے اس لئے چھپا کر رکھ لی تھی۔ کہ اگر آپ اپنے خلاف میرے فیصلے پر کچھ کہیں تو میں اسے آپ کے پیٹ میں پیرا دوں۔ بادشاہ یہ سن کر خوش خوش عدالت سے باہر چلا آیا کہ اس نے ادائے رقم میں اتنی تاخیر بھی موقع دیکھنے کے لئے کی تھی۔ کچھ مدت کے بعد قاضی صاحب منصب قضاة سے مستعفی ہو کر اپنے گھر میں پاؤں توڑ کر بیٹھ گئے (تحفۃ الکرام)

## مولانا شمس الدین سلطانپوری

”الشیخ الفاضل“ شمس الدین بن احمد بن شمس الدین بن کمال الدین ملتانی۔ ثم السلطانپوری

منطق اور حکمت میں مشہور، ان کے دادا شیخ کمال الدین کے شاگرد تھے۔ سید شریف  
جرجانی کے جو مشہور کتابوں کے مصنف ہیں (محمد بن حسن)

## ۲۲۶ - شیخ شمس الدین ملتانی

م ۹۸۰ھ ۲۴ ربیع الاول

”الشیخ العالم الفقیہ شمس الدین بن شہر اللہ ملتانی ثم لاہوری، شیخ کبیر ہسار الدین  
ذکر یا ملتانی کی اولاد سے تھے۔ اپنے والد سے پڑھ کر لاہور تشریف لے آئے۔ اور یہیں  
اقامت فرمائی۔ ۲۴ ربیع الاول ۹۸۰ھ کو وفات پائی (اخبار الاصفیاء)

## ۲۲۷ - شیخ شمس الدین بیجاپوری

م ۹۸۶ھ درماہ رجب

”الشیخ الفاضل العلامة شمس الدین شطاری شیرازی ثم بیجاپوری یکے از علمائے مشہورین در  
جغرو مساحت مولد و منشا شیراز۔ علمائے عصر سے پڑھ کر بیجاپوری پر حاشیہ لکھا۔ جو اہر خمسہ سے  
طریقیت میں مستفیض ہوئے۔ بعدہ شہر بیجاپور سے باہر ۵ میل دور سکونت فرمائی۔ اور طریقیت ہی  
پر مدت العمر لخواظ رہے۔ قناعت و ترک سوال اور توکل و عوام سے استغنا شعار تھا۔  
محمد بن الحسن مندوی نے مساحت و جفران کے زمانہ قیام مندوی میں ان سے پڑھا۔  
تلامذہ | جب آپ کو الیاء سے رخصت ہو کر اس راہ سے گزرے۔ جیسا کہ محمد بن الحسن نے  
اپنی تالیف گلزار ابرار میں لکھا ہے۔

## ۲۲۸ - حکیم الملک شمس الدین گیلانی

م ۹۸۹ھ

”الشیخ الفاضل العلامة شمس الدین حکیم الملک گیلانی۔ علوم منطق و فلسفہ اور ان کے  
مماثل فنون نظری میں وحید العصر تھے، اسی طرح نحو و فقہ اور اصول میں بکثرت ہمیشہ تدریس افادہ



میں مہر و ف، سخاوت پیشہ، صداقت شعار۔ محبت کیش اور طلبہ کے لئے ہر لمحہ رحیم و کریم تھے  
جملہ فنون پڑھاتے۔ کسی کے ہاں خود ملاقات کے لئے نہ جاتے کہ مبادا اسباق میں خلل پڑ جائے  
اور نہ کبھی طلبہ کے بغیر تنہا دسترخوان پر بیٹھتے۔

شیخ شاہ محمد الہ آبادی اور دوسرے ارباب علم و فن پڑھ کر دہلی وارد ہوئے۔ اور وہیں  
سکونت اختیار کر لی۔ سلطان اکبر نے آپ کو اپنے مصاحبوں میں شامل کر لیا۔ جن سے آپ کو  
بیش از بیش وقوم عطا ہوئیں۔ آپ بادشاہوں کے تحائف سے مالا مال رہتے۔ مگر امرار و  
سلاطین پر حکم نافذ کرتے۔ دوسروں کی سفارش بھی ان سے کرتے۔ اور عوام کے ساتھ اچھا  
سلوک کرتے۔ ۹۸۸ھ یا ۹۸۹ھ میں حجاز گئے اور وہیں داعی اجل کو لبیک کہا (بدایونی)

## ۲۴۹۔ میر شمس الدین عراقی

”الشیخ الفاضل“ شمس الدین العراقی عراق کے فضلا سے تھے۔ وہاں کے سلطان  
حسین مرزا والی خراسان نے آپ کو ۸۷۲ھ میں بادشاہ کشمیر الحسن ابن حیدر کی طرف سفارت  
پر بھیجا۔ مگر الحسن بیمار تھا جو اس قرض میں لقمہ اجل ہو گیا۔ جس کے بعد اس کا بیٹا محمد شاہ  
سربر آرائے تخت حکومت ہوا۔ اور پھر فتح شاہ اور اس کی معزولی کے بعد بار در محمد شاہ  
تخت پر بیٹھا۔ پس یہ شمس الدین اپنی سفارت میں کامیاب نہ ہوئے۔ اور بابا اسماعیل کی مجلس  
اختیار کر لی۔ اور اس نے لوگوں کو شیعیت کی طرف بلانا شروع کر دیا۔ جس سے بابا بھار شیعہ  
ہو گیا۔ اب یہ خراسان لوٹ گئے۔ مگر جب خراسان پہنچے اور سلطان حسین مرزا ان (میر شمس الدین)  
کے نئے عقائد سے مطلع ہوا۔ تو انہیں دیس نکالا دے دیا۔ اب یہ کشمیر چلے آئے۔ اور یہاں کھاکھلا  
تبلیغ شیعیت شروع کر دی۔ جس سے مندرجہ ذیل تین افراد متاثر ہو گئے۔ (۱) ربیعہ (۲) کاچی  
(۳) غازی چک جو وہاں کے سب رؤسا تھے۔ لیکن جب اس کا رستانی کی اطلاع محمد بن الحسن  
بہتقی کو ہوئی۔ جو سلطان محمد شاہ کے ہم عصر تھے۔ تو ان (میر شمس الدین) کو کشمیر سے اسکردو  
کی طرف دھکیل دیا۔ جس پر وہاں کے باشندے ان سے خفا ہو کر محمد شاہ کے خلاف ہو گئے  
اور ان کی بجائے فتح شاہ کو مکرر تخت نشین کر دیا۔ تب میر صاحب ممدوح واپس دارالسلطنت

کشمیر میں وارد ہوئے اور یہیں اقامت اختیار کر لی۔ موسیٰ رینہ مذکور نے دورِ الملک ہی میں ان کے لئے ایک بڑی خانقاہ تعمیر کرا دی۔ اب یہ گل کھلے اور مسلمانوں میں قتل و غارت شروع ہو گیا۔ کچھ شیعہ داعی گرد و نواح کے مواضع میں جا کر سنی۔ باشندوں اور ہندوؤں کو زبردستی شیعہ بنانا شروع کر دیا۔ کہا جاتا ہے کہ اس دور میں ۳۴ ہزار ہندو شیعہ ہوئے اور جو سنی شیعہ ہوئے ان کا

تو کوئی شمار ہی نہیں۔ یہ دعوت ۹ سال تک جاری رہی۔ حتیٰ کہ میر شمس الدین کو قتل کر دیا گیا۔

کتاب الاحوط۔ کاجی چاک کے لئے لکھی گئی۔ جو فروع و اصول میں مبسوط کتاب ہے

## تصانیف

(بروایت محمد بن قاسم در تاریخ)

کہا جاتا ہے کہ میر شمس الدین نے ایک نیا ملک اختراع کیا۔ نور بخش اور فقہ میں ایک کتاب لکھی جس کی جزئیات نہ سنی فقہ کے موافق تھے اور نہ شیعہ فقہ کے موافق اس کتاب میں لکھتے ہیں۔ ”مجھے خدا نے حکم دیا ہے کہ امت میں شریعت محمدیہ کے بارے میں جو اختلافات رونما ہو گئے ہیں انہیں دور کر کے شریعت کی وہی صورت و ہیئت بنادوں جو نبی علیہ السلام کے عہد باسعادت میں تھی دوم امت محمدیہ اور دوسری اہم میں جو اختلافات ہیں انہیں بھی رفع کر دوں، چنانچہ بہت سے لوگ ان کے تابع ہو گئے اس فرقہ کے لوگ تینوں خلفاء اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم کو سب سے بڑے کرتے اور سید محمد نور بخش کے مہدی موعود ہونے کا اعتقاد رکھتے تھے۔“

## ۲۵۔ مولانا شمس الدین کشمیری

”الشیخ الفاضل“ شمس الدین حنفی کشمیری المشہور بہ پال۔ کہ کشمیر کی آزادی اور صدق مقال کے ساتھ فقہ و کلام میں بھی معروف تھے مع ہذا شریعت و طریقت دونوں کے جامع۔ گفتگو میں طلق اللسان مباحثہ میں مضبوط۔ معاصرین پر مناظرہ میں اکثر غالب آتے۔ مرزا عبید گورگانی کی رحلت کے بعد حجاز تشریف لے گئے۔ اور وہیں داعی اجل کو لبیک کہا۔

(حدائق الحنفیہ)

## ۲۵۱۔ مولانا شمس الحق جون پوری

”الشیخ العالم الصالح“ شمس الحق حنفی جون پوری المشہور بہ ختانی۔ ممتاز از مشائخ  
چشتیہ۔ شیخ محمد بن عیسیٰ جون پوری سے طریقت اخذ کی۔ جس کے لئے نبیوں ان کی صحبت میں رہے  
تاکہ اس مرتبہ کمال تک جا پہنچے۔ کہ اپنے اقران علماء و صوفیہ ہر دو میں فائق ہو گئے۔ اور در  
و افادہ میں نام پیدا کیا۔

سماع کے مشاق اور وجد و حالت سے بہرہ مند، بعض اوقات ان احوال میں الیامعوم  
ہوتا کہ روح نفس عنصری سے پر واز کر گئی ہے۔ تبلیغ کے باب میں بادشاہ اور فقیر دونوں ان کے  
نزدیک برابر تھے۔ کسی کی ملامت کا دل پر اثر نہ ہوتا۔ اس لئے تو ان کا لقب حقیقی پڑ گیا۔ علوم  
تعارفہ میں نوادر العصر سے تھے ان سے بے شمار افراد نے پڑھا۔ (دکنج ارشدی)

## ۲۵۲۔ مولانا شکر ف الکنانی

”الشیخ الفاضل“ ملا شکر ف کنانی کشمیری۔ اپنے دور کے اساتذہ سے پڑھنے کے بعد حرمین  
تشریف لے گئے۔ مکہ مکرمہ میں شیخ ابن حجر ہیتمی سے حدیث پڑھی۔ دیارت وحج کے بعد واپس کشمیر  
تشریف لے آئے اور تدریس و افادہ شروع کر دیا۔  
شیخ (نامش ندارد) کشمیری کے پاس ابن حجر ممدوح کا وہ اجازہ دیکھا۔ جو اسماء الرجال کی  
ایک کتاب کے مقدمی پر لکھا ہوا تھا (بجوانہ تاریخ اعظمی) اور صاحب تاریخ مذکور نے یہ بھی لکھا  
ہے کہ :-

یہ کتاب تاہموز مع کتاب شمائل الترنذی میرے ہی پاس ہے۔ یہ اجازہ  
ملا شکر ف کے ہاتھ سے شکر ف ہی کی روشنائی سے لکھا ہوا ہے۔ اور ان کا نام  
شکر ف نہیں بلکہ شکر ف کی روشنائی استعمال کرنے کی وجہ سے ان کا نام ملا شکر ف  
پڑ گیا۔ وہ عم بزرگوار ہیں مفتی فیروز کے (از روغنہ)

## ۲۵۳۔ شیخ شہاب الدین جون پوری

”الشیخ الصالح“ شہاب الدین حسینی جون پوری۔ یکے از مشائخ سہروردیہ مرید شیخ برہان الدین محمود الحسینی از شیخ صدر الدین محمد ابن احمد حسینی بخاری اُچی۔ اور ان کے ابتدائی مریدوں میں سے ہیں شیخ علی بن قوام الدین جون پوری ہیں۔ (عاشقینہ)

## ۲۵۴۔ شیخ شہاب الدین ہروی

م ۹۴۲ھ

الشیخ شہاب الدین حقیری ہروی نزہیل و دہلی ہند۔ جملہ علوم میں تبحر۔ اور شعر و محکمہ وغیرہ میں طرہ امتیاز حاصل تھا۔

رسالہ در توافیق آیات متعارضہ۔ مثلاً

**تصانیف** ان اللہ خلق الارض والسموات فی سبعة ایام — و

ان ربکم اللہ الذی خلق السموات والارض فی ستة ایام

کے لفظ سبعة دستہ میں رفع تعارض۔

اس رسالہ کے سوا اور بھی کئی رسائل ہیں

بدایونی نے لکھا ہے کہ شیخ محدث جمال الدین ہروی نے آیات متعارضہ میں توافیق پر جو ایک مرتبہ دو جہوں سے اظہار کیا۔ تو شیخ شہاب الدین (صاحب ترجمہ) نے ان کے بیان کردہ ہر دو جہوں پر کچھ اور اصناف کیا جو علمائے قبول کر لیا۔ آپ بکرات سے واپسی پر آسودہ ملد ہوئے۔

## ۲۵۵۔ مولانا شہیدی قمی ملک الشعراء

م ۹۳۵ھ

”الشیخ الفاضل“ شہیدی القمی شاعر المشہور بہ فضل و کمال۔ آپ کو والی تبریز یعقوب نے

اپنے تقرب کا اعزاز بخش کر ملک الشعراء کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔ مدتوں انہیں مذکور کے ساتھ گزارنے کے بعد ہندوستان آکر گجرات میں اقامت فرما ہوئے۔ یہاں برسوں رہے اور یہاں کے رڈ سائے میں بہا تحائف حاصل کئے۔

محمد بن قاسم لکھتے ہیں کہ جب اسماعیل عادل شاہ بیجا پوری نے ۹۳۷ھ میں احمد آباد فتح کیا۔ جس میں اُسے بے حساب غنیمت حاصل ہوئی۔ تو حضرت شہیدی بادشاہ محمود کے پاس آئے۔ بادشاہ نے خزانچی کو حکم دیا کہ مولانا شہیدی جس قدر اشرافی اٹھا سکیں۔ ان کی نذر کر دی جائیں۔

مولانا نے فرمایا: ”جب میں گجرات سے چلا تو مضبوط و توانا تھا۔ مگر سفر کی کلفت نے کمزور کر دیا ہے۔“ بادشاہ نے فرمایا کہ آپ ایک مرتبہ کچھ لے جائیے، یہ پہنچانے کے بعد دوسری مرتبہ تشریف لائیے۔ تو اور لے جائیے۔ اس پر مولانا نے فرمایا کہ ”دیر تاخیر آفتنا است و طالب را دیاں دارد۔“

یہ کہنے کے بعد آپ خزانہ میں دو مرتبہ تشریف لے گئے۔ اور اشرافی کی بوری دو مرتبہ اٹھائی۔ جب انہیں الٹ کر گنا گیا تو پچیس ہزار تھیں۔ بادشاہ نے ہنس کر فرمایا۔ مولانا نے سچ فرمایا تھا کہ ان میں قوت نہیں!

زمانہ برسہ آزار ما است خوئے تو دارد

اپنے تذکرہ میں :- ہمیں سزا است کے را کہ آرزوئے تو دارد  
سام مرزا نے لکھا ہے کہ ان کا انتقال ۹۳۵ھ میں ہوا۔ مگر یہ صحیح نہیں۔ ملا قاطعی نے لکھا ہے کہ وہ سرخیز (نام مقام) علاقہ گجرات میں آسودہ لحد ہوئے۔

## ۲۵۶۔ سید شیخ ابن عبد اللہ حضرت احمد آبادی

”الشیخ الکبیر“ السید شیخ ابن عبد اللہ السعیدی بن حسین الحضرمی۔ احمد آبادی۔ جن کی

ذات کے اندر شہروں اور نندگان خدا کے لئے منفعت عام تھی۔

شیخ شلی نے اپنی تالیف المشرق الروی میں لکھا ہے کہ آپ ۸۱۹ھ میں ترمیم (بستی)

کے اندر پیدا ہوئے۔ قرآن مجید حفظ کرنے کے بعد جملہ علوم پڑھے۔ اساتذہ میں ان کے والد اور امام شہاب الدین بن عبدالرحمن سیتمی اور شیخ عبداللہ بن محمد باقشیر مصنف الغلائد میں۔ صاحب ترجمہ یہاں سے یمن کے لئے روانہ ہوئے۔ تو راستے میں عدن اتر پڑے۔ جہاں شیخ محمد ابن عمر باقنام وغیرہ سے استفادہ کے بعد اپنے والد ہی کے ہمراہ ۹۳۸ھ میں حجاز وارد ہوئے۔ زیارت و حج سے سرفراز ہوئے۔

شیخ ابوالحسن بکری کے ہمراہ یکجا رہنے کا موقع ملا۔ اور ان سے بھی کچھ پڑھا۔ اب اپنے والد کے ہمراہ ندینہ طیبہ روانہ ہوئے۔ اور جہاں سے شہر ترمیم لوٹ آئے۔ جس کے بعد اپنے والد کے ہمراہ ۹۴۱ھ میں دوسری مرتبہ حج کیا۔ اور مکہ مکرمہ میں علما کے سلف کے تین سال قیام کیا۔ یہاں طلب علم اور کثرت عبادت شعار رہتا تھا۔ اس دوران میں شیخ شہاب الدین احمد بن حجر سیتمی علامہ عبداللہ بن احمد فاکہی اور ان کے بھائی عبدالقادر بشمول علامہ عبدالرؤف بن یحییٰ و علامہ محمد بن الخطاب مالکی سے برسوں ان کی خدمت میں رہ کر پڑھا۔ یہاں تک کہ دین کے دونوں ماخذ تفسیر و حدیث کے علاوہ فقہ و ادب و تصوف و فرائض و حساب ہر ایک میں کمال حاصل کیا۔ آپ کثیر الطواف و عمرہ تھے۔ اور جب تک مکہ مکرمہ رہے خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برابر زیارت ہوتی رہی۔ آخر ترمیم روانہ ہوئے۔ اور وہاں حافظ عبدالرحمن بن دبیح سے پڑھا۔ اور شجر میں شیخ کبیر احمد بن عبداللہ افضل شہید سے بھی پڑھا۔ ان کو کئی مشائخ کی طرف سے تمام کتابوں اور روایات کا اجازہ حاصل تھا۔ اسی طرح بے شمار صوفیہ سے خرقہ عطا ہوا۔ اور اسی طرح ان گنت حضرات نے فصل خصومات اور خرقہ کا اجازہ بیت فرمایا۔ آپ ترمیم میں مسلسل تیرہ سال تک مقیم رہنے کے بعد ۹۵۸ھ میں ہندوستان آگئے اور احمد آباد میں وزیر عماد الملک کے میزبانی رہے۔ یہاں عوام کی نفع رسانی اور تدریس و مشاغل تھے۔ اسی دوران میں ان کے بیٹے عبدالقادر اور پوتے محمد بن عبداللہ سواتی اور سید ابن علی مصنف الوہب و شیخ احمد بن علی البکری و عبداللہ ابن احمد فلاح و شیخ محمد بن احمد فاکہی اور شیخ حمید بن عبداللہ سندھی ہیں۔

تصانیف :- انہوں نے کئی مفید کتابیں لکھیں۔ (۱) العقود النبویہ (۲) السر المصطفوی

۳) کتاب القوز (۴) البشری (۵) تحفة المرید کی دو شرحیں (۶) حقائق التوحید (ب) سراج النور  
 ۴) المولد ان۔ جن میں ایک مفصل ہے اور دوسری مختصر (۷) رسالہ در معراج۔ (۸) رسالہ فی العدل  
 ۹) درورد اسمہ الحرب النفس (۱۰) نفحات الحکم علی لایئہ العجم و تصوف کے مصطلحات پر مگر مکمل نہ ہو  
 پائی (۱۱) اشعار کا دیوان۔ ان میں یہ شعر ہیں۔

لنا بالرسول المصطفیٰ خیر نسبتاً      مسلسلۃ تغلو علی کل دتبتہ

ہیں رسول مصطفیٰ سے بہتر نسبت حاصل ہے      جو ہر درجہ میں مسلسل اور بلند ہے

انتم علم اللہ جوہر سترہ      ذواہر حلم قدوۃ الطریقتہ

ہمارے مقدر علم الہی کے پیشوا اور اس کے اسرار کے جوہر ہیں۔ جیسے روشن ستارے  
 اور طریقت میں منتخب ہیں۔

تجلت والبد و درطوالع      نجوم لنا بالسعد منہ استمدت

وہ روشن آفتاب اور درخشاں ماہتاب ہیں۔ ایسے ستارے جو سعد ہیں اور ہمارے مددگار ہیں۔

دوسرے شیخ احمد بن علی بکری مکی ہیں۔ جن کے کتابچہ کا نام نزمینہ الاخوان ذالنفوس فی مناقب

شیخ بن عبداللہ السعید روس ہے۔ تیسرے شیخ کے صاحبزادہ عبدالقادر ہیں۔ جنہوں نے اپنی

کتاب الفتوحات القدوسیہ فی الحرفۃ السعید اور سیہ میں ان کا مبسوط تذکرہ کیا ہے۔ اور ان کے

سوا اوروں نے بھی۔

آپ نے نعمت آباد کے اندر ۳۲ سال اقامت فرمائی اور یک شنبہ کی رات بتاریخ

۲۵ ماہ رمضان ۹۹۰ھ کو احمد آباد ہی میں داعی اجل کو لبیک کہا۔

۲۵۷۔ شیخ شیخ جیو گو بھرائی

م ۹۳۱ھ ۲۰ ربیع الثانی

”الید الشریف“ شیخ جیو بن محمود ابن عبداللہ بن محمود الحسین الحسینی البخاری الکجراتی یکے از مشائخ

مشہورین در کجرات، مولد قریہ اساول، سن ولادت ۹۵۳ھ۔ اساتذہ: اپنے والد اور عم محمد بن

عبداللہ الحسینی البخاری سے پڑھا اور مسند مشیختت مزین فرمائی۔ آپ سے بے شمار مشائخ طریقت

نے فیض حاصل کیا (المرآة)

## ۲۵۸۔ شیخ المشائخ سدھوری

”الشیخ العالی“ شیخ المشائخ بن خواجگی ابن خیر الدین بن نظام الدین انصاری الہروی ثم سدھوری  
 (داداودھ میں ایک قصبہ ہے) جو آپ کا مولد و منشا تھا۔ اساتذہ میں آپ کے والد حسن کی خدمت  
 میں برسوں رہے اور آپ سے بے شمار افراد نے استفادہ کیا۔

## ۲۵۹۔ شیرشاہ السوری سلطان الہند

م ۹۵۲ھ ۱۲ ماہ ربیع الاول

”السلطان العادل“ شیرشاہ بن حسن خان ابن ابراہیم سوری۔ نام فرید خان اور افاغنے  
 کے مشہور قبیلہ سور سے تعلق رکھتے ہیں۔

ان کے دادا ابراہیم کوہ روہ سے ہندوستان منتقل ہو گئے۔ جہاں ان کے بیٹے حسن خان  
 نے امیر جمال خاں افغان کے ہاں ملازمت کر کے نام پیدا کیا۔ جمال خاں نے سہرام اور خواں  
 پور دو پر گئے نواح رہتاس میں ان کو جاگیر میں عطا کر دئے۔ یہ (فرید خاں عرف شیرشاہ) اپنے  
 والد کے بڑے فرزند تھے جن کی والدہ ایک افغان خاتون تھی۔ مگر جب ان کے والد حسن خان

نے ایک اور خاتون سے عقد کر کے اس سے ربط ضبط بڑھا دیا۔ تو شیرشاہ (فرید خان اول) سے  
 جون پور چلے آئے۔ اور مدتوں قیام کیا۔ یہاں انہوں نے گلستاں، بوستاں، سکندر نامہ، کافیتہ  
 حاشیہ ادران کے سوا چند اور علوم متعارفہ پڑھے۔ بعد میں جب ان کے والد حسن خان جون پور آئے  
 تو ان کے چند دوستوں نے فرید خان کو ان کی خدمت میں پیش کیا۔ اب وہ فرید خان کو اپنے  
 ہمراہ لے گئے۔ اور انہیں اپنی جاگیروں پر نگرانی سونپ دی۔ مگر کچھ عرصہ کے بعد جب حسن خان  
 کے دوسرے حرم کی اولاد اور ان کی والدہ نے فرید خان کا گلہ کیا۔ تو باپ نے انہیں معزول  
 کر کے احمد اور سلیمان کو یہ نگرانی سپرد کر دی اور فرید خان آگرہ کی طرف چلا گیا۔ جہاں اس نے  
 دولت خان کے مصاحبین میں شامل ہو کر کئی برس ان کی خدمت میں گزارے۔



جب فرید خان کو والد کے انتقال کی خبر پہنچی۔ تو سسر ام لوٹ کر اپنے والد کی جاگیر کی نگرانی خود شروع کر دی۔ جس کے مہادی میں وہ اپنے بھائیوں پر غالب ہو کر بعدہ دوسرے امرا کو سر کیا۔ جس سے اس کا رعب ہر طرف بیٹھ گیا۔

ادھر اس نے بہار کے سربراہ سلطان محمد سے رابطہ بڑھانے کی تگ و دو کی۔ حتیٰ کہ اس کے ندیا میں شامل ہو گیا۔ سلطان محمد نے اُسے (فرید خان کو) شیر خاں کا لقب دیا۔ مگر تھوڑے سے وقفہ کے بعد دونوں میں بددلی ابھر آئی۔ سلطان بہار شیر خاں پر خفا ہو گیا۔ اور اپنے ایک ماتحت افسر کو حکم دیا کہ جون پور کی جاگیر میں ان کے بھائیوں پر تقسیم کر دی جائیں۔ چنانچہ محمد خان لشکر لے کر جون پور جا پہنچا۔ جہاں اُسے فرید خان کے ہاتھوں شکست ہوئی۔ پھر فرید خان اپنے علاقہ سے نکل کر جنید برلاس نائب پرگنہ کوڑہ کے پاس آیا۔ جو سلطان بابر تیموری کی طرف سے وہاں کا والی تھا۔ اس وقفہ میں برلاس آگرہ جانے کے لئے کمر باندھ رہا تھا۔ جو اپنے ہمراہ انہیں بھی لے گیا۔ اور انہیں بابر کے حضور پیش کیا۔ اور وہ بابر کے خواص میں شامل کر لیا گیا۔ فرید خان برسوں ان کے پاس رہا۔ آخر وہ بہار چلا گیا۔ اور سلطان محمد مذکور کے پاس مدتوں رہا۔ مگر جب محمد نے انتقال کیا۔ اور اس کی سلطنت کا والی اس کا فرزند جلال خاں ہو گیا۔ تو سلطنت کے جملہ امور کا انضمام اس (فرید خان کے) سپرد ہوا۔ اور جلال خاں کو ایک طرف ہونا پڑا۔

اس دوران میں محمود شاہ بن سکندر خاں لودھی نمودار ہوا۔ وہاں کی رعایا اس کی ماتحتی پر مستفیق ہو گئی۔ اور اُسے بہار کا مختار مطلق تسلیم کر لیا۔ تب شیر خاں بھی لودھی کی اطاعت کرنے پر مجبور ہو گیا۔ مگر جب محمود شاہ اپنا لشکر لے کر بابر تیموری سے مقابلہ کے لئے بڑھا تو محمود کو شکست سے دوچار ہونا پڑا۔ جس پر فوجیں ایک طرف ہو گئیں۔ اب شیر خاں دوسری مرتبہ بہار پر بلا شرکت غیرے قابض ہو گیا۔ اور ذرا دیر بعد اُس نے بنگال پر حملہ کر کے اُسے اپنے ماتحت کر لیا۔ ادھر سے سلطان ہمایوں بڑھا۔ اور بنگال پر قابض ہو گیا۔ جہاں وہ تین ماہ تک رہا۔ ہمایوں کے بعد جہانگیر تلی بنگال پر چھا گیا۔ یہ ایک شکست پر تھا۔

سلطان ہمایوں نے ادھر اپنے بھائی ہندال مرزا کی سرزنش کے لئے آگرہ سے کارخ کیا۔ مگر جب وہ مقام چوسہ پر پہنچا۔ تو شیر شاہ دونوں کے درمیان حائل ہو کر ہمایوں سے ٹکرا گیا۔ مگر

کارن پڑا۔ اور ہمایوں کو شکست ہوئی۔ یہ واقعہ ۹۴۶ھ کا ہے۔ شیرخان بنگال کی طرف لوٹا۔ اور اس نے جہانگیر قلی کو دلاں سے نکال دیا۔ شیرخان نے اس موقع پر خود کو شیرشاہ کے لقب سے ملقب کیا۔

شیرشاہ نے آگرے کا قصد کیا۔ مقام قنوج پر ۹۴۶ھ کی لڑائی میں ہمایوں کو شکست دی ہمایوں نے آگرے سے لاہور کا رخ کیا تو شیرشاہ بھی اس کے تعاقب میں تھا۔ جس نے ہمایوں کو لاہور سے سندھ بعد سندھ سے افغانستان کی طرف دھکیل دیا۔ اب وہ تنہا ہندوستان کے سیاہ و سفید کا مالک تھا۔

شیرشاہ عمدہ سلاطین سے تھا۔ عدل گستر۔ سخاوت پیشہ۔ رحیم و کریم۔ دلاور اور بہادر، وہ جب کوئی دروازہ کھولنے کے لئے بڑھتا تو کامیاب ہو کر اندر آتا۔ اور جب کسی مہم کا آغاز کرتا تو اس میں کامیاب ہوتا۔ مگر یہ دور اس کی کبر سنی کا دور تھا۔ جس پر وہ خود بھی افسوس ظاہر کرتا۔

شیرشاہ نے اپنے اوقات مقرر کر رکھے تھے۔

۱۔ دن کا اتنا حصہ عبادت کے لئے

۲۔ " " " " عدل و انصاف کے لئے

۳۔ " " " " لشکر کی دیکھ و بیکھ کے لئے

آخر شب میں بیدار ہوتا۔ غسل کر کے مسجد ادا کرتا۔ گھڑی تک تعقیبات صلواہ میں مصروف رہتا۔ پھر مختلف شعبوں کے دفاتر دیکھتا اور ان کے سربراہوں کو ہدایات کرتا۔ اپنا نقشہ ضبط اوقات ملاحظہ کر کے دیکھتا کہ کسی معاملہ میں کوتاہی تو نہیں ہو گئی۔ پھر وضو کر کے نماز فجر باجماعت ادا کرتا۔ اور پھر لورا میں مصروف ہو جاتا۔ جس کے بعد اراکین دولت کی پیشی ہوتی جو سب سے پہلے سلام پیش کرتے۔ اب وہ نماز اشراق کے لئے قیام کر کے عوام کے عرضی سچے دیکھتا۔ محتاجوں کی امداد پر متوجہ ہو کر کسی کو اسپ۔ کسی کو جاگیر اور کسی کو نقد عطا کرتا۔ یہ اس لئے کہ ضرورت مند دوسرے اوقات میں آکر خلیل انداز نہ ہوں۔ دوسرا مرحلہ مظلوموں کی داد رسی کے لئے ہوتا۔ جس میں وہ بے حد غور کر کے فیصلے نافذ کرتا۔

اشراق ہی کے بعد لشکروں کا معائنہ ہوتا۔ سوار یوں اور اسلحہ کو جانچتا۔ اور جو شخص اس خدمت سے دستبردار ہونے کی درخواست کرتا۔ اسے سمجھا بچھا کر مطمئن کرتا۔

**بعد ازاں** | محاصل کے کھاتے پیش ہوتے۔ امرائے دولت و مزارعین و سفراء حکومت و کلائے سلطنت کی ملی جلی مجلس قائم ہوتی۔ جس کے بعد عمال حکومت اور ندیموں کی موصول شدہ درخواستیں پیش ہوتیں۔ جن میں سے ہر ایک کے جواب لکھواتا۔ پھر وہ دسترخوان پر آ بیٹھتا۔ جس پر علما و مشائخ بھی ہوتے۔ ان کے ساتھ تک مختلف موضوعات پر گفتگو ہوتی۔ تناول طعام سے فارغ ہو کر قدرے قبیلہ کرتا۔ اور نیند سے بیداری کے بعد نماز ظہر باجماعت ادا کر کے تلاوت کے لئے بیٹھ جاتا۔ پھر سلطنت کے امور پر گفتگو کرتا۔ الغرض اس کے معمولات مقرر تھے۔ جو خلوت و جلوت دونوں میں یکساں سرانجام دیتا۔ وہ اکثر کہا کرتا۔ بڑا آدمی وہی ہے جو ضروری امور پر اپنی توجہ مرکوز رکھے۔ وہ یہ بھی کہتا کہ عدل و انصاف ایسے صفات سے ہیں جو مسلم اور کافر دونوں کے نزدیک قابل تعریف ہیں۔ شیر شاہ ہمیشہ اچھے کاموں پر مائل رہتا۔ وہ کہتا کہ مختار شخص کے لئے شایاں نہیں کہ بڑے امور کے سامنے چھوٹے کاموں کو نظر انداز کرتا ہوا انہیں ماتحت عملہ کے سپرد کر دے وہ (ماتحت) تو اس قابل ہی نہیں ہوتے۔ اگر ان کی توجہ ہو بھی جائے تو رشوت و طمع کر کے ان امور میں خرابی پیدا کر دیتے ہیں۔

وہ رہنروں، چوروں، باغیوں اور بد کردار پر سخت لگائی کرتا۔ اور سزا دہی میں کبھی تغافل نہ کرتا۔ اگرچہ اس کے اقارب اور سسرال ہی کیوں نہ ہوں۔ شیر شاہ پہلا بادشاہ ہے جس نے سلطان علاؤ الدین خلجی کے بعد بادشاہی کے قانون وضع کئے اور انہیں اپنے سے بعد آنے والوں کے لئے دستاویز کی صورت بخش دی۔ اس کے ساتھ فوجی قوانین بھی تدوین کئے اور ان کی تنظیم کے لئے جدید اسلوب وضع کئے۔ اس نے مالی قانون بھی مقرر کئے۔ سکہ جات کے لئے بھی اور دوسرے قوانین بھی۔

لشکری سوار یوں اور بازو داری کے جانوروں کو داغنے اور انواع میں بھرتی کا قانون وضع کیا۔ داغنے کا طریقہ یہ تھا کہ لشکر کے سربراہ اپنے مملوک غلاموں کا فوجی دستہ پیش

کرتے۔ لوہا آگ میں گرم کر کے ان کے گھوڑوں کو داغ دیئے جاتے۔ گھوڑوں کا علیہ لکھا جاتا جس میں ان کی نسل کا، وطن ہوتا، قد ہوتا، عمر ہوتی اور ان کا خاص وصف از قسم خطوط جلد ایک خاص ورق پر ہوتے۔

سپاہیوں کا کام۔ جب تک وہ جنگ سے فارغ ہوں۔

۱۔ بسنیوں کا گشت اور اچھے بڑے لوگوں کی پڑتال کرتے رہیں۔

۲۔ جہاں ضرورت ہو۔ مٹی کے قلعوں کی تعمیر کریں۔

۳۔ ان کو مزاحمت کی حفاظت پر پابند رکھنا۔ اور اس کی خلاف ورزی پر سخت سزا۔

جس کے لئے ایہ مقرر تھے۔ وہ رپورٹ کرتے۔ اور کسانوں کے نقصان کا معاوضہ سپاہی سے دلوا یا جاتا۔

۴۔ سپاہیوں کو پابند کر دیا کہ رعیت کے کسی فرد کو لڑائی کے زمانے میں گرفتار نہ کریں۔

۱۔ سالانہ اراضی کی مساحت

## مالی قوانین

۲۔ لگان پیداوار کے مطابق جس میں کسان سے اچھہ حصہ لیا جاتا۔

۳۔ لگان کے بعد ان پر کسی قسم کا ٹیکس نہ تھا۔

۴۔ بیرو پارلیوں سے دو مرتبہ ٹیکس لیا جاتا۔ شہروں میں اجناس لے کر داخلہ سپہ اور فرد

اجناس پر

تقسیم اضلاع | اس نے ملک کی تمام اراضی کو ۱۱۶ پرگنوں میں محصور کر دیا تھا۔ اور پرگنوں کے متولی کے ذمے اس کا نظم و نسق تھا۔ عامل یا متولی کے عہدہ کا نام

شقدار تھا۔ اور خاندان کا فوطہ دار۔ ہر ایک کے ماتحت دو دو محررتھے۔ ایک ہندی میں لکھنے والا اور دوسرا فارسی کا منشی۔ یہ عہدہ دار امین کہلاتے ان کے اختیارات رعایا کے باہمی مقدمات کے علاوہ ان کے دور سلطنت کے درمیان مالیات وغیرہ کے مقدمات بھی طے کرنے کے مجاز تھے۔

ایک عہدہ منصف کا تھا۔ یہ دیکھتے کہ شاہی ملازم رعایا پر ظلم و زیادتی تو

## منصف

نہیں کرتے۔

فوجدار۔ اس منصب پر سرکاری امراء میں سے کوئی صاحب متعین ہوتے جو سرکاری عملہ پر چوکائی رکھتے۔

صدر شقذار۔ اوپر کے عمال سلطنت پر نگران۔

صدر منصف۔ صرف منصفین کے محاسب۔

ان مناصب پر امراء نے سلطنت ہی متعین ہوتے، یہاں مناصب فوج کے مقدمات بھی سنتے۔

شیر شاہ نے سکہ حیات بھی جاری کئے اور ان کے اندر ملاوٹ کا بہت خیال رکھا۔ اس کا قانون ہی بنا دیا۔

**سکہ حیات**

ان قوانین کے سوا اور اور قانون بھی تھے جن کی تفصیل فراہم نہیں ہو سکی۔

شاہراہیں | اس نے سارگاؤں بنگال سے لے کر ایک سڑک نکالی۔ جو نیلاب سندھ تک پہنچائی۔ اس کا طول ۱۵ سو کوس تھا۔ اور یہ کوس موجودہ پیمائش سے ۲ میل کا تھا۔ ہر ایک کوس پر رباط (چوکی) تعمیر کرائی۔ جس میں ہندو اور مسلمان دونوں کا علیحدہ علیحدہ کھانا ہوتا۔ جو رنگداروں کی مہمانی کے لئے ہوتا۔ ہر چوکی میں پختہ مسجد۔ موذن اور امام مقرر ہوتا۔ ایک چوکی چھوڑ کر دوسری چوکی تک ڈاک کا انتظام تھا۔ جس میں نیلاب سے لے کر بنگال تک روزانہ ڈاک جاتی۔ سڑک کے دونوں طرف پھل دار درخت تھے جن میں جامن اور آم کا تناسب زیادہ تھا۔ اور ان سب درختوں کے پھل ماندہ عام تھا۔ اسی طرح آگرہ اور مندو (مالوہ) جن کی درمیانی مسافت تین سو کوس تھی۔ اس میں پھل دار درخت۔ چوکی۔ چوکی کے اندر مسجد۔ مسجد میں امام و موذن اور ہندو مسلمان دونوں کے لئے خور و نوش کے مطبخ تھے۔ شیر شاہ کے عہدِ حکومت میں اس حد تک پہنچا تھا۔ کہ ایک بڑھیا سامان لے کر جنگل سے گذرتی اور کوئی اس کی طرف ہاتھ نہ بڑھا سکتا۔

شیر شاہ کو ایک ہی ملال رہا کہ یہ سلطنت اُسے بوڑھا پے میں ملی۔ وہ کہا کرتا کہ اگر زمانہ میرے ساتھ موافقت کرتا۔ تو میں خلیفۃ المسلمین کی طرف خط لکھتا کہ وہ فارس پر ادھر سے بلغار کے اور میں ادھر سے تاکہ اُن اوباشوں کو بلیا میٹ کر دیا جائے جو حاجیوں پر حملہ کر کے ان کا سامان

لوٹ لیتے ہیں اور ہم دونوں مل کر مکہ معظمہ کے لئے ایک ایسی شاہراہ بنوادیں جو ان رہنمائیوں کے  
خطرات سے محفوظ ہو۔ مگر اس کے یہ سو دات مکمل ہونے سے پہلے موت نے اُسے قبر میں سلا  
دیا۔

## ۲۶۰۔ مولانا شیر لاہوری

۹۹۲ھ  
۱۵۸۵ء

”الشیخ الفاضل“ شیری ابن یحییٰ الصیاد لاہوری۔ شعر و ادب میں ممتاز دوراں۔ مولانا  
و منشاقریبہ کو کو درنواح لاہور اپنے والد سے پڑھا۔ اور مختلف فنون میں امتیاز حاصل کیا۔  
بے حد ذہین اور طباع تھے۔ شعر کی تنقید اور عتابیات معاصرین پر فوقیت تھی۔ سلطان اکبر کے  
حکم پر شری کرشن کے سوانح زندگی ہندی سے فارسی میں منتقل کیئے اور فارسی میں دیوان چھوڑا۔  
تا بڑا بید ہر زمان کشور بر انداز آفتے

فتنہ دیر کوئے حوادث کتخدا خواہد شدن

باعقاب تر ضحواہ و خنجر ارباب شک

بارہمراز ذمہ گردن جہدا خواہد شدن

فیلسوف کذب را خواہد گر بیان پارہ شد

خرقہ پوش زہد را تقویٰ روا خواہد شدن

شورش مغز است اگر در خاطر آرد حلالے

کز خلائی مہر پیغمبر جدا خواہد شدن

بادشاہ اسال دعویٰ نبوت کردہ است

گر خدا خواہد پس از سالے خدا خواہد شدن

مقام یوسف زنی یاغستان میں ۹۹۲ھ میں انتقال فرمایا۔  
۱۵۸۵ء

## ۲۶۱۔ مولانا شیر علی سرہندی

۹۸۵ھ  
۱۵۷۷ء

”الشیخ القاضی“ شیر علی حنفی صوفی سرہندی۔ یکے از مشایخ مشہورین مشہور سلاسل تصوف میں منسلک۔ خصوصاً سلسلہ قادریہ میں! ۹۸۵ھ میں رحلت فرمائی (گلزار ابرار)

## ۲۶۲۔ مرزا صادق اردو بادی

۹۹۷ھ بمابہ جمادی الاولیٰ

مرزا صادق شیعہ اردو بادی فاضل بزرگ از اہل بیت علمائے وقت۔ مولد و منشا اردو باد از آذربائیجان۔ اپنے دور کے مشہور اسمائذہ سے پڑھا۔ اور ہندوستان میں احمد نگر (دکن) کو اپنا مستقر بنا لیا۔ یہاں دس سال قیام فرمایا اور بلوک و امراسے خوب خوب انعامات حاصل کئے۔ اور جب صلاحیت خان وزارت پر فائز ہوا۔ تو اس نے آپ کو اعلیٰ مناصب اور جاگیر سے بالائے مال کر دیا۔ جس سے آپ بڑے لطف و عیش کی زندگی بسر کرنے لگے۔

آپ بلند پایہ فاضل تھے۔ شعر و ادب میں فقید المثال۔ شعر کہتے اور ان میں جلا پیدا

کردیتے۔ نمونہ!

اے رہزنِ کاروان زہد و پیمبر  
بدعت دوستی خصمے آمیز

در کوئے تو از ہجوم نظر گیایاں

نہ جلئے نتادن است نہ پائے گرینہ

ماہ جمادی الاولیٰ ۹۹۷ھ میں احمد نگر کے اندر قتل ہو گئے۔

(بروایت محمد قاسم فرشتہ)

## ۲۶۳۔ قاضی صدر الدین لاہوری

۹۹ھ ۱۵۸۲ء ۱۵ رمضان المبارک

شیخ العالم الفقیہ صدر الدین تشریفی لباسی لاہوری: دین بھروسہ و جرات۔ علوم فقہ و کلام اور اصول و عربیت میں ممتاز العلماء تھے۔ نصاب کا کچھ حصہ مخدوم الملک عبداللہ بن شمس الدین ملتانی سے اور کچھ حصہ دوسرے علما سے پڑھا۔ جیسا کہ بدایونی نے لکھا ہے اور یہ کہ آپ تحقیق علوم میں اپنے شیخ (ملتانی) سے افضل تھے۔ تیسری سخی سے بہرہ اندوز۔ بحث میں سلیقے سے گفتگو کرتے۔ جملہ فتون میں مطالعہ وسیع تھا۔ فراخ دلی سے مستفیض تھے۔ دیکھنے والا سمجھتا کہ ارباب نبوی کے اعتبار سے بالکل تہی دست ہیں۔ اگرچہ ایسا نہ تھا۔

بدایونی لکھتے ہیں۔ ایک روز انہوں نے کسی شخص کو مجذوبوں کے لباس میں دیکھا۔ تو اس کی تعظیم کے لئے درت بستہ کھڑے ہو گئے۔ مجذوب نے ان سے فرمایا کہ میں خنجر سے آپ کی ملاقات کر سکتا ہوں۔ یہ سن کر قاضی صاحب نے اللہ کے قدموں پر سر رکھ دیا۔ اور عرض کیا یہ تو تیری عنایت ہوگی۔ اگر آپ مجھے خنجر تک پہنچا دیں۔ مجذوب نے کہا۔ مگر ان دنوں میں اپنی لڑکی کی تزویج کے بارے میں مغموم ہوں۔ اور اس کے لئے سات سو تنگہ درکار ہے۔ قاضی صاحب نے اسی لمحہ یہ رقم مجذوب کے سامنے رکھ دی۔ مجذوب انہیں ایک دریا کی طرف لے گئے۔ وہ خود طویل القامت تھے۔ ان کا بازو پکڑ کر دریا کے اندر بڑھتے گئے۔ یہاں تک کہ پانی ڈوبان آگیا۔ قاضی صاحب چلا اٹھے۔ اور فرمایا۔ بس مجذوب صاحب! کیونکہ محدود حیرانہ جانتے تھے۔ مجذوب نے فرمایا۔ میں تو آپ کو خنجر کے مقام پر پہنچا کر رہتا۔ اگر آپ ضبط نہیں کر سکتے تو میں بری اللذمہ ہوں۔

بدایونی فرماتے ہیں کہ اکبر شاہ تیموری نے قاضی صدر الدین کو شہر بھڑوچ کا قاضی مقرر کر دیا۔ آپ تشریف لے گئے اور اپنی وفات تک وہاں ہی قیام فرمایا۔

علامہ مندوی نے گلزار ابرار میں لکھا ہے کہ قاضی صدر الدین مرد صالح اور رقت سے بھرپور تھے۔ لاہور کے مجذوب شیخ موسیٰ ہداد کے فیض یافتہ تھے۔ ۹۹ھ ماہ رمضان کی ۱۵ تاریخ کے روز آسودۃ لحد ہوئے۔



## ۲۶۴۔ الشیخ صدر الدین سندھی

”الشیخ العالم“ الفقیہ صدر الدین سندھی، صوبہ سندھ کے اندر یکے از علما۔ نے مشہورین ہند تدریس آراستہ فرمائی۔ اور اپنی زندگی میں یہ فیضان عام کر دیا۔ فضلا کی جماعت استفادہ کے لئے حاضر ہوتی۔ سید محمد ابن یوسف مدوی جون پوری المشہدی جب سندھ تشریف لائے تو آپ سے مناظرہ کرنے کے بعد آپ کے تبحر کا معتقد ہو کر آپ کے مترشدین میں داخل ہو گیا۔ آپ سندھ کے بادشاہ لجام نظام الدین کے ہم عصر تھے۔

## ۲۶۵۔ سید صدر الدین قنوجی

”الشیخ الفاضل“ صدر الدین حنفی قنوجی اپنے زمانہ کے معروف علما اور سلطان سکندر بن بہلول نودھی کے ندیم تھے۔ ان کے حقیقی بھائی سید حسن اور سید امام بھی علما کے ڈمہ میں سے تھے۔ (راجد العلوم مؤلفہ قنوجی)

## ۲۶۶۔ السید صفائی ترمذی

م ۹۹۱ھ بمابہ ذوالقعدہ  
۶۱۵۸۳ھ

”الشیخ العالم“ الفقیہ السید صفائی بن مرتضیٰ الحسینی الترمذی المنتسب بہ شیر قلندر ابن بابا حسن ابدال قندھاری فقہ و اصول و ادب میں ممتاز علما سے تھے۔ سلطان محمود شاہ سندھی نے آپ کو شہر بھکر صوبہ سندھ کی قضاة سپرد کر دی۔ اور اللہ نے آپ کو اولاد صالح عطا فرمائی۔ جس میں محمد معصوم مؤلف تاریخ سندھ ممتاز تھے۔ ماہ ذیقعدہ ۹۹۱ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔

## ۲۶۷۔ خواجہ صفقر رومی

م ۹۵۳ھ  
۶۱۵۲۴ھ

”الامیر الکبیر“ خواجہ صفقر رومی۔ سلمان ترکی الشہید السعید کا آزاد کردہ غلام۔ لقب خداوند خان

تھا۔ ۹۳۷ھ میں سلمان مذکور کے بھانجے مصطفیٰ کے ہمراہ گجرات آیا۔ اور مصطفیٰ نے اسے ہندوستان کی بندرگاہوں کا نگران مقرر کر دیا۔ اس نے بہادر شاہ گجراتی کے عہد میں سوات کا قلعہ تعمیر کرایا۔ مگر جب بہادر شاہ نے ہمایوں سے شکست کھا کر دیو کاڑخ کیا۔ تو خواجہ عنقر جو اس وقفہ میں مصطفیٰ مذکور کا وکیل تھا۔ آگے بڑھا اور بہادر شاہ کی رکاب پر سوار ہو کر مصطفیٰ خاں سے برأت کا اظہار کیا۔ اور اس کی رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے دیو میں داخل ہوا۔ اس نے بہادر شاہ کو تمام خفیہ مورچے دکھا دیئے۔ ان میں سے جو مورچے کمزور تھے۔ ان کی درستگی کا مشورہ پیش کیا۔ پھر اس نے خاص سلطانی دستہ طلب کر کے بہادر شاہ کے سامنے پیش کیا۔ بہادر شاہ حیران رہ گیا۔ اور اس نے مصطفیٰ کی تحویل کے بندرگاہ دیو، سوات، راندھیر، تھانہ و دمن ہر شش صفر کے نام منتقل کر دیئے اور عنقر کو حکم دیا کہ تمام حکام رعایا کو طلب کر دو۔ اور دیو کو آباد کرنے کا حکم دیا۔ پھر کہا کہ دیو کو ہمایوں کے محلے سے بچایا جاسکتا ہے؛ صقر نے کہا بچالینا ممکن تو ہے۔ دوسرا سوال یہ تھا کہ مصطفیٰ کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؛ صقر نے کہا وہ کامیاب نہیں ہو سکتا۔ پھر بہادر شاہ نے دیو کے مخدوش مورچے مضبوط کرادیئے اور جنگ کرنے کے لئے کمر باندھ لی۔

وہ نو ساری مقام کی طرف روانہ ہوا۔ وہاں کے گرد و نواح کو مستحکم کر لیا۔ اس طرح یکے بعد دیگرے تمام شہروں کو مضبوط کرتا ہوا سوات اور وہاں سے بڑوچ پہنچا۔ جہاں اس کے ہمراہ تھا۔ آخر وہ احمد آباد پہنچا اور اس نے تمام صوبہ اپنے ماتحت کر لیا۔ یہ واقعہ ۹۴۲ھ کا ہے جس سے کچھ عرصہ بعد بہادر شاہ قتل ہو گیا۔ جیسا کہ اس کے تذکرہ میں نمبر ۱۰۵ میں مذکور ہوا ہے۔ اس موقع پر صقر بھی اس کے ہمراہ تھا جسے اس کے شناخت کرنے والوں نے پکڑ لیا۔ پہلے سے صقر یہ کہا کرتا کہ جان پہچان اگرچہ باولے کتے سے کیوں نہ ہو۔ مگر وقت پر وہ بھی کام آجاتا ہے۔ آخر اس کے شناسانے اسے بچا کر اپنے ہاں چھپائے رکھا۔ پھر اسے ظاہر کیا گیا۔ تو اس سے یہ عہد و پیمان ہوا کہ وہ دیو میں رہ کر تجارت کا پیشہ کرے۔ آخر اس کی زندگی بیخ ہی گئی۔ کچھ عرصہ بعد وہ دیو کے موجودہ حکام کے پاس آیا تو اس وقفہ کے حکمران سلطان محمود شاہ نے اسے خداوند جہاں کا خطاب دے کر اسے دیو جانے کا حکم دیا۔ وہ ۹۵۲ھ میں شہر سرخیز میں وارد

ہوا۔ اور رناں کے وکیل کی طرف جو سوات میں تھا۔ یہ لکھا کہ اپنے بیٹے محرم کی سرکردگی میں تمام فوج و خزانہ اور اسلحہ و بار برداری کے آلات سب کچھ بھیج دے۔ یہ سامان حاصل ہو جانے کے بعد وہ دیوروانہ ہو گیا مگر جب وہ نواں گریہنچا جو دیو سے تین ہی فرسخ پر تھا۔ تو بھاری سامان چھوڑ چھاڑ کر پاپا ہی اور اسلحہ لے کر دیو میں داخل ہوا۔ اور اس نے پیش قدمی شروع کر دی۔ فریق مقابل بھی جنگ کرنے پر آمادہ تھا مگر وہ قلعہ کی طرف قدم بہ قدم بڑھتا گیا۔ اور ایک تینا سب کے مطابق مال کی خیرات شروع کر دی۔ جس سے وہ محتاج ہو گیا۔ تب اس نے اپنے وزیر افضل خان کی طرف خوانہ بھجوانے کے لئے لکھا۔ مگر اس نے ایک جہت تک نہ بھیجا۔ آخر اس نے قلعہ پر حملہ کر دیا۔ اس حملہ میں بہت سے محصورین مارے گئے اور اکثر ان میں سے زخمی ہو گئے۔ صقر خواجہ پتھر کے گولے بنواتا اور دشمن پر پھینکتا رہا۔ لیکن آخر میں یہ کام بند ہو گیا ایک روز وہ اپنے مورچہ کی اوٹ میں بیٹھا ہوا تھا کہ قلعہ کی طرف ایک گولہ جو پھینکا گیا تو اس گولے کے ٹکڑے فصا میں اڑنے لگے۔ جن میں سے ایک ٹکڑا صدر کی کھوپڑی پر گرا۔ اور وہ جان ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ واقعہ ماہ ربیع الثانی ۹۵۳ھ میں بردایت اسمعیلی کتاب ظفر الوالہ سے منقول ہوا۔

## ۲۶۸۔ قاضی صلاح الدین جون پوری

”الشیخ العالم“ الفقیہ قاضی صلاح الدین خلیل حنفی جون پوری۔ قاضی نظام الدین مؤلف فتاویٰ ابراہیم شاہیہ کے احفاد (پوتوں) میں تھے۔ جن کی گود میں پروان چڑھے اور ان کی رحلت کے بعد منصب قضاة پر فائز رہے۔ بیس سال اس عہدہ پر رہے۔ خلیق و شیریں سخن۔ عقلی گفتگو کا موقع۔ عالم متبحر۔ جزئیات مسائل میں ان کی طرف اشارہ کیا جاتا۔ سید عبدالاول ابن العلاء جون پوری شارح صحیح بخاری امدان کے سوا بیشتر افراد آپ کے مستفیض ہوئے (زیدی در تجملی نورد)

## ۲۶۹۔ قاضی ضیا الدین نیوتنی

”الشیخ الفاضل العلامة“ ضیا الدین بن سلیمان بن سلونی بن عثمانی نیوتنی اودھی۔ یکے از

علمائے اکابر۔ مولد و منشا نیوتن در نواح مولان۔ ابتدائی کتابیں نیوتن میں پڑھ کر گجرات کا سفر کیا۔ وہاں قاضی وجیبہ الدین بن نصر اللہ گجراتی سے پڑھا۔ مجدد نے اپنی صاحبزادی آپ کے حوالہ عقید میں منسلک فرمادی۔ ضیاء الدین نے برسوں یہاں اقامت فرمائی۔ اور یہیں سید محمد یوسف قرشی برہان پوری سے سلسلہ قادریہ میں بیعت کی۔ حرمین تشریف لے گئے اور حج و زیارت کے بعد واپس آکر اپنے وطن میں قیام فرما کر افادہ علوم و معارف میں مصروف ہو گئے۔ آپ سے شیخ جمال کوروی اور دیگر بے شمار افراد نے اکتساب کیا۔

## ۲۷۰۔ مولانا ضیاء الدین مدنی

”الشیخ العالم المحدث“ ضیاء الدین حسینی المدنی، رفون بہ کاکوری۔ حدیث، لغت و نحو کے اندر ممتاز الافرامل تھے۔ دہلی میں دو سال اقامت کے بعد اودھ کا رخ کیا۔ اور پانچ سال تک کاکوری میں رہائش فرمائی۔ درس و افادہ مشغلہ تھا۔ ان سے شیخ نظام الدین بن سیف الدین علوی کاکوری نے حدیث میں صحیح بخاری اور جامع الاصول پڑھی۔ کاکوری میں آسودہ لحد ہوئے۔ یہ تذکرہ شیخ مراتب علی قلندر نے اپنی کتاب کشف المتواری میں کیا ہے۔

## ۲۷۱۔ شیخ طاہر بن رضی الہمدانی

۹۵۶ھ  
۱۵۷۹ء

”الشیخ الفاضل“ طاہر بن رضی الدین بن موسیٰ شاہ بن محمد ابن الجلال ابن الحسن بن محمد ابن الحسن بن علی بن نزار بن مستنصر اسماعیلی العجیدی الہمدانی آخر الاولاد عبید اللہ المہدی صاحب دعوت (یعنی داعی اسماعیلیہ) اس انتساب پر انہوں نے خود کو مہدی بتایا اور کہا کہ وہ نامور بن اللہ ہیں۔ عوام نے جوق در جوق ان کی دعوت قبول کی۔ انہوں نے بلاد مغرب و دیار مصر کو اپنا مرکز قرار دیا۔ مگر جب ۹۵۶ھ میں ان کی دعوت کا شیرازہ بکھر گیا۔ تو یکے دتہما عراق عجم کی طرف چلے آئے۔ یہاں مہدی کی بجائے محض شیخ ہو کر رہ گئے۔ اور یہی لقب ان کی اولاد در اولاد میں متواتر ہو گیا حتیٰ کہ طاہر بن رضی مسند شیخوخیت پر فائز ہوئے۔ کہ منطق و فلسفہ اور جفر و رمل میں مشہور آفاق

ہونے کے ساتھ بعض اور علوم عربیہ میں بھی فائق تھے تو عوام ان کے ارد گرد اکٹھا کر آگئے۔ جس پر سلطان اسماعیل بن حیدر صفوی شیعہ شاہ فارس کو اپنے بادشاہت کے خلاف خطرہ محسوس ہوا۔ تو صاحب ترجمہ از خود اسماعیل کے پاس ۹۲۶ھ میں آگئے۔ برسوں ان کے پاس رہے۔ بعد ازاں کاشان میں مشغلہ تدریس جاری فرمادیا۔ ان کے اصحاب سمٹ کے ان کے ارد گرد جمع ہو گئے اور قبولیت عام کی دولت سے سرفراز ہوئے۔ اب ان پر الحاد کی تہمت لگا دی گئی سلطان اسماعیل اس مرتبہ بھی گھبرا اٹھا۔ اور ان کے قتل کا فرمان جاری کر دیا۔ یہ سن کر شیخ طاہر صاحب ہندوستان میں گوا اور یہاں سے بیجاپور آگئے۔ مگر یہاں کے بادشاہ اسماعیل عادل شاہ بیجاپوری ان پر ملتفت نہ ہوا۔ آپ قلعہ پر بندہ میں وارد ہوئے۔ جہاں شیخ پیر محمد کی آپ سے ملاقات ہوئی۔ جنہیں برہان نظام شاہ نے پر بندہ کے قلعہ دار کی طرف سفیر کی حیثیت سے بھیجا تھا۔ شیخ پیر محمد ملا طاہر کے علم و کمال کے گرویدہ ہو گئے۔ اور ان سے مجسطی پڑھی۔ جب علامہ پیر محمد احمد نگر لوٹے تو اپنے مرنی سلطان احمد نگر سے ان کے فضل و کمال کا ذکر فرمایا۔ سلطان نے طاہر کو ۹۲۸ھ میں طلب کر لیا۔ اور ان کو احمد نگر میں اقامت کے لئے فرمایا۔ آپ قلعہ احمد نگر کے اندر ۱۲۲۱ھ میں دو مرتبہ تدریس فرماتے۔ جس میں شہر کے تمام علما جمع ہوتے۔ اور سلطان برہان نظام شاہ مددوح بھی۔ جو ان کی تقریب سے بہت خوش ہوتا۔ کچھ عرصے کے بعد سلطان مددوح کا فرزند عبدالقادر بستر علالت پر دراز ہو گیا۔ وہ اپنے باپ کا بہت پیارا بیٹا تھا۔ طاہر عیادت کے لئے آئے اور سلطان کو لڑکے کی صحت کی بشارت دیتے ہوئے فرمایا۔ مگر لیشر طیکہ بادشاہ خطبہ میں دوازدہ آئمہ کا ذکر کرے۔ اور ان کے مذہب کی ترویج میں مدد دے۔ برہان نظام شاہ نے اس کا وعدہ کیا۔ جس پر طاہر نے اُسے مذہب شیعہ کی تلقین کرتے ہوئے سمجھایا کہ یہ حسب ہے اور یہ ہے رفض و تشیع! برہان نظام شاہ نے اپنے قبیلہ و خدم و حشم جن کی تعداد تین ہزار تھی۔ خود پر یہ مذہب ادا کیا۔ یعنی طاہر کو پھر ایک مرتبہ وہ موقع مل گیا جو اُس نے کاشان میں کھو دیا تھا۔

مصنفات | طاہر شاہ نے بہت سی کتابیں لکھیں۔

۱۔ شرح الباب ایجادی عشر در کلام۔

۲۔ شرح الجفریۃ فی فقہ الامامیۃ۔

۳۔ حاشیہ بیضاوی۔

۴۔ حاشیہ اشارات

۵۔ حاشیہ محاکمات

۶۔ حاشیہ مجسطی

۷۔ حاشیہ شفا

۸۔ حاشیہ مطول

۹۔ حاشیہ بر گلشن راز

۱۰۔ شرح تحفہ شاہی

۱۱۔ رسالہ پالکی۔

آپ شعر بھی کہتے۔ نمونہ!

در غم اولذت عیش از دل ناستاد رفت

خوب غم کر دیم چندا غنے کہ عیش ادا د رفت!

۹۵۴ھ کے اندر شہرا احمد نگر میں رحلت فرمائی۔ پہلے اس سرزمین میں سپرد خاک ہوئے

۱۵۲۹

بعد ازاں ان کی ہڈیاں کر بلا لے جای گئیں (محمد قاسم در تاریخ)

## ۲۷۲۔ مولانا طیب سندھی

۱۵۰۰ھ

”الشیخ العالم المحدث“ طیب بن ابوالطیب تنوخی السندھی۔ یکے از علمائے اکابر از نسل

شیخ مارون۔ مولد و منشا سرزمین سندھ۔ مولانا مفتی یونس سندھی کی خدمت میں برسوں باریاب

رہ کر پڑھا۔ کچھ عرصہ بعد برار کے قصبہ ایلیچپور میں چلے آئے اور یہاں برسوں رہنے کے بعد

برہان پور بہ معیت شیخ طاہر بن یوسف سندھی وارد ہوئے۔ تدریس و افادہ مشغولہ تھا۔ آپ نے

شیخ عیسیٰ ابن قاسم سندھی نے بعض درسیات در اصول و کلام پڑھیں۔

تصانیف:۔ رسالہ غوثیہ۔ حاشیہ مشکوٰۃ المصابیح (در حدیث)۔ رسالہ میں وفات

## ۲۷۳۔ سلطان میراں عادل شاہ برہان پور

م ۱۵ ربیع الاول ۹۸۹ھ

”الملك المرید“ عادل بن مبارک ابن نصیر بن احمد بن فاروقی برہان پوری شاہی اختیارات حاصل کرنے سے قبل ان کا نام عین خان تھا۔ جس کی بنا پر عینا عادل مشہور ہوئے۔ ۸۷۱ھ میں اپنے والد کی رحلت کے بعد زمام حکومت ہاتھ میں لی۔ اور سکون و عمل کے ساتھ نظم کو چلایا۔ رعایا کے دل میں اپنے حسن سیرت کی وجہ سے گھر کر لیا۔ علاقہ گوند واڑہ اور گڑھ فتح کئے۔ قلعہ آسیر کے ارد گرد ایک سر بلند حصہ بنا لیا۔ جس سے وہ ہندوستان کے تمام قلعوں میں ممتاز ہو گیا۔ اسی طرح شہر برہان پور میں ایک قلعہ تعمیر کرایا۔ جس کی بنیاد نہایت مضبوط رکھی۔ ۱۰۱۰ھ میں نے (۲۶) برس چنڈاہ تک حکومت کی۔

وہ علوم میں فاعل اور میدان رزم کا شہسوار تھا۔ عقل و دانش اور دین میں اس کا شمار تھا۔ براز نصف ماہ ربیع الاول ۹۰۶ھ میں آسودہ لحد ہوا۔

## ۲۷۴۔ مولانا عالم کابلی

”الشیخ الفاضل“ عالم بن عارف حنفی کابلی یکے از کابلیین علوم عالیہ۔ جیسا کہ بدایونی سے ذکر کیا ہے وہ نہایت ہنس مکھ، مذاقی اور ایسے عمدہ پیرائے میں قصے بیان کرتے کہ ان کی شیریں سخنی اور حسن اخلاق کے ساتھ ان قصوں کے سننے والے لوٹ پوٹ ہو جاتے۔ بعض اوقات بعض سامعین کی موت کا خطرہ پیدا ہو جاتا۔ انہوں نے کئی کتابیں بھی لکھیں ازاں جملاً

۱۔ حاشیہ شرح المقاصد۔ ان کی بیاض کثکول نامی پر ہے۔ جس کا نام القصد رکھا۔ اور جسے انہوں نے اپنی تصنیف بتایا ہے۔

۲۔ حاشیہ بر مطول۔ جس کا نام الطول رکھا۔ اور دعویٰ کیا کہ میرے مہنفات تو ہیں یہ کتاب بہت طویل ہے۔

۳۔ فوارخ الولاية در اخبار الاولیاء۔ جس میں ہر فقیر سائل باشند یا مجاور سب کے حالات اور ان کے متعلق جو کچھ سنا ہو۔ شامل کتاب کر دیا۔

بدا یونی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ عالم علی نے مجھے فتح پور میں بلایا۔ میرے ساتھ نظام الدین بخشیشی کو بھی غلب کیا۔ ہمیں جانا ہی پڑا۔ دوسرے روز ہم ان کے دولت کدہ پر گئے جہاں ہمیں بھوک بڑھانے والی معجون کھلائی گئی۔ بعد ازاں انہوں نے اپنی کتابیں ہمارے سامنے رکھ دیں۔ آخر بھوک نے ہم پر غلبہ کیا۔ ہم دسترخوان کے منتظر تھے۔ مگر دیاں ایسی کوئی بات نہ تھی۔ تب ہم نے خود کھانا طلب کیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں تو یہ سمجھے ہوئے تھا کہ آپ لوگ اپنے گھر سے کھا کر آئے ہیں۔ ہم چلے آئے۔ اور جو کچھ گھروں میں تھا اس پر اکتفا کیا۔ مولانا کابلی نظام الدین بخشیشی پر ناراض تھے کہ وہ بھی سلطان اکبر کے حضور سجدہ کرتے اور اسے منجملہ آداب تخیہ قرار دیتے ہیں۔ اور ساتھ ہی مولانا کابلی یہ چاہتے تھے کہ وہ بھی مبارک کے دونوں بیٹوں ذبیحی و ابو الفضل کی مانند امرائے سلطنت میں داخل ہو جائیں لیکن اس بارے میں ان کی قابلیت کام نہ آسکی۔ اور وہ جہاں تھے وہیں رہ گئے۔ رحلت ان کی ۹۹۲ھ میں ہوئی۔

## ۲۷۵۔ مولانا عباس سندھی

۹۹۸ھ  
۱۵۸۹ء

الشیخ الفاضل "عباس بن الجلال پاتری سندھی۔ یکے از باکمالان در علوم ظاہر و باطن مولد و منشا قریبہ پاتری در سندھ۔ مگر اوائل ۹۲۴ھ میں قریبہ ہیکور (در نواح بھکر) میں منتقل ہو گئے، اور وہیں طرح اقامت ڈال دی۔ تدریس کی مسند آراستہ کر لی۔ بڑے صاحب اور بے سوال منش تھے۔ فقہ وحدیث وتفسیر پڑھاتے۔ قاضی عبدالسلام سندھی اور دوسرے بے شمار افراد ان سے مستفیض ہوئے۔ ۹۹۸ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا اور ۹۶ سال کی عمر پائی۔

(مآثر)



## ۲۷۶۔ مولانا عبدالاول جون پوری

م ۹۶۸  
۶۱۵۴۰

”الشیخ العالم المحدث“ عبدالاول بن العلامر الحسینی جو پوری یکے از علمائے کبار در فرقہ حنفیہ۔ قریہ زید پور در نواح جون پور وطن مالوف جہاں سے آپ کے مورث اعلیٰ دکن منتقل ہو گئے صاحب ترجمہ کا مولد و منشا ہی خطہ ہے۔ اپنے جلد علاؤ الدین از شیخ حسین فتیح و محمد بن جزری مؤلف حسن حسین ابن یوسف الحسینی دہلوی دین گبرگہ سے حدیث پڑھی۔ پھر گجرات تشریف لے آئے اور وہاں سکونت اختیار فرمائی۔ حرمین کا سفر کیا اور حج و زیارت سے فارغ ہو کر احمد آباد داخل ہوئے۔ مدت تک یہاں درس و افادہ فرمایا۔ آپ سے طاہر بن یوسف سندھی اور بے شمار افراد نے اکتساب فرمایا۔ آخر عمر میں دہلی تشریف لے آئے اور قیام سے دو سال بعد یہیں وفات پائی۔

۱۔ فیض الباری شرح صحیح البخاری

۲۔ منظومہ در علم میراث

تصانیف

۳۔ نمبر ۲ کی مفصل شرح

۴۔ رسالہ در تحقیق نفس

۵۔ مختصر سفر السعادة

۶۔ فتوحات بکیمہ پر دو حواشی = (۱) مطول (ب) مختصر۔

## ۲۷۷۔ میرک عبدالباقی سندھی

”الشیخ الفاضل“ عبدالباقی بن محمود ابن السعید الحنفی السبزواری تتوی السندھی۔ اپنے

والد کے سب سے بڑے بیٹے۔ جو علم و فضل میں بھی اپنے تمام بھائیوں میں برتر تھے۔ درس و افادہ مشغول تھا۔ علوم ہنیت و ہندسہ وغیرہ میں کمال حاصل تھا۔ اقلیدس کے بعض اشکال

ایجاد کئے۔ عبدالخالق الکیلانی۔

باوجود علوم حکمت میں متبحر ہونے کے آپ کے مقرف اور آپ سے مستفیض تھے۔ جیسا کہ  
نہاوندی نے مآثر میں ذکر کیا ہے۔ ۹۸۳ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔  
۶۱۵۷۵

## ۲۷۸۔ شیخ عبد الجلیل لاہوری

م ۹۱۰ھ  
۶۱۵۰۲۱

”الشیخ الصالح“ عبد الجلیل بن ابو الفتح بن عبد العزیز ابن شہاب الدین بن نور الدین ابن  
حمید الدین الحارثی النکاری لاہوری۔ اساتذہ درسیات میں آپ کے والد ماجد اور بے شمار  
حضرات ہیں اور طریقت میں شیخ رکن الدین الفتح فیض اللہ بن محمد قرشی نلقانی۔ آپ سیاحت کے  
لئے نکلے تو چلتے چلاتے لاہور میں سکونت اختیار کر لی۔ یہاں آپ سے کئی افراد نے استفادہ  
کیا جس کے حالات آپ کے بھائی ابوبکر نے ایک کتاب کے اندر لکھے اور لاہور ہی میں رحلت  
فرمائی (خزینۃ الاصفیاء)

## ۲۷۹۔ شیخ عبد الجلیل جون پوری

م ۹۹۰ھ  
۶۱۵۸۲

”الشیخ الفاضل“ عبد الجلیل بن طہ العسادی جون پوری۔ یکے از فقہائے حنفیہ شیخ  
عبد اللہ ہروی کی ذریت سے تھے۔ طریقت میں شیخ عبد العزیز بن الحسن عباسی دہلوی سے مستفید  
اور فقہ و حدیث میں ممتاز الفاضل۔ حج و زیارت کے لئے شروع کیا ہی تھا کہ چوروں نے آپ  
کو ۹۹۰ھ میں دہلی کے اندر قتل کر دیا۔ آپ کی تاریخ رحلت پر ایک صاحب نے  
قتیل محبت سے تاریخ مستخرج کی (از گنج ارشدی)

## ۲۸۰۔ شیخ عبد الحکیم برہان پوری

”الشیخ الصالح“ فقیہ عبد الحکیم ابن بہاؤ الدین بن معز الدین برہان پوری یکے از مشائخ

مشہورین، معبد علم میں پروان چڑھے۔ اپنے والد کی خدمت میں برسوں باریاب رہ کر پڑھا۔ اور شیخ علی منقی برہان پوری مہاجر مکہ مکرمہ سے پڑھا۔ صرف زہد و عبادت شعار و دثار تھا۔ اس کے سوا کسی سے کوئی علاقہ نہ تھا۔

## ۲۸۱۔ شیخ عبدالحکیم کالیپوی

م ۹۸۲ھ  
۶۱۵۷۴

”الشیخ الصالح عبدالحکیم کالیپوی یکے از اکابر علم و طریقت۔ شیخ عبد الوہاب بن محمد حسینی بخاری دہلوی کی خدمت میں برسوں باریاب رہ کر اکتساب فرمایا۔ اور کالیپی ہی کے اندر زہد و عبادت میں مشغول رہ کر قناعت و ترک سوال کے ساتھ اوقات بسر کر دئے۔ طریقت ظاہری پر عمل تھا ۹۸۲ھ میں آسودہ لحد ہوئے۔ اور ایک صاحب نے تاریخ وقات حکم خدا شدہ سے مستخرج کی دگلزار ابرار

## ۲۸۲۔ شیخ عبدالحکیم سنہلی

م ۹۸۹ھ  
۶۱۵۸۱

”الشیخ العالم الصالح عبدالحکیم بن حاتم السنہلی یکے از علمائے کبار۔ شہر سنہلی مولد و منشا۔ اپنے والد کی خدمت میں برسوں باریاب رہ کر پڑھنے کے بعد خود مسنہ تدریس آراستہ فرمائی۔ معمولات میں طریقت ظاہری اور تعلیم و تعلم میں اپنے والد کے نقش قدم پر تھے قناعت توکل شعار و دثار تھا ۹۸۹ھ میں سپرد خاک ہوئے۔

## ۲۸۳۔ میر عبدالحکیم گجراتی

م ۹۹۱ھ  
۶۱۵۵۳

”الامیر الکبیر عبدالحکیم بن محمد بن محمد بن محمد بن شاہو ابن نکودر ابن جلدہ نندہ قرشی سندھی گجراتی۔ گجرات مولد اور جاپانیر منشا۔ برسوں اپنے والد کی خدمت میں باریاب رہ کر

مستفیض ہوئے۔ ان کے سوا دوسرے حضرات سے بھی اکتساب فرمایا۔ اداں جملہ ابوالفضل قاضی برہان الدین خطیب نہروالی ہیں۔ نیز کچھ اور علما بھی، علوم میں تکمیل کے بعد سلطان بہادر شاہ کا تقرب حاصل ہوا۔ تو ممدوح نے ریاست کے کئی امور پر آپ کا تقرر فرما دیا۔ اور جب سلطان محمود شاہ مملکت کا والی ہوا۔ تو اُس نے ۹۵۴ھ میں آپ کو وزارت کا قلمدان سونپ دیا۔ اور ان کو لقب المجلس العالی خداوند خان عطا فرمایا۔ آپ سلطان محمود کی طرف سے برسوں پاس خدمت پر مامور رہے اور ۹۶۱ھ میں کسی دشمن کے ہاتھ سے قتل ہو گئے۔

## ۲۸۴۔ مولانا عبدالحی دہلوی

”الشیخ الفاضل“ عبدالحی بن بلال ابن الفضل حنفی دہلوی یکے از علمائے فحول۔ مولد و منشاء دہلی۔ معاصر علما سے پڑھا۔ اور برسوں اپنے والد کی خدمت میں بھی پایاب رہ کر استفادہ کیا۔ علم میں ممتاز اور بڑاؤ کے وقت سخی۔ بے حد متواضع و احسان شیوہ اور شاعر تھے ۹۵۹ھ میں سپرد خاک ہوئے۔

## ۲۸۵۔ مولانا عبد الخالق گیلانی

”الشیخ الفاضل الکبیر“ عبد الخالق گیلانی یکے از علمائے کبار۔ ان کے معاصرین کے اندر علوم حکمت خصوصاً ہیئت و ہندسہ میں کوئی ان کا ہم پلہ نہ تھا۔ انہوں نے شیخ عبد اللہ یزدی سے اکتساب کیا۔ اور قندھار سے بھکر چلے آئے۔ پھر ٹھٹھہ وارد ہوئے یہاں تدریس پر منعطف ہو گئے۔ ان کے شاگردوں میں قاضی محمود ٹھٹھوی اور ان کے سوا بے شمار افراد ہیں۔ پھر سیر و گشت کے لئے نکلے تو دکن میں آ پہنچے۔ یہ تذکرہ نہاوندی نے ناثر میں کیا ہے اور لکھا ہے کہ آپ ہم مثل تھے علوم حکمیہ میں مرزا جان اور امیر فتح اللہ شیرازی کے۔

## ۲۸۶۔ مولانا عبد الرحمن لاہوری

م ۹۷۰ھ  
۶۱۵۴۲

”الشیخ العالم الصالح“ عبد الرحمن بن احمد بن عبد الملک لاہوری یکے از فضلاء مشہورین

اپنے والد کے قائم مقام کی حیثیت سے درس و افادہ پر منعطف آپ سے بے شمار علمائے استفادہ کیا۔ اور ۹۷ھ میں آسودۂ لحد ہوئے (اخبار الاصفیاء)

## ۲۸۷۔ مولانا عبدالرحمن ملتانی

”الشیخ الفاضل“ عبدالرحمن بن عزیز اللہ ملتانی یکے از فضلاء شہر مولد و منشا ملتان۔ اپنے والد سے تکمیل کے بعد شہر لاہور میں مدتوں سند تدریس آراستہ فرمائی۔ آپ کے شاگردوں میں شیخ سعد اللہ ابن ابراہیم ملتانی اور دیگر بے شمار افراد ہیں (گلزار ابرار)

## ۲۸۸۔ شیخ عبدالرحمن لاہر پوری

۹۷۶ھ۔ بتاریخ ۱۲ ذوالحجہ

”الشیخ الفاضل الکبیر“ عبدالرحمن بن علاؤ الدین ابن ظہیر الدین عباسی لاہر پوری۔ از اولاد غلیفہ ہارون الرشید عباسی۔ مولد و منشا لاہر پور۔ در خطہ اودھ۔ اپنے والد سے پڑھا۔ اور ان کی رحلت کے بعد دہلی آکر شیخ عبداللہ بن الہداد عثمانی بلخنی کی خدمت میں برسوں ہاریا رہ کر کتاب کیا۔ علم میں کمال حاصل ہونے کے بعد فتویٰ نویسی اور تدریس کی استعداد تک پہنچے۔ جس سے سکندر شاہ لودھی کا تقرب حاصل ہوا۔ ۱۲ سال ان کی خدمت میں رہ کر جون پور آگئے۔ جہاں شیخ عبدالسلام بن محمد ابن قطب قلندری سے طریقت میں مستفیض ہوئے۔ آخر جملہ رسومات دنیوی سے یک سو ہو کر زہد و عبادت کے لئے وقف ہو گئے۔ طویل عمر پائی اور لاہر پوری میں آسودۂ لحد ہوئے (اصول المقصود)

## ۲۸۹۔ میر عبدالرحمن تموی

۹۰۱ھ  
۶۱۳۹۵ھ

”الشیخ الفاضل“ عبدالرحمن بن محمود بن ابو سعید حنفی فتویٰ سندھی۔ یکے از علمائے کبار تدریس و افادہ فرماتے۔ آپ سے بے شمار افراد نے اکتساب فرمایا۔ ۹۰۱ھ میں اقامت اہل ہو گئے (مآثر)

## ۲۹۰۔ مولانا عبد الرحمن نتوی

”الشیخ الفاضل الکبیر“ عبد الرحمن نتوی سندھی یکے از علمائے کبار۔ زمانہ مرزا عیسیٰ ترخان اور ان کے فرزند مرزا باقی امیر خطہ سندھ میں کوئی عالم ان کا ہم پایہ نہ تھا۔

## ۲۹۱۔ مولانا عبد الرحمن لاہوری

م ۹۵۰ھ  
۶۱۵۲۳ھ

”الشیخ العالم الصالح“ عبد الرحمن لاہوری ”الفاضل“ مشہور العصر، شیخ عبدالحق احراری کے طریقت میں مستفیض ہوئے۔ اور آپ سے بے شمار شاخیں ۹۵۰ھ میں لاہور ہی میں رحلت فرمائی۔ (گلزار ابرار)

## ۲۹۲۔ عبد الرحیم سہارن پوری

م ۹۶۶ھ  
۶۱۵۰۰ھ

”الشیخ العالم الفقیہ“ عبد الرحیم ابن عبد الرزاق بن خواجہ سالار الانصاری سہارن پوری یکے از علمائے عصر، مولد و منشا سہارن پور۔ تمام زندگی تدریس میں ختم کر دی۔ معقول و منقول دونوں میں ماہر تھے۔ سکندر شاہ لودھی نے آپ کو قضا پر مامور کر دیا۔ ۹۶۶ھ میں وفات پائی۔ (المرآة)

## ۲۹۳۔ شیخ عبد الرزاق مکی

م ۹۸۲ھ

”الشیخ الفاضل“ عبد الرزاق بن ابو الفتح ابن الجبال المکی یکے از بزرگان علم و طریقت۔ آپ کے کشف و کرامات بہت مشہور تھے۔ وفات آپ کی شب جمعہ ۲۰ جمادی الآخری ۹۸۲ھ کے روز ہوئی۔ ایک صاحب نے آپ کی تاریخ وفات شب جمعہ سفر کردے

## ۲۹۴ - شیخ عبدالرزاق جھنجھانوی

”الشیخ العالم الصالح“ عبدالرزاق بن احمد بن محمد فاضل ابن عبدالعزیز ابن نورالدین بن کمال الدین بن ابوسعید علوی رازی جھنجھانوی از ذریت محمد بن حنفیہ۔ ولادت ۱۳۸۱ھ - قرآن مجید حفظ کرنے کے بعد مختصر رسائل جلال جھنجھانوی سے پڑھے، بعدہ پانی پت اور دہلی وارد ہوئے۔ دہلی میں شیخ ہدا ٹھٹھی سے ۵ سال مسلسل کتاب فرمایا۔ اس مدت میں درسیات پڑھتے رہے اب کالپی اندکورہ گئے۔ اور بعض کتابیں وہاں کے اساتذہ سے پڑھ کر واپس دہلی تشریف لائے تو مدرسہ بلاعبد اللہ (غالباً تلیسی) میں پہنچے۔ یہاں مزید تحقیق کے بعد تیس سال تک تدریس فرمائی۔ بعد ازاں شیخ محمد بن الحسن عباسی ہون پوری کی خدمت میں پہنچ کر بشمول دیگر شیوخ متعدد طرق طریقت میں اجازہ حاصل کیا۔

ازاں جملہ طریقہ قادریہ میں شیخ محمد بن الحسن مذکورہ شیخ محمد سودو دلاوی و سید اسماعیل قادری سے اور طریقہ چشتیہ میں شیخ نور بن محمد حسینی مانک پوری سے۔ جن دونوں شیوخ کی خدمت میں برسوں بازیاب رہے حتیٰ کہ کشف و شہود کے تمام پردے اٹھ گئے۔

توحید پر تقریر میں ایک خاص ذوق و دلچسپی تھا۔ یہ انداز (شیخ اکبر) ایچ پی **ذوق علمی** کے مطابق تھا۔ جس انداز میں آپ کے ہم عصر عبد الملک بن عبد الغفور پانی پتی مختلف تھے۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ عبدالرزاق صاحب ترجمہ توحید کے بارے میں فرماتے۔ کہ جمہ موجودات (ممکنات) عین وجود الواجب تعالیٰ ہے۔ اور عبد الملک فرماتے۔ کہ

واجب تعالیٰ و تقدس موجودات (ممکنات) سے ماورا (منزہ) ہیں۔

اس مسئلہ پر شیخ عبدالرزاق کے بے شمار کتابت ان کے مستشرقین کی طرف بھی ہیں،

مضمون کے

معرفت باری تعالیٰ کی دو قسمیں ہیں۔

و۔ استدلال

ب۔ وجدانی

استدلالی باین صورت کہ جو شخص "مخلوق اللہ" (موجودات و ارض و سما) اور ان کے درمیانی اشیاء کے حسن و جمال کا مطالعہ اس نظر سے کرے کہ

فِي كُلِّ صَنَعٍ آيَاتٌ لِّمَن يَعْلَمُ بِهَا عَلِيُّ صَانِعٌ حَكِيمٌ مُّرِيدٌ اِلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ يَكُوْنُ ذٰلِكَ الصَّنْعُ اَثْرًا مِّنْهُ فِى صِرْفِ اللّٰهِ بَدَلًا لِّهَا۔

دہر ایک مصنوع کے اندر ایک نشان ہے۔ جو دلالت کرتی ہے اپنے صانع حکیم کی طرف اور ارادہ کرتی ہے وہ مصنوع کسی اللہ کی طرف بھی۔ یہ صفت اثر ہے اس مصنوع کی صفت میں جس کی بنا پر شناخت کی جاتی ہے اللہ تعالیٰ کی اس شے کی دلالت کی بنا پر،

اگرچہ یہ طریق تحقیق ایسا ضروری ہے جس سے اغماض نہیں برتا جا سکتا۔ اور نہیں مضبوط ہو سکتا۔ ایمان بغیر اس کے۔ لیکن یہ طریق معرفت عام ہے نہ کہ حقیقت کی معرفت سے وابستہ کسی مصنوع میں۔ اور اس طریق سے استدلال کرنے والے اللہ سبحانہ کو پہچانتے ہیں عالم کون و مکان کے بغیر بھی۔ اور یہی لوگ ہیں۔ "يَوْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ" جو اس دلیل کے ساتھ اس ذات کو پہچانتے ہیں۔

جو یہ ہے کہ عارف ذات باری کے **رہی معرفت حقیقت وجدانی بحر غیب** اور وہی نوعیت سے یک طرف ہو کہ

جملہ طرق تحقیق از قسم ریاضات و محامدات و ذکر خفی (در قلب) یا عملی بر زبان اور استدلال از شیخ سے نکلے ہو کہ مسلک فنا پر گامزن ہو جائے۔ تب اللہ تعالیٰ اس پر اپنی ذات کی صورت موجودی اور اپنے نام منکشف کر دیتا ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

عَرَفْتُ رَبِّيْ بِرَبِّيْ : میں نے اپنے رب کو اپنے رب ہی کی ذات سے پہچانا۔

اور اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ۔ اے مومنین! اللہ پر ایمان لاؤ! اس آیت میں

خطاب ہے ان مومنوں سے جو یَوْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ کے مصداق ہیں۔ اور یہ منطوق ہیں آمَنُوْا بِاللّٰهِ



کے۔ یعنی اس امر کی شہادت کے قائل! جیسا کہ اشارہ فرمایا اس ایمان کا آئیہ ذیل میں

الانهم في مرتبة من لقاء ربهم } مطلع رہو کہ منکرین اپنے رب کی ملاقات کے بارے  
 اور } میں شک کے اندر مبتلا ہیں۔  
 الا انهم في مرتبة من لقاء ربهم } مطلع رہو کہ وہ باری تعالیٰ ہر ایک سے پر مطلع ہے۔  
 اور فرمایا (صاحب ترجمہ صحیفہ انواری نے)

اے برادر خدا تجھے معرفت واجب الوجود اور اپنی محبت کے لئے طویل عمر عطا فرمائے۔

یہ کہ

”وہ پاک ذات واجب الوجود ہے۔ پس جب اس کا وجود واجب ہوا  
 تو اس کے ماسوا کا وجود مہدوم ٹھہرا۔

اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ اس کا ماسوا اس کا ماسوا نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ  
 منزہ ہے اس امر سے کہ اس کا ماسوا اس کا ماسوا ہو۔ وغیرہ۔ بلکہ اس کا غیر تو  
 اس کا غیر ہی ہے۔ اس بنا پر رسول اللہ علی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔  
 لا تشبوا الدهر فان الله هو الدهر۔ زمانے کو دشنام مت دو کہ خود ذات  
 خداوندی ہی زمانہ ہے۔

تو ثابت ہوا کہ زمانے کا وجود گویا اللہ تعالیٰ ہی کا وجود ہے۔

جس سے یہ مراد واضح تر ہوتی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کے اندر جو یا ایھا الذین  
 آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ اٰمِنُوا بِاللَّهِ اٰمِنُوا! اللہ پر ایمان لاؤ! فرمایا تو یہ اشارہ ان مومنین کے لئے  
 ہے۔ جو دلی کی گرائیوں سے اللہ پر ایمان لائے۔ تو ان سے فرمایا کہ اللہ پر ایمان لاؤ تو اس نے  
 تمہارا وجود اللہ ہی کا وجود ہے۔“

یہ اشارہ بھی اسی طرف ہے کہ

من عرف نفسه فقد عرف ربه۔ جس کسی نے خود کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو بھی  
 پہچان لیا۔ اگر یہ نہیں تو اس نے رب کو بھی نہ پہچانا۔ نہ اس لئے کہ ذات الباری ایسی جزئی حقیقی  
 ہے جو موجودات سے بالاس ہے۔ بآیت :- تعالی اللہ من ذلك علواً كبيراً۔ وہ بالاتر ہے

ہر ایک موجودات سے۔

پھر میں یہ کہتا ہوں کہ اس سے بھی زیادہ واضح یہ آیت ہے: یا ایہا الذین آمنوا  
آمنوا باللہ۔ خطاب ہے ان مومنین کی طرف جو جملہ اشیاء پر ایمان لائے۔ اور یہ یقین کر لیا کہ  
موجودات علیحدہ ہیں۔ ذات باری سے اور ان کا وجود بجائے خود مستقل ہے حقیقت مطلقہ آیہ  
آمنوا باللہ سے۔ نہ کہ ان اشیاء سے وابستہ ہے۔ اس لئے کہ اشیاء المعلولات ہمیشہ ہمیشہ موجودات

کے مقابلہ میں معدوم ہیں اور یہی منشا ہے اس فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا۔

اوتنا الاشیاء کماھی (الحديث) یا اللہ ہمیں موجودات کو اصلی وجود میں دکھائیو۔  
جس میں گویا بتایا گیا کہ اللہ کے سوا کوئی موجود ہے نہ کوئی معبود۔ آمنون میں ذکر کیا جاتا  
ہے کہ وحدانیت اور فردانیت بھی اس کے حجاب ہیں۔ اس لئے تو واسطی باللہ گویہ کہنے کی  
تلقین کی جاتی ہے کہ گھو!

انا الحق  
سبحانی ما اعظم صمائی  
وغیرہ

شیخ عبدالرزاق صاحب ترجمہ نے شیخ عبدالقادر الجیلانی کے مکتوبات کی مبسوط شرح  
بھی لکھی ہے۔ رحلت آپ کی ۱۵۲۲ھ میں ہوئی۔

## ۲۹۵۔ شیخ عبدالرزاق سہارنپوری

م۔ ۱۱۱۱  
۶۱۵۱۸

”الشیخ العالم الصالح“ عبدالرزاق ابن خواتمہ سالار بن فرید الدین الصاری سہارنپوری  
یکے از علمائے ربانی۔ مولد و منشا سہارن پور اور سیات شیخ اسحاق حسینی بخاری سے ان  
کی خدمت میں برسوں باریاب رہ کر پڑھے۔ اندر تکمیل کے بعد خود مسند تدریس آراستہ  
فرمادی۔ قانع اور صاحب کشف و کرامات تھے

والمرآة

## ۲۹۴ - شیخ عبدالرزاق اپچی

م ۹۲۲  
۶۱۵۳۵

”الشیخ الصالح“ عبدالرزاق ابن عبدالقادر بن محمد غوث، الشریف الحسنی اللاحی یکے از علمائے ربانی۔ مولد منشاہج خطہ سندھ۔ اپنے والد کی خدمت میں برسوں باریاب رہ کر اکتساب فرمایا۔ ان کے بعد ان کی مسند شیخوخت میں فرمائی۔ آپ کے بے شمار علماء و مشائخ مستفید ہوئے۔  
(اخبار الانبیاء)

## ۲۹۵ - شیخ عبدالرشید سندھی

م پرورد جمعہ ۹ ماہ رمضان ۱۲۵۰  
۶۱۵۵۸

”الشیخ الفاضل“ عبدالرشید سندھی۔ یکے از علمائے کبار۔ موضع ہالہ کنڈی سیوستان میں مسند تدریس آراستہ فرمائی۔ شیخ احمد بن اسحاق اور ان کے حقیقی بھائی محمد کے علاوہ بے شمار علماء و مشائخ آپ سے مستفید ہوئے۔ صاحب وجد و حالت اور وجدان صحیح سے بہرہ مند تھے۔ (تحفة الکرام)

## ۲۹۸ - شیخ عبدالستار سہارن پوری

م ۹ ماہ رمضان ۱۲۵۰

”الشیخ الفاضل“ عبدالستار بن عبدالکرم بن خواجہ سالار انصاری سہارن پوری یکے از مشائخ چشتیہ مولد منشاہارن پور۔ اور نصیر الدین ابن سماء الدین دہلوی سے پڑھا، طریقت میں سلسلہ چشتیہ میں شیخ عبدالقدوس گنگوہی سے مستفید ہوئے۔ جن کی خدمت میں برسوں باریاب رہا۔ ریاضت و مجاہدہ خود پر لازم کر لیا شیخ نے آپ کو خطبیت کی بشارت دی۔ صاحب وجد و حالت اور علوم مرتبت پر فائز تھے۔

(مرآة جہاں نما)

## ۲۹۹۔ شیخ عبد السلام بجنوری

”الشیخ الصالح“ عبد السلام بن سعد الدین بن سعد اللہ قاضی سہاؤ الدین الصدیقی بجنوری لکھنوی  
یکے از مشائخ مشہورین مولد و منشا لکھنؤ۔ شیخ فخر الدین ابن سعد اللہ بجنوری کی خدمت میں برسوں  
بار بار بارہ کر مستفیض ہوئے۔ بعدہ خود صاحب مسند الشاگرد تلقین کے مرتبہ پہنچے۔ کشف و  
کرامات و واقعات غریبہ ان سے منسوب ہیں۔ شیخ علاؤ الدین حسینی اودھی آپ کے مرید ہیں۔  
(تذکرۃ الاصفیاء)

## ۳۰۰۔ شیخ عبد السلام جون پوری

م ۱۵ ذی قعدہ ۹۷۶ھ

”الشیخ الصالح المعتمد“ عبد السلام بن محمد بن قطب الدین عمری جون پوری طریقہ قلندریہ کے  
مشار شیخ۔ مولد و منشا جرنپور، اپنے والد کے حضور برسوں بار بار بارہ کر مستفیض ہوئے۔ بلکہ بعض  
حضرات کا قول ہے کہ اپنے دادا قطب الدین سے بھی علوم میں مستفید ہوئے۔  
شیوخ کبار سے تھے۔ شیخ عبدالرحمن لاہر پوری و شیخ محمود قلندری و شیخ عبدالرزاق  
اور دیگر بے شمار حضرات آپ سے مستفیض ہوئے۔ ایک سو سال سے زیادہ عمر پائی۔ شیخ  
عبدالرزاق ممدوح نے ۹۷۵ھ میں آپ سے ملاقات کی۔ اُس وقت سن مبارک ۱۱۵ برس کا  
تھا۔ (بحوالہ انتصار النفعات الجعفریہ)

## ۳۰۱۔ مولانا عبد السلام لاہوری

م ۹۸۳ھ

”الشیخ الفاضل الکبیر“ عبد السلام حنفی لاہوری یکے از علمائے کبار لاہور میں تدریس کی  
ریاست پر فائز تھے۔ آپ کے فضل و کمال کا ایک زمانہ معترف تھا۔ ازاں جملہ علامہ مجتہد  
ترکستانی ہیں کہ جب ممدوح ۹۷۶ھ میں ہندوستان وارد ہوئے۔ تو صاحب تذکرہ کے متعلق فرمایا۔

کہ آپ اس ملک میں علمی حیثیت سے منفرد ہیں؛ (گلزار ابرار)

## ۳۰۲۔ قاضی عبد السمیع اندجانی

”الشیخ العالم العلامة“ قاضی السمع حنفی اندجانی علوم حکمت کے اندر یکے از علمائے مشہورین مولانا احمد جند سے پڑھنے کے بعد سلطان اکبر تیموری کے عہد میں ہندوستان وارد ہوئے تو سلطان نے آپ کو قاضی القضاة کے منصب پر فائز کر دیا۔

آپ شیخ مرغینانی (بربان الدین) صاحب ہدایہ کی اولاد تھی۔ آپ کی علمی دھاک اس حد تک تھی کہ شرح موافق و شرح مطالع ادران کے حواشی میں آپ کا نام مثلاً لایا جاتا۔ (امین احمد رازی در ہفت اقلیم)

## ۳۰۳۔ قاضی عبد الشکور سسوانی

م ۲۰ ربیع الاول ۹۲۲ھ ہے

”شیخ العالم الفقیہ“ قاضی عبد الشکور بن اسماعیل بن عطا اللہ حسینی مودودی امرہی ثم سسوانی۔ یکے از ماہرین علم فقہ، مولد و منشا امرہ۔ سلطان بہایوں کے عہد میں سسوان میں عہدہ قضاة پر فائز۔ بہایوں نے آپ کو سسوان کی تمام وہ اراضی جاگیر میں عنایت فرمادی۔ جو اس سے پہلے ان کے خسر کے بیٹوں محمد حسن و ظاہر کے پاس تھی۔ اور یہ انہیں دیاں کے قاضی نے بخشی تھی۔ صاحب ترجمہ قضاة پر مشغول تو ہو گئے۔ مگر ابھی تک آپ کو اس اراضی پر قبضہ نہ ملا تھا۔ تب محمد مذکور نے آپ کو قتل کر دیا۔

یہ واقعہ ۲۰ ربیع الاول ۹۲۲ھ میں رونما ہوا۔ (از نخبۃ التواریخ)

## ۳۰۴۔ خواجہ عبد الشہید احراری

م ۲۲ شنبہ ۲۲ رمضان ۹۱۳ھ ہے

”الشیخ الاجل“ عبد الشہید ابن عبد اللہ بن خواجہ عبید اللہ احراری سمرقندی یکے از مشائخ کبار

نقشبندیہ، اپنے دادا کی زندگی میں پیدا ہوئے۔ اپنے والد کی گود میں پلے۔ اور ان ہی سے پڑھ کر  
 ۹۶۶ھ میں ہندوستان وارد ہوئے۔ تو سلطان اکبر تمپوری نے آپ کی آمد پر مرحبا کہا اور آپ  
 ۱۵۵۸ء کو ارض خراجی میں سے جاگیر عطا فرمادی۔ آپ یہاں بہت خوش و خرم تھے مگر ۱۴ سال قیام کے بعد  
 سن مبارک زیادہ ہو گیا۔ تو سمرقند لوٹ گئے اور وہاں ایک ماہ کے بعد داعی اجل کو لبیک کہا وہیں  
 اپنے اسلاف کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

## ۳۰۵۔ عبد الصمد دہلوی

”الشیخ الفاضل“ عبد الصمد بن اسمعیل ابن نصیری بن نصیر حنفی صفوی رودلوی۔ فقہ و کلام و ادب  
 میں ممتاز المعاصرین۔ مولد و منشار دہلی۔ اپنے والد کے مصنفہ برسوں باریاب رہ کر نصاب پڑھا۔  
 حتیٰ کہ اپنے ہم عصروں میں فائق ہو گئے۔ اپنے والد کے بڑے فرزند تھے۔ ذہین و طباع۔  
 آپ کے چھوٹے بھائی حضرت عبد القدر بن گنگوہی آپ کی طرف جو مکاتیب صحیحہ۔ ان میں یہ القاب  
 ہوتے۔ صدر العلماء۔ بدر الفضلاء۔ محقق المعانی مبین الفرقانی۔ نعمان ثانی وغیرہ شریفانہ القاب۔

## ۳۰۶۔ الشیخ عبد الصمد دہلوی

۹۶۶ھ  
 ۱۵۵۸ء

”الشیخ الفاضل“ عبد الصمد بن جلال بن فضل دہلوی المشہور بہ شیخ گرامی مشہور علماء سے تھے  
 سلطان ہمایوں کا اقرب حاصل ہوا۔ تو بادشاہ سفر و حضر دونوں میں آپ کو ساتھ رکھتا۔ اور جب  
 ہمایوں ایل دہستی میں آیا۔ تو شیخ صاحب ایک مدت بکرات میں اقامت کے بعد حج و زیارت  
 کے لئے تشریف لے گئے۔ واپسی پر ۹۶۳ھ میں دہلی میں تشریف فرما ہوئے یہ زمانہ سلطان اکبر کا تھا  
 دہلی میں بیرم خان سے ملاقات ہو گئی۔ جو آپ کی تعظیم اور آپ کے ساتھ حسن سلوک میں پیش پیش تھے  
 بیرم خاں کی وجہ سے آپ کی وجاہت میں چار چاند لگ گئے۔ اور آپ صدارت عظمیٰ کی مسند پر  
 فائز ہوئے۔ صاحب و بہر و حالت صوفی تھے۔ دہلی میں آسودہ تلخ ہوئے۔

## ۳۰۷۔ الشیخ عبد الصمد سائین پوری

م ب ماہ ۱۸ محرم ۱۳۳۳ھ  
۶۱۵۲۶

الشیخ الاجل "عبد الصمد بن علم الدین بن زین الاسلام عثمانی ملقب بہ صفی الدین سائین پوری

انہی کی وجہ سے سائین پور کا نام صفی پور پڑ گیا۔ اور یہی مولد و منشا ہے آپ کا۔

دہلی و طباع ہونے کے ساتھ سلیم العقل تھے۔ خیر آباد میں علامہ سعد الدین سے پڑھا۔ اور تحقیق و مطالعہ میں گوئے سبقت لے گئے تھے۔ دوسرا پہلو عبادت اور ذکر کا تھا جتنی کہ علم و معرفت دونوں میں درجہ کمال پر فائز ہوئے۔ اپنے استاد ممدوح الصدور سے فرقہ بھی حاصل کیا اور ان کی زندگی ہی میں مشائخ کے ہم مرتبہ ہو گئے۔ آپ سے بے شمار علما و شیوخ نے استفادہ کیا۔ جن میں شیخ نظام الدین خیر آبادی اور شیخ فضل اللہ جوہر پوری وغیرہ۔ اپنے دور کے آپ مشہور ترین شخصیت تھے۔ اپنے معاصر عارفین میں عزت و قدرت کی نگاہ سے دیکھے جاتے کرامات و کشف سے بھی بہرہ مند تھے۔ صفی پور ہی میں آسودہ ٹلے ہوئے۔

## ۳۰۸۔ الوزير عبد الصمد بیانی

م ۹۶۱ھ ب ماہ ربیع الاول  
۶۱۵۵۴

"الوزير الكبير" عبد الصمد بن محمود العباسی البیانی الگجراتی۔ نواب افضل خان گجرات کے مشہور

وزیر ار سے تھے اور بخشش و کرم میں نادر الوجود ہونے کے ساتھ علما کی مجلس گرم رکھتے۔ جن سے علمی مکالمات بھی جاری رہتے۔ اور ان کی طلب پر ہدایا بھی پیش کرتے۔

مولانا بیانی صاحب ترجمہ کا مولد و منشا گجرات ہی ہے۔ تحصیل علوم و تربیت حاصل کر کے بعد حکام دولت کا تقرب حاصل کر لیا۔ ذکاوت و ذہانت تو طبعی ہی تھی۔ سلطان محمود شاہ گجراتی نے آپ کو اوائل ربیع الاول ۹۶۱ھ میں اپنی مملکت میں وکیل مختار مقرر کر دیا۔ مگر آپ نے خود کو تھوڑی سی مدت کے بعد ۹۶۲ھ ہی میں اس منصب سے ہٹا کر گھر میں بیٹھ رہنے کو ترجیح دی۔

اس عرصہ کے بعد سلطان مذکورہ ہی نے ۹۵۴ھ میں آپ کی خدمت میں یہ منصب (وزارت) پیش کیا۔ مگر اس مرتبہ آپ کو سلطان مذکورہ ہی نے ۹۵۴ھ میں معزول کر دیا جب کہ شہر دیو کا مرحلہ پیش تھا، اس مرحلہ پر برہان الملک نے عفرودی کو شہر دیو پر حملہ کرنے کے لئے نامزد کیا تھا۔ مگر عفرودی کو خزانہ میں سے ایک ختبہ نہ دیا گیا۔ صاحب ترجمہ معزول ہو کر اپنے گھر میں بیٹھے، برہان الدین شرابی نے انہیں قتل کر دیا۔ اور اس سے پہلے یہ برہان الدین اپنے ولی نعمت سلطان محمود شاہ گجراتی کو قتل کر کے حکومت پر قابض ہو چکا تھا۔ جس پر آصف خان وزیر اس سے مطالبہ کیا۔ تو اسے بھی قتل کر دیا گیا۔ پھر افضل خان کے بھائی خداوند خان کو طلب کیا۔ جنہیں قبول وزارت کے لئے کہا گیا۔ کہ خلعت ابھی پہنو اور خود کو وزارت کے لئے آمادہ کر لو۔ جیسے کہ آپ پہلے اس منصب کو نباہ رہے تھے، افضل خان نے کہا۔ جب تک میں سلطان کے سامنے نہ جاؤں گا۔ خلعت نہ پہنوں گا۔ ان سے کہا گیا کہ سلطان کے پاس جانے سے حاصل؟ میں سلطان ہوں اور تم وزیر ہو! یہ سن کر افضل خان نے اس پر لعنت کی۔ آپ پر اس کے سپاہی دوڑ پڑے اور انہیں قتل کر دیا۔ یہ واقعہ ماہ ربیع الاول ۹۶۱ھ میں رونما ہوا۔

## ۳۰۹۔ شیخ عبد الصمد سرمندی

”الشیخ الفاضل“ عبد الصمد الحسینی سرمندی۔ فقہ و اصول و ادب میں فخر الامثال۔ جو نپور تشریف لے گئے اور شیخ ابن قوام شطاری جون پوری سے مستفیض ہوئے (عاشقینہ)

## ۳۱۰۔ شیخ عبد العزیز دہلوی

”الشیخ الکبیر“ عبد العزیز بن طاہر عباسی دہلوی۔ یکے از مشائخ کبار فرقہ چشتیہ ہمال و بلاد  
۸۹۹ھ۔ مولد شہر جون پور۔ ان کے والد ان کی کم سنی میں راہی ملک عدم ہوئے۔ اور  
۶۱۲۹۳  
ان کی والدہ نے آپ کو پالا پوسا۔  
شیخ محمد بن عبد الوہاب حسینی بخاری دہلوی اور شیخ ابراہیم ابن معین حسینی اریچی سے



پڑھا۔ فصوص الحکم وغیرہ کتب تصوف شیخ عبدالوہاب سے پڑھیں۔ طریقہ سہروردیہ میں انہی سے فیض یاب ہوئے۔ بعد طریقہ قادریہ میں شیخ ابراہیم مذکور سے۔ پھر ظفر آباد آکر شیخ قاضی خسان ابن یوسف ناصحی کی خدمت میں تین سال باہر یا بارہ سے۔ آپ سے طریقہ چشتیہ میں مستفید ہوئے۔ قاضی خان مدوح آپ کے والد کے یاران طریقت ہیں سے تھے۔ انہوں نے ایک اجازت طریقت چشتیہ شیخ تاج محمود جون پوری سے حاصل کر کے مزید کتاب کے لئے وہلی کا سفر فرمایا۔ اور یہاں فضیلت مشیخت سے سربلند ہوئے۔

آپ کثیر العبادت مراقبہ وجد و حالت اور فنا و انکسار و استغناء عن الخلق سے بہرہ مند اور مع ہذا خوش دلی اور فراخ قلبی ہے بھی فیض کام تھے۔ لوگوں کی ایذا پر تحمل فرماتے۔ سختی کے ایک مرتبہ محفل سماع میں ایک شخص ان پر گر پڑا، جس سے آپ کے بدن پر چوٹ آگئی، مگر اس پر بھی خاموش رہے۔ ایک مرتبہ اور یہ حادثہ ہوا۔ تو حاکم وقت نے اس شخص پر تعزیر جاری کرنا چاہی مگر آپ نے اس کی اجازت نہ دی۔

عنودت مندوں کی سفارش کرنا ضروری سمجھتے۔ دقت پر دقت کے باوجود امرائے دروازہ پیہ پیہ جاتے۔ اگر چہ چلہ کشی کی حالت ہی کیوں نہ ہوں۔ اکثر ایسا ہوتا کہ دروازہ بند ہے اور آپ صبح سے شام تک امیر کے دروازے پر دھرتا دھرتے بیٹھے ہیں۔ اگر اس روز سامنا نہیں ہوا تو دوسرے روز پھر! یہ مشغلہ کثرت عبادت و زہد و اشغال باطنی اور عوام سے کنارہ کشی اور فقر و فاقہ کے باوجود جاری رہتا۔

تدریس کا سلسلہ بھی تھا۔ تفسیر و تصوف پڑھاتے خصوصاً عرائس البیان و عوارف المعارف فصوص الحکم اور ان کے شرح۔

تصانیف | بقدر ۲۲- کے کتابیں لکھیں۔ اذکار حمیدہ!  
۱- شرح الحقیقۃ الخمدیہ۔ مولفہ قاضی وجیہ الدین بکراتی۔

۲- رسالہ عینیہ فی الرد علی الغیریہ مصنفہ شیخ عبد الملک ابن عبد الغفور پانی پتی۔

۳- الرسالۃ العزیزیہ در اذکار و اشغال

۴- عمدۃ الاسلام در فقہ حنفی (دربان فارسی) در یک مجلد۔

**وفات** بروز در شنبہ ۶ جمادی الاخریٰ در ۹۶۵ھ ان کے عجائبات میں یہ واقعہ قابل ذکر ہے کہ اپنے مکتوبات میں اپنے نام کے ساتھ "ذره ناچیز" لکھتے۔ ان کی رحلت پر جب اس کے عدد گنے گئے تو آپ کا سال وفات بھی یہی تھا۔

## ۳۱۱۔ شیخ عبد العزیز سہارن پوری

م ۹۱۶ھ  
۶۱۵۱۰

"الشیخ الصالح" عبد العزیز ابن خواجہ سالار بن فرید الدین العسادی سہارن پوری۔ یکے از افراد علم و طریقت، مولد و منشاء شہر سہارن پور شیخ اسحاق حسینی بخاری کی خدمت لازم پکڑی۔ اور ان سے علم و طریقت ہر دو میں مستفیض ہوئے۔ تدریس و افادہ مشغلہ تھا۔ ۸ شوال ۹۱۶ھ کے روز سہارن پور ہی میں آسودہ لحد ہوئے۔

## ۳۱۲۔ ابوالقاسم عبد العزیز گجراتی

م ربیع الاول ۹۶۱ھ  
۶۱۵۵۳

"الوزیر الکبیر" ابوالقاسم عبد العزیز بن محمد بن محمد بن محمد بن شاہو بن تکو در ابن جام نندہ سندھی گجراتی شہید سعید المستعد العالی "اصف خان مملکت گجرات میں وزیر اعظم تھے" شب پنج شنبہ ۱۲ ربیع الاول ۹۶۱ھ کے روز جاپانیر میں پیدا ہوئے۔ اپنی والدہ کی گود میں پروان چڑھے۔ اور متعدد علوم از قسم صرف و نحو و معانی و بیان پڑھے۔ علوم شرعیہ میں قاضی برہان الدین نہروالی کے سامنے زانوئے ادب تہ کئے جن سے علوم حدیث کے تمام شعبوں میں اکتساب فرمایا۔ بعد ازاں علامہ خطیب ابوالفضل گادرونی اور محقق دوآنی کے شاگرد اکبر سید ابوالفضل استرآبادی سے منطق و فلسفہ و اصول و طب پڑھے۔ اور دن بدن سعادت و کمالات کے مدارج طے کرتے ہوئے نجابت و اقبال کی حدوں تک پہنچے۔ یہاں تک کہ سلطان بہادر شاہ گجراتی نے آپ کو طلب فرما کر دیکھتے ہی فرمایا کہ یہ صاحب تو وزارت کے اہل ہیں۔ اور انہیں متعدد شعبوں پر مختار فرما دیا۔ سب سے پہلے آپ کو

منجیب الملک کا خطاب دیا۔ پھر جب ان کے پہلے وزیر مجد الدین محمد بن محمد ایچی اپنی کبریٰ کے باعث امور مملکت کی سرانجام دہی سے قاصر نظر آئے۔ تو سلطان نے ابو القاسم صاحب ترجمہ کو اپنے ساتھ بے حد لگاؤ کی وجہ سے وزارتِ عظمیٰ پر فائز کر دیا۔ آپ نے یہ نیابت ہر حال کے اندر نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام دی۔ ملک کی تقویت کے ساتھ رعایا کے دل بھی ہاتھ میں لے گئے۔ بادشاہ کا مزید قرب حاصل ہو گیا۔ تب ابو القاسم کو خیال گزرا کہ اب حکومت کو میری ضرورت نہیں۔ جس پر وزارتِ عظمیٰ سے استعفیٰ پیش کر دیا۔ بادشاہ نے آپ کو "الولایۃ العظمیٰ" پر مقرر کر کے "مسندِ عالی آصف خان" کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔ آپ یہ فرض ادا کر ہی رہے تھے کہ سلطان ہمایوں نے گجرات پر حملہ کر دیا۔ جس پر بہادر شاہ نے آپ کے ہمراہ اپنے حرم اور فرزندانہ ملحق کر کے مکہ مشرفہ روانہ کر دیا۔ سامان میں سات سو صندوق اور ایک ہزار سے زیادہ خدم و حشم اور لشکر تھے، یہ قصبہ ۹۲۲ھ کا ہے۔

آپ کے داخلہ پر مکہ مشرفہ کے سربراہ ابو نمثی بن برکات حسینی نے اس انداز سے مولانا ابو القاسم کی آؤ بھگت فرمائی۔ جیسے دونوں ایک وجود کے دو مظہر ہیں۔ وکیل بہادر شاہ نے اہل مکہ کے لئے جو دو سخا کا دروازہ کھول دیا۔ لوگوں نے اس آواز کے ساتھ دعائیں کیں۔ جیسے تلبیہ میں آواز بلند کی جاتی ہے۔ اتنے ہی میں سلطان بہادر شاہ کی خبر وفات آپہنچی۔ ادھر سے ۹۲۲ھ میں مصر سے قائم مقام امیر خمرادی مکہ معظمہ سے خزانہ لے جانے کے لئے آپہنچا۔ جس کے مطالبہ پر مکہ معظمہ کے مقررہ امیر ابو نمثی مدوح نے وکیل بہادر شاہ ابو القاسم کی رائے پر یہ امر چھوڑ دیا۔ مع اس بات کے کہ اگر وہ یہ خزانہ مصری امیر خمرادی کی خواہش کے مطابق مصری حکومت کے ہاں بھجوانا پسند کریں تو وہ (ابو نمثی) بھی ان کے ہمراہ مصر تک جائیں گے۔ اور مکہ کے نگران نے اقرار کر لیا کہ جو کچھ اس تک پہنچے۔ جب وہ اس کے قیام کا خواہاں نہ ہوگا۔ تو لانے والوں کی دشمنی کا سوال ہی کیا رہ جائے گا۔ البتہ اس میں والی مکہ کو بھی کچھ دے کر راضی کر دیا جائے گا۔

خمرادی نے اس طریق سے پہلے تو سب اراکین کی تالیف کر دی۔ پھر وہی صاحب مکہ کی طرف راغب ہوا۔ کہ وہ کس طرح خوش رہیں گے؟ اور خمرادی نے اپنے وکیل سراج الدین عمر ہردالی

کو جو معتز علیہ تھا۔ اور مصر سے اس کا ہجر کا ب تھا۔ اور صاحب مکہ کا حاجب بھی اس وقت ہمارا ہی تھا۔ ابو القاسم نے مصر میں داخل ہونے سے قبل اُسے خسرو شاہ کی طرف بھیجا۔ کہ اس کے لئے ہندوستان کی مصنوعات کے کس اور چار صندوق سونے کے ہیں۔ اس کے ساتھ معتز پیش کر کے خود ادر نہ روانہ ہو گیا۔ وہاں وہ سلطان روم کی خدمت میں باریاب ہوا۔ سلطان ایسی شندہ پیشانی سے مصافحہ کے بعد نشست و ہم کلامی سے پیش آیا۔ جیسی وسعت کے ساتھ اس سے پہلے کسی اور سے پیش نہ آیا تھا۔ سلطان اس کے انداز کلام و صلاحیت سے بہت متاثر ہوا۔ اور اس سے دریافت کیا کہ "آپ کے ملک میں انقلاب کیوں آجاتا ہے جب وہاں آپ جیسا مدبر موجود ہے؟" اس نے جواب میں عرض کیا۔ کہ "ملک تلوار سے فتح اور تدبیر سے محفوظ ہوتا ہے۔ بنو امیہ کی حکومت پر زوال آ گیا۔ حالانکہ مروان سے زیادہ دلاؤ کوئی نہ تھا۔ مگر اس کے صبر کی بدولت حمار اس کا لقب پڑ گیا۔ اور نہ کوئی دوسرا عبد الحمید سے زیادہ صاحب الرائے تھا۔ حتیٰ کہ جب منصور نے اُس کے قتل کا حکم دیا تو عبد الحمید نے کہا۔ مجھے اپنی خط و کتابت کے لئے زندہ رہنے دیجئے۔ تو اس پر منصور نے کہا۔ "تیرے خطوط سے زیادہ مجھے اور کسی چیز نے نقصان نہیں پہنچایا۔ دشمنوں کی تلواریں میرے بارے میں اتنی کارگر ثابت نہیں ہوئیں جتنے کہ تمہارے خطوط۔ اگر میں تمہیں زندہ رہنے دوں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ میں اپنی زندگی سے ہاتھ دھو لوں۔" سدا کی بادشاہت اللہ کے لئے ہے با ایں ہمہ ہر ایک دنیوی سلطنت کے قیام اور زوال کا ایک سبب ہوتا ہے یہ کہ بادشاہ کے استحکام کا ایک سبب تو اتفاق ہے۔ جس پر وہ اپنی رعایا میں سے کسی کے لئے اپنے مقابل آنے کا امکان باقی نہیں رہنے دیتا۔ اور اگر کچھ لوگ ایسا کر پائیں تو ان کی کمزوری ثابت ہو جاتی ہے۔ اور تقدیر بھی ان کا ساتھ نہیں دیتی۔ سلطان اس تقریر بہت متاثر ہوا۔ پھر اس (سلطان) نے فرمایا کچھ اور فرمائیے تو انہوں نے اور گفتگو کے ساتھ اور اپنے ہمارا ہی خزانہ کے لئے راہداری کا پروانہ طلب کیا۔ اور جب سلطان نے پروانہ عطا کر دیا تو سلطان نے فرمایا کچھ اور؟ تو عرض کیا کہ حریم سلطنت کو ہندوستان واپس جانے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔ سلطان نے یہ درخواست بھی قبول فرما کر کچھ اور سفارش کے لئے

کہا۔ تو عرض کیا۔ تو اپنے ماتحت مکہ معظمہ اور جدہ کے حاجیوں سے فرمائیے کہ ہمارے بارے میں نرمی سے کام لیں۔ سلطان نے یہ درخواست بھی منظور کر لی۔ تو اس کے بعد فرمایا کہ آپ شام یا حلب کی امارت چاہیں تو میں اس پر بھی آمادہ ہوں۔ اس پر عرض کیا کہ آپ مجھے ایک ہزار اشرفی ہر سال عنایت فرمادیں۔ تاکہ آپ کے وظیفہ خواروں کے رجسٹر میں میرا نام درج رہے۔ سلطان نے یہ بھی منظور فرمایا۔ اب آپ مکہ معظمہ واپس چلے آئے۔ اور اپنے بادشاہ سلطان محمود کے پاس گجرات میں جملہ سامان خرید کر وہ جس میں سونے کے ۹ اور ۲۱ سکوں سے بھرے ہوئے صندوق بہادر شاہ کی مہر سے مزین تھے بھیج دئے۔ اور سفر روم کے دورہ کی وجہ سے جو غیر موجودگی رہی تو اس میں دس عدد صندوق اور مفروب سکجات صاحب مہر اور رومال کے وزرار کے لئے بھیجوائے۔ اور باب عالی کے وزراء کے لئے ان کے سوا تیس صندوق علیحدہ ان سب سے! ان کے سوا دوسروں کو بھی خوب دالی داد و دہش سے نوازا۔ ان سب سے متزاویہ کہ بیت اللہ کی نذر کے لئے وہ خزانے بھیجوائے جو اس سے قبل آنکھوں سے دیکھے نہ کالوں نے بتانا کسی دل میں ان کا نقشہ آیا۔ قیام مکہ کے دوران میں امرا و لشکر و سلطان فی خدم و حشم کے لئے اسلحہ و اسباب و ظروف طلائی و روہیلی کی فروخت کے منافع سے بیش بہا خزانے پیش کئے۔ چہ جائے کہ ان کے لئے سلطان کی طرف سے ستر ہزار متقال سونا اور صاحب مکہ کے لئے پچیس ہزار متقال سونا آنا۔

پھر جب اس نے اپنے اہل بیت کو گجرات روانہ کر دیا۔ تو خود مکہ معظمہ میں قیام کا ارادہ کر لیا۔ جہاں وہ ۹۵۵ھ تک رہے۔ حتیٰ کہ سلطان محمود شاہ گجراتی نے انہیں طلب فرمایا۔ اور ان کے آجانے پر نیابت شاہی کے ساتھ ہٹسرح کی وسعت امکانی سے سرفرازی بخشی۔

جب اُسے ہر قسم کی راحت و سکون حاصل تھا تو ایک روز اُس نے اپنے مصاحبوں سے کہا۔ طویل عرصہ تک میرے سامنے ایسی مہمت رہیں جن پر کوئی میرا بدگوار نہیں تھا اگرچہ دیوان شاہی کے اندر بیشتر افراد موجود ہیں۔ مگر مجھے شبہ ہے کہ یہ افراد میری اہانت

کے لئے ہیں۔ یا مجھ پر بار! لیکن آج مجھے جو سکون حاصل ہے وہ آصف خان کی بدولت ہے  
مگر میں نے جو کچھ جمع کیا۔ اس میں سے اپنے لئے پس انداز کرنے سے قاصر تھا۔ یا مجھے یہ  
خطرہ تھا کہ اگر یہ دروازہ کھل گیا تو میں اسے بند نہ کر سکوں گا۔

آصف خان ایک مدت تک وزیر رہنے کے بعد آخر بربان الدین شرابی کے  
ہاتھ سے مارا گیا۔ جس کا سبب یہ تھا کہ بربان الدین سلطان محمود کی ساقی گری پر مامور  
اور سلطان کو اس پر بہت اعتماد تھا۔ شیطان نے اسے وہ غلایا۔ جس پر اس نے بادشاہ  
کو زہر پلایا اور پھر اسے قتل کر دیا۔

اب وہ خود تخت پر بیٹھ گیا۔ بعد اس نے اراکین کا صفایا شروع کر دیا۔ تاکہ  
سلطنت کے بارے میں کوئی اس کی طرف نظر بد سے نہ دیکھ سکے۔ پہلے اس نے آصف خان  
کو شاہی فرمان دے کر طلب کیا۔ آصف خان نے غسل کر کے خوشبو لگائی۔ اور پاکی میں بیٹھ  
کر قرآن خوانی کرتا ہوا گھر سے نکلا۔ مگر جب شاہی محلوں میں پہنچا۔ تو ملاقات کی اجازت کے  
دروازے پر ہاتھی پر سوار شاہی نقیب نے اسے اندر جانے سے روک دیا۔ دراصل وہ  
آصف خان پر شفقت کر رہا تھا۔ تاکہ اس کی جان بخشی کا فرمان سہاوی ہو جائے۔ مگر آصف خان  
اور جنت کے درمیان دو چار قدم کا فاصلہ تو رہ ہی گیا تھا۔ آصف خان چلے تو وہیں ٹھہر  
گیا۔ پھر پاکی والوں کو ہاتھ سے اشارہ کیا۔ تو وہ اندر داخل ہو گئے۔ اتنے میں اس پر تلوار  
برسنے لگیں۔ اور وہ چشم زدن میں شہادت کا جام پی کر سعادت مند ہو گیا۔ یہ واقعہ اوائل  
ماہ ربیع الاول ۹۶۱ھ میں رونما ہوا۔ جس پر اکثر شعرا مکہ نے اس کے مرثیے لکھے اور  
شیخ ابن حجر مینیکی نے تو اس کے مناقب میں ایک مستقل رسالہ تصنیف کیا۔ جس میں اس نے  
لکھا ہے کہ

وہ ظاہر میں تو دنیا دار مگر باطن میں اکابر اہل الاخرت میں سے تھا۔ کیونکہ وہ  
عبادت میں اس قدر منہمک رہتا کہ علمائے صلف میں سے بعض کے متعلق ایسا  
ہونا سنا گیا مگر ہمارے دور میں کوئی صاحب منصب یا عالم مکہ معظمہ میں داخل  
نہیں ہوا جو رات اور دن میں عبادت کا اس قدر فریفتہ ہو۔ وہ دس سال سے زائد

یہاں رہے اور صلوٰۃ خمسہ میں سے کوئی نماز جماعت کے بغیر ادا نہ کی۔ اس کے ساتھ تلاوت قرآن و مطالعہ کتب از قسم تفسیر و حدیث و علوم عالیہ و متعلقاً فریڈبرائن۔ ان کے ہاں ان کی قیام گاہ پر فقہا کا اجتماع رہتا جن کا وہاں مشغلہ تنقیح مسائل تھا وہ خود بھی ان مبارک مجالس کے اندر شریک ہوتا۔ خصوصاً بیہناوی اور کشاف کے مشکل مقامات۔ اسی طرح تلویح اور شرح موافقا و درتوں کے حواشی میں۔ نیز ہدایہ اور اس کے شروع اور کنز مع شروع اور فقہ کے دوسرے مجامیع نیز بخاری و مسلم و دیگر کتب صحاح ستہ اور ان کے شروع و حواشی میں۔ یہاں تک کہ مکہ مکرمہ کے اندر اس کے علم کی دھاک بیٹھ گئی۔ یہاں کے لوگوں میں اس کی حوصلہ افزائی کی وجہ سے علم کا بہت چرچا ہوا۔ طلباء اس کے حلقے میں جمع ہوتے بحث و مباحثہ کرتے۔ اور اس کی طرف سے حل کردہ مسائل ضبط کرتے۔ تاکہ اس کے مقرب ہو سکیں۔ یہ سب اس وجہ سے ہوتا کہ اہل مکہ کے نزدیک ان کا مثل کوئی اور نہ تھا۔ نہ ان سے پہلے مدتوں کسی ایسے وسیع العلم کا ذکر انہوں نے سنا تھا۔

ابن حجر فرماتے ہیں کہ اس قدر تشہم و زہانت و کینز باسٹے بے حساب و قدیم و چشم و غیرہ کے وہ رات کے طویل عرصہ تک تہجد ادا کرتا۔ جس میں ثلاث قرآن میں فکر و تامل و خشوع و خضوع پڑھتا۔ اس شغل میں سفر و حضر دونوں یکساں تھے۔ جیسا کہ اس کے ثقہ ہمراہوں سے فرماؤں کہ تاہم روم و ایسی بیان کرتے۔

ابن حجر لکھتے ہیں کہ وہ جب تک کہ معتزلہ میں رہے۔ بیت اللہ میں دوسرے شرعی مشاغل کے ساتھ ہر سال رمضان میں مسجد الحرام کے اندر اعتکاف فرماتے جس میں تفرود و تجرد و طلوعہ وغیرہ جملہ لوازم قائم رہتے۔ کئی ختم قرآن کا اتباع کرتے۔ اور سب لوٹ کر وطن گئے تو اپنے رفقاء سے وزارت کے ساتھ مہمات سلطنت میں مصروف رہنے کے باوجود ان مشاغل میں کسی نہ آنے پاتی یہاں

تک کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں جنت میں طلب کر لیا۔

**عام برتاؤ** وہ بات بات پر قسم کھانے والے مثلاً کلاً واللہ! ابی واللہ! جیسے کلمات پر بہت گرفت کرتے۔ اور جب تک ہم ان کی مجلس میں رہتے کبھی ہم نے ان کی

زبان سے لغو قسم یا حلف باللہ کے الفاظ نہیں سنے۔ وہ صوفیا کے واردات و خباہتوں کے نفس و ترک ابو و نسب و تغلیل غذا کے بہت قائل تھے۔ ایک ثقہ نے بیان کیا کہ میں ان کے

ہمراہ مکہ سے قسطنطنیہ اور وہاں سے واپسی تک ان کے ہمراہ رہا۔ مگر وہ خفین پر مسیح کی رخصت کا علم ہونے کے باوجود کبھی مسیح نہ کرتے بلکہ عزیمت و افضل پر عمل پیرا رہتے۔ مکہ معظمہ میں

ان کا مکان بیت اللہ کے دروازے سے اتنا قریب تھا کہ وہیں حجر اسود نظر آجاتا۔ اور ذرا اوپر سے اٹھانے پر کعبہ کا دروازہ بھی نظر سے گزر سکتا۔ جس پر انہیں شہود و مراقب کا اجر مل سکتا۔ مگر وہ

بنفسہ ان کی زیارت کے لئے حاضر رہتے۔ وہاں سے صرف جماعت کے لئے اٹھتے اور تکمیل نماز کے بعد دوڑتے ہوئے اپنے پہلے مقام پر آجاتے، اس آمد و رفت میں کسی سے بات تک نہ کرتے

صبح بڑا صوم و تغلیل غذا اور شب بیداری و کثرت ذکر اور انقطاع الی اللہ ان کا شعار و دثار تھا ابن حجر فرماتے ہیں، اس قدر شوکت و ثمول و وجاہت کے باوجود فقرا کے لئے نہایت

متواضع و علما کے لئے بے حد محسن تھے جو ان کے ہاں اکثر آتے رہتے۔ انہوں نے ہر طبقہ کو اپنی مجلس کے لئے متوجہ کر لیا۔ حتیٰ کہ نشست کے اعتبار سے ان کی مجلس میں کم مرتبہ اور جلیل المنزلت

کے اندر امتیاز نہ تھا۔ علما ان کے سامنے علمی موضوعات پر بحث و مناظرہ کرتے۔ ہمالے شیخ ابوالحسن بکری شافعی جو کسی کے ہاں تشریف نہ لے جاتے۔ مگر کسی اہم معاملہ کے لئے ان کے

ہاں آنے میں تامل نہ تھا۔ اور امام محدوح ان لوگوں کا گلہ کرتے جو امرائے ہاں جاتے رہتے۔ امام بکری کو ان کے ساتھ تناول میں پرہیز تھا نہ ان کے تحائف قبول کرنے میں عذر۔

ابن حجر فرماتے ہیں۔ ایک روز میری موجودگی میں سلطان روم کا سفیر آیا۔ جس کے ہمراہ مصر کا نائب السلطنت خسرو پاشا ابن خیر الدین بھی تھا۔ سفیر سلطان کی طرف سے خلعت شاہی آپ کے

لئے لایا تھا۔ جس کے ساتھ تعظیم و تکریم کے جملہ سامان اور بھی تھے۔ سفیر نے خلعت پیش کرتے ہوئے اس کے زیب تن کرنے کی درخواست کی تو آپ نے یہ کہہ کر انکار کر دیا۔ میں ریشمی پوشاک کس طرح



پہن لوں؟ سفیر نے بہت الحاح کیا۔ مگر آپ رضامند نہ ہوئے۔ اور نہ سلطان کی خفگی خاطر میں لائے۔ وہ تو لوگ دنیا کی بجائے اللہ تعالیٰ کی رضا کے طلبگار تھے۔ — (حاصل کلام)

ابن حجر

شیخ عزیز الدین عبدالعزیز زمزمی لکھی نے اپنے ایک تصدیقہ میں ان کے مناقب پر کیا ہے کہ

۱۔ وہ ایسا سخی ہے جس کے عمدہ اخلاق مشرکین میں مشہور ہو گئے، حتیٰ کہ ضرب المثل ہو گئے۔

۲۔ مراد میری آصف خان عزیز الدین سے ہے جو ہمارا سردار تھا اللہ تعالیٰ اُسے عزت بخشے وہ دشمنوں کو رسوا کرنے والا تھا۔

۳۔ جو شخص اس کے مبارک نام سے فال لے۔ وہ بہر بلند ہی کے لئے جس پر وہ فائز ہو گا یہی نام رکھے گا۔

۴۔ میرے لئے اس کا نام ایک ضمانت ہے۔ کیونکہ میں بھی اس کا ہم نام (عبدالعزیز) ہوں۔

۵۔ وہ رعایت کرے گا اس بارے میں — وہ میرے حقوق کی حفاظت بھی کرے گا۔

۶۔ لوگوں نے اُسے بلند مسند کی دعوت دی۔ اور سخاوت کے معاملے میں اس کی کٹی بلند اسناد ہیں جہاں تک وہ پہنچا۔

۷۔ اس کا لقب اس کی حکومت نے آصف نہیں رکھا۔ مگر اس جو بہر کی وجہ سے جو اس نے اس کی ذات میں معتمد دیکھا۔

۸۔ اُسی سے اس کے شامل کی تکمیل ہوئی ہے وہ لوگ کم ہیں۔ جن کے اندر یہ تمام اوصاف ہوں۔

۹۔ وہ اپنی سعی سے سردار بنا۔ وہ سرداری کو ایسی چیز نہیں سمجھتا۔ جس میں عقلمند بھی بھول جائیں۔

۱۰۔ اس کے پاؤں کے تلوووں میں بلند مراتب سمو دئے گئے ہیں۔ جن کی وجہ سے وہ

رفعت میں بلند مرتبہ ہوا۔

۱۱۔ وہ ایسا صاحب منزلت ہے کہ اس کے مرتبہ نے علم کی حفاظت کی۔

تو علم اور بلندی پر جا پہنچا۔ اور بھول چوک نیچے رہ گئے۔

۱۲۔ عبدالعزیز (آصف خاں) اللہ تعالیٰ تجھے عزت بخشے کہ تو نے علم کے کمزور ہونے

کے بعد اس کی ڈھارس بندھائی۔

۱۳۔ تو نے عالموں کی مرتبت کو بلند کیا۔ وہ تیری اچھی رائے کی وجہ سے بلند و بالا ہو کر

جہلا سے ممتاز ہو گئے۔

۱۴۔ جب تو نے اپنے خاص مدرسہ کی بنیاد رکھی۔ تو تو نے دونوں مذہب والوں کو

چلے پہنا دئے۔

۱۵۔ مکہ مکرمہ کے اندر لوگوں کے لئے بلند شان ہے جس کی وجہ سے ناخواندہ افراد

بھی تعلیم کے پیچھے لگ گئے۔

۱۶۔ پس ہر وہ شخص جسے پہلے سے کوئی علم نہ تھا بوڑھا ہونے کے باوجود علم

حاصل کرنے پر مائل ہو گیا۔

۱۷۔ تجھے تیرے اللہ کی طرف سے بہترین جزا ملے۔ تیرے اس عمدہ کارنامہ کی وجہ

سے جس میں توبے مثل ہے۔

اور اس کے مقولہ "لما اشتدت تدربینا" (جب تم نے اپنے خاص مدرسہ

کی بنیاد رکھی تو تو نے دونوں مذہب والوں کو چلے پہنا دئے) یہ اشارہ ہے کہ اس نے

مکہ کے باب العمرہ میں مدرسہ بنایا جس کی تالیف و تدریس شیخ عزیز الدین عبدالعزیز نمری

شیخ شہاب الدین احمد بن حجر مکی وغیرہما علمائے مکہ مکرمہ کے سپرد تھی۔ یہ قصیدہ ۸۶ اشعار

پر مشتمل ہے۔

اور شیخ عبدالعزیز مذکور کا ایک اور قصیدہ ہے جو انہوں نے شیخ ممدوح کے

مرتبہ کی صورت میں فرمایا۔ یعنی

۱/ کون سے دل اس بڑے حادثے کی وجہ سے متزلزل نہیں ہوئے۔ اور کون سا قافلہ ہند کے کسی کونے میں اترا۔ اور وہ یہ خبر سن کر حجاز نہ پہنچا ہو کہ آصف خان وہاں مقیم ہے)

۳- دنیا میں سب سے بڑی مصیبت جو بھروسہ میں پھیلی جسے کشتی اور اونٹ لے کر چلے۔ وہ خبر یہ ہے (آصف خان کی موت کی خبر)

۴- جس خبر نے میرے کان کو روندنا۔ پس اُس نے مجھ پر ایسی مصیبت ڈال دی۔ جو ناقابل برداشت تھی۔

۵- حجازیوں کو اُمید کے بعد اس خبر نے یاس کا تحفہ دیا۔ اور یاس اُمید کے بعد ایسی ہے جیسے بارش کے بعد شبنم۔

۶- پس لوگ اس کی موت کے بعد سکر ورنج اور ایسے بوجھ میں دب گئے جو غیر معتدل ہیں۔

## ۳۱۳۔ مولانا عبدالعزیز امبھری

م ۹۲۸

۶۱۵۲۱

”الشیخ العالم المحدث“ عبدالعزیز امبھری الشیخ عماد الدین کاشانی سندھی۔ حدیث و فقہ حدیث اور فقہ عام میں فخر الامثال مدرسہ شاہ رخ یا مدرسہ سلطانہ میں مدتوں پڑھایا۔ ہرات کے اندر خلافت افلاکیہ کے دور میں بھی یہ شغل تھا۔

شرح مشکوٰۃ المصابیح برائے امیر نظام الدین علی شیر لکھی۔ اور درسیات پر تصنیف حواشی لکھے۔ مگر جب فارس کے اندر فتنہ (غدر) عام ہو گیا۔ جس میں

۱۔ عماد الدین لقب ہے (مترجم)

۲۔ جن کا تذکرہ محمد بن خداوند خان نے روئے الصفا میں کیا ہے۔ مع اس بات کے کہ انہوں نے زمانہ فتنہ میں سندھ کا سفر کیا جس کے بعد کی خبر معلوم نہ ہو سکی (دکن)

سلطان اسماعیل بن حیدر صفوی <sup>۱۵۲۱</sup> ۹۲۸ھ لجنہ جامع فیروزہ۔ تو آپ بزمانہ شاہ جام فیروز پور سے سندھ میں منتقل ہو گئے، اور کاشانی در نواح سیرتان میں سکونت اختیار کر لی۔ یہ خبر سن کر طلبا اٹھ اٹھے۔ بے شمار علمائے آپ سے کتاب کیا۔ ان کی تصانیف کا تذکرہ علامہ مجلسی نے کشف الظنون میں کیا ہے کہ انہوں نے ۹۲۸ھ میں انتقال فرمایا۔ لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ اسی سال وہ ہجرت کر کے سندھ آئے ہاں البتہ اتنا یقینی ہے کہ ان کی موت کا زمانہ میں ہوئی انہوں نے کہ ان کا صحیح سنہ وفات معلوم نہ ہو سکا۔ (مآثر)

### ۳۱۴۔ مولانا عبد الغفور دہلوی

”الشیخ الفاضل الکبیر“ عبد الغفور ابن نسیر الدین بن سماؤ الدین ملتانی دہلوی۔ یکے از مشاہیر ہند۔ خانوادہ مشیخت اور علمی میں سے تھے۔ دہلی مولد و منشا ہے اپنے والد کے سوا عبد اللہ المداد عثمانی تلبنی سے پڑھا۔ جن کی خدمت میں برسوں باریاب رہے۔ حتیٰ کہ اپنے استاد کی زندگی میں اکابر علماء کی صف میں آ پہنچے۔ ان کے دادا سماؤ الدین انہیں ”سراج بیتی“ (میرے گھر کا چراغ) بتاتے۔ آپ عوام کی زبان پر شیخ لادن کے لقب سے مشہور تھے۔ جس سے آپ کا اصلی نام اور جھل ہو گیا۔ (بدایونی نے) یہ تذکرہ اپنی تلخیص کے متعدد مقامات پر کیا ہے۔ دہلی میں اپنے دور کے مشاہیر مدرسین سے تھے۔ حتیٰ کہ تعلیم کی ریاست آپ پر منتہی ہوتی۔

### ۳۱۵۔ قاضی عبد الغفور پانی پتی

”الشیخ العالم الفقیہ“ قاضی عبد الغفور پانی پتی۔ یکے از فقہائے عصر و عہد خویش، شیخ عبد القدوس گنگوہی سے مسئلہ وحدت الوجود میں مناظرہ کیا۔ یہ خبر شیخ زکریا الدین محمد بن عبد القدوس مدوح نے اپنی کتاب اللطائف القدوسیہ میں لکھی ہے با این اضافة کہ آخر کاہ مناظرہ میں قاضی صاحب سے کوئی جواب نہ بن آیا۔ اور آپ خاموش رہ گئے۔

## ۳۱۶۔ مفتی عبد الغفور امر وہی

۹۹۰ھ  
۶۱۵۸۲

”الشیخ العالم الفقیہ“ مفتی عبد الغفور بن عبد الملک ابن محمود حسینی امر وہی۔ یکے از علمائے عالیین و عباد اللہ الصالحین، شہر امر وہی کے اندر ۹۵۰ھ میں اپنے والد کی رحلت کے بعد مفتی مقرر ہوئے۔ برسوں زندہ رہے۔ غالباً ۹۹۰ھ میں رحلت فرمائی۔ کیونکہ ان کے بیٹے عبد القدوس اسی سن میں امر وہی کے مفتی مقرر ہوئے تھے جیسا کہ نختہ التواریخ میں مرقوم ہے۔

## ۳۱۷۔ عبد الغفور اعظم پوری

”الشیخ الصالح الفقیہ“ عبد الغفور حنفی صوفی اعظم پوری یکے از اکابر چشتیہ۔ شیخ نظام الدین کاکوروی کی خدمت میں مدت تک باریاب رہ کر درسیات پڑھیں اور ان کے بعد شیخ عبد القدوس گنگوہی سے طریقت میں استفادہ فرمایا۔ نہایت خوش ظاہر و خوش باطن تھے۔ آپ کی مجلس نفع بخش تھی۔ علماء و مشائخ میں سے بے شمار افراد آپ سے فیض یاب ہوئے (تمیمی) اخبار الاصفیاء میں لکھا ہے کہ بدایونی انہیں علمائے ربانی میں شمار کرتے ہیں۔ اور یہ کہ آپ ہر جمعہ کو شریعت کا درس فرماتے۔ عوام ان کی بیعت سے بہرہ حاصل کرتے آپ انہیں تلقین بھی فرماتے۔ حقائق کی آگہی پر تصانیف کے علاوہ موثر اشعار بھی فارسی میں کہتے۔ بعمر ۸۲ سال ۹۸۵ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ مزار آپ کا اعظم پور سنبل پرگنہ میں ہے۔  
۶۱۵۴۴

## ۳۱۸۔ عبد الغنی فتح پوری

”الشیخ الفاضل“ عبد الغنی بن حسام الدین صدیقی فتح پوری۔ فقہ و اصول و ادب میں ممتاز الاقران۔ مولد فتح پور (در ذوالحجہ لکھنؤ) تحصیل علم کے لئے جون پور تشریف

لے گئے۔ شیخ معروف بن عبدالواسع اور دوسرے اساتذہ علم و فن سے پڑھا۔ ان ارباق میں مولانا نظام الدین عثمانی ایتھووی آپ کے ہم سبق تھے۔ آپ برسوں شیخ معروف کی خدمت میں ہار یا بارہے۔ ان سے طریقت میں بھی استفادہ کیا۔ جس کے بعد فتح پور لوہڑا گئے اور تدریس و افادہ میں مصروف ہو گئے۔ آپ اور شیخ نظام الدین کے درمیان محبت راسخ تھی۔ آپ کے ۶ فرزند تھے۔ (۱) سلیمان (۲) حبیب اللہ (۳) محمد اشرف (۴) ابراہیم۔ (۵) تاج محمود (۶) موسیٰ (تحقیق الانساب)

## ۳۱۹۔ شیخ عبد الغنی سینھلی

”الشیخ الفاضل“ عبد الغنی سینھلی کے از علمائے معروفین تلمیذ شاہ احمد شرعی چندریوی جن سے طریقت میں بھی استفادہ کیا۔ متعدد تصانیف بھی ہیں۔ (از بکر خاں)

## ۳۲۰۔ شیخ عبدالقادر گیلانی

م ۹۲۲ ہجری بتاریخ ۱۸ ربیع الاول  
۱۵۳۵

”الشیخ الصالح“ عبدالقادر بن جمال الدین الشریف الحسنی الگیلانی ثم لاہوری۔ یکے از مشائخ قادریہ جلیلیہ۔ اپنے والد سے طریقت میں استفادہ کے بعد بغداد سے ہندوستان آکر لاہور کے اندر طرح اقامت ڈال دی۔ آپ کے ۳ فرزند تھے۔ اور تینوں صلاح و تقویٰ سے بہرہ مند تھے، یعنی (۱) السید الحاج (۲) السید سلطان (۳) السید غیاث الدین ماشاء اللہ ایک سے ایک بڑھ کر نیک اور صالح تھا۔ لاہور ہی میں انتقال فرمایا۔

## ۳۲۱۔ شیخ عبدالقادر مندوی

م ۹۸۲ ہجری  
۱۵۰۶

”الشیخ الصالح“ عبدالقادر ابن علی چشتی مندوی، یکے از عباد اللہ الصالحین۔ بعض درسیات اور تجوید پڑھیں۔ حتیٰ کہ قرآن اور تجوید فاتح الاقران ہو گئے۔ ذریعہ معاش

کھیتی باڑی تھی۔ جن کی آمدنی اپنے عیال اور عمان نوازی میں صرف کر دیتے (گلزار ابرار)

## ۳۲۲۔ شیخ عبدالقادر حلوی

م ۱۸ ربیع الاول ۱۲۳۰ھ

”الشیخ الصالح“ عبدالقادر ابن محمد غوث الشریف الحسینی حلوی الہندی الاچھی یکے از  
عالمان باعمل، سن ولادت ۱۲۳۰ھ اپنے والدہ سے استفادہ کے بعد شہر امچ ہی میں سند  
شیخو تبحریت پر ممتاز ہوئے۔ آپ کے ہاتھ پر بے شمار لوگ مسلمان ہوئے اور آپ سے استفادہ  
کیا۔ (خزینۃ الاصفیاء)

## ۳۳۳۔ مولانا عبدالقادر سرہندی

”الشیخ الفاضل العلامة“ عبدالقادر حنفی سرہندی۔ یکے از مشاہیر ارباب تدریس در  
ملک ہند۔ شیخ ہداد بن صالح سرہندی کی خدمت میں باریاب رہ کر پڑھا۔ بعد از فسوح خود  
مستزاد تدریس مزین فرمائی۔ تازلیت اس افادہ میں مصروف رہے۔ ریاست علم کے آپ ممتاز  
فرد تھے۔

آپ کے شاگردوں میں شیخ عبداللہ بن شمس الدین بیجا پوری اور دوسرے بے شمار

افراد ہیں۔

تصانیف | شیخ ہداد بن صالح پوری کی شرح کافیہ پر حواشی۔ جس کی داد شیخ نظام الدین  
اسفرآینی نے دی۔ اور اپنی کتاب المطول انہیں تحفہ بھی۔ جب ہندوستان  
تشریف لائے تو ملاقات کے لئے سرہند کچھ عرصہ تک آپ کی خدمت و صحبت میں رہے  
اور ان کے علم و فضل کے پورے اعتراف کے ساتھ وہاں سے واپس  
لوٹے۔

(بختاورد خان درمرآة عالم و در گلزار ابرار) صفحہ ۹۴

# ۳۳۴ - الشیخ عبد القدوس گنگوہی

م ۱۸ جمادی الاخریٰ ۱۲۹۲ھ

”الشیخ الاجل“ عبد القدوس ابن اسمعیل بن صفی بن نصیر الحنفی رودلوی ثم گنگوہی ہندوستان

کے مشہور مشائخ طریقت سے تھے مولد و منشار دولی ہے

**تعلیم** ابتدائی صرف و نحو ملا فتح اللہ المشہور بہ چکنہ سے پڑھی۔ مگر بہت جلد ہی بحث و مطالعہ چھوڑ کر رودلوی ہی میں شیخ صالح احمد بن داؤد عمری کے مزار کی مجاورت اختیار کر لی۔ بعد میں احساس ہوا کہ علم کے بغیر تصوف طعاصم بے نمک کی مانند ہے۔ چنانچہ دوبارہ بحث و مطالعہ کی طرف قدم بڑھایا۔ اور نہایت انہماک سے طویل عرصہ تک یہ سلسلہ جاری رکھا۔ حتیٰ کہ اللہ سبحانہ نے علم و معرفت کے تمام دروازے آپ کے لئے کھول دئے۔ شیخ مذکور کی روحانیت کے اثر سے بے حد مستفید ہوئے۔ ان کے پوتے محمد بن احمد (رودلوی) نے آپ کو خرقہ عنایت فرمایا۔ اب آپ نے شاہ آباد اور وہاں سے گنگوہ آکر مستقل سکونت اختیار فرمائی۔

آپ بہت بلند مرتبہ و صاحب کرامات علیہ و ذوق صحیح و وجد صادقہ کا مظہر اور سماع میں حد افراط تک منجذب تھے۔ عامۃ الناس پر توجید کے اسرار کھولتے۔ خود جذبات کے سمندر اور شکر کے اندر ڈوبے رہتے۔ باایں ہمہ مشاغل، اتباع سنت اور التزام عزیمت سے بھی غافل نہ ہوتے۔ ہر لمحہ خود کو منکر المزاج اور راعب الی اللہ رکھتے۔ توکل سے بہرہ مند ہی تھے، عبادت میں متوغل۔ حیثیت سے گریہ طاری ہو جاتا اور موت و فتنہ کے ذکر سے بے حد آہ و بکا کرتے۔

۱۔ تعلیقات علی شرح الصحیفہ و علم کلام

۲۔ شرح غیبی علی عوارف المعارف

**مصنفات**

۳۔ التصوف پر حاشیہ

۴۔ انوار العیون و اسرار المکنون۔ یہ سات فنون پر مشتمل ہے مفصل کتاب ہے مفاد



۵۔ اپنے مریدوں کے نام خطوط اور ان خطوط کو شیخ کے بعض متوسلین نے یکجا جمع کر دیا

(ہے)

وفات | ۱۲ جمادی الاخریٰ ۹۲۲ھ شہر گنگوہ میں ہوئی۔

## ۳۳۵۔ شیخ عبد القدوس نظام آبادی

”الشیخ الکبیر“ عبد القدوس شطاری نظام آبادی المشہور بہ ”قدن“ و ”قطب صدیق“ آپ نے طریقہ شطاریہ میں شیخ عبد اللہ شطاری کی بیعت کی۔ پھر حافظ شطاری ”داسطہ کار“ کی خدمت میں باریاب ہوئے۔ اور ان سے بے شمار فیوض حاصل کئے۔ حافظ مذکور نے آپ کو اپنی خلافت تفویض فرمائی۔ آپ نے تلقین و ارشاد شروع کر دی۔ آپ سے شیخ علی بن قوام الدین جو پوری نے استفادہ کیا۔ یہ صاحب بلند پایہ عالم اور صاحب دعوت اور مجاہدہ و ریاضت کے نوگرتھے (ہاشقیہ شیخ عارف علی)

## ۳۳۶۔ مولانا عبد الکریم سہارن پوری

م ۹۰۹ھ بروز شنبہ ۱۲ ربیع الاول

”الشیخ الفاضل“ عبد الکریم بن خواجہ سالار بن فرید الدین انصاری بہرہ پوری سہارن پوری یکے از عالمان باعمل و مردان صالح۔ مولد و منشاہ سہارن پور حفظ قرآن کے بعد تحصیل علم و طریقت دونوں کے لئے شیخ اسحاق حبیبی بخاری کی خدمت میں برسوں باریابی سے مفتخر ہوئے۔ سنی کہ کشف و شہود کے تمام دروازے آپ کے لئے کھل گئے۔

عوام و خواص دونوں طبقے آپ کے معتقد تھے۔ نواح سہارن پور میں سلطان بہلول لودھی نے آپ کو بارہ مواضع جاگیر میں عطا فرمائے۔ وہ آپ کی بزرگی اور کمال کا بہت معتقد تھا۔

شیخ پیاری نے اللطائف القطبیہ میں لکھا ہے کہ شیخ عبد القدوس گنگوہی کہا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ میں دہلی کی پرانی جامع کبیر میں نماز جمعہ کے لئے گیا تو دیکھا کہ شیخ عبد الکریم نماز

مناز کے بعد منبر پر تشریف لائے۔ اس لمحہ میں ستر افراد صوفیا میں سے موجود تھے۔ شیخ نے وعظ شروع کر دیا۔ اور ان میں ہر فرد نے اپنے اپنے طرف کے مطابق اخذ استفادہ کیا۔

## ۳۳۷۔ مولانا عبد الکریم شیرازی

”الشیخ العلامة“ عبد الکریم بن عطاء اللہ شیرازی الہندی الجبرائی۔ علم تاریخ و رجال اور علوم حکمیہ کے اندر ممتاز الاقران تھے۔ سلطان محمود شاہ کبیر کے عہد میں ہندوستان وارد ہوئے

طبقات محمودیہ اس تاریخ میں خلق آدم سے لے کر ۹۱۵ھ تک کے واقعات کے ساتھ ہر دور کے اکابر علماء و شعرا اور بلوک و امرائے ممالک ہیں۔

تصانیف

## ۳۳۸۔ مولانا عبد الکریم گجراتی

”الشیخ الفاضل الکبیر“ عبد الکریم ہمدانی گجراتی۔ یکے از علمائے ممتازین و در علوم شریعیہ

قاضی عبد العزیز بن عبد الکریم عینی اجمینی ان ہی کے شاگرد ہیں (گلزار ابرار)

## ۳۳۹۔ شیخ عبد الطیف قزوینی

م۔ تاریخ ۵ رباہ رجب ۹۸۱ھ

”الشیخ الفاضل“ عبد اللطیف بن یحییٰ المعصوم الحسینی البیضی القزوینی۔ خانوادہ علم و فضیلت

کے فرد۔ ظہار پ شاہ صفوی بادشاہ فارس اس بنا پر آپ کی ذات سے حسن ظن رکھتا کہ آپ چھپے ہوئے شیعہ ہیں۔ ایک مرتبہ کسی شیعہ سخن طراز نے شاہ سے کہہ دیا کہ وہ تو اہل سنت

والجماعت ہیں۔ بادشاہ چہر گیا اور ایک دستہ متعین کر دیا کہ یحییٰ معصوم اور اس کے فرزند کو گرفتار کر کے دار الملک میں لے آؤ۔ ان کے فرزند علاؤ الدولہ نے اپنے والد یحییٰ سے کہا۔

کہ آپ کبیر سنی کی وجہ سے دباں جا تو سکتے ہی نہیں۔ اس دفعہ میں سرکاری آدمیوں نے انہیں

گرفتار کر کے جیل خانے میں بھجوا دیا۔ جہاں ان کا انتقال ہو گیا۔ رہے صاحب ترجمہ

عبد اللطیف تو وہ بھاگ کر گیلانات کی طرف نکل آئے۔ سلطان ہمایوں نے یہ واقعہ

سنا۔ تو آپ کو ہندوستان آنے کی دعوت بھجوا دی۔ مگر بہالیوں ان کے ہندوستان پہنچنے سے پہلے رحلت فرما گئے۔ تو سلطان اکبر نے شیخ عبداللطیف کو خوش آمدید کہا۔ انہیں عزت و آرام کے ساتھ فتح پور میں سکونت کی اجازت دی اور ان سے دیوان حافظ شیراز کا ایک معتد بہ حصہ پڑھا۔ شیخ موصوف فاضل مورخ اور متعدد علوم و فنون سے آگاہ تھے۔ ۹۸۱ھ درجیب ۱۵۷۳ء کے روز فتح پور میں داعی اجل کو لبیک کہا اور آپ کا جسد اجمیر لے جا کر سپرد خاک کیا گیا۔ قاسم السلطان نے آپ کی تاریخ وفات (فخر آل یسین سے) مستخرج کی۔ (بدایونی)

## ۳۴۴۔ قاضی عبداللہ سندھی

”الشیخ العالم الفقیہ قاضی عبداللہ ابن ابراہیم عمری سندھی مہاجر مدنی۔ مولد در بیلہ صوبہ سندھ۔ تحصیل درسیات شیخ عبدالعزیز اجمیری شادح مشکوٰۃ سے کی اور خود مدت تک تدریس فرمائی۔ مگر جب سلطان شاہی بیگ قندھاری سندھ پر قابض ہوا۔ تو آپ حرمین کی زیارت کے ارادے سے روانہ ہوئے۔ ۹۴۲ھ میں گجرات پہنچے۔ جہاں شیخ علی متقی برہان پوری سے ملاقات ہوئی۔ جن کی شہرت چارہ دانگ گجرات میں تھی۔ حتیٰ کہ بہادر شاہ بھی ان کا معتقد تھا۔ اور چاہتا تھا کہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو۔ لیکن شیخ متقی اس بات کی اجازت نہیں دیتے تھے، قاضی عبداللطیف نے شیخ سے سفارش کی۔ کہ سلطان کو اپنے ہاں حاضر ہونے دیجئے۔ شیخ علی متقی نے فرمایا۔ ”جس اس شخص کو کیسے اپنے پاس آنے دوں۔ جو خود منکرات میں ملوث ہے۔ اور اسے گوارا نہیں کہیں اسے امر بالمعروف کر سکوں۔“ سلطان نے یہ خبر سن کر قاضی عبداللطیف ہی کے ذریعے کہلا بھیجا۔ کہ شیخ صاحب بلا دانگ مجھے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر فرمائیں۔ اس پر انہیں اجازت دی گئی۔ سلطان نے حاضری پر آپ کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔ اور ایک لاکھ تنگہ بھجوا یا۔ یہ رقم شیخ علی متقی نے قاضی عبداللطیف صاحب کو عنایت فرمادی۔ جس میں سے کچھ تو حرمین کا زاد راجو بنا۔ اور باقی آپ اپنی گذر بسر کے کام میں لائے۔

## ۳۴۱۔ شیخ عبداللہ امرودی

م۔ ۱۵ ماہ ذوالحجہ ۹۹۷ھ  
۶۱۵۷۹

”الشیخ الکبیر“ عبداللہ بن احمد بن طیفوز بن شمس الدین بن محمد بن محمود بن عبدالخالق  
بن محمد بن محمد بن محمود بن الخیر بن علی راہتینی امرودی۔ ابراہیم بن علی رضا علیہ السلام کی اولاد سے اور  
ہندوستان کے مشہور اولیاء میں سے تھے۔ علم و عمل اور ہوش و سکر و جذب و سلوک کا مرقع۔  
(بدایونی)

بدایونی نے آپ سے امر وہمہ میں ملاقات کا یہ واقعہ لکھا ہے کہ ”آپ نے قرآن مجید  
کی چند آیات پڑھ کر ان کی تفسیر کرتے ہوئے سامعین کو رعباً بالقضار“ کی تلقین کی اور اس  
اشارہ میں رائے خطاب برابر میری طرف فرماتے رہے۔ جب میں امر وہمہ سے لوٹ کر اپنے  
گھر بدایوں میں پہنچا۔ تو میری عدم موجودگی میں میری بیٹی کا انتقال ہو چکا تھا تب میں سمجھا کہ شیخ  
موصوف نے رعباً بالقضار کا تذکرہ میری تسلی کے لئے کیا تھا۔

سبغلی نے اپنی تالیف ”الاسرار“ میں لکھا ہے کہ شیخ عبداللہ امرودی اپنی جوانی کے  
زمانے میں سفر حرمین کے لئے گھر سے نکلے۔ تو کھباتت میں انہیں ایک مجذوب نے واپس  
لوٹ جانے کی طرف اشارہ کیا۔ چنانچہ آپ نے واپس لوٹ کر شیخ علاؤ الدین چشتی دہلوی  
کی خدمت میں باریابی حاصل کی۔ اور جب شیخو خیرت کے مرتبہ پر پہنچے۔ تو امر وہمہ آکر نہ بدو  
عبادت کو شعار و شعار بنا لیا۔

## ۳۴۲۔ مولانا عبداللہ تلمیسی

م۔ ۹۲۲ھ  
۶۱۵۱۹۱

”الشیخ الفاضل العلامۃ“ عبداللہ بن الہداد العثماني التلمیسی طاقی ثم دہلوی۔ یکے از  
مشاہیر اساتذہ علم و فن در ہند۔ مولد تلمبہ دو نواح ملتان۔ اہلاد و حساب سیکھنے کے بعد کچھ  
مدت اپنے مولد میں رہے۔ پھر رخصت سفر باندھا اور عراق عجم تشریف لے گئے منطلق فلسفہ

علامہ عبدالشہزادہ سے برسوں ان کی خدمت میں رہ کر پڑھا۔ عنقوانِ شباب ہی میں دولتِ علم سے مالا مال ہو گئے۔ اور فیصلہ کن گفتگو کرنے لگے۔ ذکاوت و حاضر جوابی و قوتِ حافظہ اور سوجھ بوجھ کا مرقع تھے۔ جب وطن واپس آئے تو اکابرِ علما میں سے تھے۔ مسند تدریس مرتب فرمائی۔ برسوں یہ مشغلہ رہا۔ آخر فتنوں نے چاروں طرف سے گھیر لیا۔ تو گھر چھوڑنے پر مجبور ہو گئے۔ اور چلتے چلتے دہلی پہنچے۔ یہ زمانہ سلطان سکندر شاہ لودھی کا تھا۔ اس نے سنا تو غنیمت جانا

مولانا مشکل کتب منطق و فلسفہ پڑھاتے۔ اور ان ہی کی بدولت منطق و حکمت کی کتابیں نظامِ درس میں داخل ہوئیں۔ چنانچہ بدایونی لکھتے ہیں :-  
 ”ان کے دہلی آنے سے پہلے ان شہروں میں شرح شمسیہ (در منطق) اور شرح صحائف (در کلام) مروج تھے۔ مگر آپ کی بدولت نظامِ درس میں فلسفہ و منطق کی بعض مشکل کتابیں اور شامل ہو گئیں۔“

سلطان سکندر شاہ آپ کی بے حد تعظیم کرتا۔ اگر وہ درس کے موقع پر آتا۔ تو کسی کونے میں ٹک چھپ کر بیٹھ جاتا۔ تاکہ تدریس میں ہرج و مرج واقع نہ ہو۔ مولانا کے تدریس سے فارغ ہونے پر سلام پیش کر کے گفتگو شروع کرتا۔

بدایونی لکھتے ہیں ایک مرتبہ سکندر نے تمام ملک کے علما کو جمع کر کے مناظرہ کی پالی ڈال دی۔ شیخ عبداللہ حمدوح اور ان کے ساتھی عزیز اللہ ایک طرف — اور شیخ الہداد جو پوری اور ان کے بیٹے بھکاری دوسری طرف۔ مناظرہ شروع ہوا۔ تو سلطان پر یہ رائے کھل گیا کہ فریقِ اول یعنی مولانا تلبنی تقریباً میں اور مولانا الہداد تحریر میں فائق ہیں مولانا تلبنی کے تلامذہ میں مفتی جمال الدین، ان کے بھائی عبد الغفور ابن نعیم الدین دہلوی اور میاں شیخ گوپیری و میراں جلال الدین بدایونی وغیرہ ہیں۔ جن میں سے ہر ایک آپ کی طفیل متبحر اور اپنے وقت کے اساتذہ ہیں۔ ان کی تعداد چالیس ہے۔

## ۳۴۳۔ مولانا عبداللہ الہداد جون پوری

”الشیخ الفاضل“ عبداللہ الہداد متقی جون پوری علوم عربیہ کے اندر مشہور و ممتاز عالم مولد  
شہر جون پور، اراٹل جوانی میں پڑھنا شروع کیا۔ برسوں اپنے والد کی خدمت میں بار بار رہ کر  
تکمیل کی۔ اور علم و عرفان دونوں کے اندر فائق اقران ہوئے۔  
میرا گمان ہے کہ شیخ بھکاری بھی ہیں۔ جن کا تذکرہ بدایونی نے کیا ہے۔ کیونکہ ہندوستانیوں  
کی عادت ہے کہ اپنے بچوں کا نام اور رکھتے ہیں اور پکارتے ہیں انہیں ایسے نام سے جو مختصر  
اور زبان پر ہلکا ہو۔

## ۳۴۴۔ شیخ عبداللہ سندھی

”الشیخ العالم المحدث“ عبداللہ ابن سعد اللہ المتقی السنہ صی المہاجر مدینہ منورہ۔ ان کے معاصرین  
کے اندر حدیث و تفسیر میں کوئی ان کا ہم پیکہ نہ تھا۔ سرزمین سندھ میں تو ان کی اور بھی زیادہ  
تعظیم کی جاتی۔ آپ گجرات شریف نے آگے تو قاضی عبداللہ ابن ابراہیم سندھی نے آپ کی  
صحبت اختیار کی۔ یہ واقعہ ۹۷۷ھ کا ہے۔ محدث حرمین شریفین ان کے ہمراہ ہی گئے اور جب  
نے حجاز کے آئمہ حدیث اور شیخ علی متقی برہان پوری سے حدیث پڑھی۔ برسوں مدینہ منورہ کے  
اندر قیام کرنے کے بعد ہندوستان لوٹ آئے۔ اور یہاں شیخ رحمت اللہ ابن قاضی عبداللہ  
سندھی ۹۷۷ھ میں آپ سے کتاب کیا۔ آپ نے برسوں گجرات میں قیام فرمایا۔ جب تک  
یہاں رہے علماء عوام دونوں طبقوں کو پڑھاتے رہے۔ آخر میں مکہ مکرمہ چلے گئے۔ اور وہیں  
داعی اجل کو لبیک کہا۔

۱۔ جمع المناسک و نفع الناسک مصنفہ در ۹۵۰ھ  
۶۱۲۹۹

۲۔ حاشیہ بر عوارف المعارف السہروردی

تصانیف

ماہ ذوالحجہ ۹۸۳ھ میں انتقال فرمایا۔  
۶۱۵۶۶

(حضرت می در النور السافر)

## ۳۲۵۔ شیخ عبداللہ سلطان پوری مخدوم الملک

۹۰-۹۹۱ھ  
۸۲۱-۸۸۲ھ

شیخ العالم الکبیر عبداللہ ابن شمس الدین انصاری سلطان پوری۔ المشہور بہ مخدوم الملک  
آبا کا وطن مٹھہ (صوبہ سندھ) ہے جہاں سے ان کے دادا نے ترک اقامت کے بعد جالندھر میں  
طرح اقامت ڈال دی۔ عبداللہ کا مولد سلطان پور صوبہ پنجاب ہے۔ اوائل عمر میں تعلیم شروع  
کر دی۔ سرہند گئے۔ اور درسیات شیخ عبداللہ دہرندی سے پڑھیں۔ دہلی پہنچے اور حدیث میں  
شیخ ابراہیم ابن المعین ایرجی سے اکتساب فرمایا۔ آخر اپنے وطن کو گئے تو مشغول تدریس اور تالیف  
شروع کر دیا۔ جس سے قسبوں عام کی سند حاصل ہوئی۔

سلطان ہمایوں نے آپ کو شیخ الاسلام کی سند پر فائز فرمایا۔ جس پر آپ ہمایوں کی رحلت  
کے بعد بھی متمکن رہے۔ حتیٰ کہ سلطان اکبر سریر آرائے سلطنت ہوا۔ تو اس نے بھی آپ کے  
لئے یہ منصب برقرار رکھا۔ سلطنت کے ماتحت اراکین اور بادشاہ سب آپ کی سب سے تعظیم  
کرتے اور آپ کے اشاروں پر جان چھڑکتے۔ سلطان شیر شاہ نے آپ کو صدر الاسلام کا خطاب دیا  
اور ان کے فرزند سلیم شاہ تو آپ کو تخت پر اپنے برابر جگہ دیتے۔ گراں بہا نذرانے پیش کرتے۔  
ہمایوں نے جب ایران سے لوٹ کر دوبارہ زمام حکومت ہاتھ میں لی۔ تو آپ کو شیخ الاسلام کا  
خطاب دیا۔ اور اکبر نے مخدوم الملک کا آخر الذکر ایک لاکھ سالانہ وظیفہ پیش کرتا۔ کئی سال تک  
یہی سلسلہ رہا۔

پھر جب مبارک ابن خضر ناگوری نے اکبر کے دل میں یہ دوسو سال دیا۔ کہ آپ تو خود  
مجتہدین سے ہیں آپ کے لئے کسی صدر اور قاضی کی تقلید ضروری نہیں۔ تو اکبر نے مخدوم الملک  
کو ردائے کر دیا۔ مولانا جب تک مکرمہ کے سرائے میں داخل ہوئے۔ تو شیخ شہاب الدین احمد بن  
حجر مکی آپ کی تعظیم کے لئے آگے بڑھے۔ آپ دو سال تک حرم میں قیام کے بعد اسپر  
کوٹے تو تجارت میں اکبر کے حکم سے آپ کو زہر دے کر ختم کر دیا گیا۔  
بدایونی لکھتے ہیں کہ آپ فقہ، تاریخ و حدیث بلکہ جملہ علوم نقلیہ میں متبحر اور اہل برکت و

شیعت کے خلاف شدید متعصب تھے نیز کتاب روضۃ الاحباب کے بارے میں ان کا دعویٰ تھا کہ یہ امیر جمال الدین محدث کی تصنیف نہیں ہے کیونکہ اسی کتاب کی جلد ثالث میں امیر جمال الدین نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی منقبت میں یہ مبالغہ آمیز شعر لکھا ہے۔ کہ امیر جمال الدین محدث کی طرف منسوب ہے۔ اس کے اندر مخدوم الملک کے قلم سے نکلے ہوئے یہ شعر حضرت علی کی منقبت میں اس کی تیسری جلد کے اندر ملتے ہیں۔

ہمیں بس بود حق نسائی اور

کہ کرد شک در خدائی اور

بدایونی کہتے ہیں پھر میری طرف مخدوم الملک نے متوجہ ہو کر کہا کہ دیکھتے حضرت علی کی طرح میں انہوں نے ایسا مبالغہ کیا کہ رفض سے گزر کر حلول کے عقیدہ تک پہنچ گئے خدا ایسے عقائد سے ہمیں محفو ظ رکھے۔ بدایونی کہتے ہیں میں نے عرض کیا کہ یہ تخیل حضرت امام الشافعی کے ان اشعار سے ماخوذ ہے۔

لوان المرفضی ابدی محمد ۴ لصاد الناس لحو اسجداً لہ

کفی فی فضل مولانا علی وقوع الشک فیہ انما اللہ!

بدایونی کہتے ہیں یہ اشعار سن کر مخدوم الملک نے بڑی غنیمت آلود نگاہوں سے میری طرف دیکھا اور کہا یہ اشعار حضرت امام شافعی کے نہیں ہو سکتے۔ میں نے عرض کیا کہ یہ شعر میر حسن میبذی نے بھی تو حضرت علی کے دیوان الشعر کی شرح میں لکھے ہیں، اس پر مخدوم الملک نے کہا کہ میبذی بھی تو رافضی ہی تھا۔ میں نے عرض کیا کہ میں نے بعض ثقافت حضرات سے سنا ہے کہ روضۃ الاحباب کی تیسری جلد امیر جمال الدین محدث کے قلم سے نہیں بلکہ میرک شاہ نام کے ایک صاحب نے لکھ کر ان کی طرف منسوب کر دی ہے۔

مخدوم الملک نے کہا۔ میں نے بھی روضۃ الاحباب کی دوسری جلد میں بعض لغویات پڑھ کر ان پر مناسب حواشی لکھوائے ہیں۔

متعدد میں ازال جملہ

تصانیف | اکشف الغمۃ ہے



- ۲ - منہاج الدین ہے  
 ۳ - عصمت الانبیاء ہے  
 ۴ - شرح عقیدۃ الحنفیہ ہے  
 ۵ - رسالۃ فی تفضیل العقل علی العلم  
 گجرات میں وفات پائی بروایت خوانی - ۹۹۱-۹۰ھ - ۶۱۸۸۳-۸۲ھ

## ۳۲۶ - مولانا عبد اللہ لاہوری

م ۹۲۳ھ  
 ۶۱۵۳۴ھ

”الشیخ العالم الفاضل“ عبد اللہ بن عبد الخالق الشریف الحسینی لاہوری نقہ و حدیث و تفسیر کے معروف عالم، علوم معقول میں بھی دسترس تھی۔ مدتوں لاہور کے اندر سند تدریس آراستہ رکھی۔ بے شمار افراد نے آپ سے استفادہ کیا۔ ۹۲۳ھ میں رحلت فرمائی۔ اور مقبرہ شیخ خان محمد حسوری کے قریب سپرد خاک ہوئے (حدائق الحنفیہ)

## ۳۲۷ - شیخ عبد اللہ سنہلی

م ۹۶۹ھ بتاریخ ۲۰ محرم  
 ۶۱۵۶۱ھ

”الشیخ الاجل“ عبد اللہ بن عثمان بن عطاء اللہ المودودی امر وہی ثم سنہلی ملقب بہ شمس الدین — — کمال الدین (دہردو) المعروف بہ شیخ پنجو۔ یہ تذکرہ بدایونی نے اپنی تاریخ کے اندر ان کے نام و القاب سب کے ساتھ کیا ہے۔ اس بنا پر کہ ان کے والد عثمان نے ان کے دادا عطاء اللہ کی زندگی میں رحلت کی۔ تو شیخ عطاء اللہ نے اپنی تربیت میں لیا اور اپنے چار بیٹوں کے ساتھ ان کے والد کی جگہ انہیں پانچواں وارث قرار دیا۔ جس سے آپ پنجو کے نام سے مشہور ہو گئے اس لئے کہ فارسی میں پنج بمعنی خمس کے ہے اور اولادت کے لئے ہے۔

سن ولادت ۸۶۶ھ مولد امر وہہ۔ وہاں کے بیت العلم کی نشانی تھے سنہلی گئے اور برسوں مولانا عزیز اللہ تلبنی کی خدمت میں باریاب رہ کر پڑھا۔ پھر دہلی وارد ہوئے۔ تو شیخ

علاقہ الدین چشتی دہلوی کے حضور برسوں رہ کر طریقت میں فائز ہو کر امر و نہی لڑے۔ مگر تھوڑی سی مدت کے بعد وطن اور گھر و نون چھوڑ کر صحرا میں بسیرا کر لیا۔ اور لوگوں سے دامن بالکل کھینچ لیا۔ دس سال اسی طرح گزارنے کے بعد سنبھل میں قیام فرما ہو گئے۔ ابتدا میں تو دہر و سماج کی کیفیت کو برداشت کر سکتے تھے۔ لیکن آخر میں انہیں برداشت کرنے کی سکت نہیں رہی تھی۔

۱۴ محرم ۹۴۹ھ کے روز دنیا سے دامن جھٹک کر عدم آباد کی راہ لی۔  
۱۵۴۱ھ

### ۳۴۸۔ الشیخ عبد اللہ الہی

م ۹۴۹ھ  
۱۵۴۱ھ  
"الشیخ الصالح" عبد اللہ ابن غوث الشریف الحسینی الہی یکے از علمائے ربانین علم و عمل اور زہد و قناعت کا مرقع تھے۔ تمام زندگی افادہ و عبادت میں صرف کر دی۔ امرا و سلاطین سے ہمیشہ اپنے آپ کو دور رکھا۔ ۹۴۸ھ میں رحلت فرمائی و خزینہ

### ۳۴۹۔ مولانا عبد اللہ اکبر آبادی

م - ۹۴۶ھ  
۱۵۲۹ھ  
"الشیخ الفاضل" عبد اللہ بن یعقوب بن نسیر الدین انصاری تھیں۔ لسانی اکبر آبادی یکے از علمائے مشہورین۔ مولد و منشا آگرہ۔ تحصیل علم کے لئے متعدد شہروں میں گئے۔ اور اساتذہ وقت سے پڑھ کر اکبر آبادی واپس تشریف لے آئے۔ مدتوں مسروف افادہ رہے۔ بے شمار افراد نے ان سے پڑھا۔ ۹۴۰ھ کے روز آگرہ میں وفات پائی و اخبار الاصفیاء

### ۳۵۰۔ مولانا عبد اللہ لسانی

م ۹۴۰ھ  
۱۵۲۱ھ  
"الشیخ العالم الکبیر" عبد اللہ الغنی یکے از علمائے کبار در علوم شرعیہ، مولد و منشا لسان۔ یہیں تعلیم حاصل کر کے بھکر میں اقامت فرما ہوئے۔ اور سند تدریس اور اساتذہ فریادی۔ نحو و فقہ و لغت و

اصول ہر ایک میں یکہ تاز تھے۔ اور معقولات میں بھی جید! ۱۵۶۲ء میں آسودہ لحد ہوئے (تاش)

## ۳۵۱۔ مولانا عبدالمدید الیونی

”الشیخ الصالح“ عبداللہ سمانوی۔ یکے از علمائے مشہورین، مولد قبیلہ سمانانہ، ہندو گھرانہ

میں پیدا ہوئے اور وہیں پر دان چڑھے۔ اہلاد و حساب و فارسی ایک مسلمان عالم سے پڑھے، جب سعدی شیرازی کی کتاب بوستان کا یہ شعر پڑھا۔

عحال است سعدی کہ راہ صفا

تو زن رفت جز در پتے مصطفیٰ

تو اپنے استاد سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق دریافت کیا۔ استاد نے اس انداز سے متاثر ہو کر آنحضرت کے اخلاق و مکارم بیان کئے۔ کہ شاگرد نے جذبہ ربانی سے متاثر ہو کر والدین اور وطن و دیار کو خیر باد کہا اور علم عربی کی تحصیل کے لئے دہلی پہنچ کر مندرجہ ذیل اساتذہ کے سامنے زانوئے ادب تہ کیا۔

۱۔ مولانا عبدالغفور بن نصیر الدین دہلوی

۲۔ شیخ جلال الدین بدایونی — وغیرہ

بعد ازاں بدایوں میں شیخ عبدالباقی سے طریقت حاصل کی۔ وہاں سے خیر آباد کہ شیخ صفی الدین عبدالصمد سائن پوری کی خدمت میں برسوں باریاب رہ کر اکتساب کیا۔ یہاں تک کہ کشف و شہود کے تمام دروازے کھل گئے۔ بدایوں لوٹ کر افادہ و عبادت میں ڈوب گئے علوم فقہ و اصول و نحو وغیرہ پر بھی حاوی تھے۔ مذہب حنفیہ کے فروع و عادات تک مستحضر تھے۔ قوی الفہم۔ زاہد۔ کم خور اک دھابرا اور شریف النفس تھے۔ بازار جہانے اور کبر سنہی کے باوجود گھر کا سامان خود اٹھا کر لاتے۔ باوجود مجاز ہونے کے مشائخ کی مانند بیعت نہ لیتے۔ ۶۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔

(بدایونی)

## ۳۵۲ - شیخ عبداللہ سرہندی

مستطاب  
۱۶۹۱ھ

”الشیخ الکبیر“ عبداللہ نیازی مہدوی سرہندی۔ یکے از داعیان مہدویت۔ امر و نہی کہنے میں کسی کا خوف دل میں نہ لانتے۔ جس وجہ سے بعض امرا و دول نے آپ کو تکلیفیں بھی دیں۔ اور نیازی افتخاروں کی ایک شاخ ہے۔ صاحب ترجمہ اس قوم میں سے اور ہندوستان کے مشاہیر سے تھے۔

بدایونی فرماتے ہیں کہ انہوں نے طریقہ تصوف شیخ بہاؤ الدین چشتی کی خدمت میں برسوں بار یاب رہ کر حاصل کیا۔ پھر گجرات اور وہاں سے حرمین گئے۔ حج و زیارت کے بعد متعدد شہروں کی سیاحت کی اور وہاں کے بے دالے مقتدر شیوخ سے استفیض ہو کر گجرات واپس آئے جہاں شیخ محمد بن یوسف جون پوری کی صحبت نصیب ہوئی۔ دکن آئے۔ اور یہاں آکر ترک تجربہ و امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا لطف حاصل ہوا۔ جس کے اثر سے خود کو مہدویت میں شامل کر لیا۔ اب بیان آئے۔ یہاں مدتوں قیام کیا۔ اور جب تک رہے بے ہمہ ہو کر گزارتے رہے حتیٰ کہ کسی طریق کا اظہار تک نہ تھا۔ سلطان الہند سلیم شاہ پسر شہ شاہ سوری سے بے حد ایذا پہنچتی رہی۔ جس سے گھبرا کر بیانہ کی اقامت چھوڑ دی۔ اور متعدد بستوں میں گھومتے پھرتے سرہند میں طرح اقامت ڈال دی۔ یہیں پر مہدویت اور سید محمد بن یوسف مہدوی کی بیعت سے منحرف ہو گئے۔

بدایونی یہ بھی لکھتے ہیں کہ جب سلطان اکبر نے فتحپور میں عبادت خانہ تعمیر کروایا۔ تو آپ کو اکبر آباد طلب کیا۔ اور آپ کی مجلس سے بہت محظوظ ہوا۔ کچھ مدت بعد انہیں رخصت کر دیا۔ تو آپ پہلے کی مانند سرہند ہی میں پاؤں نوڑ کر بیٹھ گئے۔ ایک موقع پر سلطان اکبر شاہ سرہند کی طرف آنکلا۔ تو آپ کو اراحتی جاگیر میں پیش کی۔ مگر آپ نے انکار کر دیا۔ آخر بادشاہ کے اصرار پر قبول تو کر لیا مگر اس کی آمدنی میں سے خود پر کبھی کچھ صرف نہ کیا۔ آپ پہلے ہی کی مانند فقر و قناعت کے ساتھ دن گزارتے رہے۔ ان کا عمل امام غزالی کی

کتاب احیاء العلوم پر تھا۔

سید الوالد نے اپنی کتاب مہر جہاں تاب میں لکھا ہے کہ آپ جب حرمین گئے تو حج و زیارت کے بعد آٹھ گھنٹے سے حدیث پڑھی۔ کہا جاتا ہے کہ حدیث کے اثر سے آپ نے جو نیپوری کی مہر و بیت کے عقیدہ باطلہ سے توبہ کر لی۔

۱۔ القربة الى الله والى النبي صلعم  
۲۔ مرآة الصفا

۳۔ الصراط المستقیم

۹۰ سال کی عمر میں سرہند ہی کے اندر آسودۂ مدین ہوئے (المنتخب)

۳۵۳۔ شیخ عبد اللہ الکوئی (علی گڑھی)

”الشیخ الفاضل“ عبد اللہ الحسینی الکوئی یکے از مشہورین در زمانہ شیخ عبد القدوس گنگوہی جیسا کہ رکن الدین محمد بن عبد القدوس نے اپنی کتاب اللطائف القدوسیہ میں ذکر کیا ہے۔

۳۵۴۔ شیخ حمید الحمید گنگوہی

”الشیخ الفاضل“ عبد الحمید ابن عبد القدوس بن اسمعیل حنفی گنگوہی لقب حمید الدین یکے از صوفیائے معروفین۔ مولد و منشا گنگوہ۔ تعلیم کے لئے سفر کیا۔ مولانا قطب الدین سرہندی و شیخ احمد حسینی ملتانی اور دوسرے اہل علم سے پڑھا۔ اپنے والد سے بھی اکتساب کیا اور ان کی زندگی تک انہی کی خدمت میں باریاب رہے۔ طریقت میں بھی انہی سے فیض حاصل کیا۔

وحدۃ الوجود کے اثبات پر ایک رسالہ ہے جیسا کہ رکن الدین محمد نے تصانیف میں اپنی کتاب اللطائف القدوسیہ میں لکھا ہے۔

۳۵۵۔ شیخ عبد المصطفیٰ باکثیر مکی

۳۔ بروز شنبہ بوقت شب، ۲ ذوالحجہ ۹۸۹ھ

”الشیخ العالم البیہ المحدث“ عبد المصطفیٰ بن الحسن بن عبد اللہ باکثیر ثم الہندی احمد آبادی

یکے از علمائے حدیث۔

عبدالقادر حضرتی النور السافر میں فرماتے ہیں کہ "وہ ۹۰۵ھ میں مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور وہیں پروان چڑھے۔ متعدد علمائے کبار سے پڑھا۔ منقول و معقول بلکہ جملہ فنون علمیہ حاصل کرنے کے بعد ہندوستان وارد ہوئے اور یہیں اقامت فرما ہو گئے۔ حاضر جواب گفتگو میں ہمیشہ کمال حاصل۔ کلام میں حلاوت تاحیات صلاح و تقویٰ سے بلبوس رہے۔ سنا ہے کہ قاضی عیاض کی کتاب الشفا ایک عالم کہ نماز فجر سے لے کر ظہر اڈل تک سنا دی۔ ان کے شیوخ میں شیخ الاسلام زکریا انصاری ہیں۔ جن کے درس میں آپ نے صحیح بخاری سنی۔ یہ قرأت آپ کے والد کے پاس رہے تھے۔ باکثیر شیخ زکریا سے بخاری کی روایت میں لفظ "سمعت" (میں نے سنا) بیان کرتے ہیں۔ اور خود شیخ زکریا امام ابن حجر عسقلانی سے روایت کرتے ہیں۔ اس بنا پر حضرت باکثیر کی سند عالی قرار پائی۔ جس سے حدیث کے قدر دان اٹھ کر آگئے۔ اور آپ سندیں لکھتے لکھتے عاجز آگئے۔ میں نے اپنے بچپن میں پہلے پہل لفظ "اجازہ" انہی کی مجلس میں سنا۔ میرے والد نے آپ سے درخواست کی کہ یہ اجازت نظم کر دیں تاکہ اپنے قصائد کے ساتھ اسے بھی لکھ لوں لیکن انہوں نے کہ وہ اسے نظم نہ کر سکے۔

کتاب اسماء رجال البخاری۔ جس کے اندر امام بخاری سے لے کر صحابی تک **تعماینت** جملہ راویوں کا ذکر ہے۔ مگر یہ کتاب ان سے مکمل نہ ہو سکی۔ باوجود اسے کہ بہت کچھ ایک ضخیم حصہ میں لکھ دیا۔ ظاہر ہے کہ اگر یہ کتاب مکمل ہو جاتی۔ تو اپنے موضوع میں نہایت مفید ہوتی۔ شرح بھی کہتے! اداں جملہ!

۱۔ ہلکی پھلکی گور سے رنگ کی تپالی بکروالی اور ایسے سیدھے قد کی کہ نیزے بھی اُس کے آگے شرمائیں۔  
۲۔ جب وہ صبح کرتی ہے تو اس کی زبان کی دھارا اس قدر تیز ہوتی ہے کہ وہ رات کی درخ کو چودھویں رات کے چاند سے پھاڑ دیتی ہے۔

۳۔ اس کی چمک اندھیرے کی نشانی کو مٹا دیتی ہے تو وہ اندھیرا لیا دن بن جاتا ہے جس کی فخر روشن ہو

۴۔ اس کی زبان ہے مگر بولتی نہیں اُس کے آسوس ہتے ہیں لیکن پلکوں سے نہیں۔

۵۔ اس کا جھلبا پ سفید چاندی کی یاد تازہ کرتا ہے اور اس کی اتھریاں شمعوں کو شرماتی ہیں۔

۶۔ وہ جب بچتہ ارادہ کر لیتی ہے تو اپنے صحیفہ میں لکھ دیتی ہے کہ اب بھاگنے کا موقع نہکل گیا ہے۔

- ۷۔ پس لازم پکڑ تو اس واضح جیستان کو جس کی میں نے تشریح کر دی ہے لیکن یک گونہ پڑے کے اندر اندر۔  
 ۸۔ اے ہم نشین! کھڑے ہو جاؤ۔ صبح ہوگی، اور صبح کے نور نے تاریکی شب کو مٹا ڈالا۔  
 ۹۔ صبح کی شراب قریب لے آ۔ موسم خوشگوار ہے اور ایسی شراب کا دور چلا جو رنگ شفق کے مشابہ ہو،  
 ۱۰۔ ایسی شراب پلانے والی کھڑی ہوئی، جس کے سبزہ رخ سے اگر ہیں چاہوں، کستوری اور کافور سے مزین کر دوں۔  
 ۱۱۔ گویا کہ اے چاند ہے جس کے پیالوں کے اندر آفتاب گھوم رہا ہے اور اس کے انت پرانی شراب کے ہیں بلکہ اور زرا۔  
 ۱۲۔ اس کا قد سمہری نیزے کے مشابہ ہے اور اس کی آنکھ تلوار کی مانند اور نگاہ تیر کے مانند ہے۔  
 ۱۳۔ اس کے پلکوں کی کمائیں کھچی ہوئی ہیں ہمارے قتل کے لئے اور انہیں سے بچنے کے لئے عشاق کے دل ڈھال بن گئے ہیں۔  
 ۱۴۔ کمر میں پیٹی بندھی ہوئی ہے اس کی گھنگھریاں خاموش اور بازو بند گویا ہے۔  
 ۱۵۔ اس کے عشاق کی آنکھیں اس وقت ٹھنڈی ہو جاتی ہیں اس کی بے التفاتی کی وجہ سے بیداری مرض میں مبتلا ہیں۔  
 ۱۶۔ محبوب کے رخسار پر عاشق نے یہ صاف لکھا ہوا دیکھا کہ اللہ نے اپنی تمام مخلوق میں اسے سب سے زیادہ حسین پیدا کیا“

- ۱۷۔ میں اس کے جمال کے حسن میں وہم کیا کرتا تھا۔ جب کہ میں اپنی تیز نگاہیں اس میں گاڑتا۔  
 ۱۸۔ میں نے اپنے ان دنوں کو بے کاری میں پورا کیا۔ حالانکہ میرے لئے عشق کو چھوڑ دینا مناسب تھا۔  
 ۱۹۔ وقت آ گیا ہے کہ جس طرح مفرد غلام نہیں لوٹ سکتا اسی طرح میں عشق سے رجوع نہیں کر سکتا۔  
 ۲۰۔ بوڑھا پا آ گیا جو سب ڈرانے والوں سے زیادہ بلیغ ہے۔ جوانی چلی گئی گویا کہ وہ ایک خواب یا خیال تھا  
 (النور السانی)

## ۳۵۴۔ شیخ عبد الملک کالیپوی

(م۔ در عہد صحابہ کرام)

”الشیخ الفاضل“ عبد الملک بن ابراہیم کالیپوی۔ اپنے دور میں علمائے مشاہیر سے تھے۔  
 تمام زندگی درس و افادہ فرماتے رہے (گلزار ابرار) مع ایس الفاظ کہ وفات کے روز بھی سبق  
 پڑھاتے رہے۔ بعد سلطان ہمالیوں میں رحلت فرمائی۔ قبر آپ کی کالیپ کے گورستان سے باہر ہے۔

## ۳۵۵۔ شیخ عبد الملک پانی پتی

م ۱۲ ربیع الثانی ۹۵۷ھ

”الشیخ الفاضل العلامة“ عبد الملک بن عبد الغفور حنفی پانی پتی، المشہورہ شیخ اماں اللہ کے از

علماء و مشائخ کبار۔ درسیات کا کچھ حصہ اپنے والد شیخ عبدالغفور اور کچھ کتابیں شیخ محمد بن حسن عباسی  
جون پوری دہلوی سے معہ طریقت میں اجازہ پر استفادہ کیا۔ پھر خود مندرجہ تدریس آراستہ فرمادی۔  
اور توحید میں شیخ اکبر ابن عربی کے مسلک پر تھے۔  
۱۔ رسالہ در اثبات احدیت (۴۹) مرآة الحقیقت (۳) اللوائح المعادت بھامی کی شرح۔

اثبات توحید میں فرماتے ہیں:-

واجب تعالیٰ ممکنات سے معائنہ تو ہے لیکن یہ معائنہ حقیقی نہیں بلکہ تعین اور تقید کے  
اعتبار سے ہے لہذا ناگزیر ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے لئے الگ تعین ہو۔ اور افراد عالم کے لئے  
(عام اس سے کہ وہ از قبل جسمانیات ہوں یا روحانیات)

شیخ عبدالرزاق جھنجھانوی اس نظریے میں ان سے اختلاف رکھتے تھے کیونکہ وہ واجب  
تعالیٰ اور ممکنات کی عینیت کے قائل تھے جنانچہ اسی وجہ سے ان کے بابین کی مناظرے بھی ہوئے۔

## ۳۵۸۔ شیخ عبدالملک غزنوی

م ماہ جب ۹۵۶ھ  
۶۱۵۲۹

”الشیخ العالم المجود“ عبدالملک ابن عبد اللہ ابن صالح بن محمود الخالدي الغزنوی اپنے زمانے  
کے مشہور قاری تھے۔ مولد و منشاء غزنہ ہے اوائل عمر ہی میں تعلیم کی طرف مائل ہو گئے۔ ہرات داخل  
ہوئے۔ قرآن مجید حفظ کیا۔ شیخ محمود تابادکانی سے قرأت اور تجوید دونوں پڑھے۔ درسیات  
عثمان ہرودی سے پڑھیں۔ شیخ زین الدین خوانی کی خدمت میں برسوں باریاب رہ کر طریقت حاصل  
کر کے ہرات ہی مقیم ہو گئے۔ مگر جب ان کی شہرت کا غلغلہ ہندوستان میں ہوا۔ تو سلطان سکندر  
لودھی نے آپ کو طلب کر لیا۔ آگرہ میں قیام فرما ہوئے۔ جہاں اکثر اہل ہند نے آپ سے استفادہ  
کیا۔ ایک سو تیس سال کی عمر میں آگرہ کے اندر رحلت فرمائی۔

## ۳۵۹۔ مفتی عبدالملک امرہوی

م ۹۷۵ھ  
۶۱۵۲۳

”الشیخ الفقیہ المفتی“ عبدالملک ابن محمود بن عطار اللہ حسین امرہوی۔ اپنے تمام بھائیوں



سے زیادہ پڑھے لکھے تھے۔ اپنے والد کی رحلت کے بعد ۹۱۰ھ میں بھمد سلطان سکندر شاہ  
لودھی امر وہم کے اندر مسند افتا کو رونق بخشی۔ برسوں ہی مشغلہ رہا۔ ۹۵۰ھ و تقریباً اس رحلت  
فرمانی۔ یہی سن ان کے فرزند عبد الغفور کے مفتی مقرر ہونے کا ہے (تخبرہ)

## ۳۶۰۔ شیخ عبد الملک گجراتی

”الشیخ العالم المحدث“ عبد الملک نبیا بانی عباسی احمد آبادی۔ از علمائے کبار مولد و متشا  
احمد آباد اپنے بھائی قطب الدین سے درسیات اور حدیث پڑھی۔ جو حدیث میں مولف الفیہ المکملہ  
سخاوی کے شاگرد تھے۔

صاحب ترجمہ نہایت طباع اند ذہین تھے۔ فقہ و حدیث و تفسیر اور ادب ہر ایک میں  
یکتا۔ حافظ القرآن اور بخاری کا ایک ایک لفظ مع معنی از بر تھا۔ ان کے معاصرین کے اندر  
توکل و تنہائی میں کوئی دوسرا ان کا ہم پلہ نہ تھا۔ مولانا مفتی کمال الدین (اجینی) آپ کے شاگرد  
تھے ۹۴۰ھ کے بعد داعی اجل کو لبیک کہا۔ دگر ارا برابر

## ۳۶۱۔ شیخ عبد الملک سجاوندی

”الشیخ الفاضل“ عبد الملک سجاوندی۔ یکے از داعیان مذہب ہمدی۔ آپ نے اس  
سلسلہ میں شیخ دلاور ہمدوی کی بیعت کی۔ برسوں ان کے ملازم خدمت رہے اور سید محمد ابن یوسف  
ہمدوی پر الزامات کے رو میں کتاب لکھی۔ دوسری کتاب اثبات ہمدویت پر لکھی۔ ان کی تصانیف  
میں یہ کتابیں ہیں۔

۱۔ سراج الالبصار فی الرد علی الشیخ علی متقی برہان پوری۔ یہ کتاب شیخ محمد اسعد  
تصانیف نامی کے ان اعتراضوں کے جواب میں ہے جو انہوں نے اپنی کتاب الشہب المحرقہ

میں ہمدویت کے سر تھوپے۔ اس کتاب کا دوسرا جواب شیخ شہاب الدین ہمدوی نے  
کنز الدلائل نام کی کتاب میں دیا۔

(بروایت البورجاء محمد شاہ بھمان پوری در الہدایۃ المہدیہ)

## ۳۶۲ - مولانا عبدالمومن اکبر آبادی

مہ درماہ شوال ۲ تاریخ ۹۴۲ھ  
۶۱۵۶۴

”الشیخ العالم الصالح“ عبدالمومن بن محمد بن خلیل چشتی اکبر آبادی یکے از مشائخ (گلزار ابرار) مدوح نے لکھا ہے کہ انہوں نے اپنے والد سے اکتساب کے بعد حج و زیارت کے لئے سفر کیا۔ اور متعدد شہروں کی سیر کرتے ہوئے ۱۲ سال کے بعد ہندوستان لوٹے اور سکندر شاہ لودھی کے عہد میں آگرہ کو وطن بنا لیا۔

اخبار الاصفیاء میں نمبری لکھتے ہیں کہ ان کے والد مندو (مالوہ) سے دہلی منتقل ہو گئے۔ یہی شہر عبدالمومن کا مولد ہے، اور اہل بلوغ میں اپنے والد سے تعلیم و تربیت شروع کر دی۔ ان سے خرقہ حاصل کیا۔ اور زمانہ ابراہیم شاہ لودھی میں دہلی سے آگرہ چلے آئے۔ ۲ شوال ۹۴۲ھ میں آگرہ ہی میں رحلت فرمائی۔

## ۳۶۳ - شیخ عبد النبی گنگوہی

م ۹۹۱ھ  
۶۱۵۸۳

”الشیخ العالم المحدث“ عبد النبی بن احمد عبد القدوس حنفی گنگوہی یکے از مشاہیر علمائے ہندو لہ گنگوہ قرآن مجید سے لے کر جملہ عربی علوم اپنے شہر گنگوہ میں پڑھنے کے بعد حرمین کا سفر کیا۔ وہاں حدیث ابن حجر مکی شیبی اور دوسرے محدثین سے پڑھی۔ آپ کئی مرتبہ ہندوستان سے حجاز گئے اور برسوں وہاں کے مشائخ کی صحبت سے مستفیض ہو کر محدثین کا مسلک اختیار کر لیا۔ ہندوستان آکر مسئلہ مباح و وجہ وحدت الوجود، اعراض اور صوفیہ کے بیشتر رسوم کی مخالفت اور سنت محفہ طریقہ سلف کی حمایت شروع کر دی۔ جس پر براہین و مقدمات کے انبار لگا دئے۔ اور تو اور ان کے والد اور چچاؤں نے بھی مخالفت میں کمی نہ کی، مخالفین کی طرف سے آپ کو صفات اللہ اور نصرت سنت کے جرم میں خوب ایذا دی گئی۔ اور بالآخر وطن سے باہر دھکیل دئے گئے، مگر جب مشیت ایزدی نے ان کے لئے تمام ہندوستان کی صدارت کا وقت قریب کر دیا۔ تو سلطان اکبر نے آپ کو ملک بھر کا صدر الصدور

متعین کیا۔ یہ واقعہ ۹۶۱ھ کا ہے۔ جس (منصب) پر آپ برسوں فائز رہے۔ سلطان نے جاگیر کے علاوہ اس قدر نقد اموال عطا کئے۔ جن کی مثال اُس دور میں نہ تھی۔ آپ کی طرف خاص و عام دونوں طبقوں کے اندر عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا۔ حدیث کے سماع کے لئے بادشاہ خود ان کے گھر پر جاتا اور جب یہ اٹھ کر کہیں جانے لگتے تو اپنے ہاتھ سے جوتے ان کے اگے رکھتا۔

بدایونی لکھتے ہیں۔ اس طور پر دو سال گزر گئے کہ کہیں فیضی اور ابو الفضل آ پہنچے۔ انہوں نے اکبر کے قلب میں دین ہی کے متعلق وسوسے پیدا کر دئے۔ جن کے اثر سے وہ صلحاء و مشائخ وقت سب سے منحرف ہو گیا۔

وہ دونوں بھائی صدر الصدور کی معرہ دلی کی راہ ہی تک رہے تھے۔ کہ شہر متھرا میں ایک واقعہ رونما ہو گیا۔ وہاں کے قاضی عبدالرحیم متھرا میں مسجد تعمیر کرانا چاہتے تھے۔ اور جس جگہ کے لئے یہ منصوبہ بنایا گیا۔ اس مقام پر متھرا کے ایک برہمن نے ایک جسم بت گاڑ دیا۔ قاضی عبدالرحیم نے پنڈت صاحب کو بلا کر دریافت کیا۔ تو اُس نے چھوٹے ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینا شروع کر دیں۔ اور اس کی مذمت بھی کی۔ یہ واقعہ علانیہ ہوا۔ قاضی نے قضیہ صدر الصدور کی عدالت میں پیش کر دیا۔ صدر الصدور نے اُسے بلا بھیجا تو نہ آیا آخر اکبر نے ابو الفضل اور برہمن کو متھرا بھیجا وہ پنڈت کو آگرہ لے آئے ابو الفضل نے بیان میں کہا کہ متھرا کے تمام باشندوں نے گواہی دی ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سب کی ہے۔ مفتیوں کے دو گروہ ہو گئے۔

ایک گروہ نے برہمن کے قتل اور دوسرے نے تشہیر اور ضبط جائداد کا فتویٰ دیا۔ ملا عبد البنی صاحب ترجمہ نے سلطان کو برہمن کے قتل کرنے کا مشورہ دیا۔ تو اکبر نے دوسری طرف منہ پھیر لیا۔ ملا صاحب نے دوسرے اور یہی تجویز بیان کی۔ مگر اکبر نے ہر مرتبہ فرمایا کہ مجھے یہ مشورہ مست لو۔ کیونکہ شرعی سیاست آپ لوگوں پر موقوف ہے۔ ادھر اکبر کے حرم میں جو ہندو رانیاں تھیں وہ سلطان کے حضور برہمن کی سفارش کر رہی تھیں۔ لیکن اکبر اپنی بات دل میں رکھے ہوئے تھا۔ جب ملا عبد البنی بادشاہ سے مایوس ہو گئے تو انہوں نے پنڈت کے قتل کا حکم نافذ کر دیا۔ جس پر اکبر نے طیش میں آ کر ملا مبارک کو معاملہ سونپ دیا۔ مبارک نے عرض کیا کہ سلطان ائمہ دین سے زیادہ عدل پسند۔ زیادہ عقل مند اور زیادہ خدا شناس ہے اسے کسی کی تقلید نہ کرنا چاہیے۔ اور اس



اساتذہ سے پڑھیں بعدہ خود مسند تدریس مزین فرمائی۔  
 آپ نہایت باوقار، کریم النفس، مجتہد اور نورانی صورت کا مرقع تھے۔ حسن اخلاق میں  
 معروف اور عوام و خواص دونوں طبقوں میں ہر دل عزیز تھے۔ ماہ شعبان ۱۲۹۵ھ میں شہر آگرہ  
 کے اندر وفات پائی (گلزار ابرار)

## ۳۶۵۔ الشیخ عبد الوہاب سادھووی

م ۹۶۵ھ  
 ۱۵۵۷

”الشیخ العالم“ عبد الوہاب سادھووی۔ یکے از اساتذہ علم و فن، تازیت تدریس  
 فرمایا کئے اور بے شمار افراد نے آپ سے پڑھا۔

## ۳۶۶۔ مولانا عبد الوہاب کشمیری

”الشیخ العالم الفقیہ عبد الوہاب بن مفتی فیروز الحنفی کشمیری علم معقول میں ممتاز الافاضل  
 مولد و منشا کشمیر وہیں کے اساتذہ سے پڑھا۔

۱۔ حاشیہ شرح شمسیہ

۲۔ حاشیہ شرح مواقف (حدائق الحنفیہ)

تصانیف

## ۳۶۷۔ شیخ عبد الوہاب بخاری

م ۹۳۲ھ  
 ۱۵۲۵

”الشیخ الصالح“ عبد الوہاب بن محمد بن رفیع الدین الحسینی البخاری الہاشمی السید الشریف  
 مشہور بہ حاجی صاحب۔ نسب جلال حسین بن احمد الحسینی البخاری کے واسطہ سے جلال اعظم  
 تک پہنچتا ہے۔ سن ولادت ۸۶۹ھ ہے از بطن فاطمہ بنت قلب الدین بن کبیر الدین ابن ابی یحییٰ  
 ابن محمود الحسینی البخاری الہاشمی۔ اُج ہی میں پروان چڑھے۔ اپنے خسر صدر الدین ابن حسین بن  
 کبیر الدین حسینی بخاری سے درسیات و طریقت میں اکتساب فرمایا۔ اور برسوں ان کی خدمت

میں باریاب رہے۔ اپنے شیخ صدر الدین ممدوح کی زندگی میں حج و زیارہ سے فائز ہو کر واپس ہندوستان تشریف لائے۔ ملتان میں کچھ روز قیام کے بعد دہلی آئے۔ اور طریقت میں عبداللہ بن یوسف قرشی ملتانی سے مزید استفادہ کے بعد دوسری مرتبہ حج و زیارت کے لئے شہر حال کر کے دہلی ہی واپس آئے جہاں تا بہر زیت مقیم رہے۔ یہ دور سلطان سکندر شاہ لودھی کا تھا۔ لودھی آپ کی تعظیم میں پیش پیش تھا۔

۱۔ تفسیر القرآن - ماہ ربیع الثانی ۹۱۵ھ میں جس کی بسم اللہ کی اور اس سن کے تصانیف ۱۷ سوال میں مکمل کر لی۔ یعنی ۶ ماہ۔ چند ایام کے اندر۔ اس تفسیر کا اکثر بلکہ تمام حصہ ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل آپ کی ذات سے محبت اور وجد کے وقائق اور فوائد پر مشتمل ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے یہ تفسیر غلبہ حال میں لکھی ہے کیونکہ اس کے مندرجات اکثر صحیح نہیں ہیں۔

۲۔ رسالہ در شمائل نبویہ و قصائد مدحیہ در شان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

۹۳۲ھ میں دہلی کے اندر اس روزہ حلت فرمائی۔ جس روزہ سلطان بابر نے یہ شہر فتح کیا۔ ۱۵۲۵ھ

## ۳۶۸۔ مولانا عثمان سنہلی

۹۸۰ھ  
۱۵۷۲ھ

”الشیخ الفاضل“ عثمان بن ابوالعثمان حنفی بنگالی ثم سنہلی۔ اپنے دور کے مشہور عالم۔ بنگالہ میں پیدا ہوئے۔ مگر علم کی طلب میں سنہلی آ پہنچے۔ اور شیخ حاتم سنہلی سے پڑھ کر گجرات تشریف لے گئے۔ وہاں پر ہی سکونت اختیار کر لی۔ یہاں علامہ وجیہ الدین گجراتی سے اکتساب کے بعد سنہلی لوٹ کر طرح اقامت ڈال دی۔ (بروایت کمال محمد سنہلی در ”اسرارہ“)

بدایونی لکھتے ہیں کہ پہلے شیخ حاتم مذکور نے آپ سے پڑھا۔ وہ ان کے پاس آ کر آخر کتاب پڑھ کر سنا دیتے۔ بدایونی فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی صغر سنی میں انہیں دیکھا۔ اور شیخ حاتم کے ساتھ ان کی مجلس میں باریاب ہوا۔ سنہلی ہی میں ۹۸۰ھ کے اندر وفات پائی ایک صاحب نے ان کی تاریخ رحلت میں ہمہ گفتہ رفت مردانہ۔

## ۳۶۹۔ شیخ عجائب سنبھلی

م ۹۳۰  
۶۱۵۲۳

”الشیخ الفاضل“ عجائب ابن اسحاق اسرائیلی سنبھلی کے از ارباب طریقت۔ شیخ سماؤ اللہ  
دہلوی کی خدمت میں برسوں باریاب رہ کر استفادہ کیا۔ مگر شیخ ممدوح کی رحلت کے بعد دہلی  
آ کر سکونت پذیر ہو گئے معارف الیہ سے آگاہ اور شاعر تھے تخلص بلالی فرماتے۔ م ۹۳۰  
۶۱۵۳۳ میں رحلت فرمائی (بحر زخار)

## ۳۷۰۔ شیخ عجائب دہلوی

”الشیخ الفاضل“ نام عجائب ابن عیسیٰ کمال الدین بن علاؤ الدین دہلوی اپنے زمانے کے  
مشائخ کبار سے تھے۔ قتلغ اور دوسرے علما سے استفادہ کیا۔ جن کی خدمت میں مدتوں باریاب رہ  
کر علمی منافع حاصل کئے۔ (گلزار ابرار)

## ۳۷۱۔ مولانا عزیز المذر دہلوی

”الشیخ الفاضل“ عزیز اللہ بن اسماعیل ابن صفی بن نصیر حنفی دہلوی فقہ و اصول اور ادب  
میں ممتاز۔ مولد و متشار دہلی۔ برسوں اپنے والد کے حضور باریابی کے بعد درسیات پڑھیں۔  
یہاں تک کہ ممتاز علما کی صف میں آ پہنچے۔ اور تدریس و افادہ کی طرح ڈال دی۔ بے شمار افراد  
آپ سے پڑھا۔

## ۳۷۲۔ مولانا عزیز اللہ تلبنی

م ۹۳۲  
۶۱۵۲۵۱

”الشیخ الفاضل العلامة“ عزیز اللہ حنفی تلبنی بلتانی ثم سنبھلی۔ یکے از علمائے عالمین  
وائمہ محققین سلطان سکندر شاہ نودھی کے عہد میں دہلی آئے۔ اور سنبھل پہنچ کر اقامت فرما ہو گئے

درس و انازہ میں محو ہو گئے۔ بے حد ذہین و طبائع اور عبادت گزار اور قلیل الاختلاط ہونے کے ساتھ تقویٰ پسند اور عورت گزین تھے۔ اصول و کلام اور منطق و فلسفہ و حکمت دیگر فنون نظریہ اور ادب پر حاوی تھے۔ شیخ نظام الدین خیر آبادی اور شیخ ابن ابو حاتم سنبھلی کے سوا دیگر بے شمار افراد نے آپ سے پڑھا۔ ۹۳۲ھ میں رحلت فرمائی (السراریہ)

## ۳۷۳۔ مولانا عزیز اللہ ملتانی

”الشیخ العلامة“ مولانا عزیز اللہ حنفی ملتانی۔ اپنے عہد کے مشہور اساتذہ سے تھے۔ مولد و منشاہر ملتان۔ شیخ فتح اللہ ملتانی حنفی سے درسیات کی تحصیل کے زمانہ میں ان کے صاحبزادے ابراہیم کے ہم درس تھے۔ اور مولانا عزیز اللہ سے ان کے فرزند عبدالرحمن بشمول دیگر افراد تلمذ پڑھا۔ (سندوی)

محمد قاسم فرشتہ نے اپنے سفر نامہ میں لکھا ہے

آپ مشاہیر علما سے تھے انجام بزرگ نے انہیں شہر شور بلایا اور شہر سے باہر ان کا استقبال کیا۔ آپ کو شاہی امانت خانہ میں اتارا۔ خدام سے کہا کہ مولانا کے ہاتھ دھوا کر دھوون کا پانی عمارت کے چاروں کونوں میں برکت کے لئے چھڑک دو۔ مولانا مدت تک شہر شور میں اقامت کے بعد چپکے سے نکلے اور ملتان آ پہنچے۔ شور سے نکلنے کی وجہ وہاں کے وزیر جمال الدین سے عدم موافقت تھی۔

## ۳۷۴۔ شیخ عطا محمد گجراتی

۹۸۶ھ  
۱۵۷۸

”الشیخ العالم الصالح“ عطا محمد علاؤ الدین الجیسینی قادری گجراتی۔ احمد آباد کے ممتاز شیخ سے تھے۔ ۹۲۱ھ میں جب سلطان ہمایوں احمد آباد میں داخل ہوا۔ تو آپ وہاں سے شہر میں سلطان بہادر شاہ گجراتی کے پاس روانہ ہوئے۔ مگر راستے میں پرہنگائیوں کے باعث گرفتار ہو گئے۔ انہوں نے جس میں ڈال دیا۔ مگر جب ان سے نجات ملی تو حرمین کے ارادے سے



روانہ ہو گئے۔ حج و زیارت سے فارغ ہو کر حجرات تشریف لے آئے اور یہاں تدریس و انادہ میں مصروف ہو گئے۔

آپ بہت بڑے شاعر تھے عربی کے دو دیوان عجوبۃ الزمان اور نادرۃ الدہر اپنی یادگار چھوڑے ان کے ابیات ابن الفارض مصری کے انداز پر ہیں۔  
ان کے ۵ فرزند عبد الرزاق۔ ابو صالح النصر۔ محمد۔ احمد اور علی تھے سب عالم۔  
اور ۳ خلفاء (۱) شیخ بہاؤ الدین (۲) شیخ محمد (۳) شیخ ابراہیم، اور یہ بھی سب عالم تھے۔  
وفات ماہ ربیع الاول ۹۸۴ھ میں احمد آباد میں پائی (گلزار ابراہیم)

## ۳۷۵۔ شیخ علامین الحسن بیانوی

۹۵۷ھ  
۶۱۵۵۰۲

”الشیخ الصالح“ علامین حسن ہمدوی بیانوی۔ یکے از اخیان مہدویت۔ معاصرین کے ذکاوت و ذہانت و قوت حفظ و ضبط کے اندر منفرد۔ اصلاً بنگال کے رہنے والے۔ جہاں سے ان کے والد اور عم نصر اللہ حج کے لئے نکلے اور بیانہ میں طرح اقامت ڈال دی۔ ان کے والد نے تلقین و ارشاد و عم نے تدریس و تعلیم و افتا شروع کر دی۔ انہوں نے اپنے والد سے پڑھنا شروع کر دیا۔ ان کی رحلت کے بعد ارشاد و تلقین پر برسوں متوجہ رہے اور جب عبداللہ نیازی سرہندی سفر حج سے لوٹ کر شہر بیانہ سے باہر فرودکش ہوئے جو فرقہ مہدویہ کے بڑے رکن اور صدق و اخلاص و قناعت و شرافت و زہد و جہاد کا مرقع تھے۔ کسی ایک جگہ رہائش فرماتے نہ کسی مجلس میں بلند جگہ پر بیٹھتے۔ وضو کے لئے پانی کا ڈول خود بھر کر لاتے۔ لوگوں کو نماز کی تلقین و امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرتے۔ صاحب ترجمہ ابن الحسن ان کے اندر یہ اوصاف دیکھ کر شیعیت پر لات مار دی۔ نہایت انکسار و عاجزی کے ساتھ رہنے لگے۔ اور شیخ عبداللہ ہمدوی کی بیعت کر لی۔ انہیں کے ساتھ ذکر کی تلقین کی۔ ان سے قرآن مجید پڑھا۔ ریاضت و مجاہدہ میں مصروف ہو گئے۔ حتیٰ کہ اللہ سبحانہ نے کشف و شہود کے تمام دروازے ان پر کھول دئے۔ یہ دیکھ کر لوگ ان کے گرد جمع ہو گئے۔ چھ سات سو آدمی تو مستقل طور پر ان کے گرد و پیش رہنے

لگے۔ ان کے ہمراہ حضرت مسافر میں صبر و توکل کے ساتھ گامزن ہو گئے۔ فقر و استغنا شعار و دثار بنا لیا۔  
ابن الحسن کو جو کچھ ملتا وہ اپنے ہم سفروں کے حوالے کر دیتے۔

ابن الحسن سرنا پا اللہ سے لوگائے ہوئے توکل سے رشتہ جوڑ کر اپنے معتقدین میں گھرے  
رہتے۔ اور جو شخص ان کا حلقہ بگوش ہوتا۔ فقر و مسکنت کے رنگ سے مزین ہو جاتا۔ خود ان کی ذات  
پہلے ہی سبقت اور تلقین و تذکیر کا اس قدر وفور تھا کہ ہر لمحہ لوگوں کو لہو و لعب اور ریشم کا لباس پہننے سے  
منع کرتے رہتے۔ ان کی شہرت چار دانگ ملک کے اندر پھیل گئی جس سے علمائے موصد پر  
اتر آئے۔ سلطان سلیم شاہ سوری نے انہیں آگرہ میں طلب کیا۔ اور علما میں سے شیخ رفیع الدین  
محدث و مفتی ابو المنہج و مولانا عبد اللہ مخدوم الملک اور شیخ مبارک وغیرہ کو بلا بھیجا۔

یہ سب حضرات جمع ہوئے اور شیخ نے بادشاہ کو سنت کے مطابق سلام کیا اور رسم آداب  
کی کچھ پرواہ نہ کی۔ سلیم شاہ کو یہ بات حد درجہ ناگوار گزری۔ علمائے سو کی مذمت کی و جب سے  
مخدوم الملک تو ان کا دشمن تھا ہی۔ اس نے موقع کو غنیمت سمجھا اور کہا یہ شخص آپ کے خلاف  
خروج کرنا چاہتا ہے اسے قتل کر دیجئے۔ مگر سلیم شاہ ابن الحسن کی تذکیر و مو عظمت سے متاثر ہو کر  
رورہا تھا۔ اس نے علما سے فرمایا کہ مسئلہ خروج ہمدی پر ابن الحسن سے مباحثہ کرو۔ مگر ان لوگوں سے  
بات بن نہ آئی۔ اور ابن الحسن کی گفتگو نے سب کو حیرت میں ڈال دیا۔ یہ رنگ دیکھ کر سلیم شاہ نے  
ابن الحسن کو دکن کی طرف جلا وطن کر دیا۔ تاکہ علما سو بولگان نہ ہو جائیں۔

ابن الحسن ہندویہ (بستی) میں فروکش ہوئے۔ جہاں بہاویوں اعظم شیروانی حاکم نے آپ کا  
استقبال کیا۔ اور عزت و احترام کے ساتھ اپنے پاس بطور مہمان رکھا۔ کچھ ہی مدت کے بعد  
سلیم شاہ نے انہیں طلب کر کے بہار میں شیخ محمد بن طیب حقانی سے مسئلہ ہمدی میں مباحثہ کے  
لئے جانے کا حکم دیا۔ جس کی ترغیب سلطان کو مخدوم الملک ہی نے دی تھی۔ ابن الحسن بہار جا  
پہنچے۔ جب شیخ محمد اور وہ دونوں بیک بہا بیٹھے تو ایک طرف سے طنبورہ پر گانے کی آواز آئی۔  
ابن الحسن نے اس بات پر شیخ پر محاسبہ شروع کر دیا۔ حقانی صاحب نے ہجرت کی اور  
سلیم شاہ کی طرف لکھ دیا۔ کہ "خروج ہمدی کا مسئلہ ایسا نہیں جس کی وجہ سے کافر کہا جائے۔ اور  
اس گروہ فواح میں وہ کتابیں بھی فراہم نہیں ہو سکتیں۔ لہذا میں تو اس قسم کے شبہات دور کر

ادھر شیخ مدوح حقانی کے بیٹوں نے سوچا کہ یہ خط کہیں سلطان کو ہمارے والد کے آگرہ بلانے کے لئے آمادہ نہ کر دے۔ اور ہمارے باپ بہت ضعیف ہو گئے ہیں۔ انہوں نے خط کا مضمون بدل دیا کہ مخدوم الملک بہت بڑے عالم آپ کے پاس ہیں۔ یہ مسئلہ ان سے حل کر آئیے۔ سلیم شاہ نے مخدوم الملک سے دریافت کیا اور حکم دیا کہ جلا د حاضر ہو۔ ابن الحسن شہداء سفر اور خود پر طاعون کے حملے سے بہت کمزور اور لاغر ہو چکے تھے۔ تیسرے ہی کوڑے میں ابن الحسن کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ سلطان نے ان کی لاش دفن نہ ہونے دی۔ بلکہ ہاتھی کے پاؤں سے روند دی۔ یہ واقعہ ۹۵۶ھ کا ہے جس کا ذکر بدایونی نے اپنی تاریخ میں کیا ہے اور ان کی تاریخ وفات اس آیت سے: **وَسَقَاهم رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُورًا**: لکھی ہے۔

## ۱۶۷۱ - الشیخ علاؤ الدین ردولوی

م ۹۵۳ھ  
۶۱۵۲۶

”الشیخ الصالح علاؤ الدین بن سلیمان ابن الحسن ردولوی المشہور بہ علاول بلاول“ مولد و منشار ردولی۔ ان کی والدہ ان کے بچپن میں وفات پائی۔ یہ اپنے والد کے ہمراہ جہیز گئے۔ مدت تک قیام کر کے وہاں کے شیوخ سے پڑھا۔ چچ و زیارت کی۔ اور ہندوستان واپس آکر دہلی میں قیام فرمایا۔ جہاں شیخ عبد الغفور ابن نصیر الدین دہلوی سے پڑھا۔ جن میں تفسیر بھی تھی۔ اور اسے آگرہ آکر سکونت پذیر ہو گئے۔

مغلوب الحالت اور کثرت و کرامات سے مہرہ مند تھے۔ ان کے یہ اوصاف ان کے بعد ۹۵۹ھ میں زین العابدین نے ایک کتاب کے اندر لکھ دئے ہیں۔

ان کی وفات ۹۵۳ھ میں ہوئی جس پر ایک صاحب نے علاؤ الدین مجددی سے

تاریخ مستخرج کی۔

(گلزار ابرار)

## ۳۷۷۔ سلطان علاؤ الدین عماد شاہ براری

۹۹۷ھ  
۶۱۵۵۹

”الملك المويذ علاؤ الدین ابن فتح اللہ عماد الملک براری عماد شاہ اصلاً بیجانگر کے رہنے والے تھے جن کے والد انہیں احمد آباد بیدری میں لے گئے۔ جہاں وہ اسلام کی گود میں پروان چڑھے۔ اور بتدریج امارت پر فائز ہو گئے۔ ۸۹۲ھ میں خطہ برار کی حکومت سنبھالی اور جب ان کا انتقال ہوا تو علاؤ الدین ان کے قائم مقام ہو گئے۔ وہ بہتر بادشاہوں میں سے تھے۔ صاحب علم۔ سخی۔ بہادر۔ دین دار اور مدبر تھے۔ ان کی سلطنت وسیع ہی ہوتی گئی۔ کئی شہر اور قلعے فتح کئے۔ لوگوں سے اچھا برتاؤ کرتے۔ علما کو جمع کیا جن سے حسن سلوک فرماتے۔“

## ۳۷۸۔ مولانا علاؤ الدین لاہوری

”الشیخ الصالح“ علاؤ الدین ابن منصور لاہوری۔ یکے از علمائے مشہورین ہند العلم میں پروان چڑھے۔ معرفت کا دودھ نوش فرمایا۔ اور اپنے ہم عصروں کے اندر اکثر فنون میں فوقیت حاصل کی۔

بدایونی فرماتے ہیں کہ انہوں نے شرح العقائد تصنیف زانی پر حاشیہ لکھا۔ خانخانان (مگر کون سے؟ مترجم) کی مصاحبت میں شامل ہوئے تو سلطان اکبر نے انہیں اپنے حلقہ سیاست میں شامل ہونے کی دعوت دی۔ جس سے انہوں نے انکار کر دیا۔ وہ درس و افادہ فرماتے۔ اور جو کچھ جاگیر میں آمدنی ہوتی سب طلباء پر خرچ کرتے۔ بدایونی فرماتے کہ میں نے ان کے برابر طلباء پر خرچ کرنے والا استاد نہیں دیکھا۔ جو دینار و درہم ان کی مانند طلباء پر بکھیرتا ہے۔ ماسوائے محمد شیروانی اور نور الدین سفید دکنی کے۔ حتیٰ کہ سخاوت اور طلباء کے لئے ایشار کرنے میں ان کی مثال دی جاتی۔ آپ آخر عمر میں حج و زیارت کے حجاز چلے گئے اور وہیں آسودۂ خاں ہوئے۔

## ۳۷۹۔ الشیخ علاؤ الدین دہلوی

م ۹۲۸ھ  
۶۱۵۲۱

”الشیخ الکبیر“ علاؤ الدین بن نور الدین عمری دہلوی حضرت پاک پٹنی شیخ فرید الدین کی اولاد سے تھے۔ اپنے جد تاج الدین محمد ابن عبد الصمد بن منور عمری اجمودھنی سے طریقت حاصل کی۔ اور ان سے شیخ عبد اللہ بن احمد امرہی فیض یاب ہوئے۔ ان کے علاوہ شیخ عبد اللہ بن عثمان سبھلی اور بے شمار مشائخ و مخلوق، ان کے کشف و کرامات اور وقائع عجیبہ کا عام چرچا تھا۔

سال ولادت ۸۷۲ھ۔ رحلت ۱۵ ربیع الثانی ۹۲۸ھ کو ہوئی۔ اور مدفن دہلی کے پرانے قبرستان میں بنا۔

## ۳۸۰۔ شیخ علاؤ الدین اودھی

م ۹۹۸ھ یا ۹۷۷ھ  
۶۱۵۸۹۱ یا ۶۱۵۴۹

”الشیخ العالم الصالح“ علاؤ الدین حسینی اودھی۔ سید شریف احمد بغدادی المشہور بہ ”ماہ رو“ طریقت میں شیخ عبد السلام بن سعد الدین بجنوری سے مستفیض اور سرود و نغمہ سے آگاہ۔ فارسی میں ان کے اشعار نہایت اثر انگیز تھے۔ ان سے ان کے بیٹے سید ماہ رواؤ سید علی تلہری نے استفادہ کیا۔

بدایونی نے لکھا ہے کہ تلہری نہایت متواضع اور اللہ کی محبت کے جو یا تھے۔ سدا اپنے زاویے میں پڑے رہتے۔ میری ملاقات ان سے کارٹ گولہ میں ہوئی۔ ایک مرتبہ ان کے ہاں خوشخوار چور گھس آئے۔ انہوں نے بیٹھا ان کے سامنے پیش کیا۔ مگر ایک چور نے انہیں زخمی کر دیا۔ نوے سال کی عمر میں اس معرکہ کے اندر شہید ہو گئے۔ ان کا ایک شعر یہ ہے۔

ندائیم آن گل خنداں چہ رنگ و بود اردو  
کہ مرغ بہر چہنے گفتگوستے او داردا!

۹۴۸ھ یا ۹۴۷ھ میں رحلت فرمائی۔  
۶۱۵۸۹ ۶۱۵۷۹

## ۳۸۱۔ علی عادل شاہ بیجا پوری

م ۲۵ صفر ۹۸۸ھ  
۶۱۵۸۰

”الملك الفاضل“ علی بن ابراہیم بن اسمعیل بن یوسف شیعہ بیجا پوری المشہور بہ عادل شاہ مولد شہر بیجا پور۔ بادشاہت کی گود میں پروان چڑھے۔ نحو و حکمت و منطق و کلام وغیرہ خواجہ عنایت اللہ شیرازی اور امیر فتح اللہ شیرازی مشہور استاد سے پڑھے۔ خط نسخ و واقعہ نویسی میں مہارت حاصل کی۔ انشاء و شعر اور فنون حربیہ و سیاسیہ میں درجہ کمال تک پہنچے۔ ۹۴۵ھ میں اپنے والد کے بعد زمام سلطنت ہاتھ میں لی۔ ہر طرف سے علما اُمتد کر آگئے جن سے بیجا پور مدینۃ العلم کہلایا چونکہ ان کے والد اہل سنت تھے اس لئے وہ تشیع کو براہ چھپاتے رہے۔ لیکن تخت نشین ہوتے ہی کھل گئے۔ اور مسیروں پر علانیہ شیعوں کے ۱۲ اماموں کی مدح ہونے لگی۔ شیعہ افراد کے وظائف مقرر کر دئے۔ انہیں اپنا مقرب قرار دیا۔ فتوحات بڑھا دیں اور بہت سے قلعے زیر نگین کر لئے ازاں جملہ رائے پور، مدکل و درنگل و کلیانی و شولا پور و ادنی و دھار و اور چند کوئی وغیرہ ہیں۔ مملکت وسیع ہوتی گئی۔ دکن کے امرا نے بھی اطاعت کا پتہ پیش کر دیا۔ یہ بادشاہ فاضل و سخی اور کثیر الاحسان برائے سادات تھا۔ جن کے لئے اُس نے سامان اور جائدادیں وقف کر دیں۔ وہ امروں کو اپنی پیشی میں رکھنے کا بہت خواہاں رہتا۔ اس لئے ایک امر دہی نے اسے قتل کر دیا۔

اُس کی یادگار میں شہر بیجا پور کے اندر بلند جامع مسجد اور عمارات ہیں۔ اور شہر شاہ پور کے اندر ایک شان دار محل نیز اور ایک نہر جس کا نام گارج تاحال جاری ہے۔

جمعرات کی رات کو جب ۲ صفر تھی ۹۸۸ھ کی وفات پائی۔ محمد رضا مشہدی نے ”شاہ جہاں شہ شہید“ سے مادہ تاریخ وفات نکالا۔

## ۳۸۲- شیخ علی بن ابراہیم حسینی رفاعی گجراتی

م - ۲۴ جمادی الاخریٰ ۹۴۳ھ

شیخ العالم الصالح علی ابن ابراہیم حسینی رفاعی گجراتی۔ از ذریت سید احمد کبیر قطب رفاعی۔ یکے از ارباب کشف و کرامات۔ مدفون احمد آباد (الید الوالدہ در ہر جہاں تاب)

## ۳۸۳- شیخ علی بن جلال کھٹومی

م - ۹۴۱ھ

شیخ العالم الصالح علی بن جلال ابن علی بن احمد بن محمد حسینی تنوی سندھی یکے از مشائخ مشہورین حج و زیارت سے مشرف ہوتے۔ بے شمار افراد نے آپ سے استفادہ کیا۔ ازاں جملہ شیخ نوح (بر نمبر ۳۶۴) ہیں۔ آپ کے کشف و کرامات مشہور تھے۔ سلوک میں آپ کی تصنیف لطیف اداب المریدین ہے (تحفۃ الکرام)

## ۳۸۴- شیخ علی المنتقی برہان پوری

م - ۲ جمادی الاولیٰ ۹۴۵ھ

شیخ الامام العالم الکبیر المحدث علی بن حسام الدین بن عبد الملک ابن قاضی خصال المنتقی الشافعی اچشتی برہان پوری مہاجر دہلی کا مکرمہ۔

مولد شہر برہان پور سن ولادت ۸۸۵ھ عفت و عبادت کی گود میں پر دان پر طے، والد نے صغر سنی ہی میں انہیں شیخ بہاؤ الدین صوفی سے بیعت کروا دیا۔ جب بالغ ہوئے تو شیخ نے اپنا تقرب بخشا اور اپنی نیابت کے لئے منتخب فرمایا۔ شیخ کی رحلت کے بعد ان کے بیٹے عبد الحکیم نے خرقہ و خلافت عنایت فرمایا۔ اور جس وقت آپ نے شیخ عبد الحکیم کی خدمت میں باریاب رہنے کی درخواست کی تو شیخ نے آپ کو اپنی صحبت سے اہم ترین طریق الحق پر گامزن ہونے کی ہدایت فرمائی۔ جس پر آپ سفر کے لئے کمر بستہ ہو گئے اور ملتان آ کر شیخ حسام الدین کے

سامنے زانوئے تلمذتہ کئے دو سال تک رہے ان سے تفسیر ہیضناوی اور عین الحق دو کتابیں  
پڑھیں۔ پھر حرمین کا سفر کیا۔ حدیث ابو الحسن شافعی بکری سے پڑھی اور ان کی طریقہ قادریہ میں  
بیعت کی۔ ان دونوں طریقوں میں علامہ سخاوی مصری سے استفادہ کیا۔ حدیث ابن حجر کی شافعی  
شاذلیہ سے بھی پڑھی۔ اور بیعت اللہ کے جملہ میں طرح اقامت ڈال دی۔

سلطان محمود شاہ صغیر گجراتی کے زمانہ میں دو مرتبہ ہندوستان آئے سلطان محمود ان کے  
مژید بھی تو تھے۔

اصفی نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ مکہ معظمہ سے سلطان محمود شاہ کے پاس آئے اور اس نے  
آپ کے دل کی ہر آرزو کو پورا کیا۔ پھر شیخ ایام حج میں واپس مکہ مکرمہ تشریف لے گئے اور سوق <sup>اللہ</sup>  
کے قریب رہائشی مکان تعمیر کرایا۔ جس میں بہت بڑے برآمدہ نکلوائے۔ جہاں سندھ کے  
نے جن کی وہ مالی اعانت کرتے۔ اور سوال پر داد و دہش دیتے۔ جس پر مکہ معظمہ کے  
اندر ان کی شہرت ہو گئی۔ سلطان رومی نے ان کی طرف دعا کے لئے لکھا وہ ان کے ساتھ  
مدت سے حسن سلوک کرتے تھے۔ پھر شیخ دوسری مرتبہ ہندوستان وارد ہوئے۔ اور ملاقات  
کے موقع پر شیخ نے سلطان محمود سے فرمایا آپ جانتے ہیں مجھے کون سی ضرورت آپ کے  
پاس لائی ہے؟ سلطان نے نہ جانے کی معذرت کی۔ شیخ نے فرمایا۔ سینے گا اگر میں آپ کے  
احکام کا وزن شریعت کے ساتھ کروں تو وہ دونوں ہم وزن ثابت ہوں! سلطان نے  
خلوص قلب سے شکریہ ادا کیا اور آپ کے مزید مشورہ کی درخواست کرتے ہوئے اپنے  
وزراء کو حکم دیا کہ تمام ملکی معاملات میں آپ سے دریافت کرتے رہو! شیخ کچھ دنوں تک  
ملکی احوال و واقعات کا جائزہ لیتے رہے۔ احکام کے بارے میں اجتہاد کیا جس کے بعد  
شرح کے جو احکام مناسب تھے ان کے مطابق اپنا مشورہ پیش کرتے رہے اور بعض احکام  
کے متعلق توقف سے کام لیا۔ تجربہ پر بہت سے ایسے معاملات جن پر شرح کے مطابق  
عمل درآمد ہوا تھا۔ موجب خلل ثابت ہوئے سیاست معطل ہو کر رہ گئی۔ وزراء شاہی خزانہ  
خرچ کرنے پر رائل ہو گئے۔ مگر شیخ نے سیرت شیخین پر عمل درآمد کا التزام کر رکھا تھا۔ چہ جائیکہ  
نہ یہ وقت شیخین کے وقت کی مانند تھا۔ نہ یہ رعیت ان کی رعیت کی سی۔ تھوڑے عرصہ



مرید اُن کی قائم کردہ حدود سے نکل گیا۔ جسے شیخ دنیا سے الیہ زائد ترین منش سمجھتا۔ کہ گویا اس کے دل میں خواہش مال ہے ہی نہیں۔ یہ حالات سن کر شیخ اپنا ہاتھ جھاڑ کر کھڑے ہو گئے اور پھر کبھی اس کام کے لئے یہاں نہ آئے۔

اسی لکھتے ہیں کہ جب انہوں نے سلطان کے نافذ کردہ قانون کو میزان شریعت پر تولا تو انہیں ایسے امور کی سرانجام دہی کے لئے دنیا پرستوں کا تقرر نامناسب معلوم ہوا۔ شیخ کے ہمراہ ایک ایسا مغزدار موجود تھا جن میں تقدس اور تقویٰ ہر ایک قسم کے دینی صفات تھے جن کے ہوتے ہوئے اس پر کوئی شبہ نہ کیا جاسکتا۔ اس شاگرد کا نام چیلہ تھا۔ شیخ نے چیلہ سے فرمایا۔ تم ان عمال میں بیٹھ کر ان کی گھس پھس مجھے بتایا کرو۔ شیخ اس کی باتیں سن کر اُسے ان کا جوا دے کر بھیجتے۔ جو وہ (جواب) ان کو دیتا۔ جیسا کہ متنبی نے کہا ہے۔

والظلم من شیم النفوس خان نجد اور ظلم الناسی نفوس کا ایک خاصہ ہے  
داعفتا فلعلمت لا یظلم اگر داسے مخاطب، تم کسی کو ظالم نہیں پاتے تو  
ضرور کسی خاص علت سے ظلم سے بچا ہوا ہے۔

پس اس چیلہ کا نفس اپنی عادت پر اتر آیا۔ اور ہم نفسوں جیسا ہو گیا۔ جس پر اُس کے صاحب نے اس کی لفرش پر محمول کیا۔ اس میں کوئی اختلاف رائے بھی نہیں کہ صحبت نہایت عزیز اور غالب ہے امرائے ایسے لوگوں کو مقرر کیا جو خاص طریقوں سے اُس تک رشوت پہنچائیں، بھی راشی اور مرتشی دونوں کو پالیا۔ کہاں تو وہ پراندی کے برتن میں پانی نہ پیتا اور کہاں اسے مباح کر لیا۔ بلکہ موقعہ پا کر پراندی چڑھا بھی لیتا۔ ایک مرتبہ مقام الجاز کی ایک عورت ایک وزیر کے اشارے سے آئی۔ جس نے ایک مرصع پیالہ رشوت میں دیا۔ اس عورت نے وزیر کے پاس جا کر سب کچھ بیان کر دیا۔ وزیر نے سلطان کے پاس آ کر یہ سب بیان کرتے ہوئے کہا کہ ادھر تو قانون اور رسوم ملتوی کر دئے گئے۔ ادھر شریعت میں رشوت اور فریب جاری ہو گیا! شیخ صاحب برائے برکت تو ہیں مگر حکومت نہیں پلا سکتے اور پھر رشوت کا سارا قلعہ سنا دیا۔ اس لئے سلطان تکبیر کے ساتھ ایک لکاسٹے ہوئے تھپتھپتے ہوئے گئے اور فرمایا عورت کو حاضر کرو۔ عورت نے تمام ماجرا من و عن بیان کر دیا۔ بادشاہ نے مرتشی کو بلایا تو وہ صاف مگر گیا۔

عورت نے کہا میں ابھی اس سے وہ چیز نکلاؤتی ہوں اور پھر واقع میں نکلا بھی دی۔ سلطان یہ دیکھ کر بہت متاثر ہوا۔ سارے امور مملکت پہلے وزیر کے حوالے کر دئے۔ شیخ (علی متقی) نے یہ واقعہ سنا تو سرکھچ (نام مقام) چلے گئے۔ سلطان نے سنا تو کئی مرتبہ واپس بلا بھیجا۔ مگر آپ نہ مانے پھر بعض بڑے امرا کو سلطان نے بھیجا کہ شیخ اس کی طرف سے مطمئن رہیں تو شیخ نے ان کے سامنے کتاب و سنت کے احکام کھولنے شروع کر دئے۔ ازال جملہ یہ کہ انہی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لیس خیرکم ترک للدنیا الآخرة  
وللاخرة للدنیا ولھن خیر  
تہارے لئے ترک دنیا بہتر ہے آخرت کے لئے اور نہ ترک  
آخرت بہتر ہے دنیا کے لئے۔ البتہ تمہارے لئے بہتر ہے  
کہ دونوں میں توازن رکھو۔

مصنف فرماتے ہیں اس حدیث کے مطابق رخصت ہے کہ مومن کفایت یعنی دنیا کے  
منافع جس قدر کائی ہو سکے۔ اس پر اکتفا کرے۔ جس میں اللہ سبحانہ برکت فرمادے گا۔  
حضرت علیؑ کا یہ مقولہ ہے۔ کہ

۱۔ دنیا صدق کا مقام ہے۔ جو شخص اس کی صداقت بحال رکھے اس کے لئے آخرت میں  
نجات ہے۔

۲۔ دنیا دار نجات ہے جو اس کی حقیقت کو سمجھے۔

۳۔ دنیا مایہ کفایت ہے اس کے لئے جو اس سے زیادہ حاصل کرے۔

۴۔ دنیا نزول وحی کا مقام ہے۔

۵۔ دنیا مصلیٰ ہے ملائکہ کا۔

۶۔ دنیا مسجد ہے نبیوں کی۔

۷۔ اور دنیا تجارت گاہ ہے اولیا اللہ کی جو اس میں رہ کر اللہ کی رحمت کا نفع حاصل کرتے

اور جنت کماتے ہیں۔ ان کی مذمت کرنے والا کون ہے۔

پس اسے دنیا کی مذمت کرنے والے جو اس سے چٹا ہوا ہے۔ وہ کب تک تجھے فریب  
میں رکھے گی۔

اور کب تک تو اپنے باپ کی لاش پر روتا رہے گا یا اپنی ماں کی لحد پر آسو بہاتا رہے گا۔

جب کوئی اچھا دن میسر آئے تو اُس سے خوب فائدہ اٹھا  
 کیونکہ جب تک تم جیتے رہو گے بڑے دن کی مصیبت اٹھانے کے لئے تم تنہا رہو گے۔  
 حاصل کلام یہ کہ دنیا کی مذمت نہیں کرنی چاہیے لیکن اس میں سے بہت کم قبیل پر  
 قناعت کرنی چاہیے۔ ہر وقت آخرت کی تیاری جاری رکھنی چاہیے۔ اور کسی دم غافل  
 نہیں ہونا چاہیے۔ تاکہ اللہ انہیں ان کے حسرت کا صلہ دیتا ہوا اپنی طرف سے مزید انعامات عطا  
 فرماتا ہے۔ وَاللّٰهُ يُوَدِّقُ مَنْ يَّتَّوَبُ وَيُغَيِّرُ حِسَابًا

اس موقع پر جب کہ امرا شیخ کی مجلس میں جمع تھے۔ سلطان بھی تشریف لے آئے۔ اور شیخ سے  
 ملک میں برکت کے لئے قیام کی درخواست کی۔ شیخ نے فرمایا کہ مکہ مشرفہ اجابت کا محل ہے۔ وہاں  
 جاکر آپ کے لئے دعا نہایت مناسب ہے جس سے آپ کی دنیا و آخرت دونوں میں بھلائی کی توقع  
 ہے۔ اور یہ جو کہا گیا ہے کہ دین اور دنیا دونوں کی یکجائی دو سو کنوں کا جمع کرنا ہے۔ تو میرے نزدیک  
 یہ بات ہمیشہ باعث خلعان رہی، میں خیال کرتا تھا کہ ان دونوں کا جمع کرنا ممکن ہے۔ چنانچہ اسی لئے  
 میں مکہ مکرمہ سے آپ کی خاطر سفر کر کے یہاں آ پہنچا۔ مگر یہاں کے تجربہ نے ثابت کر دکھایا۔ کہ دونوں  
 یکجا نہیں رہ سکتیں۔ پس میرے لئے مکہ مکرمہ لوٹ جانا اور اپنی بقیہ عمر وہاں بسر کرنا لازم ہو گیا ہے  
 مگر معظّم اور وہاں کے ہمسائے دونوں میرے لئے بہتر ہیں۔

جہاں اللہ کے ہمسائے ہیں رہنا نصیب ہوتا ہے یہ ہمسائیگی کتنی بہتر ہے۔

شیخ نے سلطان سے کہا۔ البتہ میرا نائب مرد صالح عبد الصمد آپ کے ہاں ہے جو دعا کے  
 آداب سے باخبر ہے۔ یہ التماس اُس سے کرتے رہیے گا۔ میں نے اس بارے میں عبد الصمد کو  
 اجازت بھی دے رکھی ہے اور قبول دعا میں اجازت کا اثر بھی ہے۔

اسے سلطان اور امرا نے حکومت میں سب کو اللہ کی بھانسی سے رجوع کی وصیت  
 کرتا ہوں اور یہ کہ آپ لوگ شریعت نافذ کرنے پر تلے رہیں۔ صالحین کی مجلس میں آتے رہیں۔ فقرا  
 کی تعظیم سے پہلو تھی نہ کریں۔ اور ان کے ساتھ پہلو تھی میں درین نہ برتیں۔ شیخ یہ کہنے کے بعد  
 بندرگاہ کھوکہ کی طرف پھل پڑے۔ اور مکہ معظّمہ کے لئے شدید حال باندھ لیا۔

حضرتی نے انور السافر میں لکھا ہے کہ شیخ علی متقی بہت بڑے پارسا و متقی اور بے حد عبادت گزار اور ماسوی اللہ سے بے نیاز تھے۔ متعدد تصانیف فرمائیں۔ ان کے کرامات کا تذکرہ عام ہے۔ ازاں جملہ یہ کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو روایا میں دیکھا۔ تو عرض کیا۔ کہ اس دور میں افضل الناس کون شخص ہے فرمایا۔ تم ہو! پھر عرض کیا ہوسرا، فرمایا میں محمد بن طاہر ہے۔ اسی شب ان کے شاگرد شیخ عبد الوہاب بجنینہ میں روایا دیکھے کہ حضرت شیخ کے پاس اپنا خواب سنانے کے لئے آئے تو شیخ نے ان کے اظہار سے پہلے فرما دیا کہ جو روایا جس طرح تم نے دیکھا اسی طرح میں نے دیکھا۔ یہ رات ۲۷ ویں ماہ رمضان کی تھی۔

شیخ علی متقی عبادت میں اس قدر ریاضت فرماتے کہ آخر عمر میں کاش میں خود پر یہ کچھ بار نہ کرتا۔ یہ اس دور کی بات ہے جب کبر سنی نے انہیں کمزور کر دیا۔ فاکھی نے لکھا ہے کہ ان کا کھانا نہایت مختصر ہوتا۔ تاکہ رشتہ حیات قائم رہے۔ مگر یہ کچھ مسلسل یکسانی حاصل ہوتا ہے۔ نوبت یہاں تک آپہنچی۔ کہ اگر کبھی اندازے سے زیادہ تناول فرمالتے۔ اگرچہ مرچ سیاہ کی مقدار ہی کیوں نہ ہو۔ تو مہضم نہ کر سکتے۔ اسی طرح کا اختصار کلام میں تھا۔ یہی تقییل نیند میں تھی۔ یہی احتیاط لوگوں کی ملاقات میں تھی۔ فاکھی نے ان کا مولد برہان پور اور سال ولادت ۸۵-۸۸ھ لکھا ہے ان کی تالیف بے شمار بتائی ہیں۔ یہ مضمون عبد القادر بن احمد فاکھی نے اپنی کتاب القول المتقی فی مناقب المتقی میں درج فرمایا ہے جس کے ساتھ ان کی سیرت، دریاضت، عظیمہ و مجاہدات، حیرت انگیز کا تذکرہ قلم بند کیا ہے جسے پڑھ کر عقل حیران رہ جاتی ہے۔ مجھے اپنی زندگی کی قسم ہے کہ اس کا یہ لکھنا کس قدر مناسب ہے کہ ان کا نام (علی) اور لقب (متقی) کسی حد تک ایک دوسرے کے موافق ہیں۔

اس نے یہ بھی سوالہ قلم کیا ہے کہ شیوخ عارفین اور علمائے عالیین میں سے کوئی ایک ان جیسا نہیں ہوا۔ مگر جس نے ان کے واردات سنے یا پڑھے۔ بر ملا ان کی تعریف میں طرب اللسان ہوا۔ جیسے ہمارے شیخ تاج العارفین ابو الحسن بکری اور ہمارے دوسرے شیوخ الفقہ العارف الزاہد الوجیب العمودی اور تیسرے شیخ امام الحرمین ابن حجر عسقلانی اور ہمارے صاحب فقہ شہر شمس الدین ربلی انصاری۔ اور فیصیح دوران شمس بکری ہیں۔ ان تمام حضرات کی تحریریں میرے

پاس ہیں۔ جو شیخ علی متقی کی جلالت منزلت اور استقامت فی الدین کی موید ہیں۔ ان کے متعلق ان حضرات کا قول ان کی برتری پر شہادت ہے۔

خدا م جب کوئی نئی بات کہے تو اس بات کی تصدیق لازم ہے۔

کیونکہ خدا م جو بھی کہتا ہے سچ کہتا ہے۔

مولف ممدوح فرماتے ہیں کہ شیخ علی متقی نے اپنے انہی اوصاف کی بدولت مکہ مشرفہ میں انتہائی شہرت حاصل کی۔ اور جس طرح شعر الحرام اور عفا مروہ کی زیارت کے لئے باہر سے وفود آتے۔ اسی طرح ان کی زیارت کے لئے آتے۔ یہاں تک کہ ان کی شہرت کا غلغلہ سلطان مرحوم مقدس سلیمان تک پہنچا۔ اس واقعہ کے بعد کہ جب ہندوستان کے بادشاہ عظیم محمود شیخ کے ہاتھوں اور پاؤں پر وحنو کے وقت پانی ڈالتے۔ کیا مرتبہ تھا ان کا۔ ہندوستان اور اس کے گرد و نواح میں ان کی منزلت مکہ معظمہ میں ان کی شہرت سے کہیں فرزول تر تھی۔ جس کے ثبوت میں کسی دلیل کی احتیاج نہیں۔

ان کے مناقب میں ایک واقعہ یہ ہے کہ ممدوح کے ایک سریدار نے مکہ معظمہ کے اللہ شیخ کے زمانہ حیات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو روایا میں دیکھا اور عرض کیا یا رسول اللہ! آپ مجھے کون سا عمل کرنے کی ہدایت فرماتے ہیں۔ ارشاد ہوا۔ "علی متقی کی پیروی کرو۔ جو وہ کرے تم بھی کرو۔" یہ روایا دلیل ہے اس امر کی کہ شیخ علی متقی اللہ ہمیں ان کے برکات سے نفع پہنچائے ان کا عمل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری متابعت پر مشتمل تھا۔ اسی لئے تو آنحضرت نے ان کے اتباع کی تلقین فرمائی اور زبان مبارک سے انہیں شیخ کے نام سے پکارا۔ شیخ ابوالسحاق شیرازی (نفعنا اللہ بہ) فرماتے ہیں کہ روایا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم نام کو دیکھتے۔

مصنف (سید عبدالحی صاحب) فرماتے ہیں۔ میں نے شیخ (نفعنا اللہ) کے ہاتھ سے لکھا ہوا ایک رسالہ دیکھا۔ جس میں خود ان کے قلم سے لکھے ہوئے احوال کا ابتدائی خاکہ سا تھا۔ تو مناسب سمجھا کہ اس کو یہاں نقل کر دوں۔ فرماتے ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ - الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ

واصحابہ اجمعین۔

ابالبعدا لکھتا ہے فقیر الی اللہ تعالیٰ علی بن حسام الدین المشہور بہ متقی کہ  
میرے دل میں خیال آیا کہ اپنے اصحاب کے لئے شروع سے لے کر آخر  
تک اپنے احوال قلم بند کروں۔

پس! اے دوستان مخلص! اللہ آپ لوگوں پر اپنی رحمت نازل فرمائے  
کہ جب میری عمر ۸ سال کی ہوئی۔ تو میرے والد رحمہ اللہ کے دل میں میری تربیت  
کا داعیہ پیدا ہوا۔ آپ نے مجھے شیخ باجن قدس اللہ سرہ کی بیعت کرا دی۔  
جو سماع کے ذوق سے وابستہ تھے۔ انہوں نے مشائخ صوفیہ کے طریق پر میری  
بیعت لی اور میں بھی اسی راہ پر گامزن ہو گیا۔ ان کے صاحبزادہ شیخ عبدالحکیم  
نے مجھے ذکر کی تلقین فرمائی۔

میں اوائل عمر میں اپنے اور اپنے عیال کے لئے کتابیں لکھتا رہتا۔ اس مقصد  
کے لئے مختلف شہر دل میں ہوتا ہوا ملتان جان نکلا۔ جہاں شیخ حسام الدین کی  
نصیب ہوئی۔ جن کی ذات میں تقویٰ سمو دیا گیا تھا۔ ان کے حضور کچھ مدت تک  
رہنے کے بعد مکہ مکرمہ پہنچا۔ تو یہاں شیخ ابوالحسن بکری صدیقی قدس سرہ کی صحبت  
نصیب ہوئی۔ جن کے ہاں تربیت بھی تھی اور تعلیم بھی۔ وہ خود بھی عارف کامل  
تھے فقہ و تصوف میں۔ ان کی خدمت میں کچھ مدت تک رہا۔ محمد روح نے بھی  
مجھے ذکر کی تلقین فرمائی۔ الغرض انہی دونوں شیوخ (حضرت ملتانی اور جناب  
بکری) رحمہما اللہ والغفران کے ان فوائد علمیہ و ذوقیہ کی دولت حاصل ہوئی جن کا  
تعلق علوم صوفیہ سے تھا۔ اس کے بعد میں نے تصنیف و تالیف کی طرح ڈال  
دی۔ پہلا رسالہ جو لکھا۔ تو اس کا

نام تبیین الطریق الی اللہ تعالیٰ ہے۔ اور دوسرے رسالہ کا

نام غایت الکمال فی بیان افضل الاعمال ہے۔

پس جس کسی کو ان دونوں میں سے ایک سالہ ملے۔ وہ دوسرا رسالہ بھی حاصل

کرے۔ تاکہ مقصد تک جا پہنچے۔ (نقطہ)

حضرتی ممدوح الصدق فرماتے ہیں کہ شیخ منتقی نہ صرف زمانہ کے حسناات میں سے تھے بلکہ تقویٰ میں ہندوستان کا نکتہ عروج اور باعث شہرت تھے۔ ان کا تذکرہ تسویہ سے مستغنی اور ان کی ملاحت بیان سے بالاتر ہے۔ کہ ان کی تعظیم تو دلوں میں سمائی ہوئی ہے۔

اور شرانی اپنی کتاب طبقات میں فرماتے ہیں۔

میں نے شیخ منتقی سے ۹۲۶ھ میں مکہ معظمہ کے اندر ملاقات کی۔ بارہ ماہ ہم دونوں ایک دوسرے کی ملاقات کے لئے آئے گئے۔ شیخ عالم و پارہ اور زاہد تھے، بدن کے دبیلے پتلے بے ہمہ ایسے کہ دولت کدہ سے حرم میں نماز جمعہ ادا کرنے کے سوا یا ہر نہ آتے۔ تغلیل، غذائے ان کے بدن پر ایک اوقیہ (چند ماشے) سے زیادہ گوشت نہ بڑھنے دیا۔ نماز جمعہ حرم کے اندر صحن کے کنارے پر ادا کر کے جلدی لوٹ جاتے۔ ایک مرتبہ مجھے اپنے مکان میں لے گئے۔ تو برآمدے میں فقرائے صاوقین کا مجمع بیٹھا ہوا اور ان میں بہر فقیر ذکر پڑھ چکا ہوا تھا۔ بعض باوا، بعض بنیفا بعض مراقب اور بعض کسی کتاب کے مطالعہ میں مستغرق تھے۔ مکہ مشرفہ کے اندر ان کا وجود نہایت معتنم پایا گیا۔ شیخ کی متعدد تالیفات ہیں۔

۱۔ حافظ سیوطی کی الجامع للصغیر کی ترتیب۔

۲۔ مختصر النہایہ (لغت)

شیخ نے مجھے اپنے قلم سے لکھا ہوا ایک پرچہ دکھایا۔

اور چاندی کا ایک ٹکڑا عنایت کر کے فرمایا۔ جس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس ٹکڑے

کی برکت سے میری دولت میں ایسی فراوانی فرمادی۔ کہ میں مال مال ہو گیا۔ اور یہ نہ سمجھ سکا۔ کہ

اتنی دولت میرے پاس کس ذرائع سے آرہی ہے۔

علامہ چلیپی کشف الظنون میں لکھتے ہیں کہ

سیوطی کی مؤلفہ کتاب جمع البوامع کو شیخ علی منتقی نے اسی طرح مرتب

کیا جس طرح ان کی کتاب الجامع الصغیر کو اور نام کنز العمال فی سنن الاقوال

والافعال متعین فرمایا۔ انہوں نے مقدمہ میں لکھا ہے کہ میں نے ائمہ حدیث

کی بیشتر مدونات دیکھیں۔ مگر جمع الجمع کے برابر جامع کتاب کوئی نظر سے نہیں گزری۔ سیوطی نے اس کے ایک فصل میں، اصول سنت کی حدیثیں بے شمار انافات کے ساتھ رکھ دی ہیں۔ پھر ان احادیث کی دو قسمیں کر دی گئی ہیں لیکن یہ فصل عمدہ فوائد سے موعرئی ہے۔ اس لئے کہ جب تک کسی حدیث کا پہلا لفظ ذہن میں نہ ہو۔ اس سے فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ یا اس (حدیث) کے راوی کا نام ذہن میں ہو۔ پہلی قسم میں حدیث قولی اور ثانی میں فعلی مقصود ہے مگر استخراج حدیث نہایت مشکل ہے۔

اس سے مخلصی حاصل کرنے کے لئے شیخ متقی نے ایک قسم احادیث قولی کی مرتب کی اور اس کا عنوان منہج العمال فی سنن الاقوال مقرر کیا۔ پھر تمام قولی حدیث کو بعنوان غایت العمال فی سنن الاقوال مدون فرمایا۔

دوسرا حصہ قسم الافعال پر مشتمل ہے اور اس کا عنوان مستدرک الاقوال متعین کیا۔ پھر آپ نے جامع الاصول کے انداز پر ان کو مرتب کر کے کنز العمال عنوان مقرر کیا۔ پھر اس کا انتخاب کیا۔ اب یہ کتاب چار مجلدات میں ہو گئی۔ علامہ چلبی موصوف الذکر کشف الظنون کے اندر دتذکرہ کتاب الجامع الصغیر سیوطی فرماتے ہیں کہ شیخ علی متقی المتوفی ۹۷۵ھ نے اسے متعدد ابواب و فصول میں پلٹ دیا۔ حروف تہجی کی شکل دے کر اس کا منہج العمال فی سنن الاقوال والافعال نام مقرر کیا۔ آغاز کے الفاظ یہ ہیں "الحمد لله الذی میز الانسان بقریحہ مستقیمۃ الخ اور اس کی ترتیب الجامع البکیر یعنی جمع الجوامع کے مطابق رکھی"

شیخ عبدالحق دہلوی اخبار الاخیار میں لکھتے ہیں کہ شیخ ابوالحسن بکری شافعی فرماتے کہ علامہ سیوطی کا یہ احسان جمع الجوامع کی صورت میں، تمام عالم اسلام پر ہے۔ اور شیخ متقی کا احسان دکنز العمال کی شکل میں، سیوطی پر ہے۔ متذکرہ بالانصانیف کے علاوہ شیخ علی متقی کے اور تصانیف یہ ہیں۔



د نمبر اور ۲ کا ذکر پہلے آچکا ہے)

۳۔ البرہان فی علامات المہدی آخر الزمان (در عربی) جو سیدی کی کتاب  
العرف المردی فی اخبار المہدی کا ملخص ہے جسے شیخ نے تراجم (عنوان  
ہائے) والیوں پر منقسم کرتے ہوئے جمع الجوامع کی بعض احادیث کا اعنا  
فرمادیا۔ نیز اس پر بعض احادیث عقد الدر فی اخبار المہدی المنتظر بھی درج  
فرمادیں۔ اس کا آغاز ان الفاظ سے ہوتا ہے۔ "اللہم ادنا الحق حقاً و  
ادزقنا اتباعاً"

۴۔ النجی الاثم فی ترتیب الحکم

۵۔ جوامع الحکم فی المواظب والحکم

۶۔ الوسیلۃ الفاخرۃ فی سلطۃ الدنیا والآخرة

۷۔ تلقین الطریق ودرسلوک جو انہیں الہاماً حاصل ہوا

۸۔ البرہان الجلی فی معرفت الولی (در فارسی)

۹۔ درالبطل دعوتے سید محمد ابن یوسف مہدی جو ن پوری

تاریخ وقات | شب ۱۰ شنبہ وقت سحر ۲ جمادی الاولیٰ ۹۴۵ھ در مکہ مکرمہ مدفن  
جنت المعلیٰ برکنارہ جبل وقت دفین انتقال کی صبح۔ نزد تربت فضیل  
ابن عیاض ان دونوں کی قبر کے درمیان عام راستہ ہے ناظر الخیش نام کا۔ رحلت کے  
وقت سن شریف ۸۷۰۔ یا۔ ۹۰ سال تھا۔

۱۸۵۵۔ شیخ علی بن قوام جون پوری

۶ ماہ صفر ۹۵۵ھ  
۱۵۲۸ھ

"الشیخ الکبیر الزاہد المجاہد" علی بن قوام الدین حسینی الجونیوری۔ المشہور بہ "علی عاشقان"  
سرائے میری یکے الہ صوفیائے معروفین در ہندوستان عالم شباب ہی میں نواح سنہل میں  
رحلت فرمائی۔ جہاں کا وہ والی تھا۔ قریہ جوگی پور مدفن ہے جو شہر سنہل سے ایک میل پر ہے

آپ اپنے عم بزرگوار محمد بن احمد کی گود میں پر و ان چڑھے۔ انہی کے ہمراہ پہلی گئے۔ وہاں برسوں قیام فرمایا۔ یہاں سے ان کی معیت میں جون پور آئے۔ اور شیخ شہاب الدین حسینی جون پوری سے مستفید ہوتے۔ ممدوح نے انہیں خرقہ خلافت بھی عنایت فرمایا۔ پھر نظام آباد تشریف لائے۔ تو شیخ عبد القدوس سے طریقہ شطاریہ اور اس کے اشغال سیکھے جس کے بعد ان پر کشوف و کرامات کے دروازے کھل گئے۔ جون پور لوٹ آئے۔ شیخ بہاؤ الدین کی خدمت میں باریابی نصیب ہوئی۔ ان سے طریقہ چشتیہ میں فیض حاصل کیا اب خود مسند مشیخت پر متمکن ہو کر تبلیغ و ارشاد میں مصروف ہو گئے۔ جون پور میں یہ دعوت عام کرنے کے بعد نظام آباد مراجعت فرمایا ہوئے قضیہ کھریوان میں برسوں قیام کیا۔ اور اسی نواح میں ایک قریہ مرتضیٰ آباد کے نام سے تعمیر کرایا۔

عارف علی نے تذکرہ "عاشقیہ" میں اور محمد ابن فضل اللہ مجبھی نے خلاصۃ الاثر کے اندر شیخ تاج الدین سبھلی کے حالات میں لکھا ہے "سید علی بن قوام الہندی اکابر اولیاء اللہ تھے۔ ان سے عجیب و غریب تصرفات و قوی مجذب ظہور پذیر ہوتے۔ بعض صلحانے لکھا ہے کہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر قطب ربانی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے جو خوارق و کرامات و تصرفات ظہور میں آتے۔ ان کی مثال کہیں نہیں ملتی۔ علی بن قوام کا معمول یہ تھا کہ چاشت کے وقت تک جذب کی حالت میں رہتے اور اس اثناء میں کوئی بھی ان کے قریب نہ پھٹکتا۔ ایک مرتبہ سید کے شیخ کا ایک صاحبزادہ اسی وقفہ میں ان کی ملاقات کے لئے آیا۔ جسے خادم نے منع کر دیا۔ مگر وہ اس پر بھی ان کے قریب جا پہنچا۔ شیخ نے ان کے قدموں کی چاپ سن کر پوچھا۔ تم کون ہو! اس نے اپنا نام اور پتہ بتایا تو فرمایا۔ بھاگ کر اس درخت کے پاس چلے جاؤ اوہ درخت کے پاس پہنچا تو شیخ کے اندر سے آگ کا ایک شعلہ نکلا جس نے تمام درخت کو جڑ کے سوا جلا کر بھسم کر دیا۔ مگر لوہا و دریا پر ذرا آنچ نہ آئی۔ اس واقعہ سے ان کے تصرفات کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ مجبھی نے یہ واقعہ شیخ محمود بن اشرف حسینی کی کتاب تحفۃ السالکین فی ذکر تاج العارفين سے نقل کیا ہے۔ وفات ان کی ۶۱۵۲۸ ۹۵۵ھ کے روز ہوئی (عاشقیہ)

## ۳۸۶۔ الشیخ علی ابن محمد حسینی

«الشیخ العالم الصالح» علی بن محمد حکیم العلوی المشہور بجمعین السید جید الحسینی۔ مرید شیخ محمد بن العلاء شطاری منیری المشہور بہ قاضی۔ جن کے ملفوظات آپ نے اپنی کتاب میں مناجح الشطاریہ میں یک جا کر کے اس کا نام معدن الاسرار فی مشرب الشطاریہ رکھا۔ یہ کتاب ۱۱ ابواب پر مشتمل ہے اور فارسی میں ہے۔ یہ ان الفاظ سے شروع ہوتی ہے: «حمد و ثنا و مدح فراوان ہے»۔

## ۳۸۷۔ الشیخ علی بن مثنیٰ اللہ الکلبی گوی

م ۹۹۲ھ  
۱۵۸۲ھ

«الشیخ العالم الصالح» علی بن مثنیٰ اللہ بن ابی الحسن بن کلیم اللہ بن ابی الفیض بن یوسف بن محمد بن یوسف الحسینی کلبی گوی از مشایخ کبار چشتیہ۔ وفات و تدفین احمد آباد بہار میں ہوئی اور ان کی قبر پر پختہ عمارت ۹۹۲ھ میں تعمیر کی گئی۔

## ۳۸۸۔ مولانا علی طارمی

«الشیخ العالم المحدث» علی بن ابی علی طارمی یکے از عالمان باعمل۔ عنفوان شباب میں ہندوستان آگئے۔ اور برسوں قیام کے بعد حرمین جا کر زیارت و حج سے مستفیض ہو کر ۹ سال وہاں قیام کیا۔ وہاں کے ارباب علم سے پڑھا۔ بعد ازاں زمانہ ہمایوں میں ہندوستان لوٹے۔ یہیں رحلت فرمائی۔ رازی نے ہفت اقلیم میں ان کا یہ شعر نقل کیا ہے۔

تن خاکی چناں افسردہ شد از محنت بہراں  
رود بیروں چو گرد جامہ گردامن برافشاغم

یہ جسم خاکی ہجر و فراق کی دہجہ سے ایسا افسردہ ہو گیا ہے کہ اگر دامن جھاڑوں تو لباس کے گرد کی طرح اڑ جائے۔

## ۳۸۹۔ مولانا علی شیر گجراتی

”الشیخ العالم الکبیر“ علی شیر حنفی بنگالی ثم گجراتی از نسل شیخ نور الہدی ابو البرکات جو شیخ جلال الدین چشتی کی اولاد سے تھے۔ مولد و منشا سرزمین بنگال ہے۔ علم کے لئے اودھ کا سفر کیا برسوں وہاں رہے۔ پھر دہلی چلے آئے۔ شیخ محمد غوث گوالیری مصنف الجواہر الختمہ کی خدمت میں برسوں باریاب رہے۔ ان سے طریقت میں درس لیا۔ انہی کی مشایعت میں گجرات گئے اور احمد آباد کی مسجد عماد الملک میں سکونت پذیر ہو گئے۔ ہنیت، ہندسہ، نجوم اور دعوت و تکسیر میں کمال مہارت رکھتے تھے، ترمہ اللارواح، جام جہاں نما اور سوانح غزالی کی شرح کے مصنف ہیں ۹۷۰ھ کے بعد احمد آباد میں رحلت فرمائی (گلزار ابرار)

## ۳۹۰۔ مولانا علی شیر سمرندی

م ۹۸۵ھ  
۶۱۵۷۷

”الشیخ الصالح“ علی شیر سمرندی یکے از عباد اللہ الضالحمین۔ مولد و منشا سمرند۔ معاصر علمائے ان کی خدمت میں باریاب ہو کر پڑھا۔ اور شیوخ وقت سے مختلف طرق میں مستفیض ہوئے آخر عمر میں طریقہ قادریہ کا رنگ ان پر غالب تھا۔ ۹۸۵ھ میں رحلت فرمائی۔ (گلزار ابرار)

## ۳۹۱۔ علی قلی خاں شیبانی

م ۹۷۲ھ  
۶۱۵۶۶

”الامیر الکبیر“ علی قلی بن حیدر سلطان شیبانی یکے از امرائے مشہورین سلطان ہمایوں کے مراجعت ہند کے عہد میں ہندوستان آئے اور ان کی خدمت میں رہ کر فتح ہند میں اعانت کی۔ ہمایوں نے انہیں نواح سنبھل میں کئی شہر اور قلعے جاگیر میں عطا فرمادئے۔ انہوں نے ان شہروں پر قابض ہو کر وہاں کی رعیت سے اچھا برتاؤ کیا۔ اور جب سلطان

اکبر نے زمام حکومت ہاتھ میں لی۔ ہیملنگوال نے حملہ کر کے دہلی پر قبضہ کر لیا۔ تو علی قلی خان اکبر کی خدمت میں حاضر ہو کر دہلی آیا۔ اور دہلی پر حملہ کے موقع پر اپنے ہمراہ دس ہزار بہادر سپاہی لے کر ہیملنگوال کے مقابلے کے لئے نکلا۔ علی قلی خان نے ہیملنگوال پر حملہ کر کے اُسے شکست دے دی۔ تب اکبر نے اُسے خاں زمان کا خطاب دے کر منصب میں بھی اضافہ کر دیا۔ اور کچھ علاقہ جاگیر میں اور عطا فرما دیا۔ علی قلی صاحب سنبھل آ کر فرودکش ہو گئے۔ وہاں برسوں رہے جون پور اور اس کا نواح سر کر کے ان پر قابض ہو گئے۔ اور کئی دیگر فتوحات بھی کیں۔ اکبر علی قلی کی اور وہ سلطان کی ایک لغزش سے دونوں ایک دوسرے پر خفا ہو گئے۔ علی قلی اکبر کے ساتھ مقابلہ پر اتر آیا۔ مقام سکر اولی نواح الہ آباد میں اپنے مرنے سے جنگ کی۔ جہاں علی قلی کو قتل کر دیا۔ اکبر نے اس مقام پر ایک بستی آباد کر کے اس کا نام فتح پور رکھا۔

علی قلی بہت بہادر۔ شجاع اور جنگ میں پیشرو تھا۔ وہ خطرے میں کود پڑتا اور ناقابل تسخیر مقامات فتح کر لیتا۔ وہ علما کا دروہان تھا۔ انہیں اپنے قریب رکھتا۔ اور بیش بہا عطیات سے سرفراز کرتا۔ یہی منزلت شعرا کی کرتا۔ وہ نہایت عمدہ شعر کہتا۔ شراب کا رسیا اور امروں پر جان نثار کرتا۔ نمونہ کلام

عیسیٰ نغمے کہ روزِ ادھیر انغم کرد چوں طرہ خوشیتن پریشا نم کرد

از کفر سر زلف خودم کافر ساخت وز معصفت روئے خود مسلمانم کرد

ترجمہ شعر:- محبوب جیسے نفس کہ جس کے راز نے مجھے حیران کر دیا اور جس نے اپنی زلفوں کی طرح مجھے پریشان کر دیا۔

اپنی کافر زلفوں کے سبب اس نے مجھے کافر بنا دیا اور اپنے چہرے کے وصف کے سبب مجھے مسلمان کر دیا۔

۹۷۶ھ میں قتل کر دئے گئے۔  
۱۵۶۶ء

(ماثر الامراء)

## ۳۹۲۔ مولانا علی گل استرآبادی

«الشیخ الفاضل» علی گل شیعہ استرآبادی۔ اپنے شہروں میں صاحب الافاضل۔ اور سلطان برہان شاہ کے عہد میں ہندوستان میں وارد ہوئے اور احمد نگر میں سکونت اختیار کی یہ واقعہ امین ابن احمد رازی نے اپنی کتاب «ہفت اقلیم» کے اندر بیان کیا ہے۔ اور محمد بن قاسم نے اپنی تالیف فرشتہ میں اے شاعر بھی تھے۔ نمونہ اسے

آزار دل سوختہ زار بد است

آہ دل عشاق گرفتار بد است

بسیار ستم کن کہ بسیار بد است

(۱) اے شوخ! دل مجروح پر ستم کرنا بُرا ہے دل سوختہ کو آزار پہنچانا برا ہے۔

(۲) عشاق گرفتار کے دل کی آہ کبریٰ ہے۔ زیادہ ستم نہ ڈھاؤ کیونکہ زیادہ ستم ڈھانا

بُرا ہے۔

## ۳۹۳۔ مولانا عظیم الدین مندوی

«الشیخ العالم محدث» عظیم الدین شطاری مندوی۔ یکے از علمائے عالمین و عباد اللہ الصالحین۔ حرمین شریفین کا سفر کیا۔ حج و زیارات سے سرفراز ہوئے۔ وہاں حدیث پڑھی ہندوستان واپس آئے اور سلطان غیاث الدین خلجی کے عہد حکومت میں شہر مندو کے اندر طرح اقامت ڈال دی۔ شیخ بہاؤ الدین بن عطاء اللہ شطاری جنیدی کے حضور بار بار ہو کر فیض حاصل کیا۔ تدریس و افادہ مشغلہ تھا۔ شیخ ابراہیم بن معین حسینی ایرجی اور ان کے سوا دیگر افراد بے حساب آپ سے مستفیض ہوئے۔

تصنیف | فصوص الحکم پر حاشیہ (مندوی)

## ۳۹۳۔ مولانا عمر جہاگھوٹی

”الشیخ الفاضل“ عمر بن ابو عمر حنفی جہاگھوٹی، مفتون، فقہ و اصول و عربی میں ممتاز افاضی تدریس و افتادہ مشغلہ۔ آپ سے شیخ محمد بن ابو سعید حبیبی، محمد بن علی کالچوی اور دوسرے بے شمار افراد نے پڑھا۔

## ۳۹۴۔ مولانا عنایت اللہ قاسمی

۹۷۷ھ  
۱۵۶۹ء

”الشیخ الفاضل الکبیر“ عنایت اللہ شیعہ دکن کے مشہور علما سے تھے سلطان حسین نظام شاہ والی احمد نگر نے آپ کو سفارت کے لئے گوکنڈہ بھیجا۔ جہاں سے وہ کامیاب ہو کر لوٹا۔ جس سے حسین نظام شاہ کے نزدیک منزلت اور زیادہ ہو گئی۔ مگر کچھ عرصہ کے بعد سلطان مدیح سے اس قدر خفا ہو کر احمد نگر سے گوکنڈہ میں سلطان قطب شاہ کے ہاں چلے گئے اور تھوڑی سی مدت کے بعد ہی احمد نگر میں سلطان حسین کے پاس لوٹ آئے۔ بادشاہ نے انہیں اپنا مقرب خاص بنا لیا۔ مگر جب سلطان حسین کی رحلت ۹۷۲ھ کے بعد اس کے فرزند مر قسطنی ابن حسین نے انہیں وکیل مطلق مقرر کر دیا۔ جس سے آپ تمام اراکین مملکت کا مرجع و مقصد ہو گئے۔ وہ مدت تک اس معزز و مقتدر انداز سے رہے۔ یہاں تک کہ سلطان ہمایوں کی خورہ والد نے مر قسطنی نظام شاہ نے انہیں قلعہ جو ندیس جس کے اندر ڈال دیا۔ اور ان کی جگہ حسین تبریزی کو وکالت مطلقہ پر تعینات کر دیا۔ مگر وہ ڈر گئے۔ مبادا مر قسطنی مولانا عنایت قاسمی کو رنا کر کے پھر اسی منصب پر فائز کر دے، تو اس نے مولانا کو ۹۷۷ھ میں قلعہ جو ندس کے اندر ہی قتل کر دیا۔ (محمد بن قاسم)

## ۳۹۵۔ مولانا عنایت اللہ شیرازی

۹۸۸ھ  
۱۵۸۰ء

”الامیر الفاضل“ عنایت شیعہ شیرازی۔ نواب افضل خاں صاحب علم اور رموز

سیاست سے آگاہ تھے۔ مولد و منشاء شیرازہ۔ عنفوان جوانی میں شیخ فتح اللہ شیرازی دوسرے  
 علمائے درس کے سامنے زانوئے تلمذتہ کر دئے۔ شیرازہ سے ہندوستان آئے۔ اور سلطان  
 عادل شاہ صغیر کے زمانہ میں بیجاپور پہنچے۔ تدریس شروع کر دی۔ طلبا چاروں طرف سے  
 اُمنڈ کر آگئے۔ سلطان محمود نے ان کی شہرت سنی تو طلب فرما کر اپنا مقرب خاص مقرر  
 کر دیا۔ بتدریج منصب بڑھا کر نیابت پر تقرر فرمایا۔ انہوں نے حسن تدبیر اور عوام کے  
 ساتھ مراعات کر کے سب کے دل موہ لئے، مدارس اور مساجد تعمیر کیں اور کئی قلعے  
 اور گڑھیاں فتح کیں۔ غرضیکہ بلاد دکن پر ان کا کامل تسلط ہو گیا۔ اور ہر طرف سے اہل علم و  
 کمال آ کر ان کے گرد جمع ہونے لگے۔ شیخ فتح اللہ شیرازی سید طرابلس اور سرور اللہ  
 عراق سے ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ لیکن آخر امرائے جیوش نے بوجہ حسد  
 ۹۸۸ھ میں انہیں قتل کر دیا۔ (الباقیں زبیری)

## ۳۹۷۔ شیخ علاؤ الدین عسلی دہلوی

«الشیخ العالم الصالح علاؤ الدین عیسیٰ بن ابی عیسیٰ عمری دہلوی اذ ذریۃ شیخ  
 فرید الدین مسعود اجد صنی مدرس شیخ سہاؤ الدین بن فرالدین طغانی میں پڑھا۔ اور طریقت  
 میں شیخ ابو الفتح حنفی ہانسوی سے مستفیض ہوئے تغیر القرآن میں بہت ملکہ تھا۔  
 (گلزار ابراہامندی)

## ۳۹۸۔ مولانا علاؤ الدین عسلی گجراتی

«الشیخ الفاضل العلامة علاؤ الدین عیسیٰ گجراتی یکے ادا سائزہ مشہورین مدبر گت  
 نلامہ عماد الدین محمد طاری سے طریقت میں فیض حاصل کیا۔ پھر تدریس کی مسند آراستہ  
 کر دی۔ آپ کا علم وسیع اور افادہ عام تھا۔ آپ سے شیخ عبدالقادر بن محمد اجینی نے  
 درسیات میں کلام ۹۴۴ھ میں پڑھیں اور بے شمار افراد نے آپ سے استفادہ  
 کیا۔ (مندوی)



## ۳۹۹۔ مولانا غیاث الدین ہروی

م ۹۲۲  
۱۱۵۳۴

الشیخ الفاضل غیاث الدین بن ہمام الدین ہروی یکے از علمائے مشاہیر در تاریخ و سیرت، ہرات سے قندھار ۹۲۲ھ میں آئے۔ اور ۹۲۲ھ میں ہندوستان آئے۔ ۹۲۵ھ میں آگرہ وارد ہوئے۔ تو بابر شاہ تیموری نے بہت سامان و متاع عطا فرمایا۔ اور انہوں نے آگرہ ہی میں اقامت اختیار کر لی۔

حسب السیر فی اخبار افراد البشر (اپنے والد کی کتاب روضۃ الصفا کا خلاصہ) اور تصانیف اور بعض جگہ اٹھانے کئے۔ یہ تلخیص و تہذیب ۹۲۴ھ میں خواجہ حبیب اللہ کے لئے کی گئی۔ اور اسے تین مجلدات میں منقسم کیا۔

جلد اول: انبیاء اور حکماء و شایان دور اول اور سیرۃ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر مشتمل ہے۔  
جلد دوم: مشتمل ہے آئمہ اثنا عشر و بنی امیہ اور بنو عباس اور ان بادشاہوں پر جو ان کے زمانے میں برسر حکومت ہوئے۔

جلد سوم: ترک و چنگیز خواقین اور ان کی اولاد۔ اس دور کے طبقات الملوک و سلطان تیمور اور اس کی اولاد۔ ظہور سلاطین صفویہ و ذکر آل عثمان اور خاتمہ میں عجائب اقالیم و نوادر الوقائع۔ یہ حصہ بجائے خود تین مجلدات مفید و نافع ہے۔ الا یہ کہ مصنف نے مقتضائے عصر کے مطابق ابن جبر کی تعریف میں مبالغہ سے کام لیا۔ لیکن ظاہر ہے کہ وہ اس میں معذور بھی تھے۔ اللہ انہیں معاف کرے۔

۲۔ خلاصۃ الاخبار فی احوال الاخیار امیر علی شیر کے لئے لکھی گئی۔ جسے ایک مقدمہ اور دس مقالات اور خاتمہ و مقدمہ و بارہ بدر الخلق و مقالات بر انبیاء و حکماء و شایان عجم و تاناہ و خلفا بنو امیہ و عباسیہ اور ان کے معاصرین و آل چنگیز و آل تیمور اور خاتمہ پر ہرات کے اوصاف اور وہاں کے باشندوں کے حالات پر مشتمل ہے۔

۳۔ دستور الوزرا

۹۲۲ھ میں ہوئی۔ ان کا جسدِ آگرے سے لا کر دہلی میں حضرت سلطان الاولیاء  
۱۵۲۶ء کے حوالے میں سپردِ خاک کیا گیا۔ (التعلیقات السنیہ)

## ۴۰۰۔ مولانا غیاث الدین بڑوچی

۱۔ الشیخ المصالح الکبیر غیاث الدین بڑوچی گجراتی یکے از علمائے ربانی۔ لوگوں کے  
لئے نفع رسانی اور احسانِ نقد و خورد و نوش و لباس و کتب و ادویہ ہر ایک میں کرتے۔ بلکہ  
ہر وہ شے جو عوام کے آرام و راحت کے لئے ہو سکتی۔ شیخ علی متقی نے انہیں عبد الوہاب متقی  
بریلوی پوری کا خطاب دیا اور فرمایا میں نے دہلی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے  
پوچھا کہ اس زمانے کے اندر افضل الناس کون ہے؟ فرمایا "میاں غیاث الدین اور تمہارا  
شیخ اور محمد طاہر" اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے فیضان سے منتفع کرے (اخبار الاخیار)

## ۴۰۱۔ الامیر شیخ اللہ شیرازی

۹۹۷ھ  
۱۵۴۹ء  
"الشیخ الفاضل العلامة" فتح اللہ ابن شکر اللہ شیعہ شیرازی۔ یکے از علمائے متبحرین  
در علوم حکمیہ، مولد و منشاہ شیراز مندرجہ ذیل مدارس میں پڑھا۔

۱۔ مدرسہ علامہ جمال الدین محمود

۲۔ مدرسہ مولانا کمال الدین شہرہانی

۳۔ مدرسہ مولانا کرور۔

۴۔ مدرسہ میر غیاث الدین منصور شیرازی

جن سب کے ہاں برسوں گزارے۔ یہاں تک کہ حیدر العصر ہو گئے اور تمام

اطراف و اکناف میں شہرت پائی۔

سلطان علی عادل شاہ بیجا پوری نے آپ کو ہندوستان میں طلب کیا۔ چنانچہ

آپ یہاں تشریف لائے اور طویل مدت تک اقامت فرمائی۔

علی عادل شاہ کے قتل کے بعد جب اُس کا بیٹا ابراہیم عادل شاہ کو اس کی جگہ پر بادشاہت سونپ دی گئی۔ تو وزیر نے اُسے اپنے ہاتھوں میں کھلونا بنا لیا۔ اور ایک وزیر نے فتح اللہ شیرازی کو پچا پور سے جلا وطن کر دیا۔ تب وہ ۹۹۱ھ میں آگرہ آگئے سلطان اکبر کا عہد تھا۔ اس نے فتح اللہ صاحب کی خوب آؤ بھگت کی۔ اکبر نے ۹۹۳ھ میں آپ کو صدارت پر فائز کر کے امین الملک اس کے بعد عہد الدولہ و بعد ازاں عہد الملک خطابات سے سرفراز فرمایا۔ بلکہ انہیں وزیروں میں شامل کر لیا۔ اور اکبر نے ٹو ڈرمل سے کہلوایا کہ شیرازی بھی مملکت کی مہمات میں شامل ہو سکتے ہیں؟ لیکن موت نے انہیں مہلت نہ دی جس نے اکبر کو بہت غمگین کر دیا۔ اس نے فرمایا کہ اگر شیرازی صاحب کو فرنگی قید کر لیتے۔ تو میں اپنا تمام مال و خزانہ ان کے فدیہ میں دے دیتا۔ اور پھر بھی یہ سودا سود مند سمجھتا۔ ابن المبارک فرماتے کہ تمام دنیا میں ان کا مثل نہ تھا۔ تمام قدامت کے اسفار کتب و علوم حکمت پر مشتمل ہیں ایک قلم بردار کر دی جائیں تو مولانا فتح اللہ ان کے تمام علوم کو دوبارہ مرتب کر سکتے ہیں۔

عبدالرزاق نے ناثر اللہ امرا میں لکھا ہے کہ وہ تمام علوم پر حاوی ہونے کے ساتھ مصنوعات و دست کاری، و طلسمات میں بھی ماہر تھے۔

ان کے مصنوعات میں

- ۱۔ چکی ہے جو خود بخود چلتی اور آٹا نکالتی تھی۔
  - ۲۔ آئینہ ہے جس میں دور اور نزدیک سے مختلف اشکال نظر آتے ہیں۔
  - ۳۔ بندوق ہے۔ جس میں سے بیک وقت بارہ راؤنڈ نکلتے تھے۔
  - ۴۔ ایسا کیلنڈر بنایا۔ جو دورہ شمسیہ پر مبنی تھا۔
- بلگرامی نے ناثر اللہ امرا میں لکھا ہے۔ فتح اللہ شیرازی کی بدولت ہندوستان میں متاخرین کی تصانیف آئیں۔ ازال جملہ محقق درانی ہیں۔ حیدر شیرازی میں غیبات الدین منصور اور مرزا حبان ہیں۔ جن کے مصنوعات درس کی جہان ہو گئے اور علمائے ان کا آگے بڑھ کر استقبال کیا۔

۱۔ منہج الصادقین (تفسیر القرآن در فارسی)  
تصانیف | ۲۔ حاشیہ دوآنی علی تہذیب المنطق

۳۔ حاشیہ بر حاشیہ نمبر ۲۔

۹۹۷ھ میں کشمیر سے واپسی پر رحلت فرمائی اور کوہ سلیمان پر مدفون ہوئے۔

## ۴۰۲۔ الشیخ فتح اللہ دہلوی

”الشیخ الفاضل“ فتح اللہ بن نصیر الدین بن سماؤ الدین ملتانی دہلوی۔ یکے از علمائے کبار مولد و منشا دہلی اپنے باپ اور جد سے پڑھنے کے بعد مسند درس آراستہ کر دی۔ ان کے تلامذہ میں دیگر بے شمار شیوخ و علما کے علاوہ شیخ رکن الدین محمد بن عبد القدوس گنگوہی بھی ہیں۔

## ۴۰۳۔ شیخ فخر الدین اکبر آبادی

م ۹۷۰ھ  
۱۵۶۲ء

”الشیخ الصالح“ فخر الدین بن داؤد بن شیخ شاہ حدیق اکبر آبادی یکے از فقہائے زیاد۔ شیخ حسام الدین متقی ملتانی اور شیخ ہداد بن صالح سرہندی سے پڑھا۔ پھر بہار گئے اور وہاں شیخ ہداد بن ضیاؤ الدین چند ہوسا بہاری کے سامنے زانوئے تلمذتہ کیا۔ اسی طرح سید جن مدادی ہلسوی کی خدمت میں باریاب ہو کر استفادہ کیا۔ اب آگرہ چلے آئے اور سید رفیع الدین محدث کے جوار میں طرح اقامت ڈال دی۔ سماع کے بہت ریاستھے۔ ایک سو ستالیس برس کی عمر میں بروز جمعہ ۱۹ جمادی الاخریٰ ۹۷۰ھ کے روز آسودہ لحد ہوئے (اخبار الاصفیاء)

## ۴۰۴۔ شیخ فخر الدین بجنوری

م ۹۷۰ھ بتاریخ ۱۹ جمادی الاخریٰ  
۱۵۰۴ء

”الشیخ العالم الزاہد“ فخر الدین ابن سعد اللہ بن فخر الدین بجنوری لکھنوی۔ یکے از مشائخ چشتیہ مولد و منشا لکھنوی۔ تحصیل علم کے لئے جون پور میں شیخ ابوالفتح ابن عبدالحی بن عبدالمقتدر

کنڈی دہلوی کے حضور زانوئے تلمذتہ کئے۔ پھر خود تدریس کے لئے وقف ہو گئے، شیخ محمد  
مینا لکھنوی کے ساتھ محبت صادقہ اور مودت و ائقہ تھی۔

۱۹ جمادی الاولیٰ ۱۹۱۰ء کے روز لکھنوی میں رحلت فرمائی اور وہیں سپرد خاک ہوئے  
ایک صاحب نے ان کی تاریخ رحلت لفظ شیخ سے مستخرج کی ذمکرۃ الاصفیاء،

## ۴۰۵۔ شیخ فخر الدین جون پوری سہروردی

م ۹۹۲ھ بتاریخ ۲۲ شعبان ۱۵۸۵ھ

”الشیخ الفقیہ الزاہد“ فخر الدین بن کبیر الدین جون پوری یکے از مشائخ سہروردیہ مولود  
منشا جون پور۔ معاصر علما سے پڑھ کر سند تدریس مزین فرمائی۔ دس سال تک پڑھانے  
کے بعد یہ مشغل ترک کر کے زہد و عبادت کی طرف مائل ہو گئے اور کسی اور کام کے لئے نہ رہے  
یکے بعد دیگرے کئی چلتے کھینچے۔ حتیٰ کہ معرفت کے تمام دروازے کھل گئے اور مشائخ  
وقت نے ان سے بے حد استفادہ کیا۔ ۲۲ شعبان ۹۹۲ھ کو رحلت فرمائی (کنج ارشدی)

## ۴۰۶۔ شیخ فرید الدین بنارسی

م ۹۰۶ھ - ۱۲ شوال ۶۱۵ھ

”الشیخ للعالم الصالح“ فرید الدین بن قطب الدین بن خلیل الدین عمری بنارسی یکے از مشائخ  
چشتیہ اپنے نانا شیخ نور کے گھرمیں قریہ خانقاہ کے اندر پیدا ہوئے۔ وہیں پروان چڑھے اور  
علم کے لئے اپنے بھائی داؤد کے ہمراہ بنارس اشرف لے گئے۔ پہلے شیخ موسیٰ کی خانقاہ  
میں ماتھے۔ شیخ نے انہیں خواجہ مبارک کی خانقاہ کا راستہ بتایا۔ آپ نے بحث و تحقیق  
میں کوشش کی۔ یہاں تک کہ اس میں کامل ہو گئے۔ طریقت میں خواجہ مبارک سے مستفید  
ہوئے۔ خود پر حفظ الفاس اور مجاہدہ نفس کو لازم قرار دیا۔ جب اس میں بھی کامل ہو گئے۔  
تو شیخ مبارک نے آپ کو اپنا خلیفہ خاص مقرر کر لیا۔ جن کے بعد سند شیخوخت پر فائز اور  
قبول عام کے خلعت سے سرفراز ہوئے۔

تدریس و افادہ مشغلہ تھا۔ آپ سے بے شمار علمائے استفادہ کیا۔ (غلام رشید  
 جون پوری و گنج ارشدی) انہوں نے لکھا ہے کہ آپ دریائے گنگا میں غرق ہو کر رہی ہو کر  
 ہوئے۔ اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ ان کے فرزند محی الدین ایک گھوڑے پر سوار ہو کر چنار  
 گئے۔ ایک افغان کو یہ گھوڑا بھاگیا۔ پٹھان اس علاقہ کا رئیس تھا۔ اس نے زبردستی گھوڑا  
 ان سے چھین لیا۔ محی الدین نے واپس آکر اپنے والد کو بھڑکایا کہ گھوڑا اس افغان سے دلوا  
 دیتے۔ فرید الدین اپنے بھائی و اوڈ کو ہمراہ لے کر افغان کے ہاں آئے اور سمجھا بھاگا کہ اس  
 سے گھوڑا واپس لے لیا۔ اور گھوڑے سمیت بنارس کی ٹاؤ پر سوار ہو گئے۔ افغان نے  
 ملاحوں سے سازش کر کے انہیں اس کے پینڈے میں سوراخ کرنے کے لئے آمادہ کر لیا۔  
 شیخ فرید الدین اس کے بھائی گھوڑا اور تمام مسافر دریا میں ڈوب گئے۔ یہ واقعہ ہارثیوال  
 ۹۴۶ھ کے روز وقوع میں آیا۔

## ۴۰۷۔ شیخ فضل اللہ مندوی

۹۴۲ھ  
 ۶۱۵۴۲

”الشیخ الصالح“ فضل اللہ بن حسین حشتی ملتانی۔ یکے از رجال علم و طریقت۔ اپنے  
 والد کی خدمت میں برسوں ملازم رہ کر درسیات و طریقت دونوں میں استفادہ کیا۔ ان کی  
 رحلت ۹۲۶ھ کے بعد حرمین کا سفر کیا۔ ۹۵۰ھ میں ہندوستان آئے۔ اور لوگوں سے  
 دامن جھٹک کر تدریس و افادہ میں مشغول ہو گئے۔ ۹۴۲ھ میں مندوی میں داعی اجل کو  
 لبیک کہا۔

## ۴۰۸۔ شیخ فضل اللہ دہلوی

۹۴۰ھ  
 ۶۱۵۵۲

”الشیخ الفاضل“ فضل اللہ بن سعد اللہ بخاری دہلوی شاہ عبدالحق محدث دہلوی کے  
 عم بزرگوار۔ آپ نے شیخ محمد بن الحسن عباسی جون پوری کی خدمت میں برسوں رہ کر پڑھا

## ۲۰۹۔ الشیخ فضل اللہ بہاری

الشیخ المصلح "فضل اللہ بن نعیر الدین بن حسن بن علی بن بڑا ابن قیام الدین بن صدر الدین بن قاضی رکن الدین شریف حسنی کرٹوی۔ بہاری۔ المشہور بہ سید گشتائین بمعنی اللہ سے واصل۔ داماد تھے شیخ قطب الدین عمری جون پوری تلندر کے۔ جن کی مصاحبت میں رہے ان سے طریقت میں استفادہ کیا۔ پھر بہار میں جا کر سکونت اختیار کی جہاں مزاج خاص و عام ہوئے۔

## ۲۱۰۔ قاضی فضل اللہ دیوبندی

الشیخ العالم "قاضی فضل اللہ حنفی دیوبندی۔ اپنے دود کے مشہور فقیہ اور شیخ عبد القدوس گنگوہی کے معاصر تھے یہ تذکرہ رکن الدین محمد بن عبد القدوس نے اللطائف القدوس میں کیا ہے۔

## ۱۱۱۔ مولانا فضل اللہ سندھی

الشیخ العالم الکبیر "فضل اللہ حنفی سندھی یکے از علمائے باعمل۔ سدا تدریس اذادہ میں مشغول رہتے۔ (منہا ندوی در آثار)

## ۱۱۲۔ مولانا فضل اللہ صہبکی

نصف صدی دسویں

م ۱۵۲۰ء (تقریباً)

الشیخ الفاضل "فضل اللہ حنفی صہبکی یکے از علمائے مشہورین در فقہ و اصول و عربیت مرد قانع و متوکل و بے سوال تھے۔ دسویں صدی کے نصف اول میں راہی جنت ہوئے۔

(مندوی در گلزار ابرار)

## ۴۱۳ - مولانا فیروز الدین لاہوری

م ۹۳۳  
۱۵۲۴ھ

”السید الشریف“ فیروز ابن ابو فیروز حسنی لاہوری۔ یکے از رجال علم و طریقت۔ اپنے  
دادا شاہ عالم از شیخ نواز الدین از شیخ احمد از شیخ حامد بن عبد الرزاق اچھی سے مستفیض ہوئے۔  
آپ علمائے مشاہیر سے تھے۔ تدریس و افادہ میں منہمک رہے۔ فقہ و حدیث و تفسیر شامل  
درس تھے۔ ۹۳۳ھ میں رحلت فرمائی (خزینہ)

## ۴۱۴ - مفتی فیروز کشمیری

م ۹۴۴  
۱۵۴۴ھ

”الشیخ الفاضل الکبیر“ مفتی فیروز بن لولی گنائی حسنی کشمیری یکے از علمائے مشہورین۔ مغربی  
میں سفر حجاز کیا اور واپس آکر بدایون میں سکونت اختیار کی۔ شہر کے مقتدر علمائے تحقیق و کوشش  
کے ساتھ پڑھ کر اکثر علوم میں فائق ہوئے۔ آپ کو سلطان اکبر تہجوری نے طلب فرما کر کشمیر کا  
مفتی مقرر کر دیا۔ آپ نے وہاں درس و افادہ بھی شروع فرما دیا۔ جہلمی نے (حدائق الحنفیہ)  
میں لکھا ہے کہ وہ ۹۴۳ھ میں قتل ہو گئے۔ فرشتہ لکھتا ہے کہ ان کا قتل ۹۴۴ھ میں ہوا۔  
با ایں طور! کہ

”قاضی حبیب حسنی جو خسر تھے شیخ کمال الدین سیالکوٹی کے۔ وہ جمعہ کے روز  
جامع مسجد سے نکل کر قبرستان کی طرف جہاز تھے۔ ۹۴۴ھ میں شہر سے باہر  
یوسف شیعہ سے سامنا ہوا۔ جس نے تلوار سے ان کا سر لہو لہان کر دیا۔ یوسف  
نے دوسری مرتبہ ضرب کے لئے ہاتھ اٹھایا۔ تو قاضی حبیب اللہ نے وار  
بچانے کے لئے اپنا ہاتھ آگے کر دیا۔ جس پر ان کی انگلیاں کٹ گئیں۔ یہ  
واقعہ کسی سابقہ دشمنی کے بغیر رونما ہوا۔ حسین شاہ نے قصہ سنا۔ تو یوسف کو  
جیل میں بند کر دیا۔ اور ملا یوسف و مفتی فیروز سے فتوے پوچھا۔ انہوں نے



فتوے دیا کہ ایسے افراد کو میاست کی رو سے قتل کر دینا چاہیے۔ اس مجلس میں قاضی حبیب (مضروب) بھی موجود تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ جب میں زندہ ہوں۔ تو حملہ آور کے قتل کا جواز کیا ہے؟ یہ سن کر حاضرین نے یوسف مذکور پر پتھر پھینکنا شروع کر دئے۔ جن سے وہ مر گیا۔ سلطان اکبر نے سنا تو مرزا مقیم کو خط دے کر کشمیر میں اپنے نائب حسین شاہ کی طرف بھجوایا (معاہدہ کی گفتگو پر) قاضی زین الدین شیعہ نے کہا کہ واقعی علمائے اس افتاء میں غلطی کی ہے مرزا مقیم بھی مجلس میں موجود تھے انہوں نے علماء کی توہین برسر مجلس کھلم کھلا کی اور ان پر سب و شتم کیا۔ ان علماء کو فتح خاں کی تحویل میں دے دیا۔ جس نے انہیں قتل کر کے ان کے پاؤں میں رسیاں بندھوا دیں اور بازار داروں میں لاشوں کی تشہیر کی گئی۔ والی کشمیر حسین شاہ بھی شیعہ تھا۔ وہ اسن کر توت پر بہت خوش ہوا۔ اور سلطان اکبر کی طرف ان کے خط کے جواب کے ساتھ اپنی دختر بھی سلطان کے ہاں بھجوادی۔ اکبر نے یہ لڑکی واپس کر کے مرزا مقیم کو قصاص میں قتل کرادیا۔ واقعہ ہذا ۹۴۸ھ میں رونما ہوا۔ (فرشتہ)

## ۲۱۵۔ شیخ قاسم بن احمد مانک پوری

م ۹۴۸ھ  
۶۱۵۴۰

”الشیخ الصالح“ قاسم بن احمد بن نظام الدین عمری مانک پوری۔ یکے از مشائخ کبار فرقہ چشتیہ۔ مولد و منشا مانک پور۔ برسوں اپنے والد کے ملازم خدمت رہ کر مشیخت کے مرتبہ پر فائز ہوئے۔

بارعب و بلند پایہ رفیع المنزلت اور کشوف و کرامات میں مشہور تھے۔ ۲۱ شوال ۹۴۸ھ ۶۱۵۴۰ کے روز مانک پور میں رحلت فرمائی۔

(اشرف السیر)

## ۲۱۴۔ الشیخ قاسم بن یوسف سندھی

م ۹۸۰  
۶۱۵۴۲

«الشیخ العالم الصالح» قاسم بن یوسف بن رکن الدین بن شہاب الدین شہابی المعروف بہ سندھی یکے از علمائے ممتازین در فقہ و حدیث۔ مولد و منشا سندھ۔ وہیں در ریات پڑھیں ۹۵۰ھ میں گجرات آئے۔ اور مختلف شہروں میں گھومتے رہے۔

افادہ و تدریس مشغلہ تھا۔ آپ کے صاحبزادہ عیسیٰ اور دوسرے بے شمار افراد نے آپ سے پڑھا۔ آپ متعدد تصانیف کے مصنف ہیں لیکن مجھے ان کے اسماء معلوم نہیں ہو سکے۔ ۹۸۰ھ میں رحلت فرمائی۔ (بجز خاں)

## ۲۱۵۔ الحکیم قاسم بیگ تبریزی

م ۹۷۷  
۱۵۴۹

«الوزیر الکبیر» قاسم بیگ تبریزی الحکیم۔ مشہور در بلاد دکن۔ سلطان نظام شاہ والی احمد نگر کے ندیم اور ان کی رحلت کے بعد ان کے ولی محمد حسین نظام شاہ نے انہیں سفیر کی حیثیت سے گوکنڈہ بھیجا۔ جہاں سے کامیاب ہو کر لوٹے تو ان کا مرتبہ اور بلند کر دیا گیا مگر اس سے کچھ عرصہ کے بعد حسین ان سے ناراض ہو کر حبس میں بھیج دیا۔ مگر تین مہینے کے بعد سلطان کا غصہ فرو ہو گیا۔ اور انہیں رہا کر کے اپنا مقرب خاص مقرر کر لیا۔ جب سلطان حسین کا انتقال ہو گیا۔ اور ان کے بعد ان کا بیٹا مرتضیٰ جانشین ہوا۔ تو اس کی والدہ مملکت کے سیاہ سفید کی مختار ہو گئی۔ یہ سلطان ہمایوں کی سوتیلی والدہ بھی تھی جس نے صاحب ترجمہ کو زرارہ کے حلقے میں شامل کر لیا۔ اب وہ تمام رعایا و پیرایا سب کا مرجع و مقصد بن گئے کئی سال تک ان کے یہی ٹھاٹھ باٹھ رہے۔ اب انہوں نے بادشاہ کی والدہ کی طرف سے ایک قسم کا نثر اپنے خلاف محسوس کیا تو احمد نگر سے احمد آباد منتقل ہو گئے ۹۷۷ھ میں انتقال فرمایا۔ (فرشتہ)

## ۱۸۸ - مولانا قاسم دیوان سندھی

م ۹۷۷  
۶۱۵۴۹  
"الشیخ العلامة" قاسم دیوان سندھی کے از فقہائے مشاہیرہ تلمیذ شیخ میراں  
سندھی۔ مطول تک پڑھنے کے بعد سفر فارس کا شوق چرایا۔ اور وہاں کے علما سے پڑھنے  
کے بعد اپنے شہر میں لوٹ آئے۔ اور ساری توجہ تدریس و افادہ کی طرف مبذول کر دی۔  
م ۹۷۷  
۶۱۵۴۹  
میں رحلت فرمائی۔ (دہنہاوندی در آثار)

## ۱۸۹ - مولانا قاسم کاہی

م ۹۸۸  
۶۱۵۸۰  
"الشیخ الفاضل" نجم الدین محمد ابو القاسم المشہور بہ کاہی۔ کے از فقہائے معرین مولانا  
عبدالرحمن جامی کو ۹۱۵ھ میں دیکھا۔ سندھ کے علاقہ میں شیخ جہانگیر ہاشمی کی خدمت میں  
یاد یاب ہو کر مستفیض ہوئے۔ بہادر شاہ کے عہد میں برسوں قیام کے بعد آگرہ تشریف لے  
آئے اور وہیں سکونت اختیار فرمائی۔ فاضل بلندر پابہ۔ صاحبہ دقانع بڑے شاعر اور موسیقی  
میں ماہر تھے۔ ارتجالاً قصائد کہتے۔ سلطان اکبر نے ایک مرتبہ ایک لاکھ تنگہ عطا فرما کر حکم دیا  
کہ آئندہ جب بھی مولانا تشریف لائیں تو ایک ہزار روپے بطور پائی سنرا انہیں مرحمت ہوں  
لیکن مولانا اس کے بعد کبھی اس کے ہاں تشریف نہ لے گئے۔ اور نمونہ شعر ہے۔

کارے نکنی کزاں پشیمان گردی !

حرفے نرنی عذر آں باید خواست

ترجمہ - ایسا کام کبھی نہ کر دو جس سے پشیمان ہونا پڑے

ایسی بات کبھی نہ کہو جس کی معذرت خواہی کرنا پڑے۔

م ۹۸۸  
۶۱۵۸۰  
۲ ربیع الثانی کے روز آگرہ میں رحلت فرمائی۔

## ۲۲۰۔ مولانا قاسم علی ہمایونی

م ۹۲۶  
۶۱۵۳۹۱

”الشیخ الفاضل“ قاسم علی ہمایونی یکے از کبار افاضل۔ عہد ہمایوں میں ہندوستان کے صدر مقرر ہوئے۔ سلطان ممدوح ان کے ہم مجلس تھے۔ چوسہ میں ۹۲۶ھ میں دریائے گنگا میں غرق ہو گئے۔ (اقبال نامہ)

## ۲۲۱۔ قاضی بیگ طہرانی

م ۹۸۶  
۶۱۵۷۸۱

”الوزیر“ قاضی بیگ بن مسعود ابن عبدالعزیز حسینی طہرانی۔ یکے از افاضل کبار (ایمن بن احمد رازی کی کتاب ”ہفت اقلیم“ رازی نے یہ بھی لکھا ہے کہ وہ فاعل و کمال میں اپنے سب بھائیوں پر فائق تھے۔ شاہ ظہاسپ صفوی کے مقرب ہو گئے اور جب تک وہاں رہے ان کے الطاف و اکرام کا مورد رہے۔ پھر ہندوستان آگئے تو شہر احمد نگر میں وکالت شاہی کا منصب تفویض ہوا۔ فرشتہ نے لکھا ہے کہ جب وہ احمد نگر آئے تو وکیل السلطنت نواب چنگیز خاں کے مقرب ہو گئے۔ اور جب چنگیز خاں کو اپنے دنیا سے الوداع کا احساس ہوا تو اس نے اپنے صاحب مرتضیٰ نظام شاہ سلطان احمد نگر کو ان (قاضی بیگ) کے لئے منصب وکالت مطلقہ پر تقرری کی وصیت کی یہ واقعہ ۹۸۳ھ کا ہے۔ جس کے بعد آپ جملہ مقاصد مملکت کے سیاہ و سفید میں مرجع و مقصد ہو گئے۔ ۶۱۵۷۸۱

یہ حالت ان کی ۹۸۵ھ تک رہی۔ کہ خیانت کی تہمت سے بلوٹ ہوئے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ دو لاکھ دینار کی خیانت تھی۔ جس کے ساتھ ایک لاکھ دینار کے قیمتی جواہرات کا الزام بھی تھا۔ سلطان مرتضیٰ نظام شاہ نے انہیں معزول کر کے ایک قلعہ میں قید کر دیا۔ مگر تین مہینے کے بعد رہا کر کے احمد نگر سے جلا وطنی کی سزا نامزد کی۔ رازی ممدوح نے لکھا ہے کہ جب بیگ شہر لار میں پہنچے۔ تو ان کی رحلت ہو گئی۔ یہ واقعہ ۹۸۶ھ کا ہے۔

## ۲۲۲۔ شیخ قاضی خان ظفر آبادی

”الشیخ العالم الصالح“ جلال الحق قاضی خان بن یوسف ناصحی عمری ظفر آبادی۔ یکے از کبار

مشائخ چشتیہ ۸۰۵ھ میں پیدا ہوئے۔ اپنے نانا وزیر عماد الملک جون پوری کی گود میں پروان چڑھے۔ اور اپنی عمر کے ۱۰ سال میں خاتمہ فراغ حاصل کیا۔ جس کے بعد شیخ حسن بن طاہر عباسی جون پوری کی خدمت میں مسلسل تین برس تک باریاب رہ کر طریقت حاصل کی۔ فرماتے ہیں تیس سال تک ریاضت شاقہ و مجاہدہ کے بعد بھی مکائد نفس سے اس قدر آگاہ ہو سکا کہ وہ سالک کو کس طرح راہ راست سے دور رکھتا۔ اور اس کے گھات لگائے رکھتے ہیں کون کون سے گم ہیں۔

تجلی نور کی روایت کے مطابق ۱۵ صفر ۹۴۴ھ اور دنیا ت الاعلام کی روایت کے مطابق ۹۵۰ھ میں انتقال کیا۔ واللہ اعلم

## ۳۲۳۔ شیخ قاضی خاں گجراتی

«الشیخ الکبیر قاضی خاں چشتی فتنی گجراتی المشہور بہ شیخ قاولن۔ طریقت میں اکابر چشتیہ کے نقش قدم پر تھے مولد و منشا گجرات ہے۔ ان کے شیوخ میں شیخ علم الدین شاطبی ہیں۔ جن کی خدمت میں مدت تک باریاب رہے۔ اور دوسرے مشائخ سے بھی اخذ کیا۔ جس کے بعد خود بھی شرفتن میں شجینیت کی مسند آراستہ فرمائی اور آپ سے بے شمار افراد فیض یاب ہوئے۔ بروز شنبہ ماہ صفر ۹۲۰ھ میں اپنے شرفتن میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ (مرآة احمدی)

## ۳۲۴۔ قاضی قاضی سندھی

«الشیخ العالم الفقیہ» قاضی قاضی بن ابوسعید بن زین الدین بھٹکری سندھی۔ یکے از علمائے ممتاز۔ مولد و منشا بھکر۔

تسلیم حفظ القرآن کے ساتھ قرأت اور تجوید پر عبور حاصل کیا۔ فقہ و حدیث و تفسیر و تصوف و عربیت و انشاء میں ملکہ حاصل کیا۔ سیر و سیاحت کے گرویدہ تھے۔ حج و زیارت کے بعد متعدد شہروں میں گئے۔ بہر مقام کے مشائخ کی خدمت میں باریاب ہوئے جن سے تحصیل علم کے بعد واپس بھکر تشریف لے آئے یہ سلطان حسین والی سندھ کا دور تھا۔

جس نے انہیں شہر بھکر کی قضاۃ تفویض فرمادی۔ برسوں اس پر فائز رہنے کے بعد جب سید محمد بن یوسف جون پوری (دہلی) کے پیروں میں شامل ہو گئے تو سلطان نے انہیں معزول کر دیا۔ یا یہ کہ انہوں نے اپنی کبر سنی کی وجہ سے خود استعفا دے دیا۔ جس کے بعد ان کے بھائی نصر اللہ کو <sup>۹۵۵ھ</sup> ۱۵۵۱ء میں یہ منصب سپرد کیا گیا۔ یہ واقعات معصوم من الصغائر الترنیدی نے تاریخ سندھ میں بیان کئے ہیں۔

## ۲۶۵ - قرآن رومی

”الامیر الکبیر“ قرآن رومی سلمانی المجلس المنصور چنگیز خان، اصلاً ترکی النسل تھے۔ ۹۳۳ھ میں اپنے افسر اعلیٰ معنی بن مہرام رومی کے ہمراہ ہندوستان تشریف لائے۔ سلطان بہادر شاہ بگراتی سے جاپانیر میں ملاقات ہوئی۔ سلطان نے انہیں گونا گوں انعامات سے سرفراز فرمایا۔ آپ برسوں اپنے ان قدر دان کی خدمت میں رہے مگر جب سلطان ممدوح کو قتل کر دیا گیا۔ اور اس کے بعد محمود شاہ اس کا جانشین ہوا تو صاحب ترجمہ کو اس کا تقرب بھی حاصل ہو گیا۔ اہل کے ہمراہ فرنگیوں کے ساتھ ہفتا تلمک کے لئے شہر دیو تشریف لے گئے۔ اس لشکر کا سربراہ امیر خداوند خان خواجہ صقر رومی تھے۔ اور یہ واقعہ <sup>۹۵۳ھ</sup> ۱۵۴۶ء میں رونما ہوا۔ قرآن رومی نے جلیل اللہ میں نہایت سمیت مقابلہ کیا۔ اور جب خداوند خان لڑائی میں کام آگیا تو فوجی اس کے پیچھے رومی خان بھرم کی سرکردگی میں سرگرم قتال ہو گئے۔ قرآن رومی بھی اس میں متفقہ رائے ہی تھا اور رومی خان نے کوشش کی کہ وہ اپنے والد کے درجہ سے زیادہ بلندی حاصل کر سکے، اس حرص میں قرآن رومی نے دشمن کے قلعہ کی ایک دیوار میں بڑا سا گڑھا کر کے اس کے اندر بارود بھر دی۔ اور اس کی اطلاع رومی خان کو کر دی۔ دشمن کی فوج نے قلعہ کے اوپر جمع ہو کر لڑنے کا عزم کر لیا۔ جو بھی دشمن قلعہ کی فصیل پر یک جا ہو گئے۔ قرآن رومی نے فلیتہ کو آگ لگانے کا حکم دے دیا۔ چشم زدن قلعہ اور دشمن کے سپاہی فصلا میں پرندوں کی مانند اڑتے ہوئے دکھائی دئے۔ قرآن رومی نے اپنے لشکریوں کو قلعہ میں در آنے کا حکم دیا۔ لیکن بعض امرا سوچنے لگے۔ اپنی کم تہتی یا تقاضائے بشریت۔ جس سے افسوس و صنیا ع مشقت کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔

ادھر دشمن کی قلعہ بند فوج کو گوا کے فرنگی سربراہ کی طرف سے کمک پہنچ گئی، تیس ہزار فرنگی فوج قلعہ میں داخل ہو گئی۔ قراہن نے جملہ آلات حرب اور فوج سمیت قلعہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کر لیا۔ اور اپنی فوج سے مخاطب ہو کر فرمایا:-

”تلواروں سے کام لینے کا یہی موقع ہے حدیث میں آیا ہے کہ جنت تلواروں کے سائے تلے ہے۔“

یہ کہہ کر اس نے رومی خان کو ایک مورچے پر تعینات کیا۔ پھر اپنی فوج طلب کی یہ پہاڑی سات ہزار کے لگ بھگ تھے اور ان سے مخاطب ہو کر فرمایا:-

”بہادرو! یہی دن بخشش کا ہے۔ یہی دن رهنوا ان رحمان حاصل کرنے کا ہے۔ تمہارے لئے جنت کے دروازے کھل گئے ہیں وہ دیکھو حوریں اور غلمان تمہاری طرف جھانک رہے ہیں۔“

اے بندگانِ خدا! آج کے بعد پھر ملاقات قیامت سے پہلے نہ ہوگی۔ سنو! جماعت کے سر پر اللہ کا ہاتھ ہے۔ دیکھو ثابت قدم رہ کر جلدی سے آگے بڑھو۔ اور صبر کے ساتھ پروردگار کی اعانت طلب کرو۔ جس کے بعد آگے بڑھنے والوں کے لئے ثواب اور ان میں سے زندہ رہنے والوں کے لئے ناموری ہے ان کے رب کی طرف سے جس کی ملاقات اخروی پر وہ نہایت خوش ہوں گے۔ یہ فرمانے کے بعد قراہن نے آیات جہاد پڑھنا شروع کیں اور فرمایا:-

اے بندگانِ پروردگار!

فضل اللہ المجاہدین علی القاعدین  
اللہ نے برتری بخشی ہے مجاہدین کو ان افراد پر  
اجراً عظیماً۔ درجات منہ و مغنوتہ و رحمتہ  
جو گھروں سے نکلتے ہی نہیں۔ اور ان کے لئے  
وکان اللہ غفوراً رحیماً۔  
اجر عظیم اور درجات بلند ہیں۔ مغفرت اور رحمت

ہے اور اللہ غفور رحیم ہے۔

اور فرمایا:-

اے دوستوں! ہم سب صحیح الاعضا۔ تندرست اور قوی ہیں۔ ہمیں چاہیے  
 کہ اس بلندی پر جائیں۔ اگرچہ اس راہ میں سیڑھیاں نہیں! کہ نامردی میں شکست  
 اور دلیری پر حفاظت ہے۔

اس کے بعد قراہن نے انہیں حضرت خالد بن ولید کے کارناموں کے ساتھ تحریریں کئے  
 ہوئے سورت فاتحہ اور تکبیر پڑھی۔ جس پر تمام فوجی اللہ اکبر کا نعرہ لگا کر دشمن کی طرف بڑھے۔  
 اسی موقع پر دولت خاں اور برہان الملک نے اپنے اپنے ماتحت لشکروں کی رفاقت کی۔  
 ادھر فرنگی حکمران گوا مسیحی بیزنی نے جس کی ماتحتی میں تیس ہزار فوج تھی۔ قلعہ کے اندر  
 آگ جلا رکھی تھی۔ فرنگی آگ دھکا رہے تھے، فضا میں دھواں پھیل رہا تھا۔ مطلع شمس پر  
 بھی سیاہی مسلط ہو چکی تھی۔ اسی حالت میں حزب اللہ نے تکبیر بلند کی۔ وہ غبار میں سے  
 نکل پڑے، گویا ایک غیبی صورت نے انہیں ہوشیار کر دیا۔ انہوں نے تلواروں کی چمک سے  
 تاریکی میں روشنی پیدا کر دی۔ حتیٰ کہ دشمن کی فوج میں گھس کر ان کی گردنیں اڑانا شروع کر  
 دیں۔ جیسے شیران میں در آیا۔ بدنوں اور دھوئیں میں مفارقت بڑھاتے گئے۔ اسی طرح  
 دشمن کی صفوں کو چیرتے ہوئے ان کے علم تک جا پہنچے۔ باوجودیکہ مسلمان تعداد میں کم تھے۔  
 مگر تقدیر نے ان کی یادری کی۔ اس معرکہ کے اندر بارہ سو مسلمان شہید ہوئے اور ۱۷ سو فرنگی  
 کھیت رہے۔ ان کی تعداد گیارہ ہزار سے زیادہ تھی۔ اگر برہان الملک میدان میں ڈٹا رہتا  
 تو مسلمانوں کی حالت اور بھی بہتر ہو جاتی۔ مگر وہ تو فرنگیوں کے قلعہ سے اترے پر ان کی بند و تودہ  
 کی بارگاہ کا رخ اپنی طرف دیکھ کر اس طرح سے میدان چھوڑ گیا۔ جیسے پرندے فضا میں اڑ رہے  
 ہیں۔ فرنگی اس کے متعاقب میں دوڑ اٹھے۔ آخر اسے پل پہ جا کر گھیر لیا۔ پل  
 پر باد کر دیا۔ اس کا پٹاؤ لوہے کا تھا۔ برہان الملک کے سپاہی دریا میں  
 ڈوبتے گئے۔ ان میں روحی خان بھی تھا۔ دولت خان معرکہ کے اندر کام  
 آیا۔ رہا قراہن، وہ ایک جانے بوجھے راستے سے خندق عبور کر کے نکل آیا  
 اور اسلامی فوج کے اندر ہی آخر میں آنے والا تھا۔ ہزارہوں میں سے جو اس کے پیچھے نکلا وہ



۱۵ سو مسلمان شہید اور ایک ہزار مجروح ہوئے۔ قراہن کے ساتھ جو سلامت نکل آئے وہ ساٹھ چار ہزار تھے۔ قراہن نے نو دن گڑھ میں پڑاؤ ڈال دیا۔ جو اس (قلعہ) سے قریب ہی تھا۔ زخمیوں کا معالجہ شروع کر دیا۔ مگر فوج کے سپاہی خزانہ نہ ہونے کی وجہ سے تتر بتر ہو گئے۔ قرآنِ اسلمہ ہات اور بار برداری وغیرہ لہو لہو کر احمد آباد آ پہنچا۔ بادشاہ نے اُسے اپنے ہاں طلب کر کے حملہ کی حکایت سنی۔ تو دونوں رو دئے۔ آخر سلطان نے انا اللہ کر کے امرائے فوج کو طلب کیا۔ اور سب کے مناصب ضبط کر کے قراہن کو سپہ سالار مقرر کیا۔ اور برسرِ مجلس اُسے منقبوہ چنگیز خان کا خطاب دیا۔ اور اسے حکم دیا کہ جو سامانِ حرب وہ فتحِ دہلی کے بعد لایا ہے۔ اُسے ایک طرف رکھ دے۔ اور اپنے ماتحت بندرگاہوں کے محافظوں کو حکم دیا کہ فرنگیوں کے مراکز گھیر لئے جائیں۔ پھر اس نے ساگو ان کی لکڑی جمع کرنے کا حکم دیا۔ تاکہ فرنگیوں کے مقبوضہ بھری مقامات تک جانے کے لئے پل بنائے جس کی ابتدا سوات کی طرف سے کی۔ بعدہ بھروج و کوکہ و دمن و کمناہیت کے راستے پر پل بنوائے۔ ادھر پانچ سو فرنگی روانہ قریب میں بھاگ نکلے۔ ان بندرگاہوں سے جو مذکورہ بندرگاہوں کے ماسوا تھے۔ اب چنگیز خاں (صاحبِ قراہن) نے اپنے مورچے مستحکم کرنے پر توجہ مبذول کی۔ اسی سال کے اندر اس نے ایک سو مورچوں کی مرمت کرا دی۔ ان میں سے ہر ایک مورچے پر کندہ تھا "چنگیز محمود شاہ" اور اس نے اعلان کر دیا کہ ہم فرنگیوں کے تحفظ اور ان کے اموالِ تجارت کی حفاظت کی ذمہ داری سے بری ہیں خواہ وہ دیو میں بستے ہوں، ان کی رعایا میں جو مسلمان یا کافر ہیں۔ وہ اگر دیو کی طرف بھی بھاگے ہیں۔ تو ہم ان سے بھی بری الذمہ ہیں۔ اس وجہ سے شہر دیو برباد ہو گیا۔ اور نواں گرا آباد ہو گیا۔ نواں گرا ہی کو قراہن نے اپنی چھاؤنی مقرر کر دیا۔ یہاں اس نے ایک سر بفلک اور منقبوہ قلعہ تعمیر کرایا۔ اس کے سوا ہم نے قراہن کے متعلق تاریخ کے اندر کچھ اور نہ پڑھا۔

۴۲۶ - شیخ قطب الدین منیری

"الشیخ العالم قطب الدین بن بدھن ابن رکن الدین بلخی منیری۔ سلسلہ فردوسیہ کے

ممتاز شیخ مدرسوں اپنے والد کی خدمت میں باریاب رہ کر مستفید ہوئے۔ اور ان کے انتقال کے بعد  
مسند شیخیت کو زینت بخشی۔ ان سے شیخ ابوبکر بن عبد الملک مینری اور دوسرے حضرات نے  
استفاضہ کیا۔

## ۴۲۷۔ قاضی قطب الدین کالپوی

۹۷۰ھ  
۶۱۵۴۲ھ

«الشیخ الصالح» القاضی قطب الدین ابن کدن بن قاضی سعد اللہ اشرف جہانی قرشی کالپوی  
المشہور بہ مجذوب۔ مولد و منشا چندیری جس کی بربادی کے بعد کالپی منتقل ہو گئے۔ اور یہیں  
طرح اقامت ڈال دی۔ سکر و جذب غالب رہتا۔ مگر نماز میں غفلت نہ تھی۔ نہ یہ جانتے کہ  
کتنی رکعت ہو چکی ہیں۔ لوگوں پر سخت نکتہ چینی کرتے ۹۷۰ھ میں رحلت فرمائی۔

## ۴۲۸۔ شیخ قطب الدین جون پوری

«الشیخ الکبیر» قطب الدین بن من اللہ ابن بہاؤ الدین عمری جون پوری یکے از مشائخ کبار  
چشتیہ۔ مولد و منشا جون پور اپنے والد کے حضور باریابی سے علم و عرفان کی دولت بے حساب  
حاصل ہوئی۔ اور اجازہ ملا۔ شیخ عبد القادر از پدرش شیخ مبارک بن امجد علوی الحسینی اور ان  
کے بھائی سید اجمل ابن امجد ولد شیخ صدر الدین محمد الحسینی البخاری الاچھی۔ اور جب مرتبہ اور کمال  
پر فائز ہوئے تو اپنے والد کی مسند آراستہ فرمائی۔ آپ سے بے شمار لوگوں نے استفادہ کیا۔  
۲۰ ماہ رمضان المبارک کو رحلت فرمائی۔ قبر جون پور میں اپنے والد کی تربت کے  
وفات | جواریں بنائی گئی۔ (دکنج ارشدی)

## ۴۲۹۔ مولانا قطب الدین سرہندی

«الشیخ الفاضل العلانہ» قطب الدین حنفی سرہندی ہندوستان کے علمائے مشہورین سے  
تھے تدریس و افادہ عمر بھر فرمایا۔ جس سے بے شمار افراد منتفع ہوئے۔ اذال جملہ درسیات

میں شیخ حمید الدین عبد الحمید بن عبد القدوس گنگوہی ہیں۔ سرہند ہی میں انتقال ہوا اور وہیں آسودہ لحد ہوئے۔

## ۴۳۰۔ شیخ قطب الدین گجراتی

”الشیخ الصالح“ قطب الدین الذاکر نروالی گجراتی المشہور بہ قطب جہاں یکے از مشائخ کبار علاقہ گجرات۔ ان کے ابتدائی تلامذہ میں شیخ ولی محمد اور شیخ لشکر محمد ہیں۔ ان کے مکتوبات میں حقائق و معارف کا ایک دریا بند ہے۔

## ۴۳۱۔ الشیخ قطب الدین جون پوری

م ۹۲۵ھ  
۶۱۵۱۹ھ

”الشیخ الکبیر المعمر“ قطب الدین بن شیخ ابن العلاء العمری سرہر پوری۔ جون پوری۔ طریقہ قلندریہ کے ابام۔ سن ولادت ۶۱۲۸ھ۔ بچپن ہی میں نگاہ کھو بیٹھے۔ جس کے بعد ان کا لقب ”بینا دل“ پڑ گیا۔

نجم الدین ابن نظام الدین بن نور الدین المبارک الدہلوی المعمر بہ دو صد سال، شیوخ از شیخ خضر رومی المعمر بہ سہ صد سال و پنجاہ سال و از شیخ عبد اللہ علمبردار الصالحی الملی المعمر بہ شش صد سال۔ یہ (عبد اللہ) اصحاب صفہ میں سے ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور امام علی بن ابی طالب سے روایت کرتے ہیں۔  
مندرجہ ذیل شیوخ سے ان کے اجازے منقول ہیں۔

۱۔ قادریہ میں شیخ نجم الدین سے

۲۔ سہروردیہ میں شیخ شمس الدین ظفر آبادی سے

۳۔ نردوسیہ میں شیخ حسین بن مفر بلخی

حتیٰ کہ وہ خود سالکین مرتاض کی صف میں آ پہنچے۔

ہریدان کے | ان کے بیٹے محمد م ۹۳۰ھ اور داماد فضل اللہ بن نعیر الدین قطبی حسنی بہاری

اور دوسرے حضرات ہیں۔

**وفات** ۹۲۵ھ - (الانتصاح) ۶۱۵۱۹

## ۴۱۳۲ - شیخ قمیص القادری ساوہوری

م ۹۲۲ھ ۲۷ ذی القعدہ ۶۱۵۱۵

«السید الشریف» قمیص بن ابی الحیات بن محمود بن محمد بن احمد بن داؤد بن علی بن ابی صالح نصر بن عبد الرزاق بن عبد القادر حیلانی سرزمین ہند کے مشہور مشائخ سے تھے۔ بنگال سے آکر محضر آباد دہلی میں پہنچے۔ شیخ عالم نصر اللہ دہلوی نے اپنی صاحبزادی ان کے حوالہ عقد میں دے دی۔ اور انہوں نے یہیں سکونت اختیار کر لی۔

شیخ عبد الرزاق دہلوی المعروف یہ بہلول اور دیگر بے شمار علماء و ان کے مرید | شیوخ -

**وفات** ۳ ذی القعدہ ۹۹۲ھ بنگال میں پائی۔ مگر جسد خضر آباد لاکر سپرولہ کیا گیا (خبر اللخیا)

## ۴۱۳۳ - القاضی کاشانی سندھی

«الشیخ الفاضل» یکے از علمائے کبار۔ جن کا نام معلوم نہ ہو سکا۔ ان کا ذکر نہاوندی نے مآثر میں کرتے ہوئے فرمایا ہے «وہ کاشان سے سندھ آئے۔ اور یہاں کے اُمر اور ملوک نے بڑی آؤ بھگت کی۔ جس سے یہیں سکونت پذیر ہو گئے۔ درس و افادہ عام تھا۔ کئی علما نے آپ سے استفادہ کیا»

## ۴۱۳۴ - شیخ کبیر الدین جون پوری

م ۹۲۲ھ ۲۸ شعبان ۶۱۵۵۲

«الشیخ الصالح» کبیر الدین ابن جہانگیر جون پوری یکے از مشائخ مشاہیر در معرفت فقہ و تصوف۔ زہد و قناعت و توکل و ایثار کا مجسمہ تھے۔ اپنے والد کی رحلت کے بعد جب عمر

۱۲ سال کی تھی پڑھنا شروع کیا۔ اور بحث و مناظرہ کے ساتھ ریاضت و مجاہدہ ہر ایک کے اندر مرتبہ کمال پر آپہنچے۔ جون پور میں منہ مشیخت پر فائز ہوئے۔ کئی علمائے آپ سے استفادہ فرمایا۔

وقات | ۲۸ ماہ شعبان ۹۹۲ھ بم ۶۱۵۵۴ھ - ۴۳ سال - مدفن جون پور (گنج ارشدی)

## ۴۳۵ - شیخ کبیر الدین قنوجی

۹۹۲ھ  
۶۱۵۸۵ھ

«الشیخ الصالح کبیر الدین بن قاسم سلیمانی پشاوری ثم قنوجی۔ یکے از مشائخ کبار مولد و مشاقریہ مدلی از مصنفات پشاور تحصیل علم کے لئے سفر کیا۔ اور اُس دور کے اساتذہ و شیوخ سے علوم ظاہر و طریقت دونوں میں استفادہ کرنے کے بعد قنوج میں سکونت اختیار کر لی وہیں جمعرات کے روز ۹۹۲ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ (مہر جہاں تاب)

## ۴۳۶ - شیخ کبیر الدین ملتانی

۹۹۵ھ  
۶۱۵۸۴ھ

«الشیخ العالم الصالح کبیر الدین القرشی الملتانی از اولاد شیخ کبیر ابو محمد بہاؤ الدین زکریا قرشی سہروردی۔ آپ صاحب سجادہ تھے۔ تمام لوگ ان کی ولایت و منزلت پر متفق تھے (بدایونی) دلاوری کا یہ عالم کہ ایک ہزار گھڑ سوار دشمنوں کا ایک دن میں مقابلہ کر سکتے تھے۔ ان کی آنکھیں شب بیداری اور اشتغال قلبی کی وجہ سے ہر لمحہ سُرخ رہتیں۔ گویا کوئی نشہ آور شے پی رکھی ہے۔ شیخ موسیٰ ابن حامد اچھی ان کی اس حالت کو ان کی شراب نوشی کا اثر قرار دیتے۔ الہی شیخ موسیٰ نے یہ بھی لکھا ہے کہ میں نے انہیں فتح پور میں امیر حسین خان کے ہاں دیکھا تو ظاہر میں ان کے بشرے سے واقعی ہیبت ٹپکتی تھی۔

۹۹۲ھ یا ۹۹۵ھ میں رحلت فرمائی۔ اور ملتان میں اپنے اسلاف کے مقبرہ میں

آسودۂ لحد ہوئے۔

## ۲۳۷۔ مولانا کریم الدین سندھی

۹۷۳ھ  
۶۱۵۴۵۲

”الشیخ الفاضل“ کریم الدین سندھی۔ نحو و لغت و فقہ و اصول و منطق و حکمت میں ممتاز  
المعاصرین۔ مرزا باقی والی سندھ کا زمانہ پایا۔ مشغلہ تدریس تھا۔ لباس تقویٰ سے بلبوس  
تھے (منہا وندی در آثار)

## ۲۳۸۔ مولانا کمال الدین کالیپوری

۹۷۳ھ  
۶۱۵۴۵۲

”الشیخ الصالح“ کمال الدین بن سلیمان قرشی کالیپوری۔ ثم المندوی۔ یکے از مشایخ طریقت  
مولد و منشا کالیپی۔ مرید شیخ ارغون بداری از شیخ رکن الدین ابن بدایت اللہ مینری۔ شیخ  
ارغون ہی سے اجازہ حاصل ہوا۔ مندوی میں سکونت پذیر ہو گئے اور درس و افادہ شغل  
فرمایا۔ ۹۷۳ھ میں مندوی میں سپرد خاک ہوئے (گلزار ابرار)

## ۲۳۹۔ مولانا کمال الدین جہرمی

”الشیخ الفاضل الکبیر“ کمال الدین ابن فخر الدین جہرمی بیجاپوری۔ یکے از علمائے مشہورین  
ان کی تصانیف میں البراہین القاطعہ ترجمہ الصواعق المحرقة (فارسی) ہے۔ یہ ترجمہ انہوں نے  
۹۹۲ھ میں دلاور خاں بیجاپوری وزیر کے حکم سے کیا۔ ۶۱۵۸۵

## ۲۴۰۔ مولانا کمال الدین بلیباری

۹۷۹ھ  
۶۱۵۴۱۲

”الشیخ العالم الصالح“ کمال الدین ابن محمد بن علی الحسینی الہمدانی المشہور بہ بلیباری مولد قصبہ  
خوشاب۔ وہیں کے علما سے پڑھا۔ حجاز جاتے ہوئے بلیبار میں پہنچے تو وہاں کا بادشاہ ان کے

باتھ پر مسلمان ہوا۔ بعدہ آپ نے سفر حرمین کیا۔ اور حج و زیارت سے فارغ ہو کر بلبار میں کچھ عرصہ قیام کے بعد سوات کو اپنا مسکن بنا لیا۔

آپ صالح و باوقار اور صاحب مقامات قدسیہ تھے۔ بے شمار مخلوق نے آپ سے استفادہ کیا۔ ۲۷ رجب ۹۹۹ھ کے روز سوات میں سپرد خاک ہوئے (الحدیقہ)

## ۲۴۱۔ شیخ کمال الدین خیر آبادی

م ۹۸۸ھ  
۶۱۵۸۰

”الشیخ الصالح“ کمال الدین بن محمود قدوائی خیر آبادی یکے از مشائخ چشتیہ۔ اپنے والد از شیخ سعد الدین خیر آبادی سے مستفیض اپنے والد کی رحلت کے بعد مندر ارشاد مزین فرمائی۔

وفات ۹۸۸ھ بم ۵۳ سال (در البید الوالہ فی ہر جہاں تاب)

## ۲۴۲۔ شیخ کمال الدین بلگرامی

”الشیخ الفاضل“ کمال الدین بن مکرم صدیقی بلگرامی یکے از مدرسین بالکمال۔ یہ تذکرہ علامہ غلام علی حسینی بلگرامی نے ناثر الکریم میں ان کی مدح اور علم میں ستار کے سلسلہ میں کیا ہے مع ایں الفاظ کہ ”وہ علوم عربیہ و معارف حکمیہ میں ممتاز الاقران تھے۔ نسخ میں متداول کتابیں نہایت نادر و انداز میں نقل اور ان پر اپنی طرف سے مفید حواشی لکھتے۔ یہ ان کے احسانات بعد الوالوں پر ہیں۔ جو ان کے مکتوب پڑھتے ہیں اور یہ سلسلہ احسان میرے زمانے تک متحد ہے۔“

کثیر العبادت اور محسن خاص و عام تھے۔ اور ۹۹۴ھ تک تو زندہ تھے مگر اس کے بعد ان کا انتقال کب ہوا افسوس ہے کہ مجھے اس کا علم نہ ہو سکا۔

# ۲۴۳۔ شیخ کمال الدین کیتھلی

۹۷۱ھ  
۱۵۶۳ء

”الشیخ الاجل“ کمال الدین کیتھلی، یکے از مشائخ کبار طریقہ متقادیہ۔ ان کے شیوخ میں فضیل از سید گدا رحمان از سید شمس الدین العارف از سید گدا سے رحمان بن ابوالحسن از شمس الدین صحرانی از سید عقیل از سید بہاؤ الدین از سید عبد الوہاب از سید شرف الدین قتال از سید عبد الرزاق از والدش امام طریقہ ابو محمد شیخ عبد القادر جیلانی کہا جاتا ہے کہ انہوں نے شیخ عبد القادر جیلانی سے روحانی طور پر بے حد فیوض حاصل کئے۔

شیخ عبد الاحد سرہندی و شیخ سکندر بن عماد کیتھلی نیزہ شیخ کمال ہیں۔ ان کے مرید | شیخ عبد الاحد سرہندی نے انہیں اپنی صغریٰ میں دیکھا۔ اور شیخ سرہندی نے انہیں بشارت دی۔

وفات | ۹۷۱ھ میں پائی (الیہ الوالہ درمہر جہاں تاب)

# ۲۴۴۔ شیخ شکر محمد برہان پوری

۹۹۳ھ  
۱۵۸۵ء

”الشیخ الاجل“ شکر محمد بن راجن بن پیر بن رکن الدین قرشی بجاپانیری گجراتی ثم برہان پوری یکے از مشائخ عشقیہ شطاریہ۔ مولد ہلاسہ درمہر زمین گجرات۔ سنہ ۹۰ھ کے قریب پیدا ہوئے۔ عمر کا کچھ حصہ فنون حربیہ حاصل کرنے میں گزارا۔ اور لشکر میں ملازم ہو گئے جس میں سلاطین امرا کی خدمت کی۔ پھر یک طرف ہو کر قاضی محمود بیر پوری کی خدمت میں باریاب ہوئے۔ ان سے

لے لے یہ دونوں دونوں ہیں۔



کچھ پڑھنے کے بعد قطب الدین ذاکر سے پڑھا۔ اب سید محمد غوث گوالیری مؤلف کتاب  
 "الجواہر الخمسة" کے ہاں گجرات میں ۹۵۱ھ کے اندر باریاب ہوئے۔ اور کتاب ہدایۃ الفقہ  
 قاضی محمود موربی سے پڑھی۔ جس کے بعد گجرات میں ارشاد و تلقین کی مسند آراستہ فرمادی۔  
 تیس سال تک یہاں مصروف رہنے کے بعد برہان پور میں ۹۸۲ھ میں چلے آئے جہاں ان سے  
 شیخ عیسیٰ بن قاسم سندھی برہان پوری کے سوا بے شمار افراد نے پڑھا۔

وفات ۹۹۳ھ میں پائی۔ ایک صاحب نے شکر محمد عارف سے تاریخ وفات مستخرج  
 فرمائی۔ (دکھن ابراہام)

## ۴۶۵۔ شیخ مبارک بنارسی

م ۹۸۰ھ  
 ۶۱۵۷۱

"الشیخ العالم المحدث مبارک بن ارزانی العمرانی البنارسی۔ یکے از علمائے کبار در علوم  
 حدیث۔ شیر شاہ سوری اور ان کے فرزند سلیم شاہ کے عہد میں وزارت پر مامور تھے اور برسوں  
 اس منصب پر فائز رہے۔ اہل وطن رہتک تھا۔ جہاں سے ان کے اسلاف منتقل ہو کر بنارسی  
 کی جنوبی جانب قریہ بکھرہ میں سکونت پذیر ہو گئے۔ ان کے والد ارزانی کی قبر اسی مقام میں ہے  
 وہ سیدنا عمر بن الخطاب کی ذریت سے تھے۔ مبارک نے ۹۸۰ھ میں رحلت فرمائی۔"

تصنیف | مدارج الاخبار در حدیث۔ امام صفحانی کی مشارق الانوار کو المصباح کے منہج پر فضلاً  
 فضلاً مرتب فرمایا۔ یہ کتاب ماہ رجب ۹۵۲ھ میں مرتب فرمائی (دکنج ارشدی)

## ۴۶۶۔ شیخ مبارک جالسی

"الید الشریف مبارک بن جلال بن الحاج القتال بن احمد بن عبد الرزاق حسنی الاشرافی  
 الجالسی۔ یکے از کبار حشمتیہ، مولد و منشأ جالسی در صوبہ اودھ۔ قرآن مجید حفظ کرنے کے بعد اپنے

والد اور دوسرے علما سے پڑھا۔ والد کی زندگی ہی میں درس و افتادہ پر مصروف ہو گئے۔ اور ان کی زندگی ہی میں درس و افتادہ پر مصروف ہو گئے۔ اور ان کی رحلت کے بعد جب مسند تلقین آراستہ فرمائی۔ تو بے شمار افراد آپ سے مستفید ہوئے۔ ان کے ہاتھ پر اودھ کے لائق تعداد کسان مسلمان ہوئے۔ ملک محمد جانشی مؤلف پدماوت ان کے شاگرد تھے۔

## ۲۷۷۔ شیخ مبارک جون پوری

م ۹۸۳ھ — ۳۱ شوال ۱۵۷۵ھ

”الشیخ الفاضل“ مبارک بن خیر الدین محمدی ماہلی جون پوری۔ از ذریت شیخ صدر الدین قرشی ظفر آبادی۔ جہاں سے ان کے والد قراہل نزد جون پور میں منتقل ہو گئے اور یہاں آپ خیر الدین پور کے نام سے ایک موضع بنوا کر اس میں بس گئے۔

شیخ مبارک نے کچھ درسیات اپنے والد سے پڑھیں۔ بعد ازاں جون پور آکر وہاں کے اساتذہ سے اکتساب کیا۔ طریقت میں پہلے پہل اپنے والد سے مستفیض ہوئے۔ پھر شیخ علی بن قوام الدین شطاری جون پوری کی خدمت میں برسوں باریابی کے بعد استفادہ فرمایا۔ انہی شیخ نے انہیں محمدی لقب سے نوازا۔ آپ نے مسند مشیخت آراستہ فرمائی۔ خود کو زہد و تقویٰ سے مزین فرمایا۔ بے شمار لوگوں نے آپ سے استفادہ کیا۔ ۳۱ شوال ۹۸۳ھ میں جون پور میں وفات پائی ایک صاحب نے تاریخ وفات فخر زمانہ سے مستخرج کی (تجلی نور)

## ۲۷۸۔ قاضی مبارک گوپامٹوی

”الشیخ العالم الفقیہ“ قاضی مبارک ابن شہاب الدین بن العلاء عمری گوپامٹوی۔ از ذریت شیخ مبارک اولیاء ناصحی بلنچی۔ مولد گوپامٹو۔ گوار علم و طریقت میں پروان چڑھے۔ شیخ نظام الدین اینٹھوی سے پڑھا۔ جن کی خدمت میں مدت تک باریاب رہے۔ شیخ ان سے بے حد محبت

کرتے (از قاضی مصطفیٰ علی خاں در تذکرۃ الانساب)  
 اور قاضی عبدالقادر بدایونی نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ "قاضی مبارک صاحب سہارا سنیہ  
 و مقامات قدسیہ" پر فائز ہونے کے ساتھ درس و افتادہ میں مصروف رہتے۔ شیخ عبدالوہاب بن  
 ابوالفتح اکبر آبادی و شیخ محی الدین حسینی کے علاوہ بے شمار انفاس آپ سے مستفید ہوئے گو یا سہارا  
 کی قضاة بھی آپ کے سپرد تھی۔

## ۴۴۹۔ شیخ مبارک جھنجھانوی

"الشیخ الفقیہ الزائد" مبارک بن عبدالمقتر بن فاضل علوی جھنجھانوی ثم جون پوری المشہور  
 بہ بالادست۔ شیخ عبدالرزاق کے چچا اور رضاعی بھائی تھے، طریقت میں شیخ علی بن توام الدین  
 شطاری جون پوری کی خدمت میں برسوں ہاریا رہ کر کامیاب ہوئے۔ فقر کے بلند مقامات  
 تک دسترس حاصل کر لینے کے بعد آپ کا لقب بالادست پڑ گیا۔

## ۴۵۰۔ شیخ مبارک سندیلوی

۹۷۰ھ  
 ۱۵۷۲ء

"الشیخ العالم الصالح" مبارک بن حسین بن عین الدین ابن علیم الدین بن علاؤ الدین بن محمد بن نور  
 بن احمد بن محمود الحسنی نقوی شیورانی سندیلوی۔ یکے از مشاہیر علم و معرفت، تلمیذ و مرید شیخ  
 سعد الدین شیرآبادی۔ مدتوں ان کی خدمت میں ہاریا رہے۔ بعد ازاں شیخ سالار بن بہت الدین  
 کوردی کے حضور پہنچے۔ خرقہ خلافت عطا ہوا۔ شیخ نظام الدین ایٹھوی اور دوسرے اکابر کی صحبت  
 سے بہرہ مند ہوئے۔ عالم کبیر تھے، فتوے میں حرفِ آخراں کا ہوتا۔ سندیلو میں مسند تدریس آراستہ  
 فرمائی اور مندرجہ ذیل حضرات نے آپ سے پڑھا۔

سید صفی الدین حسینی۔ شیخ بدر الدین سرہندی۔ شیخ اڈھن بلگرامی اور دوسرے علماء مشائخ۔

**وقات** | قصبہ سندیلہ کے اندر ۱۹۷۹ء میں ہوئی (بحر زخار)

## ۲۷۱۔ شیخ مبارک گوالبیری

”الشیخ الفاضل العلامة مبارک بن ابی المبارک شطاری اودھی ثم الگوالبیری المشہور بالفاضل۔ قدیم وطن بانگرہٹو در صوبہ اودھ۔ یہی مولد و منشا تھا۔ اساتذہ عصر سے پڑھ کر شیخ محمد غوث گوالبیری سے طریقہ عشقیہ شطاریہ میں بیعت ہوئے۔ اور گوالبیری ہی میں اقامت اختیار کر لی۔ محقول و منقول دونوں میں منہج تھے۔ شیخ محمد غوث کے زاویہ میں چالیس سال تک درس و افادہ میں مصروف رہے۔ شیخ عبدالواحد مندسوری شیخ عبداللہ بن بہلول سندیلوی ثم الگجراتی وغیر بے شمار حضرات آپ سے مستفیض ہوئے۔“

## ۲۷۲۔ مولانا مبارک سندھی

م ۱۹۷۸  
۱۹۷۰ء

”الشیخ العالم الفقیہ مبارک ابن ابو المبارک باتری سندھی۔ درس و افادہ میں ہر وقت الفن مولد و منشا سندھ۔ شیخ عباس ابن جلال سندھی سے پڑھا۔ جن کے حضور مدت تک باریاب رہ کر فقہ و اصول و کلام و عربیت میں باکمال ہوئے۔ مسلسل سفر نے انہیں احمد آباد پہنچا دیا۔ یہاں مسجد ناصر الملک کے اندر برسوں درس و افادہ فرمایا۔ پھر برہان پور تشریف لے آئے۔ اور جیو پٹہ موضع میں ایک مدت تک درس دیا۔ یہاں سے ان کی شہرت برات تک پہنچی۔ ایچ پور وزیر تھال خاں نے تدریس پر تعینات کر دیا۔ ایک مدت کے بعد گجرات لوٹے۔ اور شیخ لشکر عارف سے درس طریقت حاصل کر کے پھر برہان پور تشریف لائے۔ شیخ طاہر بن یوسف سندھی سے رسم مرآت جو تھی تو انہوں نے آپ کے برہان پور میں ورود پر آپ کی ثقاہت نص فرمائی۔“

**تلاذہ** | شیخ عیسیٰ بن قاسم سندھی نے جملہ علوم برہان پور کے اندر اقامت کے دور میں پڑھے

برہان پورہ میں ۹۷۸ھ میں فرمائی۔ اور شیخ ابراہیم بن عمر سندھی کے مقبرہ  
میں آسودۂ خاکی ہوئے۔ (گلزار ابرار)

**وفات**

## ۲۵۳۔ شیخ مبارک اموری

۹۸۷ھ تقریباً  
۶۱۵۷۹

”الشیخ الفقیہ“ المعتم مبارک بن ابو المبارک حنفی الاموری۔ یکہ از زاد۔ اپنے ہاشمی النسل  
ہونے کا دعویٰ کرتے۔ جس کی وجہ سے انہیں پٹھانوں میں بہت مقبولیت حاصل ہو گئی سلطان  
سلیم شاہ سوری ان کی مجلس میں حاضر ہو کر برکت کا خواہاں رہتا۔ اور ان کے تعلیم اٹھا کر ان کے  
آگے رکھتا۔ شیخ عبدالقادر بدایونی نے ان کا زمانہ دیکھا ہے۔ اپنی تاریخ میں ان کا تذکرہ کیا ہے  
اور بدایونی نے لکھا ہے کہ جب شیخ سلیم بن بہاؤ الدین چشتی سیکروی۔ پٹھانوں کے ہاتھ اسیر  
ہو کر قلعہ رتھپور میں مجبوس ہوئے۔ تو شیخ مبارک کی سفارش پر انہیں رہا کر دیا گیا۔ رانی کے  
بعد شیخ سلیم دوسری مرتبہ مکہ مبارکہ چلے گئے۔ بدایونی نے لکھا ہے کہ میں نے انہیں مشہور میں دیکھا  
اور اسی سن سے قریب ان کی رحلت ہوئی۔ عمر انہوں نے نوے سال پائی۔

## ۲۵۴۔ شیخ محبت اللہ سدھوری

”الشیخ العالم الصالح“ محبت اللہ بن خواجگی بن علی بن خیر الدین بن نظام الدین انصاری ہروی  
ثم الہندی السدھوری (یہ قصبہ اوردھ میں ہے) جو مولد منشائے شیخ کا۔ برسوں اپنے والد کے  
ملازم خدمت رہ کر علم و طریقت میں مستفیض ہوئے۔ اور ان کی وفات کے بعد سند اشاد و  
تلقین آراستہ فرمائی۔ اپنے گرد و نواح میں فقہائے معتبرین میں شمار ہوتے تھے اور بے شمار افراد  
آپ سے مستفیض ہوئے۔

## ۲۵۵ - شیخ محبت اللہ مانک پوری

م ۱۵۹۱ھ

«الشیخ العالم الصالح» محبت اللہ حنفی مانک پوری یکے از مشائخ علم و طریقت۔

۱۔ شیخ فضل اللہ جن کی خدمت میں برسوں رہے۔

۲۔ شیخ احمد بن عبد الاحد عمری سرہندی امام طریقہ مجددیہ۔ برسوں ملازم حضور

ان کے شیوخ

رہ کر حاصل کیا۔

یہاں سے اپنے وطن مراجعت فرما ہوئے۔ کچھ مدت مانک پور رہ کر اپنے شیخ کے حکم سے

الہ آباد آئے اور یہیں طرح اقامت ڈال دی۔

آپ علمائے عالمین اور عباد اللہ الصالحین سے تھے ۱۵۹۱ھ میں رحلت فرمائی والیہ الوالہ

درمہر جہاں تاب

## ۲۵۶ - شیخ محمد بن ابراہیم بہاری

«الشیخ العالم الصالح» محمد بن ابراہیم بن احمد بن الحسن بن الحسن بن عمری۔ بلخی بہاری المشہور بہ درویش

از مشائخ فردوسیہ۔ مولد و منشا قبیلہ بہار۔ اپنے والد اور عم بزرگوار دونوں سے برسوں میں اکتساب فرمایا

بعد ازاں خود ارشاد و تلقین پر راغب ہو گئے، شیخ بدنا اور دوسرے علماء صلحا آپ سے مستفیض تھے

## ۲۵۷ - شیخ محمد بن ابراہیم ملتانی

م ۱۵۲۸ھ یوم العید الثوال

«الشیخ العالم» ابو الفتح شمس الدین محمد بن ابراہیم بن فتح اللہ الریعی الاسماعیلی الملتانی ثم احمد آبادی

یکے از مشائخ کبار۔ مولد احمد آباد بیدر بزمانہ ہمایوں شاہ ظالم بھٹی

شیخ حسن جمیلی اور دوسرے مشائخ وقت سے مستفیض ہوئے۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ شیخ عبدالقادر جیلانی سے بھی روحانی طور پر اکتساب فرمایا۔ خرقہ آپ نے شیخ بہاؤ الدین عطا اللہ شطاری جنیدی سے حاصل کیا اور بعد ازاں احمد آباد ہی میں ارشاد و تلقین پر مائل ہو گئے۔ آپ آپ مقامات علیہ اور کرامات جلیبہ سے فائز تھے۔ اور لوگوں کو راہ راست پر لاتے یہ دستور تیس سال تک رہا۔ اولاد کے علاوہ اور بھی بے شمار افراد آپ سے مستفید ہوئے۔ ۳۷ سال کی عمر میں بروز عید الفطر ۹۳۵ھ میں رحلت فرمائی۔ بیدر میں اب تک ان کا مزار بہت شہرت رکھتا ہے۔ (السید الوالد)

## ۶۵۸۔ شیخ محمد بن احمد الفاکھی

م ۹۹۲ھ  
۶۱۵۸۴۱

الشیخ الفاضل العلامة محمد بن احمد علی الخنبلی الفاکھی المکی۔ ابوالسعادت گجراتی یکے از علمائے کبار و حضرمی در النور السافر فرماتے ہیں کہ آپ ۹۲۳ھ میں پیدا ہوئے۔ تمام علوم پر دسترس تھی۔ آپ نے مذاہب اربعہ کی فقہ پڑھی۔

ان کے شیوخ | ۱۔ شیخ الکبیر المحقق العلامة ابوالحسن بکری۔  
۲۔ شیخ الاسلام ابن حجر ہیتمی مکی شافعی۔

۳۔ شیخ محمد ابن الخطاب از متاخرین مکہ معظمہ و حضرموت و زبید اور دوسرے بے شمار اساتذہ وقت۔

کہا جاتا ہے کہ انہوں نے جن حضرات سے اکتساب کیا اور انہیں ان سے اجازت بھی ملا۔ ان کی تعداد نوے ہے۔ اور جو کتابیں سبقاً پڑھیں ان کا شمار نہیں ہو سکتا۔ اور یہ کتابیں تو انہیں زبانی یاد تھیں۔ یعنی اربعین نوویہ، عقائد نسفیہ، المقنع و رفقہ حنا بلہ۔ جمع الجوامع و در اصول فقہ، الفیہ ابن مالک (در نحو) تلخیص المفتاح (در معانی و بیان) شاطبیہ و قرآت۔

نور العیون (در سیر مولانا سید الناس) آپ قرآن حکیم کے جید محافظ تھے اور قرآن سے اُسے پڑھ سکتے تھے۔

**تصانیف** | نظم و نثر دونوں میں کئی مفید رسالے لکھے۔ ان میں جملہ  
۱۔ تفسیر آیۃ الکرسی

۲۔ شرح مختصر الافوار المسمی بہ نور الابصار (فقہ شافعیہ)

۳۔ رسالہ (لغت)

۴۔ باب السلاطین - منہجیم مجلد -

۵۔ اچھے زمانہ میں شہرت و عزت کے اوج کمال کو پہنچے۔ حضرمی کہتے ہیں میں نے ان سے  
سنا کہ

”اللہ کے ساتھ انس گویا ایک نور ہے پھیلا ہوا۔ اور لوگوں کے ساتھ انس  
جیسے زہر قاتل ہو۔“

ان کے عجائب واقعات میں ایک واقعہ یہ ہے۔ فرماتے ہیں میں ایک وزیر کی مجلس میں  
پہنچا۔ تو استفہام انکاری پر گفتگو ہونے لگی۔ ایک عالم نے فرمایا اس کی مثال آیۃ قرآن -  
اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم وانتم تتلون الكتاب افلا تعقلون  
ہے۔ جس کے ساتھ مدوح نے مجھے تعریفنا اس کا مصداق گردان دیا۔

میں نے اصل بدعا پالیا۔ اور معترض کی طرف مخاطب ہو کر کہا :- آخر ایت من اتخذ  
الہواة و اضلہ اللہ علی علم و ختم علی سمعہ و قلبہ و جعل علی بصیرۃ غشاوۃ  
فمن یدہ ید من بعد اللہ افلا تذکرون :- یہ سن کر وہ صاحب شرمندہ ہو گئے۔ حضرمی فرماتے  
ہیں کہ میرے والد انہیں (فاکھی کو) شیخ الاسلام کہتے۔ وہ بڑے فیاض تھے۔ بعضوں نے تو  
میراں تک کہا کہ ان سے زیادہ سخی ہم نے دیکھا ہی نہیں۔ ایک صاحب نے فرمایا کہ ان  
اور عرب میں سے جو کوئی ہندوستان وارد ہوا۔ ان کے احسان سے محروم نہ رہا۔ وہ



اپنے پاس جبہ بھی نہ رکھتے۔ اسی عادت کی وجہ سے بہت زیادہ قرض دار رہتے۔ ان کا مزاج تیز تھا لیکن عوام کے ساتھ متواضع رہنے کی شدت پر لوگ انہیں خوشامدی تک کہہ دیتے۔ آل علی کے متعلق ان کا حسن اعتقاد مبالغہ کی حد تک پہنچا ہوا تھا۔ اس بنا پر وہ ان کو دیکھنے کے لئے حنفی موت گئے۔ جہاں اس قبیلہ کے کچھ لوگوں سے ملاقات پر ان کی مالی مدد کر کے ہندوستان آئے۔ اور کچھ مدت یہاں قیام کے بعد پھر اپنے وطن مکہ مشرفہ گئے۔ (۹۵۷ھ / ۱۵۵۰ء) حج زیارت کے بعد اگلے سال کاجج کرنے کے بعد ۹۶۰ھ / ۱۵۵۲ء میں واپس ہندوستان آگئے اور کچھ مدت کے بعد داعی اجل کو لبیک کہا۔ ان کی رحلت پر ان کے دوست شیخ عبداللطیف الدبیر نے یہ قصیدہ کہا ہے

اے علامہ دہرا و عالم فردا! تیرے علو کے سامنے چاند بھی فروتر ہے تو وہ ہے جس کا رتبہ صبح کی مانند چمک رہا ہے۔ اور اس روش سے تمام ربیع مسکون منور ہوا۔ اور دنیا نے اس پر فخر کیا۔

اور اے علم کے بحر بے پایاں! تیرے حسن سلوک سے ہر مانگنے والا تیری نیکی کا مداح ہے اور دنیا جہان کے وہ میوے تجھے حاصل ہیں جو اہل ثروت کو نہیں مل سکتے۔ تمام دنیا کے علوم تیری خوشبو سے پھیل گئے ہیں۔

اے ابوالعادات اور خوبیوں کی اصل! ان دونوں کے ماں باپ سے اس قسم کی خوشحال اولاد پیدا ہوئی جو زمانے کو میسر ہے۔

گجرات اُس سے مفتخر ہوا۔ جب اُس نے وہاں سکونت اختیار کر لی۔ اب اگر تو بھی اس پر فخر کرنا چاہیے۔ تو تجھے یہ حق حاصل ہے۔

۲۱ جمادی الاولیٰ ۹۹۲ھ کے روز داعی اجل کو لبیک کہا اور احمد آباد ہی میں آسودۂ

ہوئے (النور السافر)

## ۲۵۹۔ شیخ محمد بن احمد نہروالی

”الشیخ العالم المحدث“ محمد بن احمد بن محمد بن محمود حنفی نہروالی مفتی قطب الدین بن علامہ مکی مولف کتاب ”الاعلام باعلام بیت اللہ الحرام“ حدیث و فقہ میں ممتاز تھے۔ اور الشاد شعریں فرد تھے۔

وہ ۹۱۶ھ میں لاہور پیدا ہوئے اور اپنے والد سے پڑھ کر مکہ مشرفہ روانہ ہو گئے۔ جہاں ان حضرات سے اکتساب کیا۔

۱۔ خطیب المعمر احمد بن محب الدین بن ابو القاسم محمد النوبیری مکی۔

۲۔ محدث یمن وجیبہ الدین عبد الرحمن بن علی الربیع شیبانی الزبیدی

۳۔ شیخ شہاب الدین احمد بن موسیٰ بن عبد الغفار مغربی الاصل ثم المصری

نزہیل حریم از والدش و از شیخ محمد بن محمد بن عبد الرحمن الخطاب المالکی اور ان کے والد ہیں۔ شیخ محمد بن عبد الرحمن سے۔

اب وہ ۹۲۳ھ کے اندر مصر چلے گئے اور وہاں ان حضرات سے مستفید ہوئے۔

۱۔ ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب عباسی المنتوکل علی اللہ متوفی ۹۵۰ھ۔ یہ واقعہ

خود صاحب ترجمہ نے تاریخ مکہ میں بیان کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے سفر مصر

میں ان سے پڑھنے کے لئے ۹۲۳ھ کے اندر ملاقات کی۔ چہ جائے کہ اس وقفہ میں مصر

کے اندر علمائے اعلام سے ہر طرف ایسی برکت پھیل رہی تھی۔ گویا یہ شہر چاند اور سورج کا گہوارہ

بنا ہوا ہے۔

اور جب یہ دور گزر گیا تو یہ شہر صرف ایسے خوابوں کا گہوارہ ہو کر رہ گیا

اور تاریخ مکہ میں یہ بھی بیان کیا ہے کہ میں نے طریقہ تصوف علاؤ الدین کرمانی نقشبندی

سے حاصل کیا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مصر سے قبل وہ ان سے مستفید ہوئے

ہوں گے۔

صحیح بخاری کی سند و اجازہ میں انہیں جو علو سند حاصل ہے۔ میرے اندازے میں وہ علو کسی اور کو حاصل نہیں۔ با این وجہ کہ

وہ اپنے والد شیخ علاؤ الدین احمد بن محمد نہروالی سے روایت کرتے ہیں اور وہ روایت کرتے ہیں حافظ نور الدین ابو الفتوح احمد بن عبد اللہ طاؤسی شیرازی سے۔  
اور وہ روایت کرتے ہیں شیخ معمر بابا یوسف ہروی سے۔  
اور وہ روایت کرتے ہیں محمد بن شاد بخت فارسی فرغانی سے۔  
اور انہوں نے سماع کیا ہے شیخ ابو القمان یحییٰ بن عمار بن مقبل بن شایان ختلانی سے۔  
اور انہوں نے سماع کیا ہے محمد بن یوسف فریبی سے اور انہوں نے سماع کیا ہے امام بخاری ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل رضی اللہ عنہ سے۔

فلانی قطف الثمر میں لکھتے ہیں۔

بعض فہرست نگاروں نے لکھا ہے کہ شیخ قطب الدین نہروالی (یعنی صاحب ترجمہ نے اگر صحیح بخاری کی روایت

۱۔ حافظ نور الدین ابو الفتوح طاؤسی سے اپنے والد کے واسطہ کے بغیر بھی کی تو اس سے ان کے اور بخاری کے درمیان آٹھ واسطے رہ گئے۔

پس امام بخاری کی ثلاثیات بارہ واسطوں پر مشتمل ہے۔ کیونکہ انہوں نے حافظ ابن حجر سے بطریق اجازہ یہ ثلاثیات نہیں۔ اس سند میں حافظ ابن حجر اعلیٰ ہیں باعتبار اجازہ کے۔ جن کے بعد امام بخاری تک ۶ واسطے اور رہ جاتے ہیں۔

پس میں نہیں جانتا اس سند سے اعلیٰ کوئی اور سند ہو۔ لیکن اجازہ کے شیخ عبد الخالق زجاجی اپنی کتاب نزمۃ ریاض الاجازہ میں لکھتے ہیں کہ:-

اس سند تک حافظ ابن حجر عسقلانی اور سیوطی کی رسائی بھی نہیں ہوئی، کیونکہ وہ دونوں تو مصر میں رہتے تھے۔ اور حافظ ابو الفتح — مذکورہ الحد ۸ ویں صدی کے ہیں جو خراسان عجم کے شہر بارقہ میں رہتے۔ اور زہد و صلاحیت میں بہت ممتاز تھے۔ انہوں نے صحیح بخاری محمد بن شاذلیت فرغانی سے سنی۔ مگر یہ سلسلہ سند حرمین کے شیوخ سے ہمارے شیوخ الاشیان تک پہنچتا ہے یعنی شیخ المعمر عبداللہ بن سعد لاہوری نزیل مدینہ منورہ۔ انتہی میں کہتا ہوں کہ شیخ قطب الدین کا ترجمہ قاضی شوکانی (محمد بن علی) نے اپنی کتاب البدر الطالع میں کیا ہے یا الفاظ کہ آپ اشرف کہہ کے لئے خطوط لکھ دیتے۔ وہ نہایت فصیح عربی جانتے۔ جس کا انداز ان کی کتاب البرق الیمانی فی فتح العثماني سے ہو سکتا ہے۔ ان کی تالیفات میں الاعلام فی اخبار بیت اللہ الحرام بھی ہے۔

نیز وہ ترکوں کے نزدیک عالی منزلت رکھتے۔ ان کے اجداد میں سے جو بھی مکہ معظمہ آتا شیخ قطب الدین ادا ئے مناسک میں نہ صرف اس کی معینت میں رہتے بلکہ کسی اور کا ان کے ساتھ رہنا پسند نہ کرتے۔ اور ان کے یہ بزرگ ان کو اپنی طرف سے عطا یا بھی پیش کرتے جو وہ ضرورت مند ان کو عنایت کرتے یا عمدہ کتابیں خرید لیتے۔ ان کے پاس ایسی کتابیں جمع ہو گئیں جو ہر ایک کے ہاں نہ تھیں۔ وہ باغات کی تزئین کے دلدادہ بھی تھے۔ اپنے ساتھ کئی دستوں کو لے کر طائف بھی جاتے۔ یہ مصاحب عالم اور ادیب ہوتے۔ جو انہی کے مصارف پر سیر و سیاحت کرتے۔ مفتی قطب الدین نے مصاحب ترجمہ نے، اپنی تالیف تاریخ مکہ کے اندر لکھا ہے کہ "سلطان احمد شاہ گجراتی کا جو مدرسہ مکہ معظمہ کے اندر حرم محترم میں ہے۔ اور اس کا انتظام میرے ہاتھ میں ہے۔" میرا گمان یہ ہے کہ ان کے والد علاؤ الدین احمد ابن محمد نروالی حجاز گئے۔ تو اس مدرسہ (مذکورہ) کی تولیت انہیں سپرد کی گئی۔ اور ان کی وفات کے بعد بحسب دستور صاحب ترجمہ مفتی قطب الدین کو یہ منصب وراثتہ مل گیا۔ وہ دو مرتبہ قسطنطنیہ گئے اور دوسری مرتبہ ۹۴۵ھ میں گئے تب سلطان سلیمان ابن سلیم عثمانی سلطان روم

نے انہیں خلعت عطا فرمایا۔ یہ تذکرہ ان کی کتاب تاریخ مکہ کے اندر درج ہے۔ اس کتاب کے اندر انہوں نے لکھا ہے کہ سلطان مذکور نے مکہ مکرمہ کے اندر چار مدرسے قائم کئے (۱) سلیمانہ جس میں مدرسین اور طلبا سب کے وظائف معین تھے۔ اور بقیہ تین مدرسے شام میں تھے۔ ہر ایک مدرسہ کے ذمے پندرہ طلبا کی تعلیم تھی۔ اور ہر ایک کو یومیہ پندرہ عثمانی سکے اور طالب علم کو دو عثمانی سکے ملتے۔ مفید کے لئے چار عثمانی سکے تھے۔ فراش دصفائی کرنے والے کو بھی چار سکے ملتے۔ اور دربان کو دو عثمانی سکے ملتے۔ مدرسہ حنفیہ سلیمانہ کو پچاس عثمانی سکے ذیہ واقعہ ۹۶۵ھ کا ہے۔ میں نے مدرسہ حنفیہ مذکورہ میں کشاف کا کچھ حصہ اور تفسیر ابو السعود عمادنی کا ایک ٹکڑا پڑھا۔ اور خود وہاں طب اور حدیث و اصول کا درس دیتا رہا۔ ان دنوں وہاں پر ابن حمام کی شرح ہدایہ کا آخری حصہ جسے مولانا شمس الدین احمد قاضی زادہ نے ملحق کیا ہے پڑھا تا ہوا۔ انہوں نے تاریخ مکہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ سلطان سلیم بن سلیمان عثمانی نے میرے زمانہ تدریس مجھے گونا گوں انعامات سے سرفراز فرمایا۔ یہ زمانہ ان کی ولی عہد کی کا زمانہ تھا۔ وہ ہر سال مجھے پوشاک اور دوسرے عطایا سے مستمند فرماتے۔ یہی دستور ان کے بادشاہ ہونے پر بھی تھا۔ اور میری سُن سلوک ان کے صاحبزادہ سلطان مراد کا میرے ساتھ رہا۔ جو تخت پر بیٹھنے سے پہلے بھی اور بادشاہت کی باگ ہاتھ میں لینے کے وقت بھی مجھ پر ایسے ہی انعامات کی بارش کرتے اب مدرسہ سلیمانہ نے اور بھی ترقی کی۔ مفتی صاحب کے موجب میں بھی اصراف ہونا گیا اور زمانہ ساٹھ عثمانی سکے علاوہ انعامات کے ملنا شروع ہو گئے۔ ان کی اولاد میں سے مجھے بھی بعض کو تدریس پر لگا دیا گیا۔ مکہ مبارکہ کا محکمہ افتا بھی ان کے سپرد ہوا۔ جس سے پہلے کوئی مفتی بااختیار نہ تھا مگر ان کے لئے روزانہ پچاس عثمانی مقرر ہو گئے۔ اسی طرح حرم میں خطابت کا منصب عطا ہوا۔ اور اس کا وظیفہ روزانہ پچاس عثمانی سکے تجویز ہوئے۔ ۹۹۶ھ میں ان کی طرف دو شاہی ہونے اور ایک سو دینار بھجوانے گئے۔ جو سالانہ متعین طور پر ہمیشہ کے لئے جاری کر دیئے گئے۔

انہوں نے صفا کے قریب ایک اور مدرسہ بنوایا اور اس کی تدریس کے بھی حامل ہو گئے۔

جس پر پچاس عثمانی سکے روزینہ مقرر ہوا۔ وہ اس مدرسہ میں قاضی شمس الدین قاضی المعسر ولایت  
اناطولیا کی خواہش پر فقہ و حدیث پڑھاتے۔ سلطان مراد ان کی ہر بات تسلیم کرتے اور طرف  
صاحب ترجمہ در تاریخ خود

۱۔ الاعلام باعلام بیت المذالحرام جو ۹۸۵ھ میں لکھی جس کا آغاز ان الفاظ  
تصانیف سے ہوتا ہے حرف اول ہے الحمد لله الذی جعل المسجد الحرام حرمًا  
آمنًا و مثابت الناس۔

۲۔ البرق الیمانی فی فتح العثماني — یہ تاریخ یمن ہے۔ جس کی ابتدا ۹۸۵ھ سے ہوتی ہے جب  
عثمانی وزیر سلیمان پاشا نے سب سے پہلے عثمانی فتح کی صورت میں یہاں کامیابی حاصل کی۔  
انہما اس کتاب کی زمانہ مؤلف ہے۔ یہ تاریخ انہوں نے وزیر سنان پاشا کے لئے لکھی اور  
اس کا نام "الفتوحات العثمانیہ الاقطار الیمینیہ" رکھا۔

۳۔ منتخب التاريخ (در تراجم)  
۴۔ تمثال الامثال النادرہ والتشیل والمحاضرہ بالابیات المفردۃ النادرہ۔  
۵۔ الکنز الاسمی فی فن المصنعا۔

ان کے عربی اشعار بہت ہیں۔ ازال جملہ سلطان مراد بن سلیم عثمانی بادشاہ دولت عثمانیہ کے  
متعلق یہ اشعار ہیں۔

- ۱۔ ہمارا شاہ مراد زمین میں خدا کا سایہ ہے اور اس کی حکومت نہایت تابناک ہے۔
- ۲۔ زمین کے دوسرے سلاطین بمنزلہ الفاظ اور شاہ مراد بمنزلہ معانی ہے
- ۳۔ بظاہر وہ بادشاہ اور حقیقت میں فرشتہ ہے جو انسانیت کے قالب میں ڈھالا گیا ہے۔
- ۴۔ وہ عادل بادشاہ ہے جس کے سامنے کمزور اور طاقتور دونوں برابر ہیں۔
- ۵۔ اس کی تلوار اور موت گھڑ دوڑ کے دو گھوڑے ہیں۔ جو دشمنوں کی گردنیں اڑانے کے  
لئے لپکتے ہیں۔

- (۶) اُس کی توجہ سے مسجد ایسی مکمل ہوئی کہ اس کی بلندی تمام عمارتوں سے بالا ہو گئی۔  
 (۷) تیرا یہی وصف ہے۔ اگر تو ایسا نہ ہوتا تو بادشاہت بنو عثمان میں ہوتی۔

## ۲۶۰۔ شیخ محمد بن اسحاق سندھی

”الشیخ العالم الصالح“ محمد بن اسحاق سندھی یکے از علمائے عالمین مولد و منشأ مالاکنده در فوج سیستان سندھ۔ شیخ عبدالرشید سندھی سے تحصیل کی اور فقہ و اصول و عربی میں فائق الاقران ہوئے۔

صالح اور پارساتھے۔ لوگوں کی سفارش کے لئے امر کے بلاں بار بار جانے میں انکار نہ تھا۔ اس میں مشقت سے دوچار بھی ہو جاتے۔  
 وہ جام نظام الدین کے دور میں تھے (تحفۃ الکرام) میں ان کی تاریخ وفات پر مطلع نہیں ہو سکا۔

## ۲۶۱۔ مولانا محمد بن تاج گجراتی

م ۹۳۱ھ  
 ۶۱۵۲۲ھ

”الشیخ الفاضل العلامة“ محمد بن تاج الدین عمری حنفی گجراتی۔ یکے از محققین عصر و آئمہ علماء حضرت شیخ فرید الدین مسعود اجدہنی کی اولاد سے تھے۔ سلطان مظفر شاہ الجلیم نے آپ کو تاج العلماء کا خطاب دیا۔ کثیر الدرس و افادہ تھے۔ بے شمار علما آپ سے مستفیض ہوئے۔  
 ۹۳۱ھ میں شہر احمد آباد کے اندر آسودۃ لحد ہوئے۔ (گلزار ابرار)

## ۲۶۲۔ شیخ محمد بن الحسن جون پوری

”الشیخ العالم الکبیر“ محمد بن الحسن بن ظافر عباسی حنفی جون پوری، یکے از مشائخ کبار،

مولد و منشأ، جون پور۔ ان علمائے عصر سے پڑھا جو جون پور میں تھے پھر دہلی آئے۔ اور  
 شیخ ابراہیم بن سعید بن حسین ابرجی کے حضور زانوئے تلمذتہ کئے۔ برسوں کی باریابی کے بعد  
 حرمین گئے۔ حج و زیارت سے فارغ ہو کر یمن کے ایک شیخ سے طریقہ حبلیہ میں بیعت ہوئے۔  
 اور مدینہ منورہ میں بس گئے۔ شیخ عبدالوہاب حسینی بخاری نے انہیں وطن واپس آنے کی تلقین کی  
 تب آکر دہلی میں طرح سکونت ڈال دی۔

## ۲۶۳۔ شیخ محمد بن الحسن گجراتی

۱۰۰۰ھ ۲۹ ربیع الاول  
 ۶۱۵۹۱

«الشیخ الفاضل» محمد بن حسن عمری چشتی لقب شیخ شمس الدین (احمد آبادی) یکے از  
 مشائخ کبار فرقہ چشتیہ ۹۵۴ھ میں پیدا ہوئے۔ اپنے والد سے پڑھا۔ برسوں کی باریابی سے  
 طریقہ تشبیہی ممدوح سے حاصل کی۔ اور ان کے بعد ان کی مسند ارشاد پر تمکن نصیب ہوا۔  
 مقبول شیوخ سے تھے۔ مشائخ کے عرسوں میں جاتے اور مزامیر کے بغیر سماع سے حظ اندازہ ہونے  
 آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑی پرودیتے اور عجیب و غریب کیفیات کا اظہار ہوتا۔ وفات بروز  
 در شنبہ ۲۹ ماہ ربیع الاول ۱۰۰۰ھ میں ہوئی۔ (مرآة احمدی)

## ۲۶۴۔ مولانا محمد بن الحسن علمی احمد نگری

«الشیخ الفاضل الکبیر» محمد بن الحسن احمد نگری علوم حکمیہ میں فرورد روزگار سلطان حسین نظام شاہ  
 والی احمد نگر کے علم میں مہندی پر حاشیہ لکھا۔

## ۲۶۵۔ مولانا محمد بن الحسن لاری

«الشیخ الفاضل العلامة» محمد بن الحسن اللاری اور لقب علاؤ الدین بن کمال الدین سنہلی



علوم حکمیہ میں نامور۔ مولد و منشا عراق۔ جلال الدین دوانی (محمد بن اسعد صدیقی) سے پڑھا۔ ہندستان آگئے اور علی قلی خان شیبانی ان کا وجود مسعود غنیمت سمجھا اور انہیں مقرب بارگاہ بنالیا۔ اور ان سے بعض علوم متعارفہ بھی پڑھے۔ علی قلی خان کے قتل پر سلطان اکبر نے آپ کو آگرہ میں طلب فرمایا۔ دربار میں آئے تو سلطان کے دائیں اور بلند جگہ پر بیٹھنے کا ارادہ کیا۔ جو خان اعظم کی نشست سے بھی بالاتر تھا۔ اس پر میر توک نے منع کرتے ہوئے علما کی نشست پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ جس پر آپ نے خفا ہو کر فرمایا کہ تمہارے ملک میں علم کی غالباً کوئی عزت نہیں۔ یہ کہہ کر دربار سے ایسے نکلے اور پھر کبھی ادھر کا رخ نہ کیا۔ مگر ابھی تک اکبر چونکہ علما کا شیفتہ تھا۔ اس لئے انہیں چار ہزار ایکڑ ارض خراجی کا وثیقہ دے کر سنبھل کی طرف رخصت فرمایا جہاں آپ نے اپنی لقیہ عمر درس و افادہ میں بسر فرمادی۔ اور اسی جگہ رہائش اختیار کئے۔

(مختار خان درمراة العالم)

بدایونی فرماتے ہیں کہ انہوں نے آگرہ کے زمانہ قیام میں اپنے مدرسہ کے لئے چھپر کا مکان تعمیر کرایا۔ جس کی تاریخ ایک صاحب نے مدرسہ خمس لکھی۔ یہ واقعہ ۹۴۹ھ کا ہے۔ شاید یہ مدرسہ آپ نے علی قلی خان شیبانی کے پاس جون پور میں منتقل ہونے سے قبل تعمیر کرایا ہوگا۔

ان کے متعلق ایک غلطی یہ بھی ہے کہ انہوں نے ۹۴۹ھ میں رحلت کی حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اس سن میں وہ آگرہ میں مقیم تھے۔ پھر جون پور چلے گئے۔ اور ۹۴۳ھ تک جب علی قلی خان قتل ہوئے نہیں رہے۔ پھر آگرہ آئے۔ اور تھوڑی مدت بعد وہاں سے سنبھل منتقل ہو گئے اور وہیں انتقال سکونت اختیار کر لی۔

۴۴۴۔ الشیخ محمد غوث گوالیری

۹۴۴ھ - ۱۵۴۲ء - دارمندان

الشیخ الکبیر نام محمد بن خطیر الدین بن عبد اللطیف بن معین الدین بن خطیر الدین بن البوزید

بن شیخ فرید الدین عطار شطاری گویری المشہور بہ شیخ محمد غوث۔ فرقہ شطاریہ کے کبار شیوخ سے تھے۔ مولد و منشاہ شہر گوالیار۔ اپنے بھائی فرید الدین احمد شطاری سے علم و عرفان اور طریق ریاضت میں اکتساب فرمایا۔ ۱۲ سال تک چنار گڑھ کے غاروں میں چلے کھینچے اور سوائے درختوں کے پتوں کے اور کچھ تناول نہ فرمایا۔

طریقہ شطاریہ میں حاجی معمر حمید بن ظہیر شطاری کی خدمت میں برسوں بارہا بی بی سے تربیت حاصل کی۔ اور منصب شیخ پر فائز ہوئے۔ سلطان ہمایوں کے مصاحبوں میں منسلک تھے جو ان سے علم ارشاد و دعوت حاصل کرتے۔ مگر جب ہمایوں ایران چلے گئے اور شیر شاہ سوری نے حکومت کی باگ ہاتھ میں لی۔ تو شیخ نے سوری سے اپنے متعلق شرم محسوس کیا تب آپ گجرات چلے گئے۔ مگر یہاں لوگ ان کی جان کے لاگو ہو گئے کیونکہ انہوں نے اپنی ذات کے بارے میں دعویٰ کیا کہ مجھے معراج ہوئی ہے۔ یہ بے چارے وہاں ہی شہر شہر گھومتے پھرے۔ حتیٰ کہ شیخ وجیب الدین علوی گجراتی نے ان کی حمایت کی۔ اور اس طرح یہ شور و غل ختم ہوا۔ آپ نے صنو نامہ دہستی میں سکونت فرمائی۔ اور گرد و نواح کے لوگ ان کے طالب فرمان ہو گئے۔ کئی سال اسی طرح گزارے۔ جب ہمایوں نے ایران سے لوٹ کر ملک پر اپنی حکومت قائم کر لی۔ تب آپ گجرات سے ۹۴۳ھ میں گوالیار چلے آئے۔ اور ہمایوں تو ان کے گوالیار آنے سے پہلے فوت ہو چکا تھا۔ آپ ایک مدت تک گوالیار میں قیام کے بعد آگرہ وارد ہوئے۔ تو اکبر نے آپ کی تعظیم کی۔ مگر علما یہاں بھی لغت پر آمادہ تھے۔ شیخ عبد الصمد بن جلال دہلوی کے اس دور میں صدر تھے۔ مناظرہ پر آمادہ ہو گئے جس پر ان کو اکبر کی ذات سے جو امیدیں وابستہ تھیں۔ سب خواب و خیال ہو گئیں اور آپ گوالیار لوٹ کر اپنی جاگیر پر قناعت کر کے بیٹھ گئے۔ اسی اراضی کی آمدنی ۹ ہزار روپیہ تھی۔ چالیس ہاتھی آپ کے فیل خانے میں جھوم رہے تھے۔ اور خدم و حشم کا حد سے فزول تھا۔ شیخ موصوف نہایت بارعب و پرہیزگار و متواضع تھے۔ سلام میں

خود سبقت فرماتے۔ اور آنے والوں کے لئے سر و قد کھڑے ہو جاتے۔ انہیں سلام کے وقت جھکنے میں بھی تامل نہ تھا۔ جس کی وجہ سے علما ان پر طعن کرتے۔ وہ گفتگو میں آنا کی بجائے خود کو فقیر کہتے۔ (بدایونی)

تصانیف | ۱۔ الجواہر المنسہ جو چنار گڑھ کے جنگل میں ۹۲۹ھ کے اندر لکھا۔ اپنی عمر کے ۲۲ ویں سال میں۔ پھر اُسے دوبارہ ۹۳۶ھ میں لکھا۔ تو یہ نسخہ پہلے سے بہتر تھا۔

۲۔ کلید مخازن۔ در مضمون مبدار و معمار۔

۳۔ الفوائد والبصائر۔ در علم تعویف مشتمل بر مبادی و مقاصد تعویف۔

۴۔ بحر الحیوة۔ در معمولات جو گیانہ و سنا سیانہ۔ جو کہ ہندوؤں کے رہبان سے ہیں۔

۵۔ رسالہ المعراجیہ جس کے اندر اپنے معراج کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

۶۔ کنز الوحدت فی اسرار التوحید۔

اسرار التوحید میں فرماتے ہیں کہ اہل ذوق کے نزدیک ایمان کی پانچ قسمیں ہیں۔

اول۔ تکلیفی = یہ سب قسموں سے عام ہے اور کافر و مومن سب کو شامل ہے۔

دوم۔ تقلیدی۔ جو عام ہے اور ہر ایک مومن وہ مقلد ہو یا محقق سب میں پائی جائے گی۔

سوم۔ قسم ایمان استدلالی۔ یہ قسم خاص ہے جو علمائے مومنین میں پائی جائے گی۔

چہارم۔ قسم ایمان حقیقی :- یہ اخص ہے یہ قسم صرف اولیاء میں ہے۔

پنجم۔ عینی الذاتی :- یہ قسم اس میں ملے گی۔ جو ولایت محمدیہ کے لئے مخصوص ہو۔

اور تخت خلافت پر جلوہ فرما ہو۔ اور اپنی اپنی آنکھوں سے احدیت مطلقہ کو دیکھتا ہو۔ اور

انہی آنکھوں سے کثرت کے اندر وحدانیت محققہ کو طویل لیتا ہو۔

وفات | یوم دوشنبہ ۱۰ ماہ رمضان ۹۶۰ھ میں آگرہ کے اندر ہوئی جہاں سے جسد

## ۲۶۷۔ شیخ محمد بن خواجگی سدھوری

«الشیخ الصالح» محمد بن خواجگی بن علی بن خیر الدین انصاری سدھوری۔ یکے اذرجال علم و معرفت

مولد و منشا سدھور بہ سوں اپنے والد کے حضور باریابی سے طریقت حاصل کی۔ پھر شیخ خاصہ بن خضر صالحی اینٹھوی کی خدمت میں رہ کر استفادہ کیا۔ آپ علمائے صالحین سے تھے۔

## ۲۶۸۔ الجمال محمد بن زین عسرفی

م ۹۹۹  
۱۵۹۱ء مدفن نجف

«الفاضل» جمال الدین محمد بن زین الدین بن جمال الدین شیبہ شیرازی۔ مشہور شاعر المتخلص بہ عرفی

مولد و منشا شیراز اپنے شہر کے اساتذہ سے اکتساب فرمایا۔ اور خود کو شعر گوئی کے لئے وقت کر دیا۔

حتیٰ کہ فائز الاقران کے درجے پر پہنچے۔ ہندوستان آئے اور علامہ فیضی بن مبارک ناگوری کے ہاں

باریابی نصیب ہوئی۔ جن سے مالی منفعت سے سرفراز ہوئے۔ پھر حکیم ابوالفتح گیلانی سے تقرب

ہوا۔ ان کی مدح میں قصیدہ کہا تو انہوں نے عبد الرحیم خان خاناں تک رسائی کرا دی۔ ان کی مدح

میں قصیدہ پر بھی گراں بہا انعام ملے۔ اکبر بادشاہ اور ان کے صاحبزادہ کی مدح میں بھی قصیدہ کہا

نگرینج میں ابوالفضل حائل ہو گئے اور آپ کی اُمیدوں پر پانی پھر گیا۔

۱۔ نفس ناطقہ پر ایک رسالہ ہے۔

تصانیف

۲۔ نظامی گنجوی کی مخزن الاسرار کے منہج پر بھی ایک رسالہ ہے۔

۳۔ نظامی راہی کی شیریں فریاد پر — ہے

ایک دیوان بھی ہے۔ جس کا نمونہ شعر ہے

گر کام دل بگریہ میسر شود ز دوست

صد سال ہے تو اں بہ تمت اگر لیتم

ترجمہ شعر: اگر رونے دھونے سے محبوب سے کام نکل سکتا تو سو سال تک اس آرزو میں رویا جاسکتا

تھا۔

بعر ۳۴ ۹۹۹ھ میں لاہور انتقال فرمایا اور استخوان نجف لے جا کر دفن ہوئیں۔

## ۴۶۹۔ شیخ محمد شاہ میر علی

۹۲۳ھ  
۶۱۵۱۴ھ

”السید الشریف“ محمد بن شاہ میر بن علی بن مسعود بن احمد بن صفی الدین بن عبد الوہاب بن شیخ  
محمی الدین عبد القادر جیلانی جلیبی کے از مشائخ جمیلیہ۔ مولد و منشا حلب۔ عرب و عراق و بلاد ترک  
خراسان اور ہند میں سیر و سیاحت کے دوران کئی باد حج و زیارت سے سرفراز ہوئے آخر لاہور  
آئے۔ نگر مدت تک قیام کے بعد ناگور میں چلے گئے جہاں ایک مسجد تعمیر کرائی۔ پھر سفر کی طرح الی  
اور حلب جا پہنچے۔ کچھ مدت مقیم رہے۔ یہاں تک کہ آپ کے والد نے رحلت کی۔ تب ہندوستان  
آ کر قصبہ اُچ میں در ۹۲۳ھ سکونت پذیر ہو گئے ۳۶ سال تک ارشاد و دعوت میں مصروف رہے  
اور ۹۲۳ھ میں انتقال فرمایا۔ (بخبار الاحیاء)

## ۴۷۰۔ شیخ محمد بن شمس گجراتی

”الشیخ الصالح“ محمد بن شمس شطاری جاپانیری۔ گجراتی۔ معروف بہ شیخ صدر الدین ذاکر برودی  
مولد و منشا جاپانیر۔ شیخ محمد غوث گوالبیری کے زمانہ وارد گجرات میں بہ ۹۵۲ھ جب کہ ان کی عمر ۳۵ سال  
کی تھی۔ شیخ گوالبیار کے ملازم ہو گئے اور ان کے ہمراہ گوالبیار آ گئے۔ ان سے طریقت حاصل کی۔  
ان کی مصنفہ ابوالہریرہ کے اوراد معمول کر لیا۔ اور جب اس مرتبہ پر آ پہنچے۔ تو شیخ نے آپ کو اپنی  
خلافت سے سرفراز فرما کر گجرات میں مامور کر دیا۔

ان سے امان اللہ بن کمال الدین کالیپوی۔ اور عثمان بن لاون قرشی اور شیخ مکنتہ مجرود شیخ

جمال بن بھکاری ساکنین شہر مندو اور شیخ محمود بن جلال اور ان کے بھائی احمد و دیگر افراد نے بیعت کی۔ جاپانیر کی بربادی پر بڑودہ آگئے۔ اور ۹۸۹ھ میں یہیں وفات پائی۔  
۶۱۵۸۱

## ۴۷۱۔ محمد بن طاہر فتنی

۹۸۶ھ  
۶۱۵۷۸۱

”الشیخ العالم الکبیر المحدث اللغوی العلامۃ“ محمد الدین محمد بن طاہر بن علی الحنفی فتنی گجراتی۔ مؤلف مجمع بحار الانوار فی غریب الحدیث۔ جن کی تصانیف حد درجہ مقبول تھیں اور جن کے علم و نبجہ کا سب نے اعتراف کیا۔

۹۱۳ھ، مولد شہر فتن صوبہ گجرات۔ وہیں پر وان چڑھے۔ بلوغت سے پہلے قرآن حفظ کیا۔ اور مندرجہ ذیل اساتذہ سے اکتساب فرمایا۔

### معالم ولادت

۱۔ ملاحمتہ (۲) شیخ ناگوری (۳) شیخ برہان الدین سہنسوی (۴) مولانا عبد اللہ سوہی وغیرہ۔ پندرہ سال مسلسل اس شغل میں رہے حتیٰ کہ کمال کے درجہ تک پہنچے۔ ۹۲۲ھ میں حرمین کا سفر کیا۔ اور یہاں پر ان شیوخ سے پڑھا۔

(۵) شیخ ابوالحسن بکری (۶) ابن حجر مکی (۷) علی بن عراق (۸) جبار اللہ بن فہد (۹) شیخ عبید اللہ سرہندی (۱۰) شیخ عبد اللہ عیدادس (۱۱) شیخ بن خوردار سندھی (۱۲) مگر شیخ علی متقی برہان پوری کی خدمت میں زیادہ مدت بسر کی۔ جس کا اعتراف اپنی کتاب مجمع بحار الانوار میں فرمایا ہے اس کے بعد ہندوستان چلے آئے اور تدریس و تصنیف پر کار بند ہو گئے۔ ان کا معمول عام طلبہ کے لئے روشنائی تیار کرنا تھا۔

حضرتی لکھتے ہیں النور السافر میں کہ ”صلاح و ورع اور تبحر آپ کے خصائص تھے متعدد علوم میں ادراک سے فائق الاقران ہوئے۔ یہاں تک کہ گجرات کے اہل علم میں سے فن حدیث میں کوئی ان کے درجے تک نہ پہنچ سکا۔ یہ بات ہمارے ایک شیخ نے کہی ہے۔“

وہ اپنے والد کی دولت بے کراں کے وارث قرار پائے۔ یہ دولت یا تو انہوں نے طلباء پر بکھیری اساتذہ علم کو کھلا بھیجا کہ ذہین اور جید الفہم لوگ کے میرے ہاں بھجوا دیا کرو۔ جن سے سوال کرتے اگر وہ متمول گھر کا ہوتا تو اسے پڑھنے کی تاکید فرماتے۔ غریب گھر کے لوگ کے سے کہتے کہ پڑھو بھی اور وجہ معاش کی پرواہ نہ کرو، میں تمہارے اور تمہارے اہل و عیال کے اخراجات کی کفالت کروں گا۔ لہذا پوری جمعیت خاطر سے علم کی تحصیل میں لگ جاؤ۔ ان کا یہ مشورہ بہر محتاج اور فقیر طالب علم کے لئے تھا۔ ایسے طلباء کی جماعت کثیر کو وظیفے دیتے۔ حتیٰ کہ وہ تحصیل علم جاری رکھ کر اکثر علوم میں ممتاز ہو جاتے۔ انہوں نے اسی طرح تمام دولت لٹادی۔

کہا جاتا ہے کہ ان کے زمانہ طالب علمی میں ان کے ہم درس طلباء اور دوسرے لوگ ان پر بہت سختی کرتے۔ اسی حال کے اندر انہوں نے یہ نذر مانی کہ اگر اللہ نے انہیں علم کی دولت عطا فرمائی۔ تو وہ اپنے علم کو دھنائے الہی میں صرف کریں گے۔ اور جب وہ فارغ ہو گئے تو انہوں نے یہی عمل کیا۔ وہ لوگوں پر محاسبہ بھی کرتے۔ تدریس بھی فرماتے۔ ان گنت طلباء ان کے حلقہ درس میں آئے۔ اور ان کی بدولت عوام بے شمار برکات سے مستفیض ہوئے۔ شیخ بوہرہ قوم سے تعلق رکھتے تھے۔ جن کے اسلاف آج سے سات سو سال قبل شیخ حیدری مدون کھنباہت کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے تھے۔ ان کے عوام تجارت یا اس قسم کے چھوٹے موٹے کاموں سے روزی حاصل کرتے ہیں۔ جیسا کہ لفظ بوہرہ سے ثابت ہے کہ یہ لفظ بوہار سے مشتق ہے بمعنی تجارت درہندی۔ یہ لوگ مذہباً شیعہ اسماعیلیہ ہیں اور کمتر ان میں سنی جو جعفر بن جعفر بگراتی کے اثر سے سنی ہوئے۔ یہ جعفر بھی اسماعیلی ہی تھے۔ مگر اللہ نے انہیں ادائے سنت کے لئے ہدایت بخش دی۔ صاحب ترجمہ محمد بن طاہر بھی اہل سنت والجماعت ہی تھے۔

قنوجی نے التحاف النبلا میں بعض علماء کی روایت پر لکھا ہے کہ محمد بن طاہر صدیقی الاصل تھے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ شیخ عبدالقادر بن ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۸ھ ۶۱۴۲۵ھ مفتی مکہ مکرمہ جو شیخ محمد بن طاہر

کے احقاد سے ہیں اور علم میں بلند مقام رکھتے تھے اور ان کی متعدد مصنفات بھی ہیں۔

انہوں نے جملہ فتاویٰ ہیں چار جلدوں میں۔ شیخ طرفہ النصارى کی شافعی نے اپنے ان شاگرد

کی مدح میں جو قصیدہ کہا ہے تو اس قصیدہ میں انہیں حدیثی لکھا ہے۔

تیرے بعد کہ اللہ ان کی حمد ٹھنڈی رکھے۔ علم و فنیدت میں یکتا تھے یعنی

محمد بن طاہر کہ بلاشبہ حضرت حدیثی کی نسل سے تھے۔

اس بارے میں قول فیصل یہ ہے کہ شیخ محمد بن طاہر ہندی الاصل تھے یہ بات خود

انہوں نے اپنی تصنیف تذکرۃ المرصوعات میں لکھی ہے۔

شیخ مرتوم ہمدویت کے مٹانے پر تلے رہتے۔ انہوں نے یہ تمبیہ کر کے سر سے ہٹا

اتار دیا تھا۔ کہ جب تک ہمدویت کی بدعت بکرات سے دفن نہ ہو جائے عمامہ سر پر نہیں

رکھیں گے۔ انہیں اندیشہ تھا کہ یہ فتنہ کہیں عام نہ ہو جائے۔ مگر جب سلطان اکبر

نے ۹۸۰ھ میں بکرات فتح کیا۔ تو اس نے اپنے ہاتھوں سے شیخ کے سر پر عمامہ بندھوا

کر فرمایا کہ میں دین کی نصرت کا ذمہ دار ہوں۔ اکبر نے اپنے رضاعی برادر مرزا عزیز الدین کو

یہ فتنہ فرو کرنے پر مامور کیا۔ جس نے شیخ کی اعانت میں حد امکان تک ہمدویت کی بدعات

کا ازالہ کیا۔ مگر اتفاق سے مرزا معزول ہو گئے تو ان کی جگہ عبدالرحیم خان خانان آئے

اور ہمدویت کو پہ لگ گئے۔ اور ہمدوی زاویوں سے نکل کر ہر طرف پھیل گئے۔ چنانچہ

اس پر شیخ نے پھر عمامہ سر سے اتار دیا اور آگرہ کا سفر اختیار کیا لیکن ہمدوی ان کے تعاقب

میں لگے ہوئے تھے چنانچہ اجین کے قریب ان پر حملہ کر کے انہیں شہید کر دیا۔

ان کی سب کی سب تصانیف بلند پایہ ہیں خصوصاً

۱۔ مجمع بحار الانوار فی غرائب التنزیل۔

تصانیف

۲۔ لطائف الاشبہ۔ دو دو مجلدات کبیر جس کے اندر حدیث کے الفاظ کی لغت ہے۔

گویا یہ کتاب صحاح ستہ کی شرح ہی ہے اس کتاب کی جامعیت پر تمام اہل علم



متفق ہیں۔ اور یہ کتاب شیخ کاہم پر سب سے بڑا احسان ہے۔

۳۔ تذکرۃ الموضوعات در یک جلد۔

۴۔ المفتی فی اسماء الرجال۔

شہادت | ۹۸۶ھ میں اجین میں ہوئی۔ جہاں سے ان کا جسدِ فتن میں لا کر ان کے اسلاف کے مقبرہ میں سپردِ خاک کیا گیا۔

## ۲۷۲۔ محمد بن عادل برہان پوری

”الملك الفاضل“ محمد بن عادل بن نصیر فاروقی برہان پوری میراں محمد شاہ، شہ برہان پورہ۔ ۹۲۶ھ میں اپنے والد کے بعد زمامِ حکومت سنبھالی۔ وہ سلطانِ منظر شاہ حلیم گجراتی کے نواسے تھے۔ بدیں وجہ انہیں اپنے ماموں سلطان بہادر شاہ سے ان کے زمانہ حکومت و گجرات میں ایک قسم کی خصوصیت تھی۔ بہادر شاہ انہیں اپنے ساتھ تخت پر بٹھاتا۔ عماد الملک کا دیلی کے عداوت میں ان کی منزلت میں اور اضافہ ہو گیا اور بہادر شاہ نے انہیں چھتر احمد محمد شاہ کے خطاب سے نوازا۔ بہادر شاہ کے بعد تمام ملوک گجرات نے ان ہی کی سلطنت پر اتفاق کیا۔ اس وقت یہ برہان پور میں تھے چنانچہ شاہی چھتر اور مرصع تاج بھیج کر انہیں میراں بلا یا گیا لیکن مقدر غالب آگیا اور یہ راستے ہی میں فوت ہو گئے۔ ان کی نعش واپس لی جانی گئی۔ اور قبہ میں اپنے والد کے پہلو میں دفن ہوئے۔

فرشتہ نے جو لکھا ہے کہ ان کی رحلت ۹۲۲ھ میں ہوئی۔ تو یہ بعید از صواب ہے کیوں کہ بہادر شاہ کی وفات رمضان ۹۲۳ھ میں ہوئی۔ تو ان کی رحلت ۹۲۲ھ میں کیسے ہو سکتی ہے۔ جب کہ یہ بہادر شاہ کے بعد فوت ہوئے۔

شیخ محمد بن عادل برہان پوری

الشیخ الفاضل محمد بن عادل بن نصیر محمد بن عادل برہان پوری۔ یکم از نقدا۔ نے منقید مولد

چڑیاکوٹ۔ اپنی بستی کے اساتذہ علم و فن سے اکتساب کے بعد منہ تدریس آراستہ کی اور چڑیاکوٹ میں ایک عالی شان مدرسہ تعمیر کرایا۔

**تصانیف**  
۱۔ التفسیر المحمدی  
۲۔ الجواهر العربیہ (فنون ادبیہ)

۳۔ حاشیہ تلویح (اصول فقہ)

۴۔ الکوکب الدرّی (مواریث)

**وفات** ۹۶۲ھ میں ہوئی (تاریخ احمد المکرم چڑیاکوٹی) ۶۱۵۹۲ھ

۱۶۶۴ھ۔ الشیخ محمد بن عبد الرحیم عمودی

۹۸۲ھ ۱۲ رجب - ۶۱۵۶۱ھ

”الشیخ العلامۃ“ جمال الدین محمد بن عبد الرحیم بن محمد عمودی المتوفی در احمد آباد۔ ان کے بارے میں عبد القادر حضرتی النور السافر میں لکھتے ہیں کہ ان کے دادا محمد بھائی تھے شیخ العلامۃ احمد عمودی کے۔ اور یہ دونوں فرزند تھے شیخ کبیر علامہ شہیر فقیہ عثمان بن محمد عمودی کے جن سے مستفیض تھے حضرتی۔

وہ کریم النفس بااخلاق۔ کثیر التواضع۔ عوام کے محبوب اور انہیں مقبول تھے۔  
**وفات** شب شنبہ ۱۲ ماہ رجب ۹۸۲ھ ۱۲ رجب ۶۱۵۶۱ھ۔

۱۶۶۵ھ۔ شیخ فاضل محمد بن عبد العزیز کلیکوٹی ملیباری

”شیخ الفاضل“ محمد بن عبد العزیز کلیکوٹی ملیباری اپنے علاقہ کے مشہور عالم تھے۔  
**تصنیف** الفتح المبین السامری الذی بحب المسلمین۔ یہ قصیدہ ہے۔ ۱۵ اشعار کا۔ دروا  
ذاموری فیما بین اہل پرتگال و ہنود در ۹۰۳ھ۔ اس قصیدہ کا ایک نسخہ انڈین لائبریری ۶۱۲۹۶ھ

لندن میں محفوظ ہے (در آداب الفقه العربیہ)

## ۲۶۶ - شیخ محمد بن عبد القدوس گنگوہی

۳۹۴-۲  
۱۵۴۳-۵۱

”الشیخ العالم الکبیر“ محمد بن عبد القدوس بن اسماعیل بن صفی بن نصیر حنفی رودلوی ملقب بہ رکن الدین محمد گنگوہی۔ فرقہ چشتیہ کے مشہور شیخ تھے۔ علم پڑھا شیخ فتح الدین بن نصیر الدین دہلوی اور سید احمد الحلبی ملتان اور شیخ ابراہیم بن معین حسینی ایرجی سے۔ اور اپنے والد کی خدمت میں باریابی سے طریقہ چشتیہ و دیگر طرق مشہورہ میں تربیت حاصل کی۔ کیونکہ ان کے والد اکثر سلسلوں کے مجاز تھے۔ مگر طریقہ قادریہ میں شیخ ابراہیم ایرجی ممدوح الذکر سے اکتساب فرمایا۔ اپنے والد کی رحلت کے بعد ان کی نیابت میں مسند ارشاد پر متمکن ہوئے ان کے مریدوں میں شیخ عبدالاحد بن زین العابدین عمری سرہندی کے ساتھ دوسرے بے حساب الفاس ہیں۔

تصانیف | ۱۔ مرج البحرین  
۲۔ اللطائف القدوسیہ

۳۔ مکتوبات

وفات | ۳۹۴-۲  
۱۵۴۳-۵۱  
مدفن گنگوہ۔ اور قبر ان کی اب تک موجود ہے لوگ برابر اس کی زیارت کرتے اور برکت حاصل کرتے ہیں۔

## ۲۶۷ - شیخ محمد بن عبد الملک خالدی

۹۸۲  
۱۵۶۱

”الشیخ ابو محمد الفقیہ“ محمد بن عبد الملک خالدی۔ اپنے دور کے مشہور قادی تھے۔ دریا توجوید و قرآت اپنے والد سے پڑھے۔ بعد میں خود شوق کرتے رہے۔ ذکر کی تلقین بھی والد

نے کی۔ شیخ عبد القادر جیلانی کی روحانیت سے فیض حاصل کیا۔ اپنی عمر درس و افادہ میں مع حفظ الفا  
و توکل و عفاف و صبر صرف کر دی۔ کبھی امر اور ملوک کے سامنے ہاتھ نہ پھیلا یا۔ ۹۸۷ھ ۱۵۷۶ء  
کے روز آگرہ میں رحلت فرمائی (گلزار ابرار)

## ۲۷۸۔ شیخ محمد بن عبد الوہاب دہلوی

۹۴۲ھ ۱۵۳۵ء  
۲۷ شعبان

”الشیخ العالم الصالح“ محمد بن عبد الوہاب بن محمد بن رفیع الدین الحنفی البخاری دہلوی۔  
ہندوستان کے مشہور علماء میں سے ہیں

اساتذہ | اپنے والد اور شیخ عبد اللہ قرشی ملتان سے علوم کی تحصیل کی۔

تلامذہ | شیخ عبد العزیز بن حسن عباسی دہلوی۔ اور دیگر الفاس۔

آپ کثیر الدرس و افادہ۔ کریم النفس و اخلاق ستودہ سے مرصع، متواضع۔ عابد و خشیت الہی  
میں ڈوبے ہوئے تھے۔

وفات | بروز یک شنبہ ۲۷ شعبان ۹۴۲ھ ۱۵۳۵ء سال وفات اور تاریخ شیخ ہادی بودہ

(سہارن پوری)

## ۲۷۹۔ شیخ محمد بن علی الحشری

۱۵۹۱ء ۱۱۰۰ھ  
۲۷ شعبان

”الشیخ الکبیر“ جمال الدین محمد بن علی الحشری الکجراتی۔ مشہور مشائخ میں سے ہیں شیخ عبد اللہ  
النور السافر میں لکھتے ہیں کہ ان کے طور طریقے مقبول عام و خاص تھے۔ ان کی کرامات بھی بہت  
منقول ہیں۔ اور یہ جو بعض علماء نے بغیر ان کی خصوصیات کی جوائب نگاہ کئے ان کی خدمت کی  
ہے اُس کی کچھ پرواہ نہیں کرنی چاہیے کیوں کہ مشہور ہے کہ معاصر ہماصر کو کبھی اچھا نہیں کہتا

اگلے وقتوں سے برابر ہی چلا آ رہا ہے تخریفات و شطحیات سے ہر دور میں کام لیتے رہے ہیں اور انہیں بڑا کہنے والے برابر بڑا کہتے رہے ہیں۔ لہذا مصلحت کا تقاضا یہ ہے کہ ان کے اقوال کو بہتر محال پر حل کیا جائے۔ اور ہر حال میں ان کے بارے میں حسن ظن سے کام لیا جائے اور بنو حشیر صلاح و ولایت کا مرجع ہیں۔ ان کا نسب بنی ذہل ابن عامر سے ملتا ہے جو بطن ہے عک بن عدنان کا۔ اور لفظ ذہل بہ فتح یا و تشدید لام سے ہے (بقول جنیدی) رہا ان کا خرقہ؛ تو یہ ولی کبیر عالم شہیر قطب الزمن و مہیجۃ الیمن شمس الشمس ابو الخیث بن جمیل یعنی سے چلتا ہے۔ حضرت فرماتے ہیں کہ ان کی رحلت شب یک شنبہ ۲۷ ربیع الثانی ۱۰۰۰ھ کو ہوئی۔

## ۲۸۰۔ شیخ محمد بن علی سمرقندی

”الشیخ الفاضل“ محمد بن علی بن محمد مسکینی قاضی سمرقندی المشہور بہ فاضل عمد سلطان ہمایوں میں ہندوستان آئے اور ان کے لئے جواہر العلوم نام کی کتاب ایک سو صفحات میں لکھی۔ جو عالمی کی کتاب نفائس الفنون کی مثل ہے۔ اس کا آغاز ان الفاظ سے ہوتا ہے ”فاضل ترین منظومات جواہر العلوم“

## ۲۸۱۔ شیخ محمد بن بقرق حضرمی

۲۰ ماہ شعبان ۹۳۰ھ  
۱۵۲۳ھ

”الشیخ العلامة المحدث“ جمال الدین محمد بن عمر بن مبارک بن عبد اللہ بن علی حمیری حضرمی شافعی المشہور بہ بقرق۔ یکم از علمائے محققین و فضلاء تھے مدققین و بحسب تخریر محمد بن عمر آصفی در ظفر الوالد ولادت ہوئی نصف ماہ شعبان در ۸۶۹ھ کے روز۔ مولد و نشا حضرموت ہے۔ وہاں کے اساتذہ سے اکتساب کے بعد زبید گئے۔ اور یہاں کے شیوخ یعنی زین الدین محمد

بن عبد اللطیف شرجی سے حدیث و اصول فقہ فقیہہ جمال الدین محمد بن ابوبکر صالح سے پڑھے۔ اور

سید حسین عادل سے خرقہ حاصل کیا۔ اور قطبِ دوراں فخر الدین شمس الشموس ابوبکر بن عقیف عبد اللہ

قدس اللہ سرہما کی مصاحبت سے مستفیض ہوئے۔ دونوں سے گونا گوں فائدے حاصل کئے۔

۸۹۲ھ میں حج کیا اور مکہ معظمہ میں امام سخاوی دشمس الدین الحافظ سے حدیث میں مستفیذ ہوئے۔

۶۱۳۸۸

اب طریق تصوف پر گامزن ہوئے۔ ان سے یہ واقعہ بھی مروی ہے کہ جب میں نے زبیر مدین چلے

کھینچنا شروع کیا تو ابھی چلہ پورا نہیں کیا تھا کہ ہر ہر عضو سے اللہ اللہ کی آواز آنے لگی۔

وہ طلبا پر احسان کرتے۔ اہل خیر ان کے بہت قدر دان تھے۔ ان کا رجحان حق تعالیٰ کی طرف

رہتا۔ مقام شہر میں منصب قضا ملا۔ مگر آپ نے استعفا دے دیا۔ اب عدل پہنچے تو وہاں

کے رئیس مرجان عامری خود آپ کے پاس چل کر آئے۔ عوام میں تو قبولیت تھی۔ عدل

سے ہندوستان کا رخ کیا۔ تو سلطان مظفر بن محمود بیگرہ کے پاس پہنچے۔ جس نے آپ کی تنظیم میں

سبقت کی۔ وہاں رہنے لگے تو سلطان نے انعامات سے مالا مال کر دیا۔ وہ ان کا قدر دان

ہو گیا۔ آپ نے سلطان ممدوح کے لئے یہ کتابیں لکھیں۔

۱۔ تذکرۃ الحضرة الشاہینۃ الاحمدیہ بسیرۃ الحضرت النبویۃ الاحمدیہ۔

۲۔ الحسام المسلول علی مبغضی اصحاب الرسول

۳۔ ترتیب السلوک الی ملک الملوک

۴۔ متعنتہ الاسماع باحکام السماع (جو کتاب الامتاع کا مختصر ہے)

۵۔ مواہب القدرس فی مناقب العیدروس

۶۔ صفدی کی کتاب لامیۃ العجم کا اختصار

حضرت موت کے زمانہ قیام میں ان سے فقیہہ محمد بن احمد باجر فیل نے اور عدل میں عبد اللہ

بن احمد مخزمہ نے پڑھا وہ شعر بھی کہتے۔ ازاں جملہ

دوست خواہ دور ہو خواہ قریب دونوں حالتوں میں میں مطمئن رہتا ہوں، اگر محبوب

کا دعوا میرا آجائے تو غنیمت سمجھتا ہوں اور سب دعواں بیسرنہ رہے تو اُمیدوں سے ہی بہلاتا ہوں۔ نیز جارا اللہ بن ہند نے یہ اشعار بھی نقل کئے ہیں۔

اے وہ! جو اپنی فصیح و بلیغ اور عمدہ گفتگو سے زمین تک کو سیراب کر دیتا ہے، یعنی تو اپنے احسان و فضل سے اُس زمین کو مستفیض کرتا ہے اگر تو میرا امتحان لینا چاہتا ہے تو مبارزت کے وقت دیکھے گا کہ میں مقابل سے مرعوب ہونے والا نہ ہوں گا۔

اور جب گھوڑے میدان میں دوڑیں تو تو دیکھے گا کہ میرا گھوڑا اسب سے اول آئے گا۔

میں قسم کھا کر کہتا ہوں قدرت کی بدیہی نشانیوں اور اس کی صناعتی کی۔ جو آراستہ ہے۔ کہ اگر میں کوئی قصیدہ کہنے پر فخر کرتا تو میں اپنا گھر کمکشاں میں بنوا لیتا۔

اور ایسا قصیدہ کہتا جس کا ایک قافیہ پسندیدہ تر ہوتا اور فصاحت کے مہبان کو باقل میں تبدیل کر دیتا۔

تم بید شاعر کو دیکھتے کہ میرا قصیدہ سن کر اس کا ذہن کند ہو گیا ہے اور اور فرزدوق اخطل (بے ہودہ گو) ہو گیا ہے اور ہر شاعر پر میرے اشعار غرور کی سپا در کھینچتے اور مہلیل کا تار پود ڈھیللا کر دیتے۔

اگر ایمان الحسن نے نبوت کا دعویٰ کیا تو میں عنقریب اس فن میں رسول ہو جاؤں گا۔

کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ اشعار کا کہنا میرے لئے مشکل ہے حالانکہ یہ میرے لئے ایک پائمال بات ہے۔

اگر میں کسی قوم کے مدعیہ قضاوندہ کہوں یا غزل میں طبع آزمائی کروں تو عجب عجب معافی میں ظہور میں لاؤں۔

لیکن میں تو ایسا نر دہوں جو اپنی بطناعت بپا رکھتا ہوں اس شخص سے جو جو سب سے بڑا الودیتا ہے اپنی پونجی کو فضول خرچی کرتے ہوئے۔  
میر و دیکھتا ہوں کہ اگر حسین کبیر کسی بخیل کو دے دیا جائے۔ تو یہ بہت بڑا جرم ہے۔

میں یہ خیال نہ کر سکتا تھا کہ بچپو سانپ کا مقابلہ کر سکے گا۔  
یا دو سالہ اونٹ پنج سالہ اونٹ کا مقابلہ کر سکے گا۔

میں مسافر ہوں اور تو یہ کچھ ہے۔ مگر ہم دونوں میں رحم کا رشتہ ہے  
جو ہم جیسوں کی صلہ رحمی کا مستحق ہے۔

اور علامہ سزاوی نے اپنی کتاب الفنون اللمع میں لکھا ہے کہ صاحب ترجمہ کو حمزہ  
ناشری کی مصاہرت نصیب ہوئی۔ جن (خاتون) سے اولاد پیدا ہوئی۔ پھر جب عامر بن  
عبداللہ باب نے زبید میں ایک مدرسہ کی بنیاد رکھی تو انہوں نے یہ مدرسہ دیکھا۔ اور اس  
دیکھتے ہی مجھے اپنے یہ اشعار سنائے۔ یہ موقعہ تھا جب وہ عامر محدود سے جاندار  
دور سعود میں ملاقی ہوا، اس نے حج اسلام بھی کیا اور کچھ روز کہ معظمہ کے اندر قیام بھی فرمایا  
پھر واپس لوٹا۔ اللہ اسے اپنی حفاظت میں رکھے۔۔۔ وہ شعر یہ ہیں! ترجمہ :-  
اللہ انکار کرتا ہے ماسوائے ازیں کہ تو مفاخر کی بلند یوں پر جا پہنچے۔  
اس لئے تو اس نے تیرا نام عامر رکھا۔

تو نے دین کی بنیادیں ان کے مدٹ جانے کے بعد از سر نو تعمیر کرائیں  
اور زندہ کر دیا تو نے اللہ کے ان نشانات کو جو مٹنے کے قریب تھے۔  
تو اس بارے میں بلاشبہ دین کا مصلح ہے اور تیرے اس وصف



کے علامات ظاہر و باہر ہیں۔

اور حضرت می نے النور السافر میں بعض تذکرہ سلطان محمود بن محمد گجراتی ان کے بھی کچھ حالات ہیں اور آصفی نے ان کے چند اور مصنفات کا ذکر بھی کیا ہے، مثلاً

- ۱۔ الاسرار النبویة فی اختصار الاذکار النواویة
- ۲۔ ذخیرة الاخوان المختصر من کتاب الاستغناء بالقرآن
- ۳۔ الفیضة المنتخبة فی کتاب الاوائل للعسکری
- ۴۔ المتعنة المختصرة فی الحفصال المكفرة للذنوب المقدمة والمؤخرة
- ۵۔ الحدیقة الانیقة بشرح العروة الوثیقة
- ۶۔ الحواشی المفیدة علی ابیات الیافعی فی العقیدة
- ۷۔ ابیات شیخ عبداللہ بن اسعد یافعی پر تین شرحیں

۸۔ ۱۔ مفصل

۹۔ ب۔ متوسط

۱۰۔ ج۔ مختصر

۱۱۔ مختصر المقاصد الحسنہ

۱۲۔ لامیۃ العجم کی دو شرحیں

۱۳۔ شرح علی الملحة

۱۵۔ رسالہ فی الحساب

۱۶۔ رسالہ فی الفلک وغیرہ

حضرت می نے ان کے چند کرامات بھی لکھے ہیں جن کا اعادہ طول کلامی ہے۔ یہ بھی لکھا ہے کہ انہیں زہر پلا کر ختم کر دیا گیا۔ اس لئے کہ وہ سلطان کے بے حد

معتد تھے۔ بدیں و جہیاریوں حمد بزدند و زہر در طعاش کردند۔ یہ کارستانی سلطان

کے وزدا ہی نے کی اس طرح ان کی موت شہادت کے درجہ پر ہے۔ یہ حادثہ ۲ شعبان  
۹۳۰ھ کے روز گجرات میں ہوا۔ (ظفر الوالد)

۱۵۲۳ء

## ۲۸۲ - شیخ محمد بن فخر رہتاشی جو پورہ

”الشیخ الفاضل الکبیر محمد بن فخر الدین جون پوری، یکے از علمائے کبارہ تدریس مشغولہ

تھا اور متعدد تصانیف کے مالک ہیں۔ یعنی

۱۔ توذیح الحواشی شرح المصباح

۲۔ شروح برہ حواشی قاضی شہاب الدین دولت آبادی جو کافیہ بن حاجب پر ہیں۔

شیخ عبدالقدوس بن اسمعیل گنگوہی نے اپنے رسائل کے اندر انہیں علامہ عصر لکھا

ہے اور خواجہ محمد یاشم لکشی نے زبدۃ المقامات بعنمن ترجمہ شیخ عبدالاحد السمرندی

نے ان کا تذکرہ کیا ہے اور لکھا ہے کہ درس و افتادہ کی مسند پر جلوہ گر تھے اور کئی کتب کے

مصنف۔ شیخ عبدالاحد نے ان سے رہتاش میں ملاقات کی۔ ان کی مجلس میں باریاب ہوئے

اس لمحہ کے اندر وہ کتاب المصباح مؤلفہ شہاب الدین دولت آبادی کا درس دے

رہے تھے اور حاضرین (طلبا) تو اس پر اپنے اعتراضات لکھوا رہے تھے جو ”غیر واردہ“

(غلط) تھے۔ جس پر شیخ ممدوح عبدالاحد نے جواب دینے کا ارادہ کیا۔ مگر وہ اس کے

بغیر ہی مجلس سے اٹھ آئے۔ کیونکہ ان کا ارادہ تو سیاحت کا تھا نہ کہ مباحث میں دخل انداز

ہونے کا۔

ادھر جب محمد بن فخر درس سے فارغ ہوئے۔ اور انہیں یہ بات معلوم ہوئی تو

انہوں نے طلبا سے کہا۔ کہ میں نے تو قاضی کا کلام ظاہر عبارات پر عمول کیا۔ جیسا کہ آپ

لوگوں کے سامنے بیان کرتا رہا۔ مگر حقیقت یہ نہ تھی (یعنی) ”ولیس الامر کذلک“

بعد ازاں انہوں نے معترض علیہ عبارات کا صحیح محل بیان کیا۔ خواجہ سلیم کشمیری

فرماتے ہیں کہ میں ان کے اس انصاف پر حیران رہ گیا۔ پھر خواجہ سلیم صاحب نے لکھا ہے کہ  
یہی مولانا محمد بن فخر ایک روز علما کے ایک جم غفیر کی محبت میں ایک باغ میں داخل ہوئے جو شہر سے  
باہر تھا مگر دیکھتے ہی دیکھتے ہمراہیوں کی نظر سے غائب ہو گئے۔ انہوں نے بہت تلاش کیا  
مگر کہیں ان کا پتہ نہ پایا۔

## ۲۸۳۔ شیخ محمد بن المبارک جون پوری

”الشیخ العالم الفقیہ محمد بن المبارک الحنفی الجون پوری، کلام، اصول اور علوم عربیہ میں متبحر  
عالم تھے رکن الدین محمد الکنگوسی نے اللطائف القدوسیہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے فرماتے ہیں یہ نہایت  
عالم، صالح، متدین اور سلیم الفطرت شخصیت کے مالک تھے، طبیعت ایسی شائستہ پائی تھی کہ  
اگر کسی سے مباحثہ کے دوران معلوم ہوتا کہ میرا موقف درست نہیں ہے تو اپنے قول سے فوراً  
رجوع کر لیتے۔ آگے چل کر لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ شہر شاہ آباد میں مولانا عبد القدوس سے ان  
کا مباحثہ کلامی مسائل پر ہو گیا۔ یعنی کسی کے بارے میں دثوق سے یہ کہنا کہ فلاں شخص جنتی ہے یا  
دوزخی ہے۔ اور یہ بات تو میرے اور خدا کے درمیان یا میرے اور لوگوں کے درمیان ہے۔  
وہ اپنے اس دعوے کی دلیل کفر سے اسلام پر آنے کے وقت طہارت سے لیتے ہیں۔ یعنی جنت  
میں جانے کی شرط ایمان ہے جیسے کہ نماز میں آنے کی شرط غسل ہے۔ پس جب کسی کے ایمان کا  
یقین نہ ہو اور اس کے ایمان میں شک ہو۔ تو اس کے اہل جنت ہونے پر یقین پر معنی؛ باوجود  
کہ نماز کے لئے غسل میں شک ہونے پر اس کی نماز صحیح نہیں ہو سکتی۔ پس نماز اور جنت  
دونوں کی مذکورہ شرطیں لازم ہیں۔

شیخ عبد القدوس کا جواب :- جس طرح نماز کے لئے جواز کا مدار عدم شک پر ہے  
طہارت میں۔ اسی طرح دخول جنت کا انحصار ایمان میں عدم شک ہے۔ مگر جس طرح ظاہر میں  
اہل اسلام میں سے کسی کے ایمان پر شک کرنا جائز نہیں! اسی طرح ایسے شخص کے جنت کے

اندر داخل ہونے میں بھی ظاہر الحکم کے مطابق شک نہیں۔ رہا یہ امر کہ عند اللہ اس کی اصلیت کیا ہے تو ہم اس کا فیصلہ نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ہمیں اللہ کی بات کا علم ہی نہیں! نہ اس عقیدہ پر ہمارے لئے ضرر ہے کیونکہ یہ معاملہ غیب سے متعلق ہے۔ جس پر صاحب شرع کے سوا کوئی قطعی حکم نہیں لگا سکتا۔ یہی بات ہے کلمہ "یہ شخص انشاء اللہ مومن" ہے کے اندر۔ کیونکہ اس کی حقیقت ہماری نظر سے غائب ہے پس اسے صحیح تسلیم کرنا مقام خوف ہے اللہ رب جلیل صاحب کبریا و مالک عظمت کے نزدیک جس کے سامنے ایمان کے اندر شک کی کوئی اہمیت نہیں۔ (اللہ تعالیٰ اس امر سے پناہ میں رکھے) اسی لئے تو امام ابوحنیفہ ایمان کے ذکر میں انشاء اللہ کہنا پسند فرماتے۔ ان کے نزدیک میں سچا مومن ہوں "کہنا تحقق الایمان ہے اس حال میں اور حسن ظن ہے ذات الکریم المغفور الرحیم کے ساتھ مآلی میں۔ جو انجام کار مبہم نہیں (انشاء اللہ کے مطابق) رہا ایمان کے بارے میں نماز کا تطابق۔ تو یہ دونوں علیحدہ علیحدہ امور ہیں۔

جواب ابن المبارک :- یہ عقیدہ کہ ایمان خوف اور رجا کے درمیان ہے ایمان کی شرط ہے بخلاف اس قطعیت کے کہ "میں باایمان قطعی طور پر ہوں" تو ان دونوں میں منافات ہے۔ اس سے شرط مفقود ہو جاتی ہے اور جب شرط نہ ہو تو مشروط کیسی؟ کیونکہ لوگوں کے نزدیک قطعیت بھی خوف کو دور نہیں کر پاتی کہ اس سے نجات و فلاح کا علم حاصل ہو سکے یوں بھی ایمان کی قطعیت کا یہ علم اللہ کو ہے۔ جو غیر مقطوع ہے۔ اور لوگوں کے نزدیک اس کی قطعیت لازم ہے صحت ایمان پر، کیونکہ خوف و رجا کے درمیان شرط ایمان ہے۔ اور قطعیت کے ساتھ رجا بالکل ختم ہو جاتی ہے اور اس میں شرط کے ساتھ مشروط بھی غائب ہی رہ جاتا ہے۔

اسی طرح نماز اور طہارت کا معاملہ ہے تو ظاہر میں ان دونوں کی مطابقت بلاشبہ درست ہے۔ بخلاف ایمان تو اس کا ظاہر و باطن دو حیثیتیں ہیں۔ اور دونوں باہم شرط و مشروط وابستہ۔ پس دخول جنت کے لئے محض ظاہر کافی نہیں۔ کہ ظاہر کا علاقہ باطن کے ساتھ

ہے۔ عند اللہ دخول جنت کا انحصار ظاہر کے ساتھ باطن سے بھی ہے۔ اس لئے ایمان اور

نماز دونوں ایک دوسرے سے مختلف ہوئے۔

رکن الدین محمد فرماتے کہ جب ان کے عم بزرگوار عزیز بن اسماعیل ردو لوی نے یہ بات سنی تو ان کی طرف لکھا کہ جنت اور دوزخ دونوں اسلام اور کفر کا ثمرہ ہیں جب ہم نے کسی پر اسلام یا کفر کا مشاہدہ کیا تو ہم نے جس سے معلوم کر لیا کہ فلاں شخص مسلمان رہ کر مر رہا ہے اور فلاں کفر میں۔ وہ اسلام کا کلمہ آخر وقت میں کہتا رہا۔ اور یہ کفر کی تکرار کرتا رہا۔ اور ان دونوں سے اپنے اپنے کلام کا تفتیش صادر نہ ہوا۔ تو ہم نے لوگوں کی عام روایت کے مطابق پہلے کو جنتی اور دوسرے کو دوزخی کہا۔ اور کتابوں کے اندر بھی ان میں سے کسی کا انجام مبہم مرقوم نہیں۔ اس لئے ہم یہ تحقیق کسی کو اہل جنت یا اہل ناز نہیں کہہ سکتے۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ ان کے متعلق از روئے الہام انجام کا مدار اللہ کے علم میں ہے۔ اور اس کی حکمت نے ازل ہی میں اس کے حق کا فیصلہ کر دیا ہے۔ پس ہم دونوں میں سے کوئی بات کسی کی بابت نہیں کہہ سکتے واللہ اعلم۔

## ۴۸۴۔ شیخ محمد بن محمد ساجی

”الشیخ العلامة المحدث“ مجد الدین محمد بن محمد ساجی گجراتی المسند العالی خداوند خاں، یکے از علمائے مشہورین در علم حدیث، سلطان محمود شاہ کبیر کے عہد میں گجرات تشریف لائے سلطان نے بڑی تعظیم کی۔ جب آپ یہاں مقیم ہو گئے تو سلطان نے مال مال کر کے اپنے ولی عہد مظفر کا اتالیق مقرر کر دیا۔ اور خطاب رشید الملک عطا فرمایا۔

اور جب مظفر شاہ نے عنان حکومت سنبھالی۔ تو آپ کی منزلت میں اور اضافہ ہو گیا۔ آپ کو تمام امراء پر فوقیت بخشی۔ اور خداوند خاں کے لقب سے نوازا۔ حتیٰ کہ مسلسل چودہ سال تک وزیر مملکت کے منصب پر متمکن رہے پھر جب بہادر شاہ بن

مظفر شاہ نے تخت سلطنت کو دینیت بخشی تو آپ کو نیابت مطلقہ پر فائز کر دیا۔ آپ نے ۱۵ سال تک یہ عہدہ سنبھالے رکھا۔ جب بہادر شاہ دیو کی طرف گیا۔ اور ہمایوں تیموری نے گجرات فتح کر لیا، تو آپ کو مزید عطایا سے نوازا۔ اور جب ہمایوں کے سامنے پیش کئے گئے۔ تو اس نے نہایت خندہ پیشانی سے استقبال کیا۔ حتیٰ کہ اپنے مصاحبوں میں داخل کر لیا۔ اور انہیں اپنے ہمراہ آگرہ لے آیا گیا۔ مگر جب ہمایوں ایران کی طرف بھاگا۔ اور شیر شاہ سوری نے ملک کی باگ سنبھالی۔ تو سوری نے آپ کو گجرات کی طرف چھلٹا کر دیا۔ یہ دور شاہ محمد صغیر کا تھا۔ ایچی صاحب نے احمد آباد میں سکونت اختیار فرمائی اور یہیں فوت ہوئے۔ وہ علمائے کبار سے تھے اور حدیث و رجال میں بڑا درک حاصل تھا۔

## ۴۸۵۔ شمس الدین محمد بن محمد گجراتی

م ۹۳۲ھ - ۶۱۵۲۵ھ یکم صفر

۱۔ الشیخ العلامة شمس الدین محمد بن محمد بن محمد بن شاہ جو بن تگو در بن جہام نندہ قرشی نندہ مفتی الحجۃ العلامة حمید الملک شمس الدین بن رکن الدین بن تاج الدین فقہ و اصول و ادب میں فائق۔ مولد گجرات اتاریخ ولادت ۱۲ ربیع الاول ۸۴۱ھ اپنے دور کے اساتذہ سے پڑھا۔ سند تدریس آراستہ فرمائی۔ تلامذہ میں آپ کے فرزند عبدالعزیز اور دوسرے بے شمار القاس ہیں۔ وفات یکم صفر ۹۳۲ھ کے روز گجرات میں ہوئی۔ (بحوالہ رسالہ

ابن حجر کلبی)

## ۴۸۶۔ شیخ محمد بن محمد مالکی مصری

م ۹۲۸ھ - ۶۱۵۲۱ھ

۲۔ الشیخ العلامة محمد بن محمد بن عبدالرحمن بن حسن مالکی مصری۔ شیخ جلال الدین بن محمد الدین

مدفن احمد آباد۔ اپنے اسلاف کی طرح یہ بھی ابن سوید کے نام سے مشہور تھے۔ شیخ عبد القادر نے النور السافر میں لکھا ہے کہ ۱۴۵۰ء، ماہ شعبان ۸۵۶ھ کے روز پیدا ہوئے۔ ان کی والدہ کنیز تھیں۔ اپنے والد کی گود میں پروان چڑھے۔ قرآن مجید حفظ کرنے کے بعد کافیہ بن حلبب الفیہ وغیرہ پڑھے۔ اور تدریس شروع فرمادی۔ اپنے والد سے اکتساب کیا جن کا ترکہ بہت کچھ ملا۔ مگر بہت جلد ہی تلف کر دیا۔ تنگ دست ہو جانے پر سعید (خطہ در مصر) چلے گئے اور وہاں سے مکہ معظمہ باریاب ہوئے۔ جہاں حافظ شمس الدین سخاوی سے موطا مالک، مسند امام شافعی، ترمذی، ابن ماجہ اور الفیہ وغیرہ پڑھے۔

ان کے سوا جوان کی تصانیف تھیں۔ ان کی سواعنت کی۔ مدتوں امام سخاوی کی خدمت میں باریاب رہے جس کا تذکرہ انہوں نے اپنی تاریخ میں کیا ہے۔ سخاوی نے لکھا ہے کہ وہ بے حد ذکی اور جملہ علوم میں فائق تھے۔ حافظہ اچھا اور بات میں بھی سلجھاؤ تھا۔ لیکن اخلاق زیادہ اچھے نہ تھے۔

یمن تشریف لے گئے اور زیلع (بستی) کے اندر تدریس حدیث فرمائی۔ یہاں سے ہندوستان کا رخ کیا اور کجھایت میں آکر رئیس شہر کی مصاحبت سے سرفرازی حاصل کی۔ شیخ جبار اللہ ابن خلد فرماتے ہیں کہ ہندوستان میں انہیں بہت تعظیم ہوئی۔ سلطان محمود شاہ بیگھرو نے معرفت حدیث اور فصاحت کی وجہ سے ان کا لقب ملک المورثین رکھا۔

وہ سب سے پہلے خرد ہی جن کو اننا بڑا لقب ملا جس سے تمام مملکت میں ان کا وقتاً بڑھ گیا۔ رڈنا اور امرا سب ان کے آگے جھک گئے۔ وہ بڑے لوگوں تک کا مادی تھے۔ لوگوں کی ضرورتوں کے کفیل بن گئے ان کے عطیات عربین تک پہنچنے لگے۔ مگر جب سلطان محمود کے بیٹے مظفر شاہ نے عنان حکومت ہاتھ میں لی تو ان سے بے بہمن و ظالمانہ عیب لگے۔ اس بنا پر کہ وہ امراء سے بھی بے شہتہ عطیات کی تمنا کرنے لگے۔ جس سے آپ نے مظفر شاہ کی خدمت سے خرد کو الگ کر لیا اور اسی حالت میں عدم آباد کی راہ پکڑی۔

انہوں نے اولاد زربینہ نہ چھوڑی۔ بلکہ زندگی میں ایک لڑکے کو متبغی بنا لیا۔ جو ان کا وارث قرار پایا۔ اور ان کی اہلیہ کا بھی وارث ہوا۔ مگر ان کے قاہرہ سے غائب رہنے کی وجہ سے ان کی صاحبزادی جو وہاں تھی۔ اس کے لئے کوئی نہ ترکہ تھا۔ کیونکہ وہاں ان کی جائیداد نہ تھی۔ (سہوایت سخاوی)

اور آصفی نے نظر الوالدہ میں لکھا ہے کہ میں نے ان کے لئے بیس شیوخ مرویات پر اربعین مدد کی۔ جس کا نام الفتح المبین الہانی رکھا۔ جس سے مقتد ملک المحدثین قاضی جلال الدین کنعانی سے سند کا علو تھا۔ اور جن مشائخ حدیث کو اس سند سے شغف تھا انہوں نے اس کو نظم و نشر میں منتقل کیا۔ اور اپنا اپنا نسخہ مصنف کی خدمت میں بھیجا۔ آپ نے پسند کیا۔ اور اسے پڑھ کر دوسروں کو سنایا اور مجھے بھی اس پر مرہب کہا۔ (یعنی سخاوی کو)

آپ کی عظمت بدستور مسلم رہی۔ سلطان محمود کی رحلت کے بعد جب اس کا وزیر سربراہ حکومت ہوا تو وزیر محمد مجد الدین المسند العالی خداوند خاں ایچی کی سفارش سے سلطان کے مقرب ہوئے۔ سلطان نے ان کے بعض وظائف ختم کر دئے۔ محمود شاہ نے اپنی ولایت میں سے ارض جزیرہ (جو کفارہ سے جزیرہ کے طور پر لی جائے) آپ کے وثیقے میں شامل کر رکھا تھا۔ آپ نے مظفر شاہ کی خدمت ترک کر دی۔ آصفی نے آپ کی وفات ۹۲۹ھ لکھا ہے۔ احمد آباد میں دفن ہوئے۔

## ۴۸۷۔ العلامة محمد بن محمود طارمی

م ۹۲۱ھ  
۶۱۵۳۲۱

الشیخ الفاضل العلامة محمد بن محمود طارمی شیخ عماد الدین محمد طارمی کے ازافاضل مشہور درہند۔ مولد و منشاء طارم از مواضع خراسان۔ جو ان ہونے کے بعد مختلف اطراف میں گئے اور ائمہ علم و فن سے علوم کی تحصیل کی، ان میں سب سے اہم شخصیت جلال الدین محمد بن اسعد صدیقی دوانی صاحب کی تھی۔ پھر اپنے کتب خانہ سمیت نہروالہ گجرات



میں وارد ہوئے۔ اور یہاں سکونت اختیار فرمائی۔ ان کا مدرسہ نہروالہ میں بہت سود مند ثابت ہوا۔ ان کی شہرت پر مولانا وجیہ الدین علوی گجراتی اور قاضی علاؤ الدین عینی اور دوسرے بے شمار الفاس ان سے مستفید ہوئے۔ گجرات میں ان کی مسند تدریس کا مرتبہ بہت بڑا تھا۔

ان کے والد محمود تاجر تھے۔ انہوں نے صرف زر کثیر ایک بہت بڑا خیمہ تیار کروایا۔ لیکن روم میں اس کا کوئی خریدار نہ بنا۔ تب وہ اسے گجرات لے آئے۔ اور سلطان محمود بیگرہ کے سامنے پیش کیا۔ سلطان نے اس کی قیمت زیادہ سمجھ کر نہ خریدا۔ بات یہ ہے کہ یہ نماز کے لئے مسجد میں داخل ہوئے تو شیخ کبیر محمد بن عبداللہ الحسینی البخاری بھی مسجد میں داخل ہوئے تو شیخ کبیر محمد بن عبداللہ الحسینی البخاری بھی مسجد میں تشریف لائے۔ نماز کے بعد جب مسجد سے باہر نکلنے لگے تو محمود نے ان کے (مولانا محمود) کے ہاتھ کو بوسہ دیا دعا کی درخواست کی۔ تاکہ ان کا خیمہ جو بازار میں قیمت حاصل نہیں کر سکا۔ اچھے داموں پر بیگ جائے۔ شیخ نے اشارہ کیا کہ یہ خیمہ میرے گھر میں پہنچا دیا جائے۔ وہاں پر خیمہ نصب کرا دیا۔ آخر وہ اتنی قیمت میں خرید لیا گیا۔ جس پر اور کوئی اس کا خریدار نہ بن سکا۔ اور مولانا کے قیمت کی ادائیگی کے لئے دوسرے دن کا وعدہ کیا۔

الفاق سے ایک صاحب نے مولانا سے کہا۔ کہ اتنی رقم خطیر وہ شخص کہاں سے لائے گا۔ جس نے کبھی اس قدر رقم حاصل نہ کی ہو؟ اور ایسے فتوح غیبی روزانہ کہاں حاصل ہوتے ہیں؟ اور کب ان کا وعدہ پورا ہوگا؟ صاحب ترجمہ اجنبی تھے ان پر اس شخص کی باتوں کا بہت اثر ہوا۔ وہ شیخ کی منزل کی طرف گئے تو دیکھا کہ بے شمار لوگ خیمہ میں زینت کی لگی ہوئی چیزوں کو لوٹ رہے ہیں۔ وجہ یہ ہوئی کہ جب شیخ خیمہ میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ اس میں عجب عجب قیمتی چیزیں لگی ہوئی ہیں چنانچہ حکم دیا کہ جسے جو چیز اچھی لگے انار لے جائے اس حکم کے ملتے ہی قریب اور دور کے لوگ اُمنڈ آئے سلطان محمود بھی تریب کھڑے ہوئے تماشا دیکھتے رہے اور ندامت سے اپنے ہاتھ کاٹتے رہے۔ شیخ نے مولانا کی طرف توجہ کر کے فرمایا۔ ادھر آئیے، اور جو فرش پرے بیٹھنے کے لئے بچھایا گیا ہے اُسے لٹائیے

چنانچہ جنب انہوں نے اگٹا یا تو دیکھا کہ جتنی قیمت کا خیمہ تھا اتنی ہی پوری قیمت اس کے نیچے  
پڑی ہوئی ہے چنانچہ مولانا محمود نے اس قیمت کو اٹھایا اور شیخ کی بساط کو بوسہ دے کر  
معذرت چاہی اور درخواست کی کہ میں بے اولاد ہوں آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نے  
مجھے فرزند مرحمت فرمائے چنانچہ شیخ نے دعا کی اور آگے چل کر صاحب ترجمہ محمد ان کے ہاں  
طاریہ میں تولد ہوئے۔

بہادر شاہ گجراتی کے عہد میں حادثہ نہروالہ سے قبل ۹۴۱ھ میں ان کا انتقال ہوا۔  
(آصفی در نظر الوالہ)

## ۴۸۸۔ شیخ محمد بن محمود سندھی

م ۹۴۶ھ  
۱۵۴۹ء

«الشیخ العالم الصالح» محمد بن محمود بن طیب الوداعظ قطب الدین سندھی یکے از علمائے  
عالمین۔ وطن اصلی خراسان۔ جہاں سے منتقل ہو کر بھکر میں طرح اقامت ڈال دی۔ وہ ہر  
جمعہ کے روز وعظ کہتے۔ بہت پارسا و مقبول عام و خاص اور صالح تھے۔ رحلت ان کی  
۹۴۶ھ میں ہوئی (معصوم صفائی حسینی سندھی در تاریخ سندھ)  
۱۵۴۹ء

## ۴۸۹۔ شیخ محمد بن محمود تٹوی

م ۹۴۰ھ  
۱۵۴۲ء

«الشیخ العالم الکبیر» محمد بن محمود بن ابوسعید تٹوی سندھی۔ یکے از علمائے حنفیہ۔  
(نہادندی در آثار)

## ۴۹۰۔ شیخ محمد بن معظم کاپڑوی

«الشیخ العالم الصالح» محمد بن معظم الحسینی الکا پڑوی یکے از بزرگترین علماء ظاہری و باطنی۔  
دریات میں ان کے استاد قاضی محمد بن کدن اور طریقت میں ان کے والد ہیں۔ آپ نہایت

حسین، نوزانی شکل۔ بااخلاق، شیریں کلام۔ خوش خط خصوصاً جلی قلم میں، اور ان جملہ علوم میں فائق تھے۔ بے شمار لوگوں نے آپ سے علمی استفادہ کیا۔ ۹۴۳ھ میں رحلت فرمائی اور وہیں سپرد خاک ہوئے (گلزار ابرار)۔

## ۴۹۱۔ شیخ محمد بن منتخب امر وہی

۹۸۶ھ

«الشیخ العالم الکبیر» محمد بن منتخب بن کبیر بن چاند بن منتخب حسینی امر وہی المشہور بہ میر عدل از نسل سید شرف الدین حسینی الفتوی۔ مولد و منشا امر وہی تحصیل علم کے لئے پھیل گئے، شیخ حاتم بن ابو حاتم کے برسوں ملازم خدمت رہ کر دربیات پڑھیں، حدیث اور دوسرے علوم سید جلال الدین بدایونی کی خدمت میں باریاب رہ کر حاصل کئے۔ یہاں تک کہ فائق اقران ہو گئے، اور فتوے نویسی اور تدریس پر حاوی ہو گئے۔ سلطان اکبر تہجوری نے آپ کو دارالعدل کی امارت پر متعین کر دیا۔ جس پر آپ برسوں فائز رہے۔

آپ متقی و پارسا اور حدود اللہ کے سختی سے پابند تھے۔ اوامر و نواہی دونوں کی تلقین فرماتے۔ دین کے بارے میں سخت متعصب تھے۔ بار عیب تھے اور منکرات پر لوگوں پر بہت سختی کرتے۔ کسی ملحد کو لب کثافی کی جرأت نہ ہوتی۔ حتیٰ کہ قاضی القضاة پر بھی مقدس کے اندر اپنا "خبیث" ظاہر کرنے میں تامل کرتا۔

بدایونی فرماتے ہیں ایک مرتبہ حاجی ابراہیم سرعندی نے مردوں کے لئے سرخ اور زرد کے لباس کے جواز پر سلطان کے رد پر و فتوے دیا۔ جس پر آپ بے حد خفا ہوئے۔ حتیٰ کہ انہیں بر بلاصلواتیں سنائیں، بدایونی کا بیان ہے کہ خود سلطان ان سے مخالف رہتا اور اسی وجہ سے انہیں دار الخلافہ سے دور سندھ میں قاضی متعین کیا یہ ۹۸۴ھ کا واقعہ ہے۔ جہاں آپ نے تھوڑی سی مدت کے بعد ۹۸۶ھ میں انتقال کیا۔

## ۲۹۲۔ الشیخ محمد بن منکن ملا نوی

م۔ یکم ماہ رجب ۹۳۷ھ  
۱۱۵۳ھ

«الشیخ الصالح المعتمد محمد بن منکن بن داؤد بن شہاب الدین رومی بکری ملا نوی المشہور بہ شیخ مصباح العاشقین یکے از مشائخ کبار چشتیہ۔ مولد شہر پانی پت۔ سال ولادت ۱۱۲۹ھ۔ ۱۱۶۰ھ۔

**اساتذہ** | بلا محمد سعید سے فارسی اور صرف و نحو اور فقہ کی کچھ مختصرات پڑھیں۔ اس کے بعد ابتدائی رسائل اور فقہ پڑھی۔ لاہور تشریف لائے اور پھر ملتان جا کر شیخ بہاؤ الدین ابو محمد زکریا ملتانی کے حضور زانوئے تلمذتہ کئے۔ ملتان ہی میں مولانا حسین سے جملہ درسیات پڑھیں۔

حدیث بھی ان ہی سے پڑھی۔ بعد ازاں نودن حجاز گئے اور مشائخ مکہ معظمہ سے حدیث پڑھی۔ مدینہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں تشریف لے گئے۔ وہاں ۱۹ ماہ تک قیام کے بعد ہندوستان واپس آگئے۔ اور پانی پت میں شادی کر لی۔ کچھ عرصہ بعد لکھنؤ میں شیخ محمد اعظم حسینی کرمانی اور ان کے ہر دو رفقا شیخ محمد مینا و شیخ سعد الدین کی خدمت میں رہے۔ لکھنؤ سے اجودھیا آگئے۔ اور شیخ احمد صوفی راوتی کی بیعت کی۔ سات سال مسلسل ان کی خدمت میں بار بار رہے۔ یہاں چلہ کشی شروع کی۔ حتیٰ کہ جذب و سلوک کی منزل تک آ پہنچے۔ جس پر شیخ احمد صوفی نے آپ کو شیخ جلال الدین پنڈوی کے پاس بھجوا دیا۔ اور بنگال جانے کی ترغیب دی۔ آپ اس سفر میں ابھی بنارس ہی پہنچے تھے کہ ایک ہندو عورت پر فریقتہ ہو گئے۔ کئی سال بنارس میں گزار دئے۔ مگر جب شیخ احمد مذکور نے سنا تو خط میں اس حصول مقصد کے لئے تحریک فرمائی۔ اور..... آپ بنارس سے پنڈوہ آ کر شیخ جلال الدین کی خدمت میں باریاب ہو گئے۔ اور ان کے معمولات پر عمل کرنے لگے۔ حتیٰ کہ درجہ مشیخت پر آ پہنچے۔ شیخ نے آپ کو خلافت عطا فرمائی۔ مصباح العاشقین لقب ارزانی فرمایا۔ اور تزویج کے لئے حکم دیا۔ آپ نے تعمیل فرمائی اور اس اہلیہ سے بھی اولاد حاصل ہوئی۔ اتنے میں شیخ جلال الدین شہید ہو گئے۔ تو آپ بنگال سے ہجرت کر کے جون پور آگئے اور پھر وہاں سے قنوج کے ارادہ سے نکلے، لیکن ابھی قنوج سے بیس میل ادھر ہی تھے کہ ملاوہ نامی مقام

پسند آگیا اور وہیں اقامت اختیار کر لی یہ واقعہ ۸۸۶ھ کا ہے۔ اور کچھ عرصہ بعد حضرت بختیار  
روشی (شیخ قطب الدین) دہلوی کے مزار پر سالانہ مجلس میں شرکت کے لئے روانہ ہوئے۔ تو  
سلطان ابراہیم بن سکندر شاہ مودی نے اپنے والد کے حکم سے آپ کا استقبال فرمایا۔ جس سے  
دوسرے روز خود سکندر شاہ ممدوح بھی آپ کی ملاقات کے لئے حاضر ہوا۔ اور آپ کی ضیافت  
کی۔ دہلی کے اکثر لوگوں نے آپ کی بیعت سے استفادہ کیا۔

آپ کثیر المشاغل و الفکر الذکر ہونے کے ساتھ شدید العبادت تھے۔ اللہ نے آپ کو  
ایک سو سال سے زیادہ عمر دی۔ اس عمر میں بھی چھ ماہ کا ایک چلہ کھینچا اور افطار میں بھی سوائے  
ایک یا دو کھجوروں کے اور کچھ تنادل نہ فرماتے۔ چھ مہینے کے بعد جب زاریہ سے نکلے۔ تو  
توڑے تقریباً جواب دے چکے تھے اور چیلنا پھرنا اور گفتگو کرنا حد درجہ دشوار تھا صرف آنکھ  
کے اشارہ سے اپنی بات سمجھانے کی کوشش کرتے۔ چلہ سے نکلنے کے بعد گوشت کا شوریہ  
تھوڑا تھوڑا استعمال کرنا شروع کیا تھا آنکھ پھر قوت عود کر آئی۔ ایک روز دیکھا کہ ان کی  
اہلیہ نے ان کی قبر کی خاطر بہت بڑی عمارت تعمیر کروائی ہے۔ دیکھ کر فرمایا کہ اس نے اپنے  
بیٹے جلال کی خاطر دکان تعمیر کروائی ہے ورنہ میری قبر کے لئے ایسی نچتہ عمارت کی کیا ضرورت  
تھی میرے لئے تو آسمان کی کھلی چھت کافی تھی۔ اس سے چند روز بعد بخار میں گھر گئے۔ اور  
اسی حالت میں داخل بہت ہوئے۔ یہ واقعہ یکم ماہ رجب ۹۳۶ھ کے روز ظہور پذیر ہوا۔  
دچند واردی نے یہ تذکرہ اپنی کتاب مصباح العاشقین میں لکھا ہے۔

## ۲۹۳۔ شیخ محمد بن حبیب اللہ شیرازی

«الشیخ الفاضل» محمد بن حبیب اللہ بن عطا اللہ حسینی شیرازی سید کمال الدین  
گجراتی۔ علوم حکمیہ میں فرد روزگار۔ ۸۹۸ھ کے اندر سلطان محمود شاہ کبیر کے زمانے میں ان  
کے والد شیراز سے ہندوستان آگئے۔

آپ نے اپنے والد ہی کی خدمت میں مدتوں باریابی سے پڑھا۔ حتیٰ کہ اکثر فنون  
میں چید العصر ہو گئے۔ درس و افادہ مشغلہ تھا۔ بے شمار الفاس (از علماء) نے آپ سے

اکتساب کیا وفات ۲۵ ربیع الثانی کو باساول بستی میں ہوئی لیکن صحیح سنہ وفات معلوم نہ ہو سکا۔

## ۴۹۴- شمس الدین محمد بن یار محمد غزنوی

۹۴۰ھ  
۶۱۵۵۲

«الامیر الکبیر» محمد بن یار محمد حسینی الغزنوی نواب شمس الدین محمد اتکہ خاں دہلوی «الخان الاعظم»

بیچے از علمائے کبار در دولت تیموریہ۔ مولد و منشا غزنہ سلطان بابر شاہ تیموری کے صاحبزادہ

مرزا کامران کے مدت تک مصاحب رہے۔ اور جب ۹۴۰ھ میں فوج کے مقام پر سلطان

ہمالیوں کو شیر شاہ سوری کے مقابلہ میں شکست ہو جانے پر فوج بھی جان بچانے کے لئے جہاں

کو دپٹی تھی۔ جس سے اکثر سپاہی دریا میں ڈوب کر مر گئے۔ اور ان کے ساتھ ہمالیوں نے اپنی سواری

کا ہاتھی دریا میں ڈال دیا۔ مگر جب ہاتھی دریا کے دوسرے کنارے پر ساحل سے لگا۔ تو یہاں

بلند تودہ تھا۔ جس سے ہاتھ خشکی پر نہ پہنچ سکا۔ اور ہمالیوں نے فکر و غم کی لہروں میں بیچ و تاب

کھانے لگا تو دفعۃً ایک شخص نے سلطان کا ہاتھ پکڑ کر اسے ساحل پر پہنچا دیا۔ ہمالیوں کی

جان میں جان آگئی۔ اپنے نجات دہندہ کا نام دریافت کیا۔ یہ شمس الدین محمد غزنوی تھا۔ ہمالیوں

اس سے بڑا اچھا وعدہ کر کے پنجاب کی طرف بڑھا۔ اور جب ہمالیوں کی بیگم نے اکبر کو جہنم دیا

تو ہمالیوں نے شمس الدین کی زوجہ کو بچے کی رعناعت سپرد کی۔ وہ اکبر کو اس کے پاس چھوڑ

کر خود ایمان چلا گیا۔ اور جب وہاں سے لوٹ کر دوبارہ اس ملک پر قابض ہو گیا تو شمس الدین

محمد نذکور کو پنجاب کے اندر جاگیر عطا فرمادی۔

جب اکبر نے زمام حکومت ہاتھ میں لی۔ اور امیر مشہور بیگم خان کو معزول کیا۔ تو امیر نذکور

کے جملہ امور از تنہا از قسم علم و تقارہ وغیرہ شمس الدین محمد کو عنایت فرمادئے۔

صاحب ترجمہ مردناصل و صالح العتیدہ و پارسا اور دیانت دار ہونے کے ساتھ

کثیر العبادت اور اکبر کے نزدیک بھی عالی منزلت تھے۔ جس کی وجہ سے امرا ان کا اس قدر حسد کرتے کہ آخر ۹۴۰ھ میں ادبہم بن باہم نے انہیں قتل کر دیا جس کی پاداش میں

قساتی کو قصاص کے طور پر جلاؤ کے حوالے کر دیا گیا۔ ان کی تاریخ وفات خان شہید  
ایک صاحب نے کہی۔ (عبدالرزاق درناثر الامراء)

## ۷۹۵ - مہدی جون پوری

مہینہ شنبہ ۱۵۰۴ھ

(«الشیخ الکبیر» محمد ابن یوسف حسینی جون پوری مدعی حدودیت از مشاہیر مہندہ سال ولادت  
۸۲۴ھ - مولد شہر جون پور۔ حفظ قرآن کے بعد شیخ دانیال ابن الحسن عمری بلخی کے حضور زانوئے  
۶۱۳۲۳  
تلمذتہ کئے۔ ۱۵ سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہو کر حرات کے ساتھ بحث و تدریس کے حلقہ  
میں در آئے۔ جس کی وجہ سے ان کا لقب اسرار العلماء مشہور ہو گیا۔ تدریس کی مسند آراستہ  
کی اور طریقت میں بھی اپنے شیخ العلوم دانیال سے مستفید ہوئے۔ ریاضت و مجاہدہ میں  
مدتوں مسلک رہے۔ بعد ازاں گھر بار اور وطن چھوڑ کر اہل و عیال کو ہمراہ لیا اور طویل عرصہ  
تک پہاڑوں اور جنگلوں میں گھومتے پھرے، اس سفر میں خود کو مہدی سے بلقب کیا۔ پھر  
چندیری چلے گئے۔ یہ شہر علاقہ مالوہ کا سب سے بڑا شہر تھا۔ یہاں وعظ و تلقین شروع کر  
دی۔ عوام کا میلان آپ کی طرف ہو گیا۔ جس پر مشائخ حسد پر اتر آئے۔ اور اپنے انصار کو  
ان کے شہر بدر کرنے پر آمادہ کر دیا۔ سید صاحب وہاں سے شہر مندو چلے گئے۔ سلطان  
غیاث الدین خلجی اور مولانا الشیخ ہدایت معتقد ہو کر بیعت ہو گئے۔ جس سے آپ کی عظمت بڑھ  
گئی۔ پھر صوبہ بکرات کے شہر جاپانیر میں وارد ہوئے۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر شروع کر دیا۔  
لوگوں کو زہد و کیسوتی کی تلقین کے ساتھ شریعت پر قائم رہنے کی ہدایت فرماتے۔ یہ رنگ دیکھ  
کر سلطان محمود شاہ الکبیر راغب ہو گئے۔ اور آپ کی مجلس میں حاضری پر آمادہ ہو گئے مگر علماء وقت  
نے سلطان کا یہ رنگ دیکھ کر منع کیا۔ آپ بہان پور اور دولت آباد ہوتے ہوئے احمد نگر  
چلے گئے۔ یہاں کے رئیس امیر نظام شاہ بڑی تعظیم سے پیش آئے۔ پھر آپ شہر احمد آباد وید  
آئے جس کا نام اورنگ زیب عالمگیر نے محمود آباد رکھا۔ یہاں شیخ مومن، ملا ضیاء اور قاضی  
علاؤ الدین وغیرہ نے آپ کی بیعت کی۔ پھر آپ گلبرگہ آئے اور حرمین شریفین کا سفر فرمایا۔

اور مکہ معظمہ میں پہنچ کر دوسری مرتبہ اپنے مہدی ہونے کا اظہار فرمایا۔ اور فرمایا کہ

مَنْ تَبِعَنِي فَهُوَ مَوْمِنٌ (جو شخص میری پیروی کرے وہ مومن ہے)

مکہ معظمہ میں شیخ نظام وقاصی علاؤ الدین نے سب سے پہلے ان کی بیعت کی۔

یہ ۹۰۱ھ کا واقعہ ہے۔ حج کے بعد آپ احمد آباد و گجرات تشریف لا کر ذکر میں مصروف ہو

۹۰۱ھ  
۱۲۹۵

گئے۔ لائعداد افراد نے آپ کی بیعت کی۔ یہاں آپ نے تیسری مرتبہ اپنی مہدویت کا

اظہار فرمایا۔ جو ۹۰۳ھ کا ماجرا ہے۔ علمائے شہر آپ کے شہر بدر کرنے پر تل گئے سلطان

۹۰۳ھ  
۱۲۹۷

محمود شاہ الکبیر نے آپ کو احمد آباد سے شہر بدر کر دیا۔ آپ قریہ سولہ سائچ میں کچھ روز

قیام کے بعد شہر قن اور وہاں سے قریہ برلی (جو قن سے ۳ میل پر واقع ہے) اب

چوتھی مرتبہ آپ نے مہدی ہونے کا اظہار فرمایا۔ با ایں وصف کہ

مَنْ انصَرَ فَقَدْ انصَرَ (جو شخص ان کی مہدویت کا انکار کرے وہ کافر ہے)

جس پر علمائے آپ سے بحث کی۔ تو آپ سندھ کے ارادے سے چل پڑے۔

یہاں کے علما بھی آپ کے خلاف ہو گئے، اور بحث و نقد کے بعد آپ کو سندھ سے

نکال دیا۔ لیکن یہاں کے باشندے جو ق و جو ق آپ پر ایمان لے آئے۔ آپ نے

سندھ سے خراسان کا قصد فرمایا۔ اس سفر میں آٹھ سو افراد آپ کے ہمراہ تھے۔

حتیٰ کہ شہر قندھار میں وارد ہوئے۔

قندھار کے رئیس مرزا شاہ بیگ نے آپ کو وہاں جامع مسجد میں علمائے شہر کے سامنے

اپنا دعویٰ پیش کرنے کے لئے کہا۔ آپ مسجد میں حاضر ہوئے۔ وعظ کیا۔ خود روئے لوگوں

کو ر لایا۔ تو مرزا شاہ بیگ یہ حالت دیکھ کر آپ پر مائل ہو گیا۔ اور آپ کا راستہ کھول دیا۔

جب آپ فراہ نامی مقام میں پہنچے تو امیر ذوالنون نے آپ کا راستہ روکا اور شاہ

خراسان حسین مرزا کو لکھا کہ ان سے کیا سلوک کیا جائے، اس خط پر نو ماہ گزر گئے اور

کوئی جواب نہ آیا۔ تا آنکہ اسی مدت میں سید محمد کا انتقال ہو گیا۔ جس کے بعد ان کے

اصحاب ادھر ادھر بکھر گئے۔ اور وہ جہاں گئے اپنی دعوت پیش کرتے گئے۔ جن میں سے

صوبہ گجرات دکن میں ہمارے عہد تک اس فرقہ کے ماننے والے موجود ہیں۔



بعد ازاں ان کے پیروؤں میں ان کے دعویٰ کے متعلق اختلاف ہو گیا۔  
 ۱۔ ایک گروہ نے انہیں صرف صاحب کشف و کرامت بتایا۔  
 ۲۔ دوسرے گروہ نے انہیں صاحب کشف و کرامت ہونے کے ساتھ اپنے کشف  
 کی تعبیر میں خطا کار بتایا۔

۳۔ تیسرے گروہ نے انہیں ان کے مسلک جدید میں مبتدع بتایا۔

۴۔ بدایونی نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ

استکان صاحب مقامات عالیہ ذاصدق و اخلاص فی الطریقہ،

رفیع المنزلت فی الفقر اختراع اصحابہ طریقاً جدیداً۔

وہ صاحب مقامات عالی تھے صاحب صدق و اخلاص تھے اپنے طریقہ اور

فقر میں کبھی ان کا مرتبہ بلند تھا۔ ان کے اصحاب نے یہ جدید طریقہ ایجاد کر لیا،

۵۔ عبد الرحمن ابن طحوی نے مرآة الاسرار میں لکھا ہے کہ

استکان عارفاً اخطا فی کشفہ

(وہ عارف تو تھے مگر انہوں نے اپنے مکشوفات کی تعبیر میں غلطی کی ہے)

۶۔ ابن مبارک فرماتے

استنادعی الہدیٰ فی غلبۃ الحال و صدق منہ الخوارق الکثیرہ فی

جمہر علیہ الناس و صدقہ فی ادعائہ

(انہوں نے غلبۃ الحال یعنی بے اختیار کی حالت میں مہدویت کا دعویٰ

کیا۔ ان سے خوارق کا صدور ہوا۔ لوگ ان پر جمع ہو گئے اور ان کے دعویٰ

مہدویت کی تصدیق کی)

لاہوری نے اپنی تالیف خزینۃ الاصفیاء میں لکھا ہے۔

استکان انا مہدی فی غلبۃ الحال و السکھوکما قال بعضہم،

”انا للہ! و سبحانی ما اعظم شافی و امثال ذلك من الاقوال“

(انہوں نے کہا میں مہدی ہوں یہ کہنا ان کا غلبۃ حال و بے اختیار کی اور اگر

کی وجہ سے تھا۔ جیسا کہ بعض اہل اللہ نے خود کے متعلق فرمایا۔ "میں اللہ ہوں اور منزہ ہوں لغزش سے وارہی میری شان ابیہ اور اس قسم کے اقوال اور صوفیا کے بھی ہیں۔"

لیکن واقعہ یہ ہے کہ سید محمد نے دوسرے صوفیا کی مانند ہوش میں آنے کے بعد اپنے

ایسے اقوال سے رجوع فرمایا تھا۔ مگر ان کے جہاں پیروں نے ان (سید مہدی) کے رجوع کو معتبر نہ ٹھہرایا بلکہ وہ اس پر مصر رہے کہ سید صاحب مہدی موعود تھے۔ جس سے وہ خود بھی راہ راست سے دور رہ گئے اور بے شمار مخلوق کو بھی گمراہ کیا۔ یعنی ایک نیا مذہب ایجاد کر لیا اور اس مذہب کا نام فرقہ مہدویہ رکھ لیا۔

۷۔ البورجاء محمد شاہ جہاں پوری نے اپنی کتاب "الہدایۃ المہدویہ" میں لکھا ہے کہ  
 ۱۔ ان الجون پوری لم یمنع اصحابہ عن ذلك ویدل اسم ابیہ بعبد اللہ  
 واسم امہ بآمنہ وانشاعہا فی الناس۔

دجون پوری نے اپنے اصحاب کو اپنے مہدی ماننے سے نہیں روکا۔ اور اُس نے اپنے باپ اور والدہ کا نام بدل کر عبد اللہ اور آمنہ رکھ دیا اور لوگوں میں یہی نام مشہور کر دئے۔

وصنف کتاباً فی اصول ذلك المذہب ثم نقل رجاء اصول ذلك المذہب  
 فی کتابہ،

اور مہدی صاحب نے اپنے مذہب (بلکہ مسلک مترجم) پر ایک کتاب لکھی جس میں سے البورجاء نے اپنی کتاب میں ان کے کچھ اصول نقل کئے۔

ب۔ مثلاً یہ کہ "اننا مہدی موعود وانا افضل من ابی بکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم"

ج۔ بل اننا افضل من آدم و نوح و ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ علی نبینا و علیہم السلام

د۔ وانا کان مساویاً بسیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی المنزلۃ و ان کان

تالبعالہ فی الدین ،

- ۴ - ومنها ان ما خالف من الكتاب والسنة قوله وفعله فهو غير صحيح ،  
 و - ومنها ان تاويل كلامه حرام وان كان مخالفاً للعقل ،  
 ز - ومنها ان المجون پوری وسيدنا محمد آصلی اللہ علیہ وسلم کلاهما مسلمان کاملان  
 دسائر الانبياء ناقصوا الاسلام ،

ح - ومنها ان اللسان ان لم يشاهد الانوار الالهية بالعين او بالقلب في اليقظة  
 او في المنام فليس بمومن -

ط - ومنها ان الواجب على كل مسلم ان يهجر وطنه ويختار صحبته الصادقين  
 بعد الهجرة ،

ی - ومنها ان المجون پوری شريك في بعض الصفات الالهية بعد فوخره بهنصب  
 الرسالت والنبوۃ انتهى بقدر الحاجة -

(ب) وہ مہدی موعود ہیں اور حضرت ابو بکر و عمر عثمان و علی رضی اللہ عنہم سے افضل ہیں  
 (ج) بلکہ وہ افضل ہیں حضرت آدم و نوح و ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ علی نبیاء علیہم السلام  
 سے ۔

(د) وہ مرتبہ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر ہیں مگر شریعت میں ان کے  
 پیرو ہیں ۔

(۴) ان کا جو قول یا فعل کتاب و سنت کے خلاف ہو ۔ وہ قول صحیح نہیں ۔

(و) ان کے کلام کی تاویل حرام ہے ۔ اگرچہ وہ کلام عقل کے خلاف ہو ۔

(ز) جون پوری اور سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم دونوں کامل مسلمان تھے اور بقیہ  
 انبیاء ناقص الاسلام تھے ۔

(ح) اگر انسان اپنی ان آنکھوں اور دل سے بیداری یا نوم کے اندر انوار الہی نہ دیکھ  
 پائے تو وہ مومن نہیں ہے ۔

(ط) ہر ایک مسلمان پر اپنے وطن سے ہجرت کرنا واجب ہے ۔ جس کے ساتھ ہی وہ

صالحین کی مجلس اختیار کرے۔

(ی) جو نیپوری رسالت پر فائز ہونے کے بعد بقدر ضرورت خدائی پر فائز ہو گئے تھے، بعض صفا  
الہی میں بھی خدا کا شریک ہے۔

تاریخ پالن پور مؤلفہ گلاب بن عبداللہ المہدوی میں مذکور ہے کہ فرقہ مہدویہ باقاعدہ کچھ اصول  
ہیں اور کچھ فروع اصول یہ ہیں کہ سب سے پہلے اس حسن قصد و اخلاص سے توبہ کی جائے کہ اس  
میں ریاض کا شائبہ تک نہ رہے۔

دوم۔ ایسے اعمال صالح کئے جائیں جن سے اللہ کا قرب حاصل ہو۔  
سوم۔ حفظ القاس کے طریق پر ہمیشہ اللہ کے ذکر میں مشغول رہنا چاہیے۔

فروع میں ان کا طور طریق بالکل اہل سنت کی طرح ہے ذرا برابر فرق نہیں۔ ان کا قول  
ہے کہ جو کوئی ہمارے طریقہ پر آنا چاہے اس کے لئے لازم ہے کہ دنیا و علائق دنیا کو خیر باد  
کہے، دوم لوگوں سے کنارہ کشی اختیار کرے، سوم وطن و دیار کو خیر باد کہے، چہارم صدیقین  
کی صحبت اختیار کرے۔ پنجم۔ دوام ذکر، اس تو صبیح سے غالباً آپ پر واضح ہو گیا ہو گا کہ اہل سنت  
والجماعت اور ان کے مابین سوائے مہدی جو نیپوری کے دعوے مہدویت کے اور کوئی فرق  
نہیں۔

ان کی وفات بروز پنج شنبہ ۱۵۰۴ھ کو ہوئی۔

۱۷۹۴ - شیخ محمد بن یوسف بہمان پوری المشہور شیخ بھکاری

”الشیخ العالم الفقیہ“ محمد بن یوسف بن کمال القرشی الماندوی الشیخ تاج الدین بن کمال الدین  
بہمان پوری المشہور بہ شیخ بھکاری۔ بیچے از مشائخ کبار۔ ان کے جد کمال الدین ہندوستان  
نشریف لائے، اور رتھمبور میں سکونت اختیار فرمائی۔ یہاں انہوں نے شادی کی۔ اور اولاد

کی دولت سے بہرہ مند ہوئے۔ جن میں ایک تاج الدین یوسف ہیں جو ۸۸۵ھ میں پیدا  
ہوئے، انہوں نے مندو میں شادی کی، اس خاتون کے بطن سے قطب الدین محمد  
”صاحب ترحیمہ“ ۹۰۲ھ میں متولد ہوئے۔ جو شیخ بھکاری سے بلقب ہوئے ان کے

شیوخ میں شیخ ابراہیم بن المعین الحسینی ایرجی ہیں۔ اور ان سے قاضی ضیاء الدین عثمانی نیوتنی پور  
دوسرے بے شمار انفاس از طبقہ علماء و صوفیاء نے استفادہ کیا۔

تصنیف | ۱۱، جو اہر الاسرار در حقائق و معارف

وفات | ۱۲ ربیع الاول ۹۷۲ھ در شہر برہان پور (از مجمع الابرار) ۶۱۵۷۴

## ۱۹۶۔ شیخ محمد اچھی سندھی

م ۹۷۲ھ  
۶۱۵۷۴

”الشیخ العالم الفقیہ“ محمد بن محمد اچھی یکے از علمائے مشہورین در عصر خویش آل جعفر سے  
منسوب۔ انہوں نے سید محمد جون پوری پر عائد کردہ الزامات کی تردید کی جو ہمام نظام الدین  
صاحب سندھ کے عہد حکومت میں ان پر عائد کئے گئے تھے۔ آپ اُج سے اُس دور میں  
نکل آئے جب وہاں علما کا ظہور خستہ ہو چکا تھا۔ اور بھکڑ میں قیام فرمایا۔ جس کے بعد  
ٹھٹھہ کو اپنے ورود مسود سے مفتخر فرمایا۔ جہاں کے سربراہ حکومت مرزا شاہ حسین نے  
آپ کو قاضی شکر اللہ کی جگہ قاضی القضاة مقرر کر دیا۔ (ماثر)

## ۱۹۸۔ ملک محمد جہاٹسی

”الشیخ الفاضل“ محمد بن ابو محمد حنفی جہاٹسی المشہور بہ ملک محمد یکے از شعرا ئے بھاشا۔  
شاگرد شیخ مبارک بن جلال اشرفی جہاٹسی جن کے آپ برسوں ملازم خدمت رہے۔  
ان کے متعدد مصنفات ہیں۔

پر ماوت بھا کھا جس کے اندر ایسے نو اطوار اور سات ایسے اطوار کا ذکر کیا گیا ہے  
جو طریقت اشرفیہ میں مذکور ہیں۔ اور ان کے اندر سات دیپ نو کھنڈ یعنی ہفت ارضین اور  
نوافلاک کا ذکر ہے۔ ازال جملہ اکھراوت ہے۔ چینارت ہے، چتر اوت ہے، اور ایک ان  
ہیں عورتوں کے جیلوں اور سکارین۔ سے متعلق ہے۔ اور ایک آخری کلام یعنی آثار  
قیامت سے متعلق ہے۔ کہر و نامہ و سوری نامہ و کھرا نامہ و مہر نامہ و نیرہ چودہ قسم کے

نورۃ حیات - یہ ذکر عبد القادر جہاٹی نے اپنی کتاب جہاٹس نامہ میں کیا ہے۔

## ۴۹۹۔ مولانا محمد لاہوری

«الشیخ العالم الکبیر المحدث» مولانا محمد مفتی لاہوری۔ مرجع انام اور لاہور میں منصب مفتی پر فائز تھے۔ درس و افادہ مشغلہ تھا۔ جب صحیح بخاری یا مشکوٰۃ المعانی ختم کرتے۔ تو علماء و مشائخ کی دعوت کرتے۔ اور ان کو نمکین اور شیریں ہر قسم کے کھانے کھلاتے۔ مگر جب نوے سال کی عمر تک آپہنچے تو بڑھاپے کی وجہ سے تدریس بند کر دی۔ (بدایونی در تاریخ خود)

## ۵۰۰۔ مولانا محمد الدین محمد سرہندی

«الشیخ العالم الکبیر» محمد الدین محمد الحنفی السرہندی یکے از مشاہیر عصر، در کثرت تدریس و افادہ شاگرد تھے شیخ بہاد بن صالح سرہندی کے اور ان سے مستفیض تھے شیخ سلیم بن بہاؤ الدین ہشتی و دیگر انفاس و اعلام،

شیخ یعقوب بن حسن کشمیری نے ان کو دیکھا اور اپنی کتاب مغازی نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں ان کا ذکر کیا اور لکھا ہے کہ وہ اپنے دور میں سب سے بڑے عالم تھے، محمد بن الحسن مندوی نے اپنی کتاب گلزار ابراہیم لکھا ہے کہ جب بابر تیموری نے ہندستان فتح کیا تو اس وقت مولانا محمد حیات تھے، اور اس نے سرہند جا کر ان سے ملاقات کی اور انعام و اکرام سے نوازا۔ افسوس ہے کہ ان کے سنہ وفات پر مطلع نہ ہو سکا۔

## ۵۰۱۔ الفقیہ محمد ناٹلی

«الشیخ العالم الفقیہ» محمد بن ابو محمد شافعی ناٹلی مدفون بہ مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم مولد و نشا ہندوستان۔ سفر حجاز میں شیخ علی متقی برہان پوری سے علوم کا استفادہ کیا، معمول یہ تھا کہ چھ ماہ مکہ مکرمہ میں اور چھ ماہ مدینہ منورہ میں بسر کرتے، شیخ عبدالحق بن سیف الدین ان سے ملے اور زاد المتقین میراں کا ذکر کیا۔

## ۵۰۲۔ مولانا محمد ناز نولی

”الشیخ الفاضل“ محمود بن ابو محمد حنفی ناز نولی یکے از علمائے ممتازین در تاریخ۔

طریقت میں اپنے شباب ہی میں شیخ احمد بن مجد شیبانی سے مستفیض ہوئے اور درسیات شیخ عبدالمقدر تلمیذ شیخ احمد سے پڑھیں (عبدالحق در اخبار الاحیاء)

## ۵۰۳۔ الشیخ الفاضل القاضی محمد بن ابیہمی یزدی المعروف بیزیدی

م ۹۹۸ھ  
۶۱۵۲۱

”الشیخ الفاضل“ قاضی محمد بن ابیہمیہ از ساکنین یزد۔ یکے از علمائے منطق و فلسفہ۔

یزد از بلاد فارس مولد و منشا ہے۔ علم کے لئے سفر کیا اور فاضل مرزا جہان شیرازی

سے پڑھ کر ۹۸۲ھ میں ہندوستان تشریف لے آئے۔ اکبر شاہ تیموری کے تقرب سے

فیض حاصل کیا۔ اور اس کی طرف سے جون پور کے قاضی مقرر ہوئے۔ یہ واقعہ ۹۸۰ھ یا

اس سے قریب کا ہے۔ وہ اہل تسنن کے خلاف بے حد متعصب اور خلفائے ثلاثہ پر طعن

و تشنیع میں بہت زبان دراز تھے۔ صحابہ و تابعین بھی ان کے ہدف سے نہ بچتے۔ ان کی ایسی

ہی بیہودگیوں کی وجہ سے ان کا لقب یزدی پڑ گیا۔ (بدالیونی)

اور جب محمد معصوم کابلی نے بنگال میں اکبر تیموری کے خلاف خروج کیا۔ تو معز الملک

جون پوری نے اول الذکر کی مساعدت کا ارادہ کیا۔ جس پر قاضی محمد (صاحب ترجمہ) نے

بھی محمد معصوم کو شہ ذی۔ مگر جب حکیم ابو الفتح بن عبد الرزاق گیلانی بنگال سے لوٹ کر

جون پور آیا۔ تو ان دونوں کے ارادے سے سلطان اکبر کو مطلع کیا۔ سلطان نے دونوں

کو طلب کر لیا۔ دونوں کو مشکیں باندھ کر دریا سے جہنا میں کشتی میں سوار کیا گیا۔ کشتی جب

اٹارہ کے قریب پہنچی تو پانی میں ڈوب گئی اور بعض مورخین کا بیان ہے کہ اکبر شاہ کے

حکم سے اس کشتی کو غرق کیا گیا۔ یہ واقعہ ۹۹۸ھ کا ہے۔

## ۵۰۴۔ قاضی محمد تھانیسری

”الشیخ العالم الفقیہ“ محمد بن محمد حنفی تھانیسری یکے از علمائے کبار۔  
یہ ذکر رکن الدین محمد بن عبد القدوس گنگوہی نے اپنی کتاب اللطائف القدوسیہ میں

کیا ہے۔

## ۵۰۵۔ السید محمد مکی سبٹھلی

الشیخ المجدد محمد بن ابو محمد حسین مکی سبٹھلی یکے از علمائے قرآۃ و تجوید۔ مشہور در عصر  
خریش۔ بہ رسات قرآت میں قرآن شریف پڑھ سکتے تھے عبد القادر بن ملوک شاہ بدایونی  
نے ۹۵۹ھ میں ان سے شہر سبٹھلی میں پڑھا۔ جس کا ذکر ممدوح ہی نے اپنی تاریخ میں

کیا۔

## ۵۰۶۔ مولانا شمس الدین محمد شیرازی المشہور بہ زبیرک

”الشیخ الفاضل العلّامہ“ شمس الدین محمد شیرازی المشہور بہ زبیرک، ہندوستان میں  
سلطان محمود شاہ گجراتی کے عہد میں وارد ہوئے اور احمد آباد میں سکونت اختیار کر لی۔  
آپ نے سلطان ممدوح کے لئے آثار محمود شاہی لکھی (گلزار ابرار)

## ۵۰۷۔ شیخ محمد الجفّار دکنی

۹۹۳ھ  
۶۱۵۸۵ھ

”الشیخ الفاضل محمد بن ابو محمد الجفّار دکنی۔ علم جعفر، دفتوح اعداد اور دوسرے علوم پر مشہور

میں بیکتا ئے روزگار تھے۔ قرآن مجید ایسے دل پذیر طبع سے پڑھتے کہ دل میں اتر جاتا، بڑے

کریم النفس سخی، خوش کلام اور دل موہ لینے کے پیرائے میں بات کرتے ۹۹۳ھ میں  
رحلت فرمائی (گلزار ابرار)



## ۵۰۸۔ مولانا محمد حسین یزدوی

م ۹۸۱ھ  
۶۱۵۴۳ھ

”الشیخ العالم الکبیر“ محمد حسین الیزدی یکے از علمائے کبار۔ قرآن مجید حفظ کرنے کے بعد قرأت و تفسیر اور حدیث میں فرد روزگار ہوئے۔ ہندوستان آگئے اور دہلی میں طرح اقامت ڈال دی۔

تصانیف (۱) شرح شمائل ترمذی۔ (نہایت مفصل)  
(۲) منظومہ در شمائل نبوی البصنا

۹۸۱ھ میں دہلی کے اندر رحلت فرمائی (قانع در تحفۃ الکرام)

## ۵۰۹۔ مولانا محمد درویش جون پوری

م ۹۹۸ھ  
۶۱۵۸۹ھ

”الشیخ الفاضل“ محمد درویش حسینی واسطی جون پوری، یکے از علمائے صالحین جن کا نسب سولہ واسطوں سے امام زید بن علی ابن الحسین ابن علی رضی اللہ عنہم تک پہنچتا ہے۔ مولد و منشا قریب نونہرہ از اعمال غازی پور۔ علم کے لئے جون پور آئے۔ اور شیخ مبارک ابن خیر الدین کے زادیہ میں قیام کیا اور تحصیل علوم میں اس قدر منہمک ہوئے۔ معاصرین میں ممتاز درجہ حاصل کیا اور فتویٰ و تدریس کو اپنا مشغلہ قرار دیا۔ شیخ مبارک ممدوح نے اپنی صاحبزادی آپ کے حوالہ عقد میں منسلک کر دی۔ جس کی وجہ سے انہوں نے مستقل قیام کر لیا۔ اور مدت تک وہاں درس دیا۔ ۹۹۸ھ بتاریخ ۱۴ راہ ذی الحجہ رحلت فرمائی (نجلی نور) ۶۱۸۸۹ھ

## ۵۱۰۔ مولانا محمد سعید خراسانی "میر کلاں"

م ۹۸۱ھ  
۶۱۵۴۳ھ

”الشیخ العالم المحدث“ محمد سعید بن مولانا خواجہ حنفی الخراسانی المشہور بہ میر کلاں یکے از

علمائے کبار۔ بلوغ کے بعد خصام الدین ابراہیم بن عرب شاہ اسفراینی اور دوسرے اساتذہ سے پڑھا۔ مگر حدیث سید میرک شاہ بن جمال الدین حسینی ہردی سے پڑھی جن کی خدمت میں برسوں باریاب رہے۔ پھر حسین گئے اور حج و زیارت کے بعد مکہ مکرمہ کے اندر برسوں قیام فرمایا۔

**تلاذہ** | ملا علی قاری ہردی مصنف مرتاۃ و سید غفنفز بن جعفر حسینی نہروالی۔ اور بے شمار علما۔

وہ بہت بڑے عالم محدث و محقق تھے ان کا علم نافع اور معلومات کا خزانہ تھا۔ حدیث میں یدِ طولیٰ اور درس و افادہ میں طریقہ ظاہریہ کے ساتھ آخر عمر تک واسطہ رہے اگرہ میں انتقال فرمایا۔ سال وفات <sup>۹۸۱ھ</sup> ۱۵۷۳ء ہے (بدایونی)

## ۵۱۱۔ مولانا محمد حسین ترکمانی

م <sup>۹۷۰ھ</sup> ۱۵۶۲ء

والشیخ العلامة "محمد سعید حسنی ترکمانی۔ منطق و فلسفہ میں مصداق الہی تھے۔ اساتذہ میں شیخ احمد حند و علی محمد سرخ۔ اور خصام الدین ابراہیم بن عرب شاہ اسفراینی ہیں۔ حتیٰ کہ جملہ علوم و فنون میں ممتاز ہو گئے۔ <sup>۹۶۰ھ</sup> ۱۵۵۲ء میں ہندوستان تشریف لے آئے یہ سلطان کبیر تیموری کا دور تھا۔ ان سے مالی منفعت حاصل ہوئی۔ اور یہیں طرح اقامت ڈال دی۔ بے شمار انفاس آپ کے علم سے مستفیض ہوئے۔

علوم عقلی و نقلی دونوں میں ماہر تھے۔ کثیر الفوائد اور گفتگو میں نہایت تیز شیریں کلام و ستودہ شخصائل و دین دار و متواضع اور طالب علموں پر مہربان۔ شہر کابل کے اندر <sup>۹۷۰ھ</sup> ۱۵۸۶ء میں رحلت فرمائی۔ (بدایونی)

## ۵۱۲۔ قاضی محمد معین لاہوری

م <sup>۹۹۵ھ</sup> ۱۵۸۶ء

شیخ فاضل محمد معین لاہوری بچے از فقہائے مشہورین در علم خویش، و از نسل شیخ

معین مؤلف معارف النبوة۔ لاہور میں منصب قضا پر اپنی کیرسنی تک فائز رہے۔ ان کے فیصلے قابل تحسین تھے۔ اپنے ہاتھ سے کتابیں لکھ کر طلباء کو عنایت فرما دیتے۔ اور اس کے لئے بے حد مال خرچ کرتے۔ ۹۹۵ھ میں رحلت فرمائی۔ (بدایونی)

## ۵۱۳۔ میرک محمود بن ابوسعید سندھی مشہور بہ میرک محمود

م ۹۹۲ھ  
۱۵۵۴ء

”الشیخ العالم الکبیر“ محمود بن ابوسعید حنفی توی سندھی۔ المشہور بہ میرک محمود۔ یکے از فقہائے احناف۔ نقل احکام میں ماہر اور اپنے دور کے اندر فتوے لے لویسی میں فرد، اہل بہت اعلیٰ تھا۔ تعلق میں معروف تھے۔ اس وصف کے ساتھ جملہ اخلاق و آداب میں بہت مرغوب، مزاج نرم اور زہد و سخاوت شعار و دثار، آپ کو مرزا شاہ حسین نے صوبہ سندھ کا شیخ الاسلام مقرر کر دیا جس منصب پر مدت العمر فائز رہے۔ ۹۹۲ھ میں رحلت فرمائی۔ ایک صاحب نے مادہ تاریخ ”گرفت میرک آہ! آہ!“ سے مستخرج کیا دہناوندی در ناثر و بھکری در تاریخ سندھ

## ۵۱۴۔ قاضی محمود بن احمد ناطلی

م ۹۹۴ھ (تقریباً)  
۱۵۸۵ء

”الشیخ الفقیہ“ قاضی محمود بن احمد بن ابومحمد ناطلی بیجاپوری۔ یکے از رجال علم و طریقت۔ منصب قضا پر فائز ہوئے اور برسوں انصاف فرماتے رہے۔ پھر سفر حجاز کیا اور حج و زیارت سے متمتع ہونے کے ساتھ علم کا عطیہ اپنے ہمراہ لائے۔ یہاں آکر بیجاپور میں بس گئے اور یہیں آسودہ لحد ہوئے۔ ان کے بعد ان کے صاحبزادہ رضی الدین مرتضیٰ ۹۹۴ھ میں اس منصب پر متمکن ہوئے۔ اور اس سن میں یا اس کے قریب ان کے والد نے رحلت کی۔

## ۵۱۵۔ شیخ محمود بن الہدادر تھبوری

”الشیخ الصالح“ محمود بن الہدادر بن سدوہ چشتی تھبوری۔ یکے از رجال طریقہ چشتیہ۔ اپنے والد سے استفادہ کے بعد شہر مندو (مالوہ) کے حواریں قریہ کچھاون میں اقامت فرمائی۔ اور نزد تقویٰ پیراغب ہو گئے۔ آپ سے آپ کے صاحبزادوں اور اکثر انفاس نے فائدہ حاصل کیا۔ ۹۶۰ھ کے لگ بھگ کچھاون میں رحلت فرمائی۔ (گلزار ابرار) ۱۵۸۳ھ

## ۵۱۶۔ شیخ محمد بن بالو گجراتی

م ۱۰ جمادی الاخریٰ ۹۲۲ھ  
۱۵۲۴ھ

”الشیخ العالم الفقیہ“ محمود بن بالو بن صدر الدین بن جلال الدین بن الیاس عمری الشیخ قطب الدین محمود گجراتی (یعنی قطب الدین لقب اور محمود نام ہے) یکے از علمائے صالحین ۸۵۶ھ میں ۱۲۵۲ھ میں گجرات کے اندر پیدا ہوئے اور وہیں پروردان چڑھے۔ اساتذہ میں سید محمد بن عبد اللہ بن محمود حسینی بخاری گجراتی ہیں، اپنے مسکن ہی میں شیخیت کے مرتبہ پر فائز ہوئے۔ بے شمار لوگوں نے آپ سے استفادہ کیا۔ اور جمادی الاخریٰ ۹۲۳ھ میں رحلت فرمائی اور جان پو میں آسودہ لحد ہوئے (المرآة)

## ۵۱۷۔ ملک محمود بن پیارو گجراتی

م ۱۰۰۰ھ  
۱۵۹۱ھ

”الشیخ الفاضل“ محمود بن پیارو حنفی گجراتی المشہور بہ ملک محمود۔ یکے از فضلاء مشہورین در گجرات، ان کے والد ملک پیارو بہ بان پور میں وزیر تھے۔ وہ جب ۹۲۷ھ میں قتل ہو گئے، تو ملک محمود بہ بان پور سے کسی حادثہ کے بغیر گجرات آ گئے۔ انہوں نے طریقت میں سید عرب شاہ حسینی بخاری گجراتی کا دامن پکڑا۔ بعدہ حرمین شریفین کے سفر میں حج و زیارت سے مستفیض ہو کر آگرہ میں قیام فرما ہوئے۔ یہ در سلطان اکبر تیموری کا تھا جس نے آپ کا

بڑی قدر کی۔ اپنا ہم جلسہ مقرر کر لیا۔ اور الطاف گوناگوں سے بہرہ مند کرتے رہے کچھ عرصہ بعد  
 شیخ معین الدین حسن سجری اجمیری کے مقبرہ کی تولیت سپرد کر دی۔ مگر کچھ مدت کے بعد ۹۸۵ھ  
 میں، آپ ہجرات تشریف لے گئے، اگرچہ سلطان مذکور کو یہ گوارا نہ تھا۔ مگر جب اُس نے حسب  
 ترجمہ کی نیت صادق کا اندازہ کیا۔ تو ان کی علیحدگی منظور کر لی۔ (بدایونی)

آپ فقہ و حدیث دونوں میں ماہر اور شعر گوئی میں ملکہ تام رکھتے۔ حسن کلام، شیریں سخن  
 اور ستودہ اخلاق سے منصف تھے۔ آصفی نے اُن سے ہجرات میں ملاقات کی۔ اور لکھا کہ جب  
 بھی ان کی خدمت میں یاریاب ہوا۔ انہیں جامع الصفات و افضل پایا۔ بہر علم کے اندر طاق اور  
 ہر ایک معزز کے نزدیک محترم و مقبول الکلام و خوش نصیب تھے۔ وفات ۱۰۰۰ھ میں احمد آباد  
 میں پائی۔ اور وہیں سپرد خاک ہوئے (گلزار ابرار)

## ۵۱۸۔ شیخ محمود بن جلال مندوی

م ۱۸ شعبان ۹۹۴ھ  
 ۶۱۵۸۶ھ

”الشیخ الصالح“ محمود بن جلال گجراتی۔ الشیخ ظہور الدین یکے از مشایخ مشہورین مولد  
 منشا گجرات طریقت میں صدر الدین محمد بن دودی سے مستفیض جن کے برسوں ملازم خدمت  
 رہے۔ اب مندویں اقامت گزریں ہو گئے۔ اور محمد بن حسن مندوی و شیخ داؤد کے ساتھ ہینار  
 اہل مندو نے آپ سے اکتساب فیض کیا۔ ۱۸ شعبان ۹۹۴ھ میں مندویں میں انتقال فرمایا۔  
 (گلزار ابرار)

## ۵۱۹۔ قاضی محمود بن حامد الکجراتی

م ۱۳ ربیع الثانی ۹۹۶ھ  
 ۶۱۵۵۹ھ

”الشیخ الفقیہ“ الزاہد القاضی محمود بن حامد بن محمد علوی پیر پوری گجراتی۔ عارف، ان کا  
 حضرت علی کی دختر فاطمہ بنت امام علما کے فرزند جزہ سے بنتا ہے۔ بن کی اہلیہ کا نام سعیدہ  
 (بنت عروہ) تھا۔ اور جو قاضی محمود کی والدہ دختر عبد الملک عباسی (از نسل معتصم بن ہارون

خلیفہ عباسی ہیں۔

قاضی محمود کا عرفی نام قاضی جمال گڑھ اور ان کے والد قاضی جمالہ کے لقب سے مشہور تھے۔

تعلیم | از والد خویش یا از عم خویش اور یہ دونوں شیخ عبداللطیف بن جمیل نروالی کے شاگرد تھے جو تلمیذ تھے۔ شیخ محمد بن عبداللہ حسینی کے کہا جاتا ہے کہ ان کے والد بھی انہی شیخ محمد کے شاگرد تھے۔

طریقت میں متعدد اسناد سے ان کا تلمذ ہے سید احمد کبیر رفاعی اور بعض اصحاب روایت کے نزدیک منتهی ہے، شیخ شہاب الدین عمر سہروردی پر۔  
مگر وہ خود مشائخ کبار سے تھے جن سے بے شمار انفاس نے اکتساب کیا۔ اور وہ صاحب کشف و کرامات عجیبہ تھے۔ ۹۲۰ھ میں احمد آباد سے پیر پور منتقل ہو گئے۔ جو شہر مذکور کے جوار ہی میں ہے اور یہاں آکر لوگوں سے کنارہ کشی اختیار فرمائی۔ ۳۰ ربیع الثانی ۹۴۶ھ میں رحلت فرمائی۔ اس لمحہ سن شریف ۶ سال کا تھا۔ (المراۃ) ۶۱۵۵۹

## ۵۲۰۔ شیخ محمود بن حسام مانک پوری

۹۰۵ھ  
۶۱۴۹۹  
"الشیخ الصالح" محمود بن حسام عمری مانک پوری یکے از مشائخ چشتیہ۔ کہ بیعت علم و طریقت دونوں نعمتوں کی گود میں پروان چڑھے تھے۔ ۸۵۳ھ میں غازی پور تشریف لے آئے۔ وہاں کے ناظم نصیر خان لومانی نے آپ کا ورد و غنیمت سمجھ کر سلطان سے آپ کے میر عدل پر تقرری کی درخواست کی۔ جسے بادشاہ نے منظور کر لیا اور آپ تازلیت اس منصب پر فائز ہوئے۔ آپ علمائے صالحین سے تھے اور ۹۰۵ھ میں غازی پور ہی کے اندرونات پائی (تاریخ العلماء)

## ۵۲۱۔ شیخ محمود بن خوند میر گراتی

"الشیخ الفاضل" محمود بن خوند میر حسینی ہمدوی گراتی۔ پسر سید محمد بن یوسف حسینی جو پوری

دہدی والد کے مسلک کے داعی تھے۔ ان کا لقب حسین الولاۃ و خاتم المرشد ہے۔  
تصنیف | انصاف نامہ۔ ان کے مسلک پر از روئے علم کلام!

## ۵۲۲۔ مفتی محمود بن عطا مروہی اعلم العلماء و ملک العلماء

م ۹۱۷  
۱۵۱۱ھ

«الشیخ العالم الفقیہ» المفتی محمود بن عطاء اللہ بن میراں بن خطیر بن محمود بن عثمان بن محمد  
بن خطیر حسینی مودودی مروہی ایکے از علمائے عالیین، سلطان بہلول لودھی نے آپ کو  
مروہہ میں مفتی مقرر کرتے ہوئے ۸۷۰ھ میں اعلم العلماء و ملک العلماء کا لقب عطا فرمایا۔  
۹۱۷ھ میں رحلت فرمائی۔

## ۵۲۳۔ مفتی محمود بن علیم الدین گجراتی

م۔ ۲۲ ماہ صفر ۹۰۰ھ  
۱۲۹۴ھ

«الشیخ العالم الصالح» محمود بن علیم الدین گجراتی ایکے از مشائخ چشتیہ مولد و منشا احمد  
علمائے عصر سے درسیات پڑھیں اور مندرجہ ذیل طریقوں میں منسلک ہوئے۔  
۱۔ طریقہ چشتیہ : اپنے والد اور شیخ عزیز اللہ متوکل سے  
۲۔ طریقہ سہروردیہ : شیخ قادری سے  
۳۔ طریقہ مغربی : شیخ احمد مغربی سرکھچی سے  
آپ شدید العبادت اور کثیر التواضع تھے۔

## ۵۲۴۔ سلطان محمود بن لطیف گجراتی

م ۹۴۱  
۱۵۵۲ھ

«السلطان الشہید السعید محمود بن لطیف بن المنظر بن محمود گجراتی۔ کنیت ابوالشہزاد  
لقب سعد الدین نام محمود شاہ الصغیر، اتنی کم سنی میں تخت پر بیٹھے جس عمر میں صلح و فساد میں

تمیز نہ کر سکتے تھے۔ اور یہ ۹۴۴ھ کا زمانہ تھا۔ بہر حال انہوں نے مناسب اس طور سے تقسیم کئے۔

- ۱۔ وکالت : افضل خان
- ۲۔ نیابت مطلقہ : اختیار خان
- ۳۔ وزارت : صدر خاں
- ۴۔ امیر جیوش : عماد الملک

ان میں سے اختیار خاں تو عدد درجہ تجربہ کار اور صاحب عقل و فہم تھا۔ عماد الملک نہ اس پایہ اور عقل و بصیرت سے دور کا تعلق بھی نہیں رکھتا تھا۔ افضل خان اپنے منصب سے علیحدگی اختیار کرتے ہوئے اختیار خان کو بھی یہی مشورہ دیا کہ وہ بھی اپنے منصب سے علیحدگی اختیار کر لے۔ کچھ عرصہ بعد عماد الملک نے اختیار خان کو قتل کر کے سلطنت پر قبضہ کر لیا۔ جس کے بعد بادشاہ محمود قیدی ہو کر رہ گیا۔

آخر ایک روز سلطان (محمود شاہ الصغیر) شکار کے بہانے سے نکلا اور جب شہر سے دور پہنچ گیا۔ تو اس نے عماد الملک کی طرف لکھا کہ میں اپنی ولایت میں جانا چاہتا ہوں۔ عماد الملک نے یہ سنا تو سمجھ گیا کہ یہ کارستانی دریا خاں کی ہے اور دریا خاں بھی اسی حکومت کا ایک ندیم تھا۔ پھر دریا خاں نے سلطان (محمود صغیر) کو عماد الملک کے خلاف جنگ پر آمادہ کر لیا۔ دونوں نے مل کر حملہ کیا۔ اور مخالف کو برہان پور کی طرف بھگا دیا۔ دریا خاں اور سلطان دونوں دار الملک میں وارد ہو گئے۔ سلطنت کی باگ دریا خاں کے ہاتھ میں دے دی۔ وہ مالک بن بیٹھا اور ظلم و تشدد شروع کر دیا۔ سلطان نے عالم خاں سے مدد چاہی اور چھپ کر اس کی ریاست میں چلا آیا۔ اور سلطان اس عالم خاں کے ہمراہ دار الملک میں لوٹ آیا۔ اب دریا خاں مندو دمالہ میں چلا گیا اور اب عالم خاں سیاہ و سفید کا مالک ہو گیا۔ اور بادشاہ کو نظر بند کر دیا۔ بادشاہ نے اُس کے غلاموں سے ساز باز کر کے قیدی سے مخلصی حاصل کی اور



عالم خان کو اپنی مملکت سے بھگا دیا اور وہ دریا خان سے جا ملا اب کچھ عرصہ کے لئے  
برہان الملک محمد عباسی اور اُس کے بعد افضل خان وزیر ہوئے اور نیابت کا فرض  
مجاہد خاں کے سپرد ہوا۔

ادھر سلطان نے ۹۵۳ھ میں فرنگیوں کے خلاف خواجہ صفیر رومی کو لشکر دے  
کر بھیجا دیا۔ جس میں اپنے بے شمار لشکریوں کے ساتھ خواجہ صفیر شہید ہو گئے۔ جس کا  
ذکر خواجہ صفیر اور قرآن رومی کے تراجم میں ہم نے مفصل بیان کر دیا ہے۔ اس پر  
سلطان محمود شاہ نے ۹۵۴ھ میں اپنے وزیر افضل خان کو اس کی کوتاہی پر معزول کر  
کے اس کی جگہ عبد الحلیم بن حمید الملک کو وزیر اور ۹۵۵ھ میں نیابت مطلقہ پر۔

المسند العالی عبدالعزیز بن حمید الملک کو (جو آصف خان کے لقب سے مشہور تھے)  
فائز کر دیا۔ اور مدوح کی نیابت میں حکومت کو کچھ دوام اور پختگی پیر آئی اور اس طرح  
سلطان کے تفکرات میں قدرے کمی آگئی۔ اور اُس نے ۹۵۶ھ میں قلعہ ایدر فتح کر لیا۔  
محمود شاہ کے ندما میں ایک شرابی (پانی پلانے والا) برہان الملک کے نام کا

تھا۔ جس پر سلطان کا بڑا بھروسہ تھا۔ اور جب امام موجود نہ ہوتا تو سلطان اس کی  
اقتداء میں نماز بھی پڑھ لیتا۔ اور اُسے اپنی رضا کا مورد بنا لیتا۔ مگر اس پر خفگی کے عالم  
میں اس کی توہین و تحقیر اور اس پر استہزا بھی کرتا۔ بہر حال بادشاہ اُسے کسی حال میں  
اپنی آنکھوں سے اوجھل نہ ہونے دیتا۔

اتفاق کی بات کہ اس (شرابی) کی ایک لغزش پر سلطان نے اُسے سزا دینے کے  
لئے قسم کھالی۔ شرابی کو آپ اپنی سببان کا خطرہ لاحق ہوا اور اس نے سلطان کو زہر دے  
دیا۔ بادشاہ کو زہر کی تلخی محسوس ہوئی۔ تو اس نے صندل سے محلول پانی طلب کیا۔  
شرابی نے اس پانی کے اندر بھی زہر محلول کر کے پلا دیا۔ سلطان بے قرار ہو کر خلوت میں  
اپنے پلنگ پر لیٹ گیا۔ جب شرابی نے دیکھا کہ اس کا جسم حرارت سے محروم ہو گیا۔  
تو آرام گاہ کے پردے کھلوا کر اُسے ذبح کر دیا۔ اور باہر آ کر تخت شاہی پر بیٹھتے ہی  
تمام وزراء کو قتل کر دیا۔ جیسا کہ آصف خان و افضل خان کے ترجمہ میں مفصل ذکر کیا جا

چکا ہے۔

سلطان محمود شاہ سلاطین گجرات کا تہمتہ تھا۔ جس کے بعد مغل گجرات میں در آئے۔ اور صوبہ کی تمام چھوٹی بڑی بستوں کو اپنے زیر نگیں کر لیا۔ اُس نے کینجھایت کے ملحقہ مواضع کی آمدنی حریم شریفین کے لئے وقف کر دی۔ جن میں سے یہ مقام قابل ذکر

ہیں۔

قندھار، بندر صغیر بر ساحل سمندر۔ جس کی سالانہ آمدنی ایک لاکھ دو دن کا ذکر نہیں (مترجم) سونا جس کے عوض میں نیل اور دوسرا سامان خرید کر سرکاری بندر گاہ کھوکھ پر پہنچایا جاتا۔ اور اس بار برداری و نگہداشت کے جملہ مصارف شاہی خزانہ میں سے ادا ہوتے اور جتہ میں اس مال پر کوئی محصول وصول نہ کیا جاتا۔ جو شخص اس خرید و فروخت کے مصالح پر غور کرے گا اسے معلوم ہو جائے گا کہ اس میں اہل حریم کے لئے کس قدر منافع تھے۔ یہ سامان کسی قسم کے لین دین میں انہیں بھی نہ رکھا جاسکتا۔ اس کے مقابلے میں سلطنت عثمانیہ کے اوقات تھے۔ جن کی آمدنی مصر کے حاجیوں کے امیر لے کر حریم میں آتے۔ یہ مال یا تو حاجیوں پر خرچ ہوتا۔ یا اس سال کے اندر حریم کی بعض ضرورتوں پر۔ بخلاف اس کے اوقات محمودیہ کی آمدنی اہل حریم کو ان کے قرض سے سبکدوش کر دیتی۔

سلطان محمود گجراتی نے مکہ مکرمہ میں یہ غیر منقولہ مقامات تعمیر کرائے۔

۱۔ ربا۔ سوق اللیل میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جوار مولد میں۔  
۲۔ پانی کی وہ نہر قدیمہ۔ جو مدرستہ و سبیل و مکتب ایتام و ناہموار اراضی شہر و باب مکہ اور شاہراہ جتہ کے لئے پانی فراہم کرتی۔

۳۔ سلطان کی یہ بڑی خوش قسمتی اور سعادت ہے کہ اسے شیخ اجل حسام الدین المتقی سے گہری عقیدت و محبت تھی۔ چنانچہ اس سے ملاقات کے لئے شیخ موصوف دو مرتبہ بنفس نفیس ہندوستان تشریف لائے۔

مراتی بروفات او شعرانے سلطان محمود کی رحلت میں جو مراتی لکھے۔ ان میں ایک مرتبہ یہ ہے

سلطان وقت خرد محمود عاقبت (ترجمہ) سلطان وقت اور خسرو دہر جس کا انجام قابل  
رضواں بروغنه نخل گلے چوں قدش نشاند تعریف ہے جب رضواں نے اُس کے قد کی طرح باغ  
میں پھولوں کا پودا لگایا۔

ناگاہ بہ تیغِ حادثہ چوں لالہ شد شہید (ترجمہ) تو اچانک تیغِ حادثہ سے لالہ کی طرح شہید ہو  
رخش مراد جانبِ باغ بہشت راند کر بہشت کی جانب اپنے مقصود کا گھوڑا دوڑاتے  
ہوئے چلا گیا۔

باغ از بنفشہ گشت بسویش کبود پوش (ترجمہ) اُس کے سوگ میں باغ بنفشہ کی وجہ سے  
ورنہ برگ گل بہا تم آلِ سردخوں نشاند سرخ رنگ کا ہو گیا اور سرو نے پھولوں کی پتی سے  
نخون نشانی شروع کی۔

تاریخ اور چو نماستم از عند لیب گفت (ترجمہ) جب میں نے بلبل سے اُس کی تاریخ و فنا  
باصد ہزار نالہ کہ در روغنه گل نماند پوچھی تو لاکھ نالہ دشنون کرتے ہوئے اُس نے  
کہا۔ کہ در روغنه گل نماند (یعنی باغ میں پھول نہ رہنا)

سلطان محمود کی وفات پر عجیب اتفاق یہ ہوا کہ جس سال میں اُس نے رحلت کی۔  
اسی سال میں سلیم شاہ سوری اور بہان نظام شاہ بھری نے وفات پائی۔ اس توافق  
مولانا غلام علی استرآبادی والد محمد قاسم مصنف تاریخ فرشتہ نے یہ اشعار کیے۔

تہ خسرو را زوال آمد بیک بار (ترجمہ) تین سلاطین پر یکبارگی زوال آ گیا کہ جن کے  
کہ ہند از عدل شان دار الاماں بود عدل و انصاف کی وجہ سے ہندوستان دار الامان تھا  
یکے محمود شاہنشاہ گسرات (ترجمہ) ایک تو محمود شاہنشاہ گسرات کہ جو اپنی حکومت  
کہ ہجو دولت خود نوجواں بود و سلطنت کی طرح جوان تھا۔

دوم اسلیم شہ سلطان دہلی (ترجمہ) دوم سلطان دہلی یعنی سلیم شاہ کہ ہندوستان  
کہ در ہندستان صاحبقران بود میں صاحب قرآن تھا۔

سوم آمد نظام آل شاہ بحسری (ترجمہ) سوم نظام شاہ بحری کہ جو ملک دکن میں  
کہ در ملک دکن خسرو نشاں بود خسرو نشان تھا۔  
زمن تاریخ فوت از این سہ خسرو (ترجمہ) ان ہر سہ سلاطین کی تاریخ وفات جب مجھے  
چومے پرسی زوال خسرواں بود پوچھتے ہو تو وہ ہے "روان خسرواں"

سلطان محمود کی شہادت اوائل ماہ ربیع الاول ۹۱۱ھ ۱۵۵۳ء محمود آباد میں ہوئی۔ جہاں  
سے اس کا جسد لاکر سرکھج میں اس کے خاندانی قبرستان کے اندر دفن کیا گیا۔

## ۵۲۵۔ سلطان محمود بن محمد گجراتی (بیگمہ)

م۔ ۱۲۱۱ھ ۱۵۱۱ء ۹۱۶ھ ۱۵۱۱ء ۴۹

"السلطان العادل المجاہد" ابو الفتح سیف الدین محمود بن محمد بن احمد بن محمد بن مظفر  
گجراتی المشہور بہ محمود بیگمہ۔ یکے از سلاطین فاموران، تاریخ ولادت ۱۰۱۰ھ ۱۵۱۱ء  
۸۲۹ھ ۱۲۲۵ء۔ مولد گجرات۔ ۸۴۲ھ ۱۲۵۰ء میں سلطان داؤد شاہ کی رحلت کے علی الاعلان  
عنان سلطنت سنبھالی۔ تخت نشینی کے دن بہت بڑا جشن منایا گیا۔ جس میں  
اشخاص کو دولت و حکومت کے مختلف خطابات اور درجات سے نوازا گیا مثلاً:-  
(۱) اس دور میں عماد الملک شعبان السلطان ان کے اس طرح وزیر مملکت رہے جس  
طرح مذکور ان (سلطان محمود بیگمہ) کے بھائی قطب الدین احمد شاہ کے دور میں چٹانچ  
کامل پچیس سال تک وہ اس عہدہ جلیلہ پر فائز رہے۔  
(۲) (سلطان بیگمہ) نے ۸۴۹ھ میں قلعہ باردو فتح کیا۔ جو بندرگاہ دکن کے قریبی پہاڑ  
کی چوٹی پر تھا۔

(۳) ۸۶۵ھ میں ہندوستان کے نہایت مستحکم قلعوں میں کرنال (بکسر کاف) فتح کیا۔  
(۴) دامن کوہ میں ایک نیا شہر آباد کیا۔ جس کا نام مصطفیٰ آباد رکھا۔ اور اسے اپنے

دار السلطنت قرار دیا۔

(۵) قلعہ بیت فتح کیا۔

(۶) قلعہ دوار کا - فتح کیا۔

قلعہ دوار کا میں جو مندر تھا۔ اس مندر میں ہندوؤں کا سب سے بڑا بت نصب تھا۔ جس کی زیارت کے لئے ہنود فزدک و دور سے اس طرح آتے کہ یہ (ذاترا) ہر ہر قدم پر ہاتھ پھیلا کر منہ کے بل لیٹ جاتے پھر اٹھتے اور جہاں تک ہاتھ پھیلائے تھے وہاں قدم رکھتے پھر اسی طرح لیٹ جاتے اور پھر اٹھ کر یہی عمل کرتے چنانچہ اس طرح کئی مہینوں دوار کا جا کر پہنچے۔ سلطان بیگہ دوار کا کے اس قلعہ پر <sup>۱۸۸۵ھ</sup> ۱۲۵۱ھ میں قابض ہوا۔

(۷) <sup>۱۸۸۹ھ</sup> ۱۲۸۲ھ میں قلعہ جاپانیر فتح کیا۔ چوہپار کی چوٹی پر واقع تھا۔ یہ قلعہ بے حد مستحکم تھا۔ بڑی تکلیف اٹھا کر اس کا محاصرہ جاری رکھا۔

(۸) اس فتح کے بعد اس کے دامن میں ایک نیا شہر آباد کیا۔ جس کا نام محمد آباد رکھا۔ اور اسے اپنا دار المملکت قرار دیا۔ بیگہ مرحوم ایک سال یہاں قیام فرماتے اور ایک سال مصطفیٰ آباد میں۔ اس لئے بھی کہ مصطفیٰ آباد کے مقابلے میں محمد آباد سندھ سے قریب تھا۔ جس (جاپانیر) پر قبضہ کی وجہ سے سلطان محمود مند (نالوہ) سے لے کر سندھ تک قابض ہو گیا۔ اور اسی قبضہ میں جو ناگر ٹھہ و سو الگ و جامور و ناگور تانبہ ناسک ان بکلا نہ۔ اور برہان پور تانبہ برہار و ملکاپور (درکن) و کرکون و دریائے زبد متصل برہان پور و ایدر کی طرف سے تانبہ جاپانیر و کونیل نیر اور ساحل سمندر کی طرف حد و چیول — واللہ یوتی مَنک من یشیاء۔

(۹) سلطان بیگہ عدل و انصاف اور شریعت سیاسی کے اجرا میں پیش پیش تھا جس کی ایک نظیر یہ ہے کہ اس کے عہد میں سلطنت کے ایک رکن بہاء الملک بن علاء الملک الفغان کے ہاتھ سے سلاح دار قتل ہو گیا۔ تو اس اطلاع پر سلطان نے قاتل کو طلب کر لیا۔ جس نے سلطنت کے دوار اکین عماد الملک اور عہد الملک کی حمایت حاصل کر لی۔ تو انہوں نے دو غیر متعلقہ اشخاص کو اقبال جرم پر آمادہ کر لیا۔ جس کے بعد دیت کا معاملہ سامنے لایا گیا۔ اور یہ دونوں اقبالی مجرم بھی اس

پر رضامند ہو گئے۔ مگر سلطان نے دیت قبول کرنے سے انکار کر کے ان دونوں کے قتل کا حکم جاری کر دیا۔ اسی اثنا میں سلطان اصل حقیقت سے آگاہ ہو کر ایک الجھن میں پڑ گیا۔ آخر اُس نے دونوں کے خلاف حکم قصاص جاری کر دیا۔ اور اس بات کی مطلقاً کوئی پروا نہ کی کہ اتنی بڑی دو شخصیتوں کے قتل سے ملک و حکومت کو کتنا نقصان پہنچے گا بلکہ شرع کے احکام کی تعمیل ضروری سمجھی۔

وہ مسلسل ۵۵ سال تک برسرِ حکومت رہا۔ اس مدت میں اس نے جہاد فی سبیل اللہ میں پوری کوشش جاری رکھی۔ اس کی حدود ریاست مالوہ سے گزر کر سندھ تک ممتد ہو گئے۔ جیسا کہ تاریخیں پڑھ چکے ہیں۔ لیکن اس نے کسی مسلمان کی چھوٹی موٹی ریاست پر ننگہ حرم نہیں ڈالی بلکہ اگر ان میں سے کوئی ریاست دہر خود سے کم زور پر آمادہ ظلم ہوتا۔ تو سلطان محمود کمزور کی طرف داری پر کمر بستہ ہو جاتا۔ جیسا کہ <sup>۸۹۶ھ</sup> ۱۲۹۱ء کا یہ واقعہ ہے اس کے پاس سلطان نظام شاہ بہمنی فرماں روا تھے دکن کا سفیر پہنچا۔ کہ سلطان محمود شاہ خلجی والی مالوہ نے اس پر لشکر کشی کر دی ہے۔ اس وقت بیگرہ شکار کے لئے نکلا ہوا تھا۔ یہ سن کر بیگرہ نے شکار کو چھوڑ چھاڑ کر اپنے ہمراہیوں سمیت اپنی توجہ سلطان پور کی طرف کر دی۔ اور اپنے وزیر کو حکم دیا کہ تم لشکر لے کر میرے پاس آ جاؤ مگر جب وہ سلطان پور پہنچا تو بہمنی کا دوسرا قاصد یہ پیغام لایا کہ لڑائی ٹھن گئی ہے اور خلجی نے اس کے دار الحکومت بیدر کا محاصرہ کر لیا ہے۔ جس پر محمود شاہ نے راجا انپور سے موقع پر جانے کا قصد کر لیا۔ چونکہ یہ مقام تھا نیر سے ملحق تھا۔ چلتے چلاتے راستے میں اُسے بہمنی کا تیسرا سفیر ملا۔ جس نے خلجی کے واپس لوٹ جانے کی اطلاع دی۔ کیونکہ اُس خلجی نے بیگرہ کے آنے کی خبر سن لی تھی۔ جس سے وہ بیدر کا محاصرہ چھوڑ کر مندر لوٹ گیا۔

مگر <sup>۸۹۶ھ</sup> ۱۲۹۲ء میں پھر بہمنی کا قاصد حاضر ہوا۔ جس نے یہ اطلاع گزار دی کہ اب تو خلجی نوے ہزار تعداد میں فوج لے کر آ رہا ہے۔ بیگرہ فوراً اس کی امداد کے لئے چل کھڑا ہوا۔ خلجی کو فتح آباد میں بیگرہ کی لشکر کشی کی اطلاع ملی تو بے نیل و سیرام واپس لوٹ گیا۔

اس مرتبہ سلطان محمود شاہ نے خلیج کی طرف لکھا کہ  
 مروت سے بعید ہے کہ آپ اس کسن لڑکے کے تعاقب میں ہیں۔ جو  
 ابھی بلوغ کو بھی نہیں پہنچا۔ جب تک یہ بالغ نہیں ہو جاتا میں نے اس کی  
 حفاظت اپنے ذمہ لی ہے۔ اگر آئندہ تم نے اس کے علاقہ میں قدم رکھا تو  
 میں تمہارے حدود مملکت میں داخل ہو جاؤں گا۔ تمہارے ہمسائے میں کفار  
 کے علاقے موجود ہیں ان سے لڑو اور جہاد کے درجات حاصل کرو۔

۱۲۔ اسی طرح جب سلطان محمود شاہ بیگرہ نے ۸۷۷ھ میں سمندری قزاقوں کے  
 سلطان سندھ پر حملہ آور ہونے کی خبر سنی۔ یہ گروہ ساحل سمندر پر آباد اور اس قدر سرکش  
 تھا کہ اس نے اب تک کسی حکمران کی اطاعت نہ کی تھی۔ بیگرہ مصطفیٰ آباد سے نکلا اور  
 روزانہ ساٹھ ساٹھ فرسخ سفر کرتا ہوا سندھ آ پہنچا۔ تو یہ قزاق ان کے آنے کی خبر سن  
 کر ادھر ادھر بکھر گئے۔ سلطان محمود نے وہیں پڑاؤ رکھا۔ حتیٰ کہ سلطان سندھ کا قاصد  
 اس کے پاس شکریہ کا خط لے کر حاضر ہوا۔ جس کے بعد وہ اپنے دار المملکت میں واپس  
 لوٹ گیا۔

۱۳۔ اسی طرح جب اس نے یہ سنا کہ امرا کی ایک جماعت خاندیس پر قابض ہو گئی۔  
 جس کی وجہ سے سلطان نظام الملک بہمنی بھاگ کر اپنے لشکر سمیت برہان پور چلا گیا ہے  
 تو بیگرہ نے خاندیس پر اپنی طرف سے عالم خان بن احسن خاں فاروقی کو تعینات کر دیا۔  
 (جو معنًا ورثہ کے مملکت سے بھی تھے) اور بیگرہ نے عادل خان کو اعظم بہالیوں عادل  
 خان کا خطاب مرحمت فرمایا۔ عادل خان سلطان بیگرہ کا ہمیشہ زادہ بھی تھا۔ یہ واقعہ  
 ۹۱۳ھ کا ہے۔  
 ۱۵۰۸ھ

۱۴۔ ازاں جملہ! جب محمود شاہ خلیجی نے ۸۹۳ھ میں رحلت کی۔ تو اس نے یہ خبر  
 سن کر انا للہ کہا۔ اور مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کی۔ اور لٹی ندانے مشورہ دیا کہ  
 اس موقع سے فائدہ اٹھا کر مندو پر قبضہ کر لیا جائے۔ جس پر بیگرہ نے کہا۔  
 ”مرحوم کے اہل بیت پر ایک وقت میں دو مصیبتیں جمع کر دینا ہماری۔

شرافت کے خلاف ہے۔ یعنی ایک تو ان کا سربراہ طعمہ اجل ہو جائے

اور دوسری مصیبت اس کا ملک و بوج لیا جائے۔“

۱۵۔ ۹۰۶ھ میں جب اُس نے سنا کہ ناصر الدین شاہ خلجی نے اپنے باپ غیاث الدین خلجی کو زہر دے کر ختم کر دیا ہے تو بیگرہ مندو کی طرف آیا۔ تاکہ ناصر الدین کو اس جرم کی سزا دے۔ تو دوران سفر میں ناصر الدین کی طرف سے پے بہ پے قاصد آئے۔ کہ میں اس جرم سے بُری ہوں۔ تو بیگرہ نے اسے سزا دینے سے درگزر کر دی۔

یہ تمام امور اس کی نیک نفسی اور شرافت کے مؤید ہیں۔!

۱۶۔ اس نے نئے نئے شہر آباد کئے۔ مسجدیں بنوائیں۔ مدارس قائم کئے، خانقاہیں تعمیر کروائیں۔ زراعت کو ترقی دی۔ پھل دار درخت اور باغات لگوائے۔ اور رعیت کو ان اصلاحات پر متوجہ کیا۔ نہریں اور چشمے کھودنے میں رعیت کی امداد کی۔ جن کی وجہ سے عوام اس کے گرد جمع ہو گئے۔ مہندس اور معمار اور دوسری قسموں کے صنعت کار اہل حرفہ نواحی ملکوں سے اُمنڈ آئے۔ بگرات جنت ارضی کا ٹکڑا بن گیا۔ جا بجا حوض، کنوئیں، باغات، سرسبز و شاداب کھیتیاں میوہ دار درخت اور قسم قسم کے کپڑا، جن کی مانگ بیرونی ملک سے ہونے لگی۔ اور یہ سب سلطان محمود شاہ بیگرہ کی توجہ کا ثمرہ تھا۔ کہ بگرات نے اپنی ترقی کے تمام منازل اس طرح طے کر لئے۔

اس کے یادگار زمانہ کار ناموں میں سے بڑا کار نامہ یہ ہے کہ، فطرۃً چونکہ علم و اہل علم کا دلدادہ تھا اس لئے خوب جی کھول کر علم و اہل علم کی سرپرستی کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عرب و عجم کے مشاہیر علما اس کے پاس جمع ہو گئے۔ حتیٰ کہ بلاد عرب کے محدثین بھی یہاں آئے اور بگرات رشک بلادین ہو گیا اور یہاں حدیث کا خوب چرچا ہوا۔

علامہ جلال الدین محمد بن محمد مالکی مصری تشریف لائے۔ اور سلطان نے اسے اپنا مقرب خاص گرداں کر تمام مقبوضہ شہروں کی ارض جزیرہ کا انہیں نگران مقرر



کرتے ہوئے ملک المحدثین کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔ ہندوستان کے شہروں میں  
یہ خطاب سب سے پہلے مدوح کا حصہ قرار پایا۔  
پھر علامہ عبد الدین محمد بن محمد ابی تشریف لائے۔ تو انہیں اپنے ولی عہد منظر شاہ  
کا تالیق مقرر کر کے رشید الملک کے خطاب سے نوازا۔

ابو القاسم بن احمد بن محمد شافعی المعروف بہ ابن فہد کا ورد ہوا۔ ان کے پاس  
فتح الباری کا نسخہ ان کے والد اور دو چچاؤں کے حکم سے لکھا ہوا تھا۔  
علامہ معتز اللہ بن عطاء اللہ شیرازی کے قدم بیمنت لزوم سے برکت حاصل ہوئی  
اور دوسرے علمائے کثیر بھی وارد ہوئے۔

نیز عبد الکریم بن عطاء اللہ شیرازی نے سلطان کے لئے طبقات محمود شاہی اور  
شمس الدین محمد شیرازی نے "ماثر محمود شاہی" لکھی۔ اس طرح شیخ یوسف بن احمد بن محمد  
بن عثمان حسینی نے ابن خلدان کی کتاب "وفیات الاعیان" کا فارسی میں منظر الانسان کے  
نام سے ترجمہ کیا۔

سلطان محمود مرحوم نہایت پاک دامن، حیا پرور، ستودہ اخلاق  
**عادات و خصائل** | باہمت۔ بلند پایہ۔ شریف، کثیر الاحسان و الکریم تھے۔ ان کے  
یہ اوصاف بگراتی نے مرآة سکندی میں، حضر می نے النور السافر میں اور آصفی نے  
ظفر الوالد میں لکھے ہیں۔ ہر ایک نے ان کے مناقب و فضائل کا مفصل ذکر کیا ہے۔  
آصفی فرماتے ہیں کہ محمود بیگرہ ۹۱۶ھ میں نہر الدہلیں تشریف لے گئے۔ وہاں  
کے زندہ علما کی زیارت کی۔ متولیتیں کی قبروں پر دعا پڑھی۔ اور تفسیر حدیث کے  
لئے ایک مجلس مذاکرہ منعقد کی۔ علما کے لئے عطایا و وظائف میں انصاف کیا۔ ان سے  
اپنے اور وطن کے لئے دعا کی التماس کی۔ پٹن سے سرکھج تشریف لے گئے۔ وہاں  
کچھ مدت قیام فرمایا۔ شیخ شہاب الدین (مولانا) احمد قدس سرہ کی قبر پر بار بار  
دعا کے لئے گئے۔ اور وہاں دل کھول کر خیرات کی۔

اپنے اسلاف کے قبرستان میں ان کے قدموں میں اپنے لئے قبر کھدوائی۔ کبھی

کبھی اُسے دیکھنے کے لئے جاتے۔ ایک روز قبر کا دہانہ کھلو کر دیکھا۔ اور اس کے کنارے پر بیٹھ کر یہ فرمایا۔

اللهم ان هذا اول منازل الآخرة فسهلها واجعلها من ديار الجنة۔

دیا اللہ یہ قبر، آخرت کی منزلوں میں پہلی منزل ہے۔ اسے میرے لئے آسان فرما

پس دے اور جنت کا باغچہ بنا دے۔

ایک مرتبہ قبر کا گڑھا چاندی سے پر کر کے تمام مال خیرات کر دیا۔

اصحقی فرماتے ہیں سلطان <sup>۹۱۴ھ</sup> <sub>۱۵۱۱ء</sub> میں صاحب فراش ہو گئے۔ تو بڑودہ سے

ان کے صاحبزادہ مظفر حاضر ہوئے۔ باپ نے انہیں وصیت نامہ سپرد کیا۔ سلطان

کو افاقہ ہو گیا تو صاحبزادہ واپس بڑودہ لوٹ گیا۔ سلطان پھر بیمار پڑ گیا۔ اس

وقفہ میں سلطان العجم شاہ اسماعیل صفوی کی آمد کی اطلاع آئی۔ تو سلطان محمود نے

سرحد کے عامل کو لکھا۔ کہ شہ فارس کی مشایعت میں دار الملک تک رہے۔

پھر اس نے مظفر اپنے صاحبزادہ) کو طلب کیا۔ مگر اس کے باریاب ہونے سے

ایک گھنٹہ قبل سلطان دنیا سے علیحدہ ہو چکا تھا۔ مظفر مذکورہ شنبہ کی رات کو پہنچا۔

سلطان کا تابوت فجر کے وقت لے جایا گیا۔

بوقت عصر بروز دو شنبہ ۲ ماہ رمضان <sup>۹۱۴ھ</sup> <sub>۱۵۱۱ء</sub> بمصر ۶۹ سال اور بدت

وقات | بادشاہت ۵۵ برس ہے۔ جس پر تمام مورخ متفق ہیں۔

## ۵۲۶۔ سید محمود بن محمد جون پوری

م۔ ۴ ماہ رمضان <sup>۹۱۴ھ</sup>

۱۔ الشیخ الفاضل "محمود بن محمد بن یوسف حسینی جون پوری گجراتی۔ اپنے والد کے

سب سے بڑے فرزند۔ اور ان کے مذہب کے داعی تھے۔ جس کی وجہ سے ان کا

لقب خلیفۃ الاول اور ثانی ہدی قرار پایا۔ مولد جون پور اور وہیں پروان چڑھے۔

اپنے والد کے حضور باریاب رہے۔ اور ان کے سفر و حضر کسی حالت میں کبھی ان

سے علیحدہ نہ ہوئے۔ انہی سے پڑھا۔ اور ان کی رحلت کے بعد دعوت شروع کر دی۔ تارک الدنیا زاد و مجرد و قانع مرد تھے۔ اپنے والد کی رحلت کے بعد ایک سال ہرات میں قیام فرمایا۔ بعدہ گجرات تشریف لے آئے۔ اور رادھن پور کے قریب موضع بھیلوٹ میں سکونت اختیار کی۔ ۴ ماہ رمضان ۹۱۷ھ میں رحلت فرمائی اور پچاس سال کی عمر پائی (تاریخ پالن پور)

## ۵۲۷۔ شیخ محمود بن محمود گجراتی

م ۹۹۲ھ  
۶۱۵۸۳

”الشیخ الفاضل العلامة“ حکیم محمود بن محمود قاضی شہاب الدین بن شمس الدین سندھی ثم گجراتی۔ یکے از علمائے کبارہا بحسب روایت حضرمی در النور السافر، حضرمی فرماتے ہیں کہ وہ طب و معالجات میں کمال درجہ مہارت رکھتے تھے۔ ان کی فراست و طبابت کا یہ واقعہ قابل بیان ہے کہ ایک بادشاہ نے سلطان محمود بیگرہ والی گجرات کے حضور چند نفیس تحائف میں کنیز بھی پیش کی۔ جسے سلطان نے ایک وزیر کو عطا فرما دیا۔ اتفاق کی بات مقاربت سے قبل حکیم صاحب نے کنیز کی نبض دیکھ کر وزیر سے کہا۔ کہ آپ اس کی مقاربت سے پرہیز ہی رکھیے ورنہ آپ مرجائیں گے۔ وزیر نے اس تجربہ کے لئے کنیز کو اپنے ایک غلام کے سپرد کیا۔ خلوت صحیحہ کے بعد غلام واقعی مر گیا۔ اس پر وزیر نے حکیم محمود صاحب سے اس کا سبب دریافت کیا۔ تو فرمایا اس کنیز کی والدہ کو حالت حمل میں ایسی چیزیں کھلائی گئیں جن کا اثر کنیز کو ورثہ میں ملا۔ اور ہدیہ بھیجنے والے نے بادشاہ کو اس طریق سے قتل کرنا چاہا تھا۔ حضرمی فرماتے ہیں۔ سبحان اللہ! اس حکیم کو اپنے فن میں کس قدر مہارت تھی۔ احمد آباد میں حکیم صاحب کی وفات ۹۹۲ھ میں ہوئی۔

## ۵۲۸۔ قاضی محمود گجراتی

”الشیخ العالم الفقیہ“ قاضی محمود بن ابو محمود مورپی گجراتی یکے از افراد علم ظاہر

دباطن۔ مولد و منشا قریہ مورپ در اعمال کجرات۔ اپنے گھر ہی میں تحصیل علوم فرمائی اور بعد از تکمیل مدت تک مسند تدریس مزین رکھی۔ اب شیخ شکر محمد عارف سے طریقت میں درس لیا۔ اور ان سے نقد النصوص اور مرآة العارفین وغیرہ پڑھے۔ خود شیخ نے آپ سے ہدایۃ الفقہ پڑھی۔ مولانا موسیٰ و حکیم عثمان سندیان نے آپ سے نحو و ادب عربی پڑھے، گلزار ابرار ابو الحسن مندوی،

## ۵۲۹۔ خواجہ امین الدین محمود الہروی (خواجہ جہاں)

م۔ ماہ شعبان ۹۸۲ھ  
۶۱۵۴۴ھ

”الوزیر الکبیر“ امین الدین محمود الہروی نواب خواجہ جہاں یکے از علمائے مشاہیر سلطان ہمایوں کی فارس سے واپسی پر ان کے مقرب ہوئے۔ بتدریج ترقی کرتے ہوئے سلطان اکبر کے عہد میں ہند کی وزارت جلیلہ کے منصب پر فائز ہوئے۔ اور تازلیت اسی منصب پر فائز رہے۔ وفات ماہ شعبان ۹۸۲ھ میں سرزمین اودھ میں ہوئی۔ (بآثر الامراء)

## ۵۳۰۔ شیخ محمود قلندر لکھنوی

م ۹۸۶ھ  
۶۱۵۴۸ھ

”الشیخ الصالح“ محمود بن محمد قلندر لکھنوی یکے از مشائخ کبار۔ درسیات شیخ عبدالرحمن عباسی لاہر پوری سے پڑھیں۔ اور طریقہ قلندر یہ میں بھی اثنی سے مستفیض ہوئے۔ پھر جون پور تشریف لائے اور شیخ عبدالسلام قلندر سے استفادہ فرمایا۔ مسلسل تیس سال تک ریاضت شدید میں مشغول رہے۔ ۲۱ شعبان ۹۸۶ھ میں لکھنؤ میں رحلت فرمائی اور وہیں ہنگالی باغ میں سپرد خاک ہوئے۔

## ۵۳۱۔ شیخ مخدوم الشرف بساوری (فاضل جہاں)

م ۱۰ ماہ رمضان ۹۶۰ھ  
۶۱۵۴۲ھ  
"الشیخ الفاضل" مخدوم اشرف حنفی بساوری (بفتح باء) یکے از علمائے صائین  
شیخ عبد القادر بن ملوک شاہ بدایونی کے نانا تھے۔ ۱۰ ماہ رمضان ۹۶۰ھ میں انتقال  
فرمایا۔ اور ایک صاحب نے آپ کی تاریخ وفات فاضل جہاں لکھی۔

## ۵۳۲۔ میر تقی شریفی

م ۹۶۲ھ  
۶۱۵۴۲ھ  
"الشیخ الفاضل السید" میر تقی شریفی شیرازی از احفاد سید شریف زین الدین علی حرب جہانی  
صاحب مصنفات مشہورہ۔ متعدد علوم میں یکے از نوادہ زمانہ تھے۔ خصوصاً منطق و فلسفہ  
علوم ریاضیہ، انشاء اور قرص الشعر میں فرو۔ یہ علوم اوروں کو بھی پڑھاتے۔ آگرہ میں ان کے  
بہت شاگرد تھے۔

منطق و حکمت میں دا، شیخ عبد الصمد بغدادی۔

ان کے اساتذہ | (۲) حدیث میں سید میرک شاہ

(۳) سند حدیث ابن حجر مکی سے حاصل کی۔

صاحب ترجمہ سلطان اسماعیل صفوی کے دور میں صدر خراسان مقرر ہوئے۔ اور  
وہیں طرح اقامت ڈال دی۔ برسوں کی اقامت کے بعد حج و زیارت کے لئے شدید حال  
کیا۔ تو یہاں شیخ شہاب الدین احمد ابن حجر مکی کے سامنے زانوئے تلمذتہ کر کے اجازہ و  
سند حدیث حاصل کی۔ حجاز سے واپسی پر ہندوستان وارد ہوئے۔ کچھ مدت دکن اور  
بعدہ (۹۶۲ھ) میں آگرہ میں اقامت فرمائی۔

کافیہ ابن صاحب نظم کیا اور ایک فارسی دیوان اپنی یادگار چھوڑا۔

تصانیف | (۹۶۲ھ) میں دہلی کے اندر رحلت فرمائی (مرآة العالم مولفہ بختاورد خاں)

## ۵۳۳۔ مولانا مرشد الدین صفوی

«الشیخ العالم الصالح» مرشد الدین بن رفیع الدین محدث حسینی صفوی شیرازی —  
ہندی اکبر آبادی۔ از خالوادہ علم و طریقت۔ اپنے والد سے اکتساب کے بعد مستند تدریس  
آراستہ فرمائی (محمد بن حسن در گلزار ابرار)

## ۵۳۴۔ مصطفیٰ بن بہرام رومی

«الامیر الکبیر» مصطفیٰ خان بن بہرام رومی المشہور بہ رومی خان۔ مولد و منشأ روم۔  
اپنے ماموں امیر سلیمان کے سائے میں پر دان چڑھے۔ اور انہی کی معیت میں مین آکر  
قلعہ کمران میں طرح اقامت ڈال دی اور چچانے ساحل صلیف پر۔ اور ان دونوں مقاموں  
کے درمیان دریا بہتا ہے اور مسافت اتنی ہے کہ ایک گھنٹہ میں باسانی دریا عبور کر کے  
ایک مقام سے دوسرے مقام میں پہنچا یا جا سکتا ہے۔ اس سفر میں ان کے ہمراہ خواجہ  
صفر و قرآن حسن و مصطفیٰ و اسماعیلی وغیرہ بے شمار ترک افراد بھی تھے۔ اتفاق سے خیر الدین  
امیر بھی مین کی جانب آنکلا۔ اور چچا کہ اس علاقے پر اپنی عمارت قائم کرے۔ چنانچہ اس  
سلسلہ میں اس نے سلیمان کو دھوکے سے قتل کر دیا، اس کا بھائی مصطفیٰ اپنے ماموں کا  
انتقام لینے کے لئے اٹھا۔ اور خیر الدین کو قتل کر دیا۔ (یہ واقعہ ۹۳۵ھ کا ہے) اور  
بعد ازاں قلعہ کمران میں قیام پذیر ہو گیا۔

اسی دوران میں اس کے والد بہرام نے اس کی طرف استنبول سے لکھا کہ مجھے معزز  
کر دیا گیا ہے۔ اور تم مین کے نئے متولی کی آمد سے قبل ہندوستان چلے جاؤ۔ رومی خان  
اپنے رفقاء کے ہمراہ روانہ ہوا۔ اور بندر دیو گجرات میں ۹۳۶ھ میں پہنچا۔ اس وقت  
دیو کا امیر طوغان بن ایاز سلطانی تھا۔ اس نے یہ سنا تو رومی خان کے استقبال کو  
غرض سے آگے پہنچا۔ اور ملاقات پر اسے مرحبا کہا۔ اور اپنے بادشاہ بہادر شاہ کو  
رومی خان کے آنے کی خبر روانہ کی۔ جس پر سلطان مدوح نے رومی کو بلا بھیجا۔ جب

رومی خان نے جاپانیر میں بہادر شاہ سے ملاقات کی۔ تو اس نے رومی کو بہت سامان دے کر رومی خان کا لقب بھی بخشا۔ اور بارود خانہ کا محافظ مقرر کر دیا۔ رومی خان نے جو ہدایا بہادر شاہ کی خدمت میں پیش کئے۔ ان میں ایک توپ بھی تھی۔ جو سلمان نے سلطان روم کے لئے بنائی تھی اور اس کا نام لیلے رکھا تھا۔ اب رومی خان نے ایک اور توپ تیار کی۔ اور اس کا نام مجنوں رکھا۔ بادشاہ نے اسے رائیبر، سوات اور اس کے نواحی علاقوں کا گورنر مقرر کیا۔ کچھ عرصہ کے بعد رومی خان نے بادشاہ سے دیو کا علاقہ بھی طلب کر لیا۔ بادشاہ نے اپنے نائب طوغان خان کو معزول کر کے یہ علاقہ بھی رومی کی تحویل میں دے دیا۔ طوغان خان معزول ہونے کے بعد جاپانیر آیا تو اس دور میں طوغان کے برابر قوی الہیکل اور شجاع کوئی نہ تھا۔ جو اس کا مقابلہ کر سکے۔ رومی خان اس سے ڈر گیا۔ مگر بہادر شاہ نے طوغان کو حراست میں لے کر قتل کر دیا۔ رومی خان اس کے بعد کافی عرصہ تک بہادر شاہ کا مقرب رہا۔ اور اسی کی حسن تدبیر کی بدولت قلعہ رنٹھبور فتح ہوا۔ بہادر شاہ نے اس قلعہ کی فتح پر رومی خان کو یہ علاقہ بھی دینے کا وعدہ کیا تھا۔ مگر فتح ہونے کے بعد سلطان حکمران گیا۔ اور اس نے ازراہ مصلحت رومی خان سے قلعہ چیتوڑ فتح کرنے کے بعد اسے رومی خان کے سپرد کرنے کا چکمہ دیا۔ بہادر شاہ رومی خان کو لے کر قلعہ چیتوڑ پر حملہ آور ہوا۔ قلعہ کی ہندو فوج ان کی توپوں کی تاب نہ لاسکی اور بالآخر قلعہ فتح ہو گیا۔ مگر اس مرتبہ بھی بادشاہ نے اپنا وعدہ پورا نہ کیا۔ جس سے رومی خان نے بھی بہادر شاہ کے متعلق دل میں گرہ لگالی۔ بہادر شاہ ادھر سے فارغ ہوا تو دوسری طرف سلطان بہالیوں تیموری حکمران دہلی چیتوڑ کی طرف متوجہ ہو گیا۔ اس وقت بہالیوں اجین میں مقیم تھا۔ بہادر شاہ اور بہالیوں دونوں کا مندسور میں آمناسا منا ہو گیا۔ رومی خان جو بہادر شاہ کی مصیبت ہی میں تھا جانتا تھا کہ بہادر شاہ جو ارادہ کرتا ہے اسے سہرا انجام کئے بغیر نہیں رہتا۔ رومی خان کے دل میں یہ خروش پیدا ہو گیا، مبادا میں بہادر شاہ سے اپنا بدلہ نہ لے سکوں! اس نے بہادر شاہ سے کہا کہ میرے ماتحت جو تو ہیں اور بارود ہے۔ اگر ایسے موقعہ پر کام نہ آیا تو پھر اسے کس جگہ استعمال کیا جائے

گا۔ میری رائے ہے کہ تمام لشکر کو ایک دائرہ میں محیط کر کے اس دائرہ کو خندق سے گھیر لیا جائے۔ تب ہمارا لشکر دشمن کے شبخوں تک سے محفوظ رہے گا۔ مگر دشمن ہماری زد سے محفوظ نہ رہ سکے گا۔ اس ترکیب کے عمل میں آجانے کے بعد ہمارے فوجی دستے دشمن پر یلغار شروع کر دیں گے۔ اور کامیاب و صحیح سلامت رہیں لوٹ آئیں گے۔ ہم ایسی وادی میں ہیں جہاں رسد کی کمی نہیں۔ گو ہمارا دشمن اس سہولت سے محروم ہے جس سے اُسے خود بخود شکست سے دوچار ہونا پڑے گا۔ لڑائی کا یہ طریق روم کے سلاطین میں مروج ہے۔ بہادر شاہ نے یہ سن کر صدر خان سے پوچھا تو اس نے جواب دیا کہ یہ مشورہ شہر سے زیادہ بیٹھا اور انجام کے لحاظ سے نیزوں کی نوکوں سے زیادہ تلخ ہے۔ اس توپے تھنگ کے قصبے کو رہنے دیجئے گھوڑوں کی پشتوں سے زیادہ بہتر کوئی قلعہ نہیں اور جب دشمن سے دو بدو ٹکرو جو جائے تو تلوار سے زیادہ کوئی چیز موثر نہیں۔ لیکن بہادر شاہ کو ابھی تک چونکہ رومی خان پر بھروسہ تھا اس لئے اس کی بات کو نہ ٹال سکا۔ اُدھر رومی خان نے ہمایوں کی طرف خفیہ خط لکھا کہ رسد فلاں راستے سے پہنچ رہی ہے اس پر قبضہ کیجئے اور پھر سب توپوں کو توڑ دیا۔ جس سے بڑا دھماکہ پیدا ہوا، بہادر شاہ کو جب یہ حال معلوم ہوا تو بھیس بدل کر مندو چلا گیا۔ تب رومی خان ہمایوں کے پاس پہنچ گیا اور اس نے اسے اپنا مقرب بنا لیا اور اس کی حسن تدبیر سے ہمایوں نے گجرات اور مالوہ کا علاقہ فتح کیا۔

ان خبروں میں ایک عجیب واقعہ یہ ہے کہ جب ہمایوں فتح مندو کے بعد پہلے دن تخت شاہی پر بیٹھا۔ اور تخت کی چاروں طرف اس لئے سلطنت اور ماتحت بادشاہ اپنے اپنے درجہ کے مطابق بیٹھے ہوئے تھے۔ تو اس اثنا میں بہادر شاہ کا ایک طوطا لایا گیا جو کئی زبانیں بولتا تھا۔ جب رومی خان آیا تو ہمایوں نے اس کا نام لے کر خوش آواز کیا۔ جب طوطے نے اس کا نام سنا تو بے ساختہ کہنے لگا۔ پھٹ رومی خان حرام خور پھٹ رومی خان حرام خور اور کئی دفعہ یہ الفاظ کہے، رومی خان نے طوطے کے یہ الفاظ سن کر حیا سے سر جھکا لیا۔ اس پر ہمایوں نے اُس کی تسلی کی خاطر فرمایا کہ اگر طوطے کے علاوہ



کسی آدمی کی زبان سے یہ الفاظ نکلے ہوتے تو اُس کی زبان کھجور اذیتا لیکن کیا کیا جائے یہ آدمی نہیں پرندہ ہے، آصفی کا بیان ہے کہ غالباً واقعہ یہ ہوا کہ جب بہادر شاہ بھاگ کر چلا گیا تو پیچھے اُس کے کچھ سپاہیوں نے یہ الفاظ کہے جو طوطے نے رٹ لئے اور پھر جس طرح رٹے ہوئے تھے اُسی طرح بول دئے۔

رہا اس معاملہ میں رومی خاں کا معاملہ! تو سلطان ہمایوں نے اُسے اپنا معتمد قرار دے کر قلعہ چنار کی تسخیر اس کے سپرد کی۔ چنانچہ ۹۴۲ھ میں اُس نے یہ قلعہ فتح کر لیا۔ قلعہ نہایت مستحکم اور سر بلند تھا۔ ہمایوں نے رومی خاں کو گونا گوں انعامات عطا فرمائے۔ جس پر وہ ہر کہ دمہ کے محسوس ہو گئے۔ آخر میں انہیں زہر دے کر ختم کر دیا۔ ان کی موت قلعہ چنار گڑھ میں ان کے عامل ہونے سے قریبی زمانہ میں ہوئی۔ (معتمد خان در اقبال نامہ)

## شیخ مہدی بن عید السار سہارن پوری

م۔ ۱۷ شعبان ۱۵۹۱ھ

”الشیخ الفقیہ الزاہد معطف بن عبد السار بن عبد الکریم انصاری سہارن پوری از علمائے کبار۔ برسوں مسند تدریس آراستہ رکھی۔ طریقت میں شیخ زکن الدین پسر شیخ عبد القدوس گنگوہی سے فیض حاصل کیا۔ ان کے کرامات اور کشف کا چرچا عام تھا۔ کہا جاتا ہے کہ شہر کے عامل نے انہیں فوج میں بھرتی ہونے کے لئے مجبور کیا تو آپ نے آگرہ کا رخ کر لیا۔ والی شہر بھی آپ کے پیچھے تھا۔ لگروہ دریا میں ڈوب کر راہی ملک عدم ہوا اور جب شیخ آگرہ پہنچے تو سلطان نے ان کی تعظیم کے ساتھ واپس ہونے کی اجازت بھی فرمادی۔ ۱۷ ماہ شعبان ۱۵۹۱ھ میں رحلت فرمائی۔ (سہارن پوری در المرآة)

## ۵۳۶۔ مولانا مصلح الدین لاری

”الشیخ الفاضل العلامة“ مصلح الدین لاری۔ علوم عربیہ و معارف حکمیہ میں یگانہ روزگار

تھے۔ برسوں مسند تدریس مزین کئے رہے۔ ان سے سلطان سندھ مرزا شاہ حسین اور

دوسرے اہل علم میں سے بے شمار افراد نے پڑھا۔ ۹۶ھ میں مکہ مکرمہ تشریف لے گئے،  
 اور واپس نہ لوٹے۔ ۱۔ شرح شمائل ترمذی۔ تعلیقات علی تفسیر بیضاوی۔ شرح المنطق در فارسی۔  
**تصانیف** (مہارندی در آثار)

## ۵۳۷۔ سلطان مظفر الحلیم گجراتی

م۔ ۲، جمادی الاولیٰ ۹۳۲ھ  
 ۱۵۲۵ء

۱۔ السلطان الفاضل العادل المحدث الفقیہ "مظفر بن محمود بن احمد بن محمد بن مظفر گجراتی"  
 کنیت ابو نصر لقب شمس الدین نام مظفر شاہ الحلیم صاحب ریاستیں تاریخ ولادت پنجشنبہ  
 ۲۰ شوال ۸۷۵ھ۔ مولد سرزمین گجرات۔ بادشاہت کے جھولے میں پروان چڑھے۔ علم  
 کی ریاضت سے مستفیض ہوئے۔ اور والد کی زندگی ہی میں جو اتنی کی منزل تک پہنچے۔  
 ان کے اساتذہ میں علامہ مجد الدین محمد بن محمد ایچی اور دوسرے علمائے نام دار ہیں۔  
 حدیث شیخ مجد الدین اور الشیخ المحدث جمال الدین محمد بن عمر بن مبارک حمیری حفزمی المشہور  
 بہ بقرق سے پڑھی۔ فنون حرب میں مہارت تامہ حاصل کی۔ حتیٰ کہ اپنے اسلاف تک سے  
 جملہ انواع علم و ادب اور اخلاق حمیدہ میں سبقت لے گئے۔ اپنے والد کی رحلت کے بعد  
 بروز شنبہ ۱۳ ماہ رمضان ۹۱۷ھ میں عنان حکومت ہاتھ میں لی۔ اور آغاز کیا عدل و سخاوت  
 و شجاعت و جہاد اور سردوں کی حفاظت اور علماء کے ساتھ حسن سلوک سے۔

نہایت پارسا، دلیر، نرم دل اور رعیت سے حسن سلوک سے کام لینے والے تھے۔  
 اور اسی وجہ سے حلیم ان کا لقب پڑ گیا۔ نہایت ذہین سلیم الطبع اور حاضر جواب تھے۔  
 موسیقی پر بھی حاوی تھے۔ اور علوم دین سے بھی پوری طرح آگاہ۔ فنون حرب میں  
 تیر اندازی۔ شمشیر زنی۔ نیزہ بازی، گھڑ سواری اور پہلوانی کے ساتھ خطاطی میں نسخ و ثلث

۱، علم کی ریاست اور ۲، سلطانی کی ریاست۔

اور رقاہ میں یرطوئی حاصل تھا۔ اپنے ہاتھ سے قرآن مجید لکھ کر حرمین بھجوا دیتے۔ قرآن مجید جوانی ہی میں اپنے والد کی زندگی میں حفظ کر لیا تھا۔ ہر قول و فعل میں حضور علیہ السلام کا اتباع کرتے اور نصوص حدیث نبویہ پر عمل پیرا ہوتے۔ جب موت یاد آتی تو زار زار روتے۔ علما کی تعظیم میں مبالغہ فرماتے۔ ابتدا میں مشائخ طریقت پر حسن ظن تھا لیکن آخر میں اس کی طرف بھی مائل ہو گئے۔

ہمیشہ با وضو رہتے، نماز باجماعت ادا کرتے اور رمضان کے روزے پابندی سے رکھتے۔ شراب کے قریب بھی نہ جاتے اور کبھی کسی کی امانت نہ کرتے۔ خطا کاروں سے ہمیشہ عفو و درگزر سے کام لیتے بے جا اخراجات سے بچتے لیکن جائز امور میں بے دریغ دولت لٹاتے۔ تمام رعیت کے حالات کی خبر پر گوش بر آواز رہتے۔ بعض اوقات لباس بدل کر کبھی دن اور کبھی رات میں محل سے نکلتے اور رعایا کے حالات معلوم کرتے۔

آصفی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ جاپانیر کے قاضی نے انہیں عدالت میں طلب کیا کیونکہ گھوڑوں کے ایک تاجر نے ان کے خلاف دعوئے دائر کیا تھا۔ چنانچہ جس حال اور جس کیفیت میں تھے پیادہ پا عدالت کی طرف چل دئے۔ اور وہاں پہنچ کر مدعی کے پہلو بہ پہلو قاضی کے سامنے بیٹھ گئے۔ سو داگر نے دعوئے کیا کہ اُسے گھوڑے کی قیمت نہیں ملی۔ اور اپنا دعوئے ثابت کر دیا۔ تاجر نے عدالت سے باہر آنے سے انکار کر دیا اور کہا جب تک کہ اُسے اپنی رقم وصول نہ ہو۔ وہ عدالت سے باہر قدم نہیں رکھے گا۔ سلطان ممدوح بھی مدعی کے ساتھ عدالت میں کھڑا ہوا۔ قاضی نے کہا کہ اُسے رقم مل گئی۔ قاضی کا اس تمام اثناء میں بادشاہ کے یہ سلوک رہا کہ جب وہ عدالت میں پیش ہوا تو اُس کے استقبال کے لئے کھڑے نہ ہوئے بلکہ یہ بھی گوارا نہ کیا کہ بادشاہ کو مدعی پر کسی طرح کی کوئی فوقیت حاصل ہو۔ سلطان کچھ دیر تک وہاں بیٹھے رہے۔ اور جب تاجر نے اپنی رقم بھر پائی۔ تو قاضی نے اس سے پوچھا کہ آپ کچھ بقایا تو نہیں رہا۔ تاجر نے کہا۔ نہیں رہا۔ قاضی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ معمول کے مطابق سلطان کو سلام کیا۔ اور سر جھکا لیا۔ سلطان بھی مدعی کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا۔ اور قاضی کو ہاتھ سے پکڑ کر عدالت کی نشست ہی پر بیٹھا کر خود بھی اس کے پاس بیٹھ گیا۔ اور

قاضی کے اس بلا رورعبیت فیصلہ پر ان کا شکریہ ادا کیا۔ اور فرمایا اگر آپ آج میرے ساتھ کوئی رعایت برتتے تو میں آپ سے منصب عدالت چھین لیتا تاکہ دوسروں کو اس سے عبرت ہو لیکن اس کے فیصلہ پر اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔ قاضی ہوں تو آپ جیسے ہوں۔ قاضی نے کہا بادشاہ بھی ہوں تو آپ جیسے ہوں۔

آصفی فرماتے ہیں، سلطان مظفر الملیم کے اوصاف میں یہ امور یادگار ہیں۔  
 (۱) اس نے ایک کشتی قیمتی اشیاء سے پر کر کے بندرگاہ حجاز جدہ روانہ کی۔ یہ تمام سامان اہل حجاز کے لئے تھا۔

(۲) مکہ مشرفہ میں اس کا ایک رباط مندرجہ ذیل عمارات پر مشتمل تھا۔

۱۔ مدرسہ

ب۔ سبیل

ج۔ حویلیان

د۔ پانی کا چشمہ

یہ سب چیزیں وقف تھیں۔ اور ان کی آمدنی مکہ مشرفہ کے مدرسین، طلبہ، معتکفین اور اور سبیل کے خادموں میں تقسیم ہوتی تھی۔

اس نے حرمین میں اپنے قلم سے لکھ کر دو قرآن مجید بھجوایا۔ جن کا خط حلی تھا، اور آپ زر سے لکھے گئے تھے۔ اور حکم تھا کہ صرف حنفی امام ان میں تلاوت کرے۔ نیز دو ربیعے بھی اسی خط میں لکھ کر بھیجے اور ان قرآنوں کے تلاوت کرنے والے الشیخ الربیعہ کے لئے ایک وقف کی مخصوص آمدنی تھی۔

سلطان مظفر الملیم کے عجیب واقعات میں یہ بھی قابل ذکر ہے کہ جب مدنی رائے مالوہ کے علاقہ پر قابض ہو گیا اور وہاں کے مسلمانوں کو تانا شروع کیا اور محمود شاہ خلجی حاکم مالوہ اپنے وطن سے بھاگ کر گجرات چلا گیا۔ تو سلطان مظفر مالوہ سے ۹۲۳ھ میں اپنا لشکر لے کر نکلا۔ پہلے وہ دھار (مالوہ) میں اور بعد ازاں مندو میں آیا اور قلعہ کا سخت محاصرہ کر لیا۔

ادھر جب مدنی رائے کو معلوم ہوا کہ سلطان دیولہ پہنچ گیا۔ تو اس نے اپنے رفقاء سے کہا کہ سلطان مظفر آگیا ہے، اس لئے ہمیں خود کو جنگ میں مبتلا نہ کرنا چاہیے۔ جب تک رانا سانگا آئیں۔ تب تک تم قلعہ کی حفاظت کرو۔ اور میں رانا کے پاس جاتا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ اپنی فوج کے پاس سے رخصت ہو گیا۔

ادھر جب سلطان مظفر حلیم قلعہ پر پہنچا۔ تو قلعہ کے محصور ہندو فوجی مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لئے نکل آئے۔ اور مسلمانوں نے ان میں سے بہتوں کو قتل کر دیا۔ بقیہ اسلحہ اپنے اسلحہ تک چھوڑ کر بھاگ اٹھے۔ آخر انہوں نے فریب سے قلعہ حوالے کرنے کے بہانے مان طلب کی۔

مگر کئی روز تک ٹال مٹول کرتے رہے۔ اور شرطیں کرنے لگے۔ پہلی شرط تھی: ہمارے اموال پر قبضہ نہ کیا جائے۔ دوسری ہمارے سب آدمی ایک جا ہو جائیں۔ تیسری سلطان اپنی فوج قلعہ سے دُور لے جائیں تاکہ ہمارے سپاہی ڈر میں نہیں۔ سلطان نے سب شرائط منظور کر لئے۔ اتنے میں انہیں رانا سانگا کے اہمین آنے کی خبر مل گئی، جس پر ہندو تن گئے۔ سلطان یہ رنگ دیکھ کر قلعہ کے سامنے ایک اونچی پہاڑی پہ جا بیٹھا اور اس کے امر اسلحہ ہو کر اس کے علم کے نیچے حکم کے منتظر کھڑے ہو گئے۔ سلطان نے عادل خان فاروقی سزا بہان پور کو رانا سانگا سے عہدہ برآ ہونے پر تعینات کرتے ہوئے اُسے خلعت بخشا اور اور تلوار حمائل کی۔ ایک ڈھال دی۔ نو گھوڑے اور ہاتھیوں کی ایک ٹکڑی عنایت کی اور چند نصیحتیں کر کے رخصت کیا۔

پھر رادھن پور کے حکمران فتح خاں کو طلب فرما کر وہی کچھ انہیں عطا فرمایا جو عادل خاں کو بخشا تھا۔ اب تو ام خاں کو طلب فرما کر ان دونوں کا سا سامان اور ہدایات سے سرفراز فرما کر دونوں کو عادل خان کی ماتحتی کی تاکید فرمائی۔

ان سرداروں کو رخصت کر کے سپاہیوں کو طلب کیا اور فرمایا کہ تمہارے ساتھ نہایت اچھا برتاؤ کیا جائے گا پھر انہیں فوج کے نشان عنایت فرمائے۔ اور حکم دیا کہ ہندوؤں کے انداز پر تم بھی ان سے وہی سلوک کرنا۔ یہ فرما کر مظفر شاہ اپنی پہلی نشست پر

آگیا۔ اور قلعہ فتح کرنے کی تدبیر سوچی۔ حتیٰ کہ دوسرے ہی روز قلعہ میں فاتحانہ داخل ہو گیا۔  
 تلوار نیام سے نکالی۔ مفتوحین کا آخری کام مکانات میں گھس کر دروازے بند کرنا تھا۔ سلطان  
 نے ان کے بند گھروں کو سپرد آگ کرنے کا حکم دیا۔ جس سے وہ جل کر مر گئے۔ خود سلطان اس لمحہ  
 کے اندر ایک سائے کے نیچے بیٹھا ہوا تھا۔ اور سلطان محمود خلجی والی مالوہ بھی۔۔۔ اب وہ  
 دونوں آہستہ آہستہ چل رہے تھے قلعہ کے اندر مقتولوں کا خون نالیوں میں بہ رہا تھا جن کی  
 تعداد انیس ہزار تھی۔ اور جو لوگ اپنے گھروں میں جل کر رہ گئے وہ ان کے ناسوا تھے  
 کچھ اور لوگ بھی تھے جو ادھر ادھر قتل ہوئے۔ سلطان مظفر حلیم سلطان محمود خلجی کے دارالسلطنت  
 (منڈو) میں داخل ہوا۔ اُسے فتح مندی کی مبارک کے ساتھ دعا دی۔ اور ہاتھ کے اشارے  
 سے دروازہ کھولنے کے لئے فرما کر زبان سے: **اُدْخُلُوْہَا بِسَلَامٍ اٰمِنِيْنَ**۔ (سلامتی اور  
 امن کے ساتھ اس کے اندر داخل ہو جاؤ) کہا۔ اس کے بعد مظفر شاہ لوٹ کر اپنے خیمہ میں  
 اور خلجی اپنے محل میں آگیا۔ اس نے اپنے لڑکوں کو بلا کر ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کا شکر  
 ادا کیا۔

اس عرصہ میں مدن رائے دھاڑیں مار کر دوڑ رہا تھا۔ آخر اس پر غشی طاری ہو گئی۔  
 ادھر جب رانا سانگانے اجین کے نواح میں عادل خان کے آنے کی خبر سن پائی تو  
 اس نے بے قرار ہو کر مدن رائے کو بلایا۔ اور کہا اب یہ کیا غوغا ہے۔ جو ہونا تھا وہ تو ہو  
 چکا۔ اگر تم اپنی فوج سے ملنا چاہتے ہو۔ تو سر پہ عادل خان کھڑا ہے۔ اگر اس سے مقابلہ  
 نہیں کر سکتے تو بھاگ کر اپنی فوج کے پاس چلے جاؤ۔ مدن رائے ایک ہاتھی پر سوار ہو کر  
 اجین سے نکل پڑا۔ تو جدھر رخ ہو گیا چلتا گیا۔ عادل خان بھی اس کے تعاقب میں تھا۔  
 جس نے اسے دیپال پور میں آکر دبوچ لیا۔ ذرا وقفہ کے بعد سلطان محمود خلجی نے اُسے  
 طلب کر لیا۔ تو اس کے تمام ذخیرے مفقود تھے۔ ادھر خلجی نے ضیافت کا اہتمام کیا۔ اور  
 سلطان مظفر شاہ کو دعوت دینے کے لئے حاضر ہوا۔ وہ خلجی کے ہمراہ چل آیا ضیافت  
 سے فارغ ہونے کے بعد خلجی نے سلطان مظفر کو اپنے والد کے مترکات کی سیر کرائی۔  
 مظفر شاہ ایک ایک شے دیکھ کر مرحوم پر رحمت کی دعا کرتا رہا۔ پھر دونوں ایک تخت پر

آبیٹھے۔ خلجی نے مظفر شاہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔

الحمد لله الذي بهنتك ورايت بعيني ما كنت اتناه ولم يبق الى الاتن

ارب في شى في الدنيا له

خلجی نے کہا، جناب اس ملک کی حکمرانی کے لئے مجھ سے بہتر ہیں اس لئے جو کچھ آپ مجھے عطا فرمانا چاہتے ہیں وہ آپ کے لئے ہے۔ آپ کو اختیار ہے کہ اپنے اراکین خود منفر فرمائیں۔ سلطان مظفر نے جواب میں فرمایا کہ میں نے آپ کی نصرت کے لئے جو قدم اٹھایا۔ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے تھا۔ اور یہ دوسرا مقصد تھا آپ کی حمایت کرنا جس میں مجھے کامیابی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ اس میں آپ کے لئے برکت کرے۔ خلجی نے عرض کیا۔ یہ ملک مردوں سے خالی ہو گیا ہے۔ اس لئے مجھے اس کے ہاتھ سے جانے کا خطرہ ہے۔ مظفر شاہ نے فرمایا۔ آپ کا یہ خطرہ صحیح ہے۔ میرے ندما میں سے آصف خان آپ کے ہاں رہے گا۔ اس کے ماتحت بارہ ہزار سوار ہوں گے۔ یہاں تک کہ آپ کی سلطنت مستحکم ہو جائے۔ خلجی نے استدعا کی کہ آپ کا صاحبزادہ تاج خان بھی میری نصرت کے لئے میرے ہاں رہے، اور اس پر بہت منت کی۔ یہ درخواست بھی مظفر شاہ نے منظور کر لی۔ اور خلجی کی ہر مشکل پر اس کی اعانت کا وعدہ کیا۔ پھر اس نے آصف خان کو طلب کر کے فرمایا۔ کہ میرے ہاں تمہارے اور تمہارے رفقاء کی جو جائدادیں ہیں۔ وہ تمہاری واپسی تک تمہاری ہی ہیں اور سلطان خلجی جو کچھ تمہیں عنایت کریں وہ مستزاد ہے۔ آخر میں مظفر شاہ نے خلجی کو نقد مال دے کر رخصت کر کے خود روانہ ہوا۔

اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جب مظفر شاہ مذکورہ قلعہ فتح کر کے اس میں داخل ہوا تو ندمائے سلطنت نے عرض کیا کہ قلعہ اپنی سلطنت میں داخل کر لینا چاہیے۔ یہ سن کر اس نے سلطان خلجی کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ آپ اس پر قبضہ کیجئے۔ اور اس کے دروازے

۱۔ شکر ہے اللہ پاک کا کہ میں نے آپ کی کوشش سے اپنی آنکھوں سے اپنی تمنا پوری ہوتی دیکھ لی۔ اور دنیا کی کسی شے کی حرص دل میں نہ رہی۔

پر ایسے بہادر تعینات کئے ہیں۔ جو میرے چلے جانے کے بعد کسی کو اندر نہ آنے دیں۔ بحر ان لوگوں کے جن کو میں بھجواؤں۔

خلجی نے سلطان مظفر کو پھر وہیں قیام رکھنے کے لئے عرض کیا مگر مظفر شاہ نے انکار کر دیا البتہ وہ تین روز تک وہاں رہا۔ خلجی نے سلطان کی ضیافت کی۔ اور اسے ان تمام عمارات میں لے گیا۔ جن کی مثال ہندوستان بھر میں نہ تھی۔ اس گشت میں ایک بند دروازہ آیا۔ خلجی نے خواجہ سراؤں کو اس کے کھولنے کا حکم دیا اور اس دروازہ کے اندر رہنے والی عورتوں کے لئے حاضر ہونے کا حکم دیا۔ دیکھا کہ یہ ایسے حسین زیور میں لدی ہوئی جن کی مثل آنکھوں نے کبھی نہ دیکھی۔ ان کے ہاتھوں میں قسم قسم کے جواہرات تھے۔ سلطان مظفر کو دیکھتے ہی انہوں نے یہ سب جواہر اس کے قدموں پر بچھا کر دئے۔ جب سلطان مظفر نے ان عورتوں کو دیکھا تو ہاتھ سے اشارہ کیا کہ یہ سب پر دے میں چلی جائیں۔ کیونکہ عورت کو دیکھنا حرام ہے۔ خلجی نے عرض کیا میں ان کنیزوں اور غلاموں سب کا مالک ہوں۔ اور مالک کو اختیار ہے۔ مظفر شاہ خلجی کو اپنے قبضے میں لے گیا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ جب مظفر شاہ واپس لوٹا۔ تو خلجی کے پاس تاج خاں اور آصف خاں بچے اپنے ہمراہیوں کے موجود تھے۔ سب نے مظفر شاہ سے دعا کے لئے التجا کی۔ سلطان نے عادل خان کو بہانہ پور لوٹنے کا حکم دیا۔ خود سلطان فتح و دعا کے ساتھ جاپانیر کی طرف چل دیا۔ اور جس روز شہر میں داخل ہوا۔ تمام لواحقین کے لئے دعا کرتا ہوا داخل ہوا۔ فتح مند و

۹۲۴ھ ۲ ماہ صفر میں ہوئی۔ ایک شاعر نے اس پر یہ شعر کہے

مظفر شاہ سلطان جہاں گیر (ترجمہ) اے مظفر شاہ سلطان جہاں گیر! آپ نے دین و مذہب کی از سر نو بنیاد رکھی۔

گرفتہ قلعہ مندویشش روز طلسم ای چنیں محکم کشادے

(ترجمہ) چھ دنوں میں قلعہ مندو پر قبضہ کر لیا ایسے پختہ طلسم کو آپ نے کھول دیا۔

(ترجمہ) اس کی تاریخ کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ میں کہوں کہ مندو کی حکومت جو ہاتھ سے چلی گئی تھی آپ نے وہ پھر واپس دلادی۔



## والیفا سے

منظرفشاہ سلطان جہانگیر آں کہ تیغ او (ترجمہ) مظفرشاہ سلطان جہانگیر جس کی تلوار نے  
بنائے کفر اور ابراہیم دین شرع را نو کرد کفر کی بنیادوں کو ویران اور مذہب کو نیا کر  
دیا ہے۔

چو از بخت ہمایوں کرد فتح قلعہ مندو (ترجمہ) جب اپنے بخت مبارک کی وجہ سے  
بود تاریخ سال آں ہمایوں فتح مندو کرد قلعہ مندو فتح کیا تو تاریخ سال یہ تھی کہ ہمایوں  
نے مندو فتح کر لیا۔

ایک صاحب نے قلعہ مندو کی تاریخ فتح "قد المندو سلطانہا" سے مستخرج کی۔  
سلطان مظفرشاہ کے یہ واقعات ایسے عجائبات سے ہیں۔ جن کی مثال ہندوستان  
بلکہ دنیا جہاں کے بادشاہوں میں نہیں پائی جاتی۔

ان تمام واقعات میں یہ واقعہ عجیب ترین ہے کہ سلطان محمود شاہ خلجی اور اس  
کے اجداد سلطان مظفرشاہ گجراتی کے اسلاف کے بدترین دشمن تھے۔ انہی خلجی کے  
دادا سلطان محمود شاہ خلجی کبیر نے پے در پے ان پر حملے کئے۔ مگر ہر حملہ پر ناکام ہو کر  
لوٹا۔ اسی محمود صغیر خلجی والی مندو کا باپ غیاث الدین سلطان محمود شاہ الکبیر گجراتی  
کے خلاف ہنود کی حمایت کے لئے نکلا۔ جیسا کہ اس کے دادا کا ماجرا ہے۔ ایک شاعر  
سلطان محمود الکبیر گجراتی کی مدح میں کہا تھا

محال ہے کہ زمانہ ان جیسا کوئی اور شخص پیدا کرے۔ وہ زمانہ، تو اس بارے  
میں بہت ہی بخیل ہے۔

آصفی فرماتے ہیں :-

۹۳۱ھ میں سلطان مظفرعلیم ممدوح دعائے استسقا کے لئے نکلے۔ فقر اور مساکین

۱۵۲۲ء میں خوب جی بھر کر خیرات کی اور ان سے بارش کے لئے دعا کی درخواست کی۔ خود مصلیٰ پر  
پرے آکر نماز پڑھائی۔ اس کی دعاؤں کا آخری حصہ یہ تھا۔

اللہم انی عبدک ولا املک لنفسی شیاء یا اللہ! میں تیرا غلام ہوں۔ اور کسی شے کا

فان تک ذنوبی حبست القطر  
عن خلقک فہانا حیثی بیدک  
فاغثنایا ارحم الراحمین۔ !

مالک نہیں! اگر میرے گناہ بارش کے مانع ہیں تیری  
مخلوق سے تو اے میرے پروردگار! یہ میری پستیانی  
تیرے قبضے میں ہے جس طرح تو چاہے مجھے ذلیل

کر۔ پس اے ارحم الراحمین ہماری فریاد رسی فرما۔  
یہ کلمات آواز سے کہنے کے ساتھ اُس نے اپنی پستیانی زمین پر رکھ کر بار بار یا ارحم  
الراحمین! پکارنا شروع کیا۔ ابھی اس نے اپنا سر نہیں اٹھایا تھا کہ بارانی ہوائیں چلنا  
شروع ہو گئیں۔ سمندر میں جوش پیدا ہوا۔ بھلی کوندی، بادل گر جا اور مینہ برسنا شروع ہو  
گیا۔ اُس نے اسی سجدہ کے اندر رب العالمین کے حضور خراجِ تشکر پیش کیا۔ تب وہ  
مخلوقات کی بہبود کے لئے زبان سے دعا کرتا ہوا اور دونوں ہاتھوں سے دولت کی چھری  
لگاتا ہوا واپس لوٹا۔

نماز استسقاء سے کچھ عرصہ بعد اس کے وجود میں کسٹان پیدا ہو گیا۔ جس کے بعد  
علاقت | ضعفِ معدہ نمودار ہوا۔ بدن کمزور پڑ گیا۔ اسی دوران میں اس نے ایک مجلس  
منعقد کی جس مجلس میں حکومت کے سربراہ اور وہ افراد کے ساتھ علمائے دین و صوفیائے لقیں  
بھی تشریف فرما تھے۔ اور ان سے آخرت پر گفتگو کرنے کی استدعا کی۔ یہ گفتگو اللہ رب العالمین  
کی رحمت اور احسان تک پہنچی۔ یعنی مسلمان میں تمام اوصافِ حسنہ سہی مگر اس کی رحمت اور  
احسان کے بغیر یہ اوصاف بھی بخشش کا وسیلہ نہ ہو سکیں گے۔ سلطان نے اس گفتگو  
میں خود اللہ کے احسانات اور نعمتوں اور اپنے عجز کا اعتراف کیا۔ اور فرمایا کہ مجھے اپنے  
استاد المسند العالی مجد الدین نے اپنے مشائخ سے جو احادیث بیان کی تھیں۔ وہ مجھے محفوظ  
ہیں۔ اور میں ان روایات کے راویوں کی نسبت اور ثقاہت کے ساتھ ان کے حالات  
و سوانح اول سے لے کر آخر تک جانتا ہوں۔

اسی طرح آیات قرآن کا معاملہ ہے۔ جن کے حفظ اور تفسیر و شان نزول و علم قرأت کی  
دولت مجھے اللہ نے عطا فرمائی۔ رہا علم فقہ! تو وہ بھی مجھے مستحضر ہے جس سے میں حدیث نبویؐ

من یرد اللہ بہ خیراً یفقیہ فی الدین :- کے مطابق بہرہ مند ہوں۔ اور اسی طرح میں نے پورے چھ مہینے صوفیا کے مشاغل برتنے پر گزار دئے۔ اس سے مشائخ کے معمولات تزکیہ نفس مقصود تھا۔ بمصداق حدیث :- من تشبہ بقوم فهو منهم :- اب میں طمع کر رہا ہوں ان صوفیا کے بتائے ہوئے اعمال کی برکتوں کا۔ بہ تسمک لفظ عسی و تعد کے ساتھ۔ اور یہ کہ میں نے تفسیر معالم التنزیل کا مطالعہ شروع کیا امید تھی کہ عنقریب پوری کتاب پر عبور ہو سکے گا۔ مگر اب صورت یہ پیش آگئی ہے کہ اس تفسیر کو انشاء اللہ جنت میں جا کر پورا کر سکوں گا۔ اے صاحبو! اپنی اچھی دعاؤں کے اندر مجھے یاد رکھو! کہ میرے اعصاب مجھے جواب دے چکے ہیں۔ جن کی دو صرف اللہ سبحانہ کی رحمت ہے۔ اس کے بعد تمام حاضرین مجلس نے سلطان کی درازی عمر کے لئے دعا کی۔

آصفی فرماتے ہیں :-

سلطان مظفر بگراتی <sup>۹۳۲ھ</sup> <sub>۱۵۲۵ء</sub> میں جاپانیر سے نکل پڑا۔ جب کہ اس کے انداز میں اس کا دنیا میں آخری وقت معلوم ہو رہا تھا۔ اُس نے اپنا سب گرد و پیش بدل ڈالا۔ اور خیرات میں بہت کثرت کر دی۔ احمد آباد پہنچنے تک اس کی داد و دہش کے یہی اطوار تھے۔ اور احمد آباد میں ورود کے بعد وہ مقدس مزاروں پر بار بار جانے لگا۔ اور ان پر خیرات کر لے میں اور مبالغہ شروع کر دیا۔ اُسے علامہ خرم خاں سے بہت حسرتیں تھیں۔ ایک روز علامہ صاحب سے فرمایا۔ میں جن افراد پر صدقہ و خیرات کرتا ہوں اپنی

۱۔ اللہ تعالیٰ جس پر مہربان ہوتا ہے اسے دین کی سمجھ دے دیتا ہے۔

۲۔ جو شخص کسی قوم کی نقالی کرے اس کا شمار اُس قوم میں ہوگا۔ (مترجم)

۳۔ مترجم عسی اور لعل دونوں حروف ہیں یعنی نمشی۔ عسی کی مثال :- عسی ان تحبوا

شیاء وهو کثرة لکم (قریب ہے یہ کہ جس امر کو تم پسند کرتے ہو وہ تمہارے لئے

غیر نافع ہو اور لعل کی مثال ہے :- لعل اللہ یحدث بعد ذالک اھراً (امید کہ اللہ

تعالیٰ اس کے بعد کوئی اور صورت پیدا کر دے۔)

وانست میں انہیں مستحق سمجھ کر عطا کرنا ہوں۔ مگر ڈرتا ہوں کہ اس بارے میں مجھ سے ایسی افراط نہ ہوتی ہو۔ کہ جو لوگ غیر مستحق ہیں۔ انہیں مقدم کر دوں اور جو لوگ مستحق ہوں انہیں موخر رکھوں میں نہیں کہہ سکتا کہ قیامت کے روز اگر مجھ سے یہ سوال ہوا تو اس کا کیا جواب دوں گا؟

**یوم رحلت** | جمعہ کا روز تھا وہ دربار سے محل میں گیا۔ اور دن ڈھلنے تک ایک ہی پہلو پر استراحت فرما رہا۔ اس نے پانی طلب کیا۔ وضو کر کے دو رکعت ادا کیں یہاں سے اٹھ کر زنان خانے میں گیا۔ جہاں اس کے تمام حرم یاس کی حالت میں روتے اور آہ و بکا کرتے ہوئے آپہنچے۔ کہ آج کے بعد آپ اور ہم یک جہانہ ہو سکیں گے۔ سلطان نے انہیں صبر اور اس صبر کے اجر کی تلقین کی۔ انہیں مال و منال عطا فرمایا۔ اور رخصت کرتے ہوئے اللہ کے سپرد کیا۔ اب وہ زنانے سے نکل کر باہر چلا آیا تو ذرا دیر کے بعد راجہ محمد حسین المخاطب بہ اشجع الملک آگئے۔ ان سے سلطان نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم کی وجہ سے بڑا مرتبہ دیا ہے۔ اور میں بھی اس نعمت سے مستفیض ہوں۔ میں آپ سے اپنی آخری خدمت کا خواستگار ہوں۔ کہ آپ میری وفات کے لمحہ میں مجھ پر سورہ یسین پڑھیں۔ مجھے غسل دیں اور نرم ہاتھ لگائیں۔ اور میری میت کے ساتھ وہ بتاؤ کریں جس کا میں مستحق ہوں۔ سلطان نے علامہ کے سامنے کچھ مال بطور فدیہ حاضر کیا۔ اور ان کے لئے دعا بھی کی۔ اس کے بعد سلطان نے علامہ صاحب سے دریافت کیا تو اس نے کہا کہ اذان جمعہ کا وقت ہے۔ جس کے لئے مسلمانوں کو بلایا جاتا ہے۔ سلطان کی عادت نماز جمعہ کے لئے قبل از وقت مسجد میں آنے کی تھی۔ مگر آج اس نے فرمایا کہ میں نماز ظہر تو آپ لوگوں کے اندر پڑھے لیتا ہوں۔ مگر عصر کی نماز جنت میں ادا کروں گا۔ انشاء اللہ۔ یہ کہہ کر اس نے شرکائے مجلس کو نماز کے لئے جانے کی اجازت دے کر اپنے لئے مصیٹے طلب کیا۔ یکسُخ ہو کر نماز کی نیت باندھ لی۔ اور محل میں جن افراد سے وہ جدا ہونے کو تھا۔ ان کو طلب کر کے اپنی قبر کا ذکر شروع کر دیا۔ اس لمحہ کے اندر اس کی آخری دعا یہ تھی۔

رب قد اتیتنی من ملک و علمتی یا اللہ! تو نے مجھے بادشاہت بھی دی۔ اور ناقابل فتح من تاویل الاحادیث فاطر السموات امور کے حل کرنے کی علمیت بھی! اے آسمانوں اور زمین

والامراض توفیٰ مسلماً والحقنی کے پیدا کرنے والے! آج مجھے معاف کر کے دنیا سے  
 من الصالحین (سورہ یوسف) رحمت کر اور صالحین کے زمرے میں شامل کر۔  
 اس دعا کے بعد وہ اپنے منہ پر کھڑے ہو گئے، بعد میں اپنے پلنگ پر لیٹ گئے۔ ان کے  
 حواس بجا ہی تھے، چہرہ قبلہ رخ تھا۔ زبان پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ جاری تھا۔ آنکھوں  
 سے آنسو ٹپک رہے تھے اور ادھر مسجد کے اندر خطیب ممبر پر ان کے لئے دعا مانگ رہا تھا۔  
 وفي ذلك عبرة لمن القى السمع وهو شهيد (اور اس معاملہ میں نصیحت ہے ہر  
 اس فرد کے لئے جو دل کے کان سے سنتا اور غور کرتا ہے۔)

اس کی وفات ۱۲ جمادی الاولیٰ ۹۳۲ھ کے روز ہوئی۔ تابوت سرخچ میں لے جا کر  
 ان کے والد کی قبر کے پاس سپرد خاک کیا گیا۔ ان کے حسنات پر عماد الکاتب نور الدین شہید  
 نے جو مرثیہ کہا اس کے دو شعر یہ ہیں:-

اے وہ سلطان! جس کا زمانہ ہمیشہ اس کے فضل رحمت کی وجہ سے قابلِ فخر رہا۔  
 تو دنیا کا مالک رہا۔ اور جب اُسے چھوڑا تو آخرت کا مالک ہو گیا۔

## ۵۳۸۔ خواجہ مظفر علی تری

م ۹۸۸ھ در ماہ ربیع الاول  
 ۶۱۵۸۰۱

”الوزیر الکبیر“ مظفر علی تری نواب مظفر خاں۔ بیرم خاں خاناں کے ندما میں سے تھے  
 اور ان کی وفات کے بعد سلطان اکبر کے مقرب ہو گئے۔ اور بتدریج وزارتِ عظمیٰ کا مرتبہ  
 ۹۸۱ھ میں حاصل کیا۔

فاضل، کریم النفس اور سیاست و تدبیر میں پورے ماہر تھے۔ ان کی یادگار آگرے کی  
 جامع مسجد ہے ۹۸۹ھ در ماہ ربیع الاول میں آسودہ خاں ہوئے (عبد الرزاق در آثار الامراء)

## ۵۳۹۔ شیخ معروف اجمیری

م ۹۹۸ھ  
 ۶۱۵۸۹۱

”الشیخ الصالح“ معروف بہ سعد الدین محمود صدیقی اجمیری دہلوی۔ یکے در شاخِ شہتیبہ

مولد و منشا (مجمیرہ از اعمال و صوابہ مالوہ)

نارنول تشریف لائے۔ یہاں شیخ نظام الدین کی خدمت میں برسوں باریاب رہ کر استفاضہ کیا، پھر دھار لوٹ کر برسوں اقامت کے بعد سفر حرمین میں حج و زیارت سے بہرہ مند ہوئے۔

وفات ۹۹۵ھ میں پائی (گلزار ابرار)

## ۵۴۰۔ الشیخ معروف جون پوری

الشیخ الکبیر "معروف بن عبد الواسع بخاری جون پوری" مشہور ہے کہ یہ شیخ جلاء الدین حسینی بخاری کی اولاد میں سے تھے۔ مولد و منشا جون پور۔ علوم ظاہر اور طریقہ چشتیہ دونوں شیخ ہداد جون پوری سے حاصل کئے۔ البتہ طریقہ قادریہ و شطاریہ شیخ محمد بن عبد العزیز جون پوری سے عطا ہوا۔ اور خود کو تدریس و زہد و عبادت اور جملہ علائق دنیا سے یک سو ہو کر دعوت الی الحق کے لئے خود کو وقف کر دیا۔ مسلسل تیس سال تک اسی پر رہے۔ ان سے شیخ احمد بن زین جون پوری اور شیخ نظام الدین اینٹھوی کے علاوہ اور بے شمار لوگ مستفیض ہوئے۔

## ۵۴۱۔ شیخ ملوک شاہ بدایونی

۹۹۹ھ در ۲۷ ماہ رجب

۱۵۴۱ء

الشیخ الفاضل "ملوک شاہ عمری بدایونی کنیت ابو عبد القادر یکے از علمائے صالحین شیخ سہاتم بن ابو حاتم سے تحصیل علوم کی۔ بعد ازاں سید جلال الدین حسینی بدایونی کی خدمت میں برسوں باریاب رہے۔ اور شیخ عبد اللہ چشتی بدایونی سے طریقت میں بہرہ مند ہوئے۔ مرض اسہال کبدی سے وفات پائی۔ مدفن شہر بسا اور اور تاریخ وفات ۲۷ رجب ۹۹۹ھ میں ہوئی۔ ان کے صاحبزادہ عبد القادر نے ان کی تاریخ رحلت "جہان فضل" سے مستخرج کی۔

## ۵۲۲۔ قاضی منجھلا جون پوری

”الشیخ الفقیہ القاضی منجھلا جون پوری فقہ و ادب عربی میں ممتاز۔ جون پوری کی فضاة سپرد ہوئی۔ جس پر برسوں فائزر ہے۔ بعدہ شیخ علی بن توام حسینی جون پوری کے سامنے ذالوئے ادب تہ کیا۔ اور ان سے طریقہ عشقیہ شطاریہ میں اکتساب فیض کیا (عارف در عاشقیہ)

## ۵۲۳۔ شیخ منجھن کمال پوری

”الشیخ العالم الصالح منجھن کمال پوری۔ یکے از فقہائے زیاد۔ اعمال کے سلسلہ میں لوگوں سے سختی سے احتساب کرتے۔ طریقہ عشقیہ شیخ علی بن توام حسینی سے حاصل کیا اور مدت دراز تک ان کی خدمت و صحبت میں رہے (عاشقیہ)

## ۵۲۴۔ شیخ منصور لاہوری

”الشیخ الفاضل منصور ابن ابو المنصور حنفی لاہوری۔ یکے از علمائے مشہورین۔ نحو و ادب اور دوسرے علوم و فنون اپنے خسر شیخ سعد اللہ لاہوری سے اور بعض علوم ممدوح کے شیخ اسحاق بن کاکو سے پڑھے۔ جن کی خدمت میں عرصہ تک باریاب رہے۔ حتیٰ کہ اس محنت اور عرق ریزی کی بدولت خود مسند تدریس آراستہ کرنے کا ملکہ پیدا ہو گیا۔

صاحب ترجمہ نہایت نازک مزاج ”سلیم الذہن“ دور رس اور گفتگو میں کمال ملکہ رکھتے۔ امرائے ہم مجلس تھے جو آپ کی تعظیم میں پیش پیش رہتے۔ سلطان اکبر تیموری نے آپ کو مالوہ میں قاضی الفضاة مقرر کر دیا۔ جہاں ایک مدت بسر کی۔ واپس لاہور تشریف لائے۔ کہ سلطان نے آپ کو جنگلی مہموں پر تعینات کر دیا۔ جو علاقہ بجوار اور پہاڑی علاقوں میں حد نظر تھیں (عبدالقادر بدایونی)

## ۵۲۵۔ الامیر الکبیر منعم خاں ترکمانی

م ۹۸۳  
۶۱۵۷۱

”الامیر الکبیر منعم بن بیرم ترکمانی یعنی نواب منعم خاں خاناں ہندوستان کے مشہور  
امرائے سلاطین سے تھے، سلطان ہمایوں کی خدمت کی اور اس کے بعد سلطان اکبر کی خدمت  
میں مدت درازہ تک خدمت و چاکری کر کے ۹۶۷ھ میں خاں خاناں یعنی امیر الامراء کے  
عہدہ تک پہنچے جسے انہوں نے کامل چودہ برس تک نبایا۔

ان کی یادگار میں دریائے گوہتی پر جون پور شہر کے اندر ایک پل ہے جو انہوں نے  
۹۸۱ھ میں تعمیر کرایا۔ یہ پل عجائبات عالم میں سے ہے۔ ایک صاحب نے اس پل کی  
تاریخ تعمیر ”صراط مستقیم“ سے نکالی ہے۔ ان کا انتقال قریہ ٹانڈہ صوبہ بنگال کے اندر  
۹۸۳ھ میں ہوا (ماثر الامراء) ۶۱۵۷۵

## ۵۲۶۔ الشیخ منور بن نور اللہ جہراوتی

م ۹۹۰  
۶۱۵۸۲

”الشیخ الصالح“ منور بن نور اللہ بن معز الدین بن ہداد قاضی محمد شرعی جہراوتی یکے از  
افراد علم و طریقت میں شیخ خانوں بن العلاء ناگوری سے مستفیض ہوئے۔ برسوں تک ان  
کی خدمت میں باریاب رہے۔ ان کی معیت میں ناگور، چندیری، آگرہ و گوالیار کا سفر کیا  
جس کے بعد مرشد نے انہیں آگرہ میں سکونت کا ارشاد فرمایا۔ جہاں، ۲ ذی قعدہ ۹۹۰ھ  
میں وفات پائی (گلزار ابرار)

## ۵۲۷۔ قاضی من اللہ کاکوروی

”الشیخ العالم الفقیہ القاضی“ من اللہ بن نعیم اللہ بن تاج الدین بن شہاب الدین صدیقی  
کاکوروی یکے از علمائے مشہورین، علوم ظاہر و باطن دونوں میں علامہ سعد الدین ابن بدھن



بن محمد خیر آبادی مصنف مجمع السلوک سے مستفیض ہوئے۔ ان کے فرزند المعروف بہ سعدی انہی کے شاگرد ہیں۔

## ۵۴۸۔ شیخ من اللہ جون پوری

م ۹۷۰ھ

۱۵۶۲ء

”الشیخ الکبیر“ من اللہ بن بہاؤ الدین عمری چشتی جون پوری المشہور بہ شیخ اڈھن مولد و منشا جون پور اپنے والد سے مستفیض اور ان کے بعد مسند شیعیت پر فائز ہوئے۔ ایک سو سال کی عمر پائی آپ کی قبولیت عام تھی۔ اجازہ بیعت حاصل تھا۔ شیخ شہاب الدین محمود از شیخ برہان الدین از شیخ صدر الدین محمد بن احمد حسینی البخاری سے۔

موتس الذاکرین۔ یہ اپنے فن میں ایک نہایت عمدہ کتاب ہے۔

قصائین

دکنج ارشدی مؤلفہ جون پوری

بدایونی نے لکھا ہے کہ آپ بڑھاپے کی وجہ سے اٹھنے بیٹھنے بلکہ ہلنے چلنے تک سے معذور ہو گئے تھے۔ اور ان کے تلامذہ و مریدین ہی انہیں اٹھاتے بٹھاتے تھے۔ بائیں ہمہ فرض نماز کھڑے ہو کر ادا کرتے۔ اور سنن و توائل بیٹھ کر پڑھتے۔ مگر مجلس سماع میں کھڑے ہو کر وجد کرنے لگتے اور اس حالت میں کوئی قوی سے قوی آدمی بھی انہیں نہ بٹھا سکتا۔

۹۷۰ھ میں رحلت فرمائی ”شیخ اڈھن“ کے لفظ سے ان کی تاریخ وفات مستخرج

۱۵۶۲ء

ہوتی ہے۔

## ۵۴۹۔ شیخ مودود گجراتی

م ۹۱۳ھ

۱۵۰۷ء

”الشیخ العالم الصالح“ مودود بن علم الدین عین الدین شاطبی صدیقی فتنی گجراتی۔ یکے از کاملین قرأت و تجوید اپنے والد سے پڑھا۔ جن کی خدمت میں برسوں بار بار

رہے۔ اور ان کی رحلت کے بعد شیخ حلقہ کے منصب پر فائز ہوئے۔ بے شمار نقاس آپ سے فیض یاب ہوئے۔ ۹۱۳ھ میں فتنہ گجرات کے اندر رحلت فرمائی۔

## ۵۵۰۔ شیخ مودود لاہوری

۹۳۷ھ  
۱۵۳۰ھ

”الشیخ العلامة“ مودود بن ابو مودود حنفی صوفی لاری یکے از مشائخ صوفیہ۔ علوم ظاہری میں شیخ و علامہ عبد الغفور لاری تلمیذ مولانا جامی سے پڑھے۔ طریقت میں بابا نظام الابدال سے مستفیض ہوئے۔ کئی مشائخ کبار کا زمانہ پایا یعنی (۱) شیخ نعمت اللہ عدولی (۲) شیخ قاسم الانوار وغیرہما۔

سنہ ۹۳۷ھ میں دنیا پر لات مار کر آگرہ تشریف لائے۔ اور برسوں اقامت کے بعد پانی پت پہنچے۔ جہاں شیخ عبد الملک بن عبد الغفور سے ابن عربی کی فصوص سبقا پڑھی۔ ۹۳۷ھ میں پانی پت ہی میں رحلت فرمائی (دکڑا ابراہم)

## ۵۵۱۔ شیخ موسیٰ الہد او لاہوری

۹۲۵ھ  
۱۵۱۹ھ

”الشیخ الصالح“ الہد او لاہوری یکے از رجال معرفتہ شیخ شہر اللہ بن یوسف ملتانی اور شیخ ابو الفتح عارثی سے مستفیض۔ خود مغلوب الحال و صاحب کشف و کرامات تھے۔ ۹۲۵ھ میں وفات پائی۔

## ۵۵۲۔ شیخ موسیٰ گجراتی

”الشیخ الفاضل“ موسیٰ بن ابو موسیٰ گجراتی ملقب بہ کلیم الدین۔ اپنے دور کے مشائخ کبار سے تھے۔ شیریں سخن، کلام میں فصاحت۔ عبادت میں انہماک اور اوقات کے پابند تھے۔ احمد آباد میں رحلت فرمائی (دکڑا ابراہم)

## ۵۵۳۔ شیخ میراں تتوی سندھی

۹۲۹  
۶۱۵۴۲

”الشیخ الفاضل میراں بن یعقوب تتوی سندھی یکے از علمائے کبار۔ کئی سال شغل تدریس میں گزارے۔ ان کے شاگردوں میں سلطان مرزا شاہ حسین والی سندھ کے علاوہ بے شمار افراد تھے۔ ۹۲۹ھ میں رحلت فرمائی۔ ایک صاحب نے ان کی تاریخ وفات ”علامہ وارث الانبیاء“ سے مستخرج کی۔ مزار مکی پہاڑ پر ہے (معصوم ابن صفائی در تاریخ)

## ۵۵۴۔ مولانا میر علی سرہندی

”الشیخ الفاضل میر علی حنفی سرہندی۔ یکے از علمائے صالحین مولد و منشا سرہند۔ شیخ بدرالدین سرہندی کی خدمت میں برسوں باریابی سے طریقت حاصل کی ان سے شیخ عبدالحی سرہندی اور دیگر الفاس بہرہ ور ہوئے۔“

## ۵۵۵۔ میر محمد خاں غزنوی

۹۸۳  
۶۱۵۷۲

”الامیر الکبیر“ میر محمد بن یار محمد حسینی غزنوی۔ یکے از امرائے دولت تیموریہ سلطان ہمالیوں اور ان کے بعد اکبر بادشاہ کی خدمت میں برسوں ملازم رہے۔ پنجاب پر نیابت سپرد ہوئی۔ اور سالہا سال تک وہاں حکومت کی۔ پھر ان کے لئے سبھل کے جوار میں جاگیر عطا ہوئی۔ اور جب فتن فتن ہو تو انہیں وہاں پر نیابت تفویض ہوئی۔ آپ مرد فاضل و شاعر و سخن اور دلیر و جرات مند تھے۔ بہت بڑے معرکے سر کئے اور وسیع علاقوں پر حکمران ہوئے۔ فارسی میں ایک دیوان اپنی یادگار چھوڑا۔ سرود و نغمہ کے بھی ماہر تھے۔ نمونہ اشعار ہے۔

در جوانی حاصل عمرم بنسہ دانی گذشت  
آں چہ باقی بود آں ہم در پشیمانی گذشت

در ترجمہ) جوانی میں میرا حاصل عمر نادانی میں گزر گیا اور جو باقی تھا وہ پشیمانی میں گزر گیا۔  
 ۹۸۳ھ میں رحلت فرمائی (تأثر الامراء)  
 ۱۵۴۵ھ

## ۵۵۶۔ خواجہ میرک اصفہانی

۹۸۲ھ  
 ۱۵۴۲ھ  
 "الوزیر الکبیر" خواجہ میرک اصفہانی الدبیر نواب چنگیز خاں ریاست و ریاست ہردو کے یکہ تازہ ہندوستان وارد ہو کر احمد نگر و کن پھنچے۔ جہاں کے سلاطین و حکام نے ان کی بڑی آؤ بھگت اور یہ بڑے آرام سے یہاں مقیم ہو گئے۔ اور انہیں سلطان مرتضیٰ نظام شاہ والی احمد نگر نے اپنے خواص میں شامل کر کے نیا بہت مطلقہ تفویض فرما کر خطاب چنگیز خاں سے سرفراز فرمایا۔ تب آپ نے لوگوں پر اپنے اخلاقی اثر کے ساتھ نئے شہروں کی تعمیر اور زراعت کی ترقی میں بیش از بیش حصہ لیا۔ بے شمار ارباب و اصحاب قلم آپ کے ہاں پہنچے۔ آپ احسان پیشہ۔ نفع رساں، دلاور اور مدبر و سمجھی تھے۔ قلعہ دولت آباد جیسا مضبوط گڑھ فتح کیا۔ اور مندرجہ ذیل مقامات اپنے محروسات میں شامل کر لئے۔ کاویل۔ نرنالہ۔ ایلیچپور کے علاوہ چند قلعے نیز جن کی بدولت آپ کے محروسات میں اضافہ ہو گیا۔ اسی عرصہ میں سلطان مرتضیٰ نظام شاہ "المجنون" سے کسی وجہ سے بدگمان ہو گیا۔ اور اپنے طبیب خاص ہیرس مصری سے انہیں نہ ہر دلو کر دنیا سے رخصت کر دیا۔ ان کی رحلت کے مندرجہ ذیل سنین بتائے جاتے ہیں۔ ۹۴۲ھ — ۹۸۰ھ (بحوالہ تاریخ فرشتہ) مگر میرے اندازے میں ۹۸۲ھ صحیح ہے اور ہیرس سنین پر اصل ماخذ دیکھنے سے فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔  
 ۱۵۴۲ھ

## ۵۵۷۔ قاضی مینا بن یوسف مندوی

"الشیخ العالم الفقیہ" قاضی مینا بن یوسف بن حامد بن ابو المفاخر ابن یسین مندوی یحییٰ از علمائے کبار۔ مولد و منشا مندو۔ عضواں شباب میں چندیری آئے۔ اور یہاں کے اساتذہ سے پڑھا۔ مگر جب رانا سانگانے چندیری پر حملہ کیا۔ تو آپ جتھرہ آکر

سکونت پذیر ہو گئے۔ بعدہ سلطان قادر شاہ مالوی کے عہد میں مندو لوٹ آئے سلطان مندو نے آپ کو مندو کا قاضی مقرر کر کے اپنے ندیموں میں شامل کر لیا۔  
ان کا داد ایسین سلطان محمود شاہ خلجی کے عہد میں مندو کے اندر عہدہ قضاة پر فائز تھے۔ (محمد بن الحسن در گلزار ابرار)

## ۵۵۸۔ شیخ میاں جیو جراتی

۹۸۵ھ  
۶۱۵۷۷ھ  
"الشیخ الفقیہ الزاہد میاں بن داؤد قننی جراتی یکے از علمائے صالحین مولد قنن (جرات) مندو میں پرورش پائی۔ اور بہان پور و جرات میں تعلیم حاصل کی۔ طریقت میں شیخ احمد بن جعفر شیرازی و شیخ صدر الدین ذاکر بڑودی کی خدمت میں برسوں باہر بابی سے مستفیض ہوئے۔ حتیٰ کہ رتبہ مشائخ کبار پر آپہنچے۔ معیشت کے لئے تجارت کرتے وفات ۹۸۵ھ میں مندو ہی کے اندر ہوئی۔ (محمد بن الحسن گلزار ابرار)

## ۵۵۹۔ قاضی نجم الدین جراتی

۹۱۱ھ  
۶۱۵۰۵۲ھ  
"الشیخ العالم الفقیہ" قاضی نجم الدین حنفی جراتی قاضی القضاة در جرات بعد سلطان محمود شاہ الکبیر۔

لوگوں پر دین کے بارے میں سخت گرفت کرتے۔ حتیٰ کہ ایک روز کسی زرگر کے ہاتھ میں سارنگی دیکھ کر پوچھا کہ یہ کسی کے واسطے جا رہے ہو۔ زرگر نے کہا۔ سلطان کے لئے! قاضی نے زرگر کے ہاتھ سے سارنگی چھین کر توڑ ڈالی۔ مگر جب یہ خبر سلطان کو پہنچی تو سلطان نے از رو تفریح فرمایا۔ قاضی صاحب ہم کمزوروں کے بارے میں تو بڑی جرأت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ مگر جب جانیں کہ رسول آباد کے شیخ پر یہ جرأت کریں! ان سے سلطان کی مراد شیخ کبیر محمد بن عبداللہ الحداد حسینی بخاری سے تھی۔ جو ریشمی لباس

پہنتے۔ اور سماع کے رسیا تھے۔

قاضی صاحب سلطان کا یہ طعنہ سن کر رسول آباد پہنچے۔ مگر شیخ کی صورت دیکھتے ہی مرعوب ہو گئے اور احتساب کی جرأت نہ ہوئی۔  
ان کے حضور سیر نیاز جھکا کر طریقت میں حلقہ بگوش ہو گئے۔ (گجراتی درمراة سکندر)  
وفات ان کی ۱۱۹۰ھ میں ہوئی جیسا کہ خزینہ میں ہے،

## ۵۶۰۔ مولانا نجم الدین تستری

مہ ماہ جمادی الاولیٰ ۹۹۷ھ  
۱۵۸۸ھ

«الشیخ الفاضل» نجم الدین تستری ماہر علوم حکمیہ۔ ہندوستان آئے۔ اور احمد نگر کو پسند کر کے وہاں طرح اقامت ڈال دی۔ جہاں کے بادشاہ اور رڈسا سے پیش از پیش النعمات حاصل ہوئے۔ مگر ماہ جمادی الاولیٰ ۹۹۷ھ میں احمد نگر کے اندر قتل کر دیئے گئے۔ (محمد بن قاسم در تاریخ)

## ۵۶۱۔ قاضی نصر اللہ سندھی

«قاضی العالم الفقیہ» قاضی نصر اللہ بن ابوسعید بن زین الدین حنفی گجراتی بھکری سندھی احمد الفقہاء المشہورین «شہر بھکری میں اپنے بھائی قاضی قاضن کی جگہ پر عمدہ تفسیر پر فائز ہوئے» (معصوم بن صفائی ترمذی در تاریخ)

## ۵۶۲۔ شیخ نصیر الدین دہلوی

«الشیخ العالم الکبیر» نصیر الدین بن سماء الدین بن فخر الدین حنفی دہلوی یکے از مشائخ کبار اپنے والد سے اکتساب کیا۔ اور طریقت کے جملہ اصناف سے بہرہ مند ہو کر ان کے مسند ارشاد پر فائز ہوئے۔ عالم صالح، معتدین اور زاہد و پارسا ہونے کے ساتھ لوگوں سے مستغنی رہتے اور دہلی میں آسودہ لوح ہوئے (شمس التواریخ)

## ۵۴۳۔ شیخ نصیر الدین گجراتی

م۔ ۲۷، ماہ رجب ۹۱۰ھ  
۶۱۵۰۴

«الشیخ الصالح الفقیہ» نصیر الدین بن مجد الدین بن سراج الدین بن کمال الدین العمری گجراتی، یکے از مشائخ چشتیہ۔ مولد و منشا احمد آباد۔ اپنے شہر کے اساتذہ سے پڑھا۔ بعد ازاں اپنے والد سے طریقت میں مستفیض ہوئے۔ اور ان کی رحلت کے بعد مسند ارشاد و سلسلہ بیعت شروع کر دیا۔ سدا اپنے اسلاف کے انداز پر ترک دنیا و تجر و عمل پیرا رہے۔ ۲۷، ماہ رجب ۹۱۰ھ کے روز آسودہ لحد ہوئے۔

## ۵۴۴۔ مولانا نصیر الدین کشمیری

م۔ ۹۲۴ھ  
۶۱۵۳۹

«الشیخ العلامة» نصیر الدین کشمیری یکے از علمائے کبار۔ جن سے یعقوب بن الحسن و شمس الدین پال اور داؤد الحسن و رضی اللہ عنہم کے سوا اور بھی اکثر انھوں نے تربیت حاصل کی۔ صاحب ترجمہ پر شیعہ ہونے کی تہمت بھی تھی۔

یعقوب بن الحسن نے اپنی کتاب مغازی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں لکھا ہے کہ وہ نابینا پیدا ہوئے۔ لیکن اللہ سبحانہ نے انہیں «بصیرت» عطا فرمادی۔ وہ علم کی طرف متوجہ ہو گئے۔ اور علمائے اکابر کی صف میں جا پہنچے۔ میں (یعقوب) نے ان سے معانی و بیان و بدیع و منطق و فلسفہ و کلام و تصوف کے سوا اور بھی اکثر علوم میں استفادہ کیا۔

۹۲۴ھ میں پائی۔ قریہ خندہ پورہ میں سپرد لحد ہوئے۔

وفات (روضۃ الابرار)

## ۵۴۵۔ شیخ نصیر الدین جھونسوی

م۔ ۲۰، ربیع الاول ۹۸۰ھ  
۶۱۵۷۲

«الشیخ العالم» نصیر الدین صدیقی حنفی جھونسوی، یکے از کبار چشتیہ۔ فارسی

عنفوان شباب میں پڑھ کر بنارس آگئے۔ اور شیخ حسن بن داؤد بناری سے پڑھا۔ بعدہ  
جون پور گئے اور یہاں شیخ چندن محدث جون پوری سے تربیت حاصل کی۔ پھر بنارس  
لوٹے تو شیخ حسن بن داؤد نے انہیں تدریس پر مامور فرما دیا۔ اور مصطفیٰ آباد میں  
آکر برسوں درس دیا۔ اور جب شیخ حسن مجدد حج کے لئے چلے تو راستے میں مصطفیٰ آباد  
دار ہوئے۔ یہاں انہیں خرقر کے ساتھ بعض اور اذکی تلقین فرما کر رخصت کیا۔ شاگرد  
اپنے استاد کے ساتھ حج کے لئے جانا چاہتے تھے۔ مگر جب شیخ حسن نے انہیں اپنا خلیفہ  
مقرر فرما دیا تو دریائے گنگا سے اس طرف قریہ جھونسوی متصل الہ آباد آکر سکونت  
اختیار کر لی۔

اس قریہ میں انہوں نے یکے بعد دیگرے کئی چلے کھینچے۔ جن میں اور اور روزہ داری  
اور لواغل شغل رکھا۔ مگر جماعت اور جمعہ ترک نہ کیا۔ طریقہ شطاریہ انہوں نے شیخ فرید الدین  
احمد گوالیاری سے حاصل کیا۔ آخر میں ان کی قبولیت عام ہو گئی۔ کتاب محبوب السالکین  
ان کی تصنیف اشغال پر ہے۔ شیخ فرید نے انہیں اسد العلماء کا لقب عطا فرمایا۔ آپ نے  
۲ ماہ ربیع الاول ۹۸۰ھ میں جھونسوی کے اندر رحلت فرمائی۔ (کنج ارشدی)

## ۵۶۶۔ شیخ نصیر الدین جون پوری

م۔ ۲۵ جمادی الاولیٰ ۹۱۵ھ

”الشیخ الصالح“ نصیر الدین بن محمد بن رفیع بن نجم الدین بن رکن الدین عباسی  
سمرقندی ثم ہندوستانی ظفر آبادی۔ یکے از کبار علم و طریقت۔ شیخ قطب الدین البصیر  
قلندر جون پوری سے مستفیض ہو کر قریہ پیگیو کے اندر از اعمال ناہل پور، جو شہر جون پور  
سے دس میل مسافت پر ہے سکونت پذیر ہو گئے اور وہیں ۲۵ جمادی الاولیٰ ۹۱۵ھ  
میں سپرد خاک ہوئے۔



## ۵۴۷۔ شیخ نصیر الدین ہندولی

(در عہد بیرم خان)

”الشیخ الصالح“ نصیر الدین ہندولی۔ یکے از افراد علم و طریقت۔ شیخ سلیمان بن عرفان ہندوی کے خلفا سے تھے (بروایت محمد بن الحسن در گزراہ ابراہام) یہ تذکرہ بدایونی نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے۔ بدایونی فرماتے ہیں۔ میں نے ان سے آگرے میں سید شاہ میر بن اخ السید رفیع الدین محدث کے ہاں ملاقات کی۔ مرد پارسا اور ستودہ اخلاق منش تھے کیمیاگری میں شہرت تھے۔ جیسا کہ سلطان ہمایوں کا ماجرا ہے کہ جب سلطان مقام چوسر میں شکست کھا کر آگرہ لوٹے۔ تو شیخ ممدوح نے آپ کو تانبے کے ظروف اور اسی دھات کے آلات فراہم کر کے میرے ہاں بھجوانے کا حکم دیا۔ جو سلطان کے سونے کے کر دئے۔ آپ بیرم خان کے عہد میں ہی ملک عدم ہوئے۔

## ۵۴۸۔ شیخ نظام الدین کا کوروی

۹۸۱ھ  
۶۱۵۴۳ھ

”الشیخ العالم الکبیر“ نظام الدین بن سیف الدین بن نظام الدین علوی کا کوروی المشہور بہ شیخ مہیکہ۔ از نسل محمد بن حنفیہ۔ مولد کا کوروی از اعمال لکھنؤ۔ سال ولادت ۸۹۰ھ۔ ۶۱۵۸۵ھ اپنے والد اور شیخ عبداللطیف ہروی سے پڑھا۔ صحیح بخاری اور جامع الاصول مولانا ضیاء الدین محدث سے نہایت تدریس و ضبط کے ساتھ پڑھ کر دہلی تشریف لے گئے جہاں شیخ ابراہیم بن معین الحسینی الایرجی سے طریقت میں مستفیض ہوئے۔ اور مدت تک جن کی خدمت میں باریاب رہے۔ پھر کوروی لوٹے اور تدریس و تلقین میں مصروف ہو گئے۔ اب کالپی کا سفر فرمایا۔ وہاں شیخ ابراہیم بن معین الحسینی الایرجی سے طریقت میں مستفیض ہوئے۔ اور مدت تک جن کی خدمت میں باریاب رہے۔ پھر کوروی لوٹے اور تدریس و تلقین میں مصروف ہو گئے۔ اب کالپی کا سفر فرمایا۔ وہاں شیخ ابراہیم

بن احمد بن الحسن الشریف الحسینی الکیلانی سے استفادہ کے بعد واپس کاکوری لوٹ کر  
ازسرنو تدریس و افتادہ شروع کر دیا۔

آپ عوام پر طریقت کے حقائق نہ کھولتے اور فرماتے کہ جو شخص ان حقائق  
کو کھولنے کی کوشش کرے گا وہ اپنا انجام خطرے میں ڈالے گا۔ سماع کا شوق فراتے  
لیکن دوسروں کو اس سے منع کرتے (بدایونی)

تصانیف { (۱) المنہج فی اصول الحدیث  
(۲) شرح الملہمات القادریہ } دونوں تصنیف کے حقائق پر ہیں

۹۸۱ھ میں انتقال ہوا۔ وکشف المستودعی  
۶۱۵۴۳

## ۵۶۹ - شیخ نظام الدین مندوی

۲۰ ماہ ذوالحجہ ۹۵۰ھ

«الشیخ الصالح» نظام الدین بن شرف الدین بن غیاث الدین الحسینی مندوی۔

ازنسل شیخ کبیر محمد بن یوسف الحسینی الدہلوی مدفن گلبرگہ۔ شیخ بہان الدین چشتی سے  
طریقت میں بہرہ مندی کے بعد برسوں اذکار و اشغال میں مصروف رہے معیشت  
کے لئے دست و بازو کی محنت کا ثمرہ حاصل کرتے، سلطان بہادر شاہ گجراتی اور  
ہمایوں تیموری بار بار ان کی ملاقات کے لئے آئے۔

اولاد میں چوبیس فرزند اور سب کے سب نیک اور صالح تھے۔

۱۹ ماہ ذوالحجہ ۹۵۰ھ کے روز ہوئی۔ مندویں آسودہ گرد ہوئے۔

وفات { دکن دار ابرار }

## ۵۷۰ - شیخ نظام الدین نازولی

۲۸ صفر ۹۹۶ھ

«الشیخ العالم الکبیر» نظام الدین بن عبد الکریم حنفی نازولی بچے از مشائخ کبار چشتیہ

کہا جاتا ہے کہ ان کا زامم الہدایہ تھا، اور ان کے والد حضرت شاہ محمد غوث گویری مصنف الجواہر الخمسة کے اصحاب سے تھے۔ جن کی مصیبت میں آپ کو الیاء گئے اور شاہ صاحب مدوح کے زاویہ میں عزت گزین ہوئے۔ یہاں تحقیق علوم و اشغال میں بے حد کوشش کے بعد ممتاز اقران ہوئے۔ حتیٰ کہ علوم عالیہ میں فائق ہو گئے بعدہ شیخ خانون بن العلاء ناگوری سے طریقت میں استفادہ کیا۔ اور نارنول میں چالیس سال تک مرتبہ مشیخت پر فائز رہے۔ نارنول کے اندر ان کا بہت بڑا "مدرسہ" تھا ان سے بے شمار افراد نے استفادہ کیا۔

وفات | ۲۸ ماہ صفر ۹۹۶ھ کے روز ہوئی دگلزار ابدال

## ۱۷۵۰ شیخ نظام الدین امینٹھی

۲۸ ذی قعدہ ۹۶۹ھ تا ۹۶۹ھ

"الشیخ العالم الفقیہ الزاہد نظام الدین بن محمد لیسین بن فخر الدین بن ابو الفضل بن تاج الدین عثمانی امینٹھی۔ یکے از مشایخ کبار چشتیہ۔ شیخ سری سنسلی کی اولاد سے تھے۔ مولد امینٹھی، عنقوان شباب میں تعلیم پر متوجہ ہو گئے۔ جن کے لئے ایک سفر جون پور کا کیا اور یہاں شیخ معروف بن عبدالواسع کی خدمت میں تا بہ مدت بارہ ماہ رہ کر پڑھا۔

دوسرا سفر مانسہرہ پور کا ہے۔ جہاں طریقت میں شیخ نور بن حامد حسینی سے مستفید ہوئے۔

نکاح | اب جون پور اور دہلی سے امینٹھی لوٹے۔ تو بی بی محرومہ جہاں بنت ابی خاضہ خدا صاٹی سے عقد فرمایا۔

تیسرا سفر گویا مٹو کا ہے۔ جہاں اپنی صاحبزادی کا عقد آدم بن محمد الصدیقی سے کیا۔ اور یہاں طرح اقامت ڈال دی۔

دوسرا نکاح | اپنا دوسرا نکاح کبریٰ میں شیخ عبدالرزاق بن خاضہ خدا صاٹی کی دختر

سے کیا۔

اولاد میں چھ صاحبزادے لطن مخدومہ محمد وحمہ سے متولد ہوئے (۱) عبد الجلیل (۲) عبد الوہاب (۳) عبد الواسع (۴) محمد (۵) احمد (۶) عبد الحلیم۔ جن میں سے عبد الواسع عبد الوہاب و عبد الجلیل تو اپنے والد کی زندگی ہی میں رحلت کر گئے۔ اور محمد ان کی وفات کے بعد آپ کی نیابت خلافت پر فائز ہوئے۔ جس پر احمد نے تراز علمہ برپا کر دیا۔ تو آپ گو پامٹو تشریف لے گئے، جہاں داعی اجل کو لبیک کہا۔ ان کے دوسرے حرم کے لطن کے صرف ایک صاحبزادے جعفر نام تھے۔

آپ علمائے ربانی سے تھے۔ بے شمار افراد آپ سے مستفید ہوئے۔ مشغلہ تدریس و تلقین حسن و اخلاص کے ساتھ ہمیشہ جاری رکھا۔ خود اللہ کے ساتھ و البتہ رہتے، خوف ہمہ وقت طاری رہتا۔ مراقبہ تو معمول ہی تھا۔ اپنے دولت کدہ یا مسجد کے علاوہ کہیں تشریف نہ لے جاتے۔ سفر کرتے تو خیر آباد شیخ نظام الدین حسینی کی ملاقات کے لئے یا فتح پور میں شیخ عبد الغنی بن حسام الدین اور کبھی گو پامٹو کا برائے ملاقات شیخ مبارک بن شہاب۔

آپ اسرار معرفت کسی کے آگے بیان نہ کرتے۔ اس بارے میں ان کا مدار احیاء العلوم و عوارف و رسالہ مکینہ اور آداب المریدین پر تھا۔ بدایونی لکھتے ہیں کہ انہوں نے شیخ ابو الفتح بن نظام الدین کے ہاتھ میں نصوص دیکھی تو چھین لی۔ اور مطالعہ کے لئے انہیں اپنے پاس سے ایک اور کتاب دی۔

جمعہ کی نماز سے قبل سنن احتیاطیہ ادا کرتے۔ خطبے میں معمولات عبادت میں کسی بادشاہ کا نام نہ لیتے۔ نہ کسی شخص کو بیعت کرتے اور نہ اپنے اصحاب کو اشغال کی تلقین کرتے۔ جو تے پہنے نماز پڑھتے اور فرماتے

کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نعلین میں نماز ادا فرمائی تھی۔ نماز فجر غلّس (اندھیرے) میں ادا کرتے، سماع سے واسطہ نہ تھا۔ بلکہ اپنے اصحاب کو بھی اس سے منع کرتے اور فرماتے کہ جب کسی کام کی حلت و حرمت میں شبہ ہو تو اس طرف جانا چاہیے جس طرف زیادہ

احتیاط ہو۔

۲۸ ماہ ذی قعدہ ۹۶۹ھ میں ہوئی۔ تردی بیگ نے ان کے مزار پر ایک  
 رحلت سر بلند عمارت تعمیر کرا دی اور شیخ جنید سندیلوی جو آپ کے مرید تھے انہوں  
 نے مادہ تاریخ "ملک گفتہ کہ اوباد درست پیوست" سے مستخرج کی۔

## ۵۷۲۔ شیخ نظام الدین خیر آبادی

۲۳ ماہ ربیع الاول ۹۹۳ھ  
 ۶۱۵۸۵

"الشیخ العالم الکبیر" نظام الدین بن سید میرن بن نور بن مدن بن سعید بن قاضی  
 شیخ بن الغام بن رکن الدین بن محمد بن نور بن احمد بن محمود الحسینی خیر آبادی۔ یکے از  
 علمائے مشہورین و از نسل سید محمود الحسینی الشیورانی۔ مولد و منشا بلدہ سندیلہ۔  
 شیخ سعد الدین بن قاضی بڈھن خیر آبادی کی بیعت صغریٰ میں کی۔ تحصیل علم کے  
 لئے سنبھل گئے، یہاں علامہ عزیز اللہ تلبینی سے پڑھا۔ اور دوسرے شہروں کے  
 اساتذہ سے بھی استفادہ کیا۔ خیر آباد لوٹے۔ تو مسند تدریس و افتاء مزین فرمائی۔ اور  
 اپنے شیوخ کی زندگی ہی میں اکابر کی صف تک جا پہنچے۔ طلباء دور دور سے کھج کر آنے  
 لگے۔ لیکن اثنائے تدریس ہی میں جذبہ ربانی نے اپنی طرف کھینچ لیا۔ آپ سائیں پور  
 چلے آئے۔ اور صفی الدین عبدالصمد سائیں پوری کے حضور باریاب ہو کر طریقت میں  
 فیض یاب ہوئے تو خیر آباد لوٹ کر حسن قصد و اخلاص و انقطاع الی اللہ سبحانہ و  
 تجرد عن اسباب دنیا کی طرف مائل ہو گئے۔ لوگ اگر کچھ نذر کرتے تو قبول نہ فرماتے۔

۲۳ ربیع الاول ۹۹۳ھ کے روز وفات پائی۔ (د اخبار الاحیاء)

## ۵۷۳۔ شیخ نظام الدین بدخشی

۹۹۳ھ  
 ۶۱۵۸۵

"الشیخ العلامة" نظام الدین حنفی بدخشی ثواب غازی خاں از نسل حسن بن ابوالحسن

البصری مولد خراسان۔ علوم میں مولانا محمد سعید و علامہ عصام الدین ابراہیم اسفرائینی اور  
دوسرے اساتذہ سے فیض کام اور ذکر میں شیخ حسین خوازمی سے مستفید ہوئے ۹۸۲ھ  
۶۱۵۴۴ میں ہندوستان تشریف لے آئے۔ سلطان اکبر تیموری کی عنایات کے مورد ہوئے حتیٰ کہ  
آپ کو مناصب جلیلہ پر فائز کیا اور غازی خان کا خطاب بخشا۔

بدیونی لکھتے ہیں کہ سلطان کے لئے سجدہ تہیۃ انہی کی اختراع ہے۔

ممدوح صاحب تصانیف تھے۔ ازال جملہ (۱) شرح عقائد پر مفصل حاشیہ ہے۔

(۲) رسالہ فی اثبات الکلام (۳) ایمان التحقیق والتصدیق وفات ۹۹۳ھ میں اودھ کے  
اندر ہوئی۔ سن شریف ستر سال کا تھا۔

## ۵۷۴۔ جام نظام الدین سندھی

۹۱۲ھ  
۶۱۵۰۸

”الملك الفاضل“ نظام الدین زندہ بن پاپنہ بن انور بن صلاح الدین بن تاجی از  
از شاہان سندھ۔ قبیلہ ستمہ سے تعلق تھا۔ علامہ شہاب احمد بن حجر کئی نے اپنے ایک رسالہ  
”ریاض الرضوان فی ماثر عبد العزیز آصف خان میں ان کی نسب حضرت عمر بن الخطاب  
تک پہنچائی ہے اور لکھا ہے کہ میں نے آصف خان ہی سے سنا کہ بعض ثقہ حضرات  
نے بتایا کہ یہ اصلاً محزومی تھے۔ مشہور یہ ہے کہ وہ خالص ہندوستانی تھے۔ اور قبیلہ  
ستمہ سے متعلق تھے۔ والذاعلم

۲۵۵۵، ماہ ربیع الاول ۸۶۶ھ کے روز طلوع فجر کے وقت تخت حکومت پر

بیٹھے اور اڑتالیس سال تک حکومت کی۔

وہ عادل و فاضل اور رحیم و کریم بادشاہ اور اہل علم کے محب و محسن تھے، انہوں

نے جلال الدین محمد بن اسعد الدوانی کو ہندوستان آنے کی دعوت دی اور شمس الدین

اور معین الدین کو تحائف دے کر ان کے پاس بھیجا۔ لیکن دوانی یہ تحائف پہنچنے سے

پہلے دنیا سے چل بسے۔

صاحب ترجمہ کو مسلمانوں سے جنگ کرنا پسند نہ تھا۔ جب وہ اپنے گھوڑوں کی پیشانی پر ہاتھ پھیرتے تو کہتے "خدا نہ کرے میں تم پر سواری کروں۔ یہ اس لئے کہ ان کے حدود مسلمانوں کی سرحد سے ملے ہی ہوئے تھے۔"

وہ بڑے پارسا اور ہمیشہ خیرات کرنے کے عادی تھے ان کا زمانہ نہایت احسن اور خوشحال تھا۔ وفات ۹۱۴ھ میں پائی۔

## ۵۷۵۔ شیخ نظام الدین منیری

"الشیخ الفاضل" نظام الدین منیری قلندر۔ جو ہمیشہ زیادہ تھے شیخ قطب الدین گمری جون پوری کے۔ جن سے صاحب ترجمہ نے طریقت بھی حاصل کی۔ تصانیف میں ایک القصیدۃ الکبریٰ ہے۔ اور دوسری کتاب اس قصیدہ کی شرح بعنوان الصراط المستقیم جو ۹۸۰ھ میں لکھی۔ اور قبران کی اس ذخیرہ میں ہے جو مقام منیر اور عظیم آباد کے درمیان ہے۔ (اصول المقصود)

## ۵۷۶۔ شیخ نوح بن نعمت اللہ سندھی

م۔ ۲۶ ماہ ذیقعدہ ۹۹۸ھ  
۶۱۵۸۹ھ

"الشیخ الفاضل العلامة" نوح بن نعمت اللہ الصدیقی حنفی سندھی۔ ساکن قریہ ڈالہ قندھار درصوبہ سندھ۔ ریاست علم و فضل میں فائق اقران تھے۔ عیسے بن تاسم شہابی سندھی نے ان کا ذکر اچھے پیرائے میں لکھا ہے اور یہ کہ آپ قرآن پاک کی تفسیر میں نیابت دقیق نکات بیان فرماتے۔ (گلزار ابرار)

پنج شنبہ کے روز ۲۶ ماہ ذیقعدہ ۹۹۸ھ میں ڈالہ کنڈھی میں

وفات ہوئی۔ (القانع در تحفۃ الکرام)

## ۵۷۷۔ شیخ نور الحق حسینی مانگپوری

م ۹۲۱  
۱۵۱۵ھ

”الشیخ الکبیر“ نور الحق بن الطاهر حسینی مانگپوری یکے از مشایخ کبار چشتیہ مولد و منشا مانگپور۔ اپنے والد کی خدمت میں مدقوں یا ریاب رہے اور انہی سے علوم کا کتاب کیا اور ان کی رحلت پر مسند شیخ خیت پر فائز ہوئے۔ آپ سے بے شمار افراد مستفید ہوئے۔ صاحب کشف و کرامات تھے ۹۲۱ھ میں رحلت فرمائی۔

دکنج ارشدی

## ۵۷۸۔ شیخ نور الدین سفیدونی

م ۹۹۲ھ

”الشیخ العالم الکبیر“ نور الدین بن سلطان علی رضوی ہروی ثم ہندی سفیدونی۔ علم الافلاک از قسم ہیئت و ہندسہ و اصطرلاب میں فائق الاقران تھے۔ مولد جام در نواح خراسان اور منشا مشہد الرضا ہے۔ بعد سلطان سہاویوں ہندوستان آگئے اور سلطان محمود کے مقرب ہوئے۔ جنہوں نے انہیں اپنا جلس مقرر کر لیا۔ اور ان کے بعض علمی کمالات حاصل کئے۔ صاحب ترجمہ نے سلطان سے علم الاصطرلاب حاصل کیا۔

بدایونی فرماتے ہیں کہ انہیں منطق و حکمت و شعر اور ریاضی میں بہت شغف تھا خوش اور اپنے معاصر میں سخی و کریم النفس تھے۔ آپ نے دریائے جہنا سے ایک نہر کرناں تک کھدوائی۔ پھر اور نہریں نکلاوائیں۔ جن کا طول ایک سو میل کے قریب تھا۔ عوام ان کے مدت تک مستفیض ہوتے رہے۔ اور سفیدوان قریب ہے سرہند سے قریب۔ جوان کے زیر نگین تھا، شعر بھی کہتے، نمونہ ہے۔

چودستا مابد امن و صلت نے رسد  
پائے طلب شکستہ بدماں نشستہ ام



(ترجمہ) جب ہمارا ہاتھ تمہارے دامن وصل تک نہیں پہنچتا تو ہم پائے طلب کو توڑ کر بیٹھ گئے۔

سلطان اکبر کے عہد ۹۹۴ھ میں رحلت فرمائی۔

## ۵۷۹۔ شیخ نور الدین جون پوری

م۔ ۲۲ صفر ۹۴۳ھ

”الشیخ الصالح“ نور الدین بن نصیر الدین عباسی جون پوری۔ یکے از مشائخ قلندریہ۔ طریقت میں اپنے والد اور شیخ قطب الدین عمری جون پوری سے مستفید ہوئے اور وفات ۲۲ ماہ صفر ۹۴۳ھ کے روز ہوئی۔

## ۵۸۰۔ مولانا وجیہ الدین گجراتی

م ۹۹۸ھ

”الشیخ الامام العالم الکبیر العلامتہ“ وجیہ الدین بن نصر اللہ بن عماد الدین علوی گجراتی۔ یکے از اساتذہ کبار۔ ان کی کثرت تصانیف اور تدریس میں ان کا کوئی مواصران کی برابری نہیں کر سکتا تھا۔

مولد بجاپانیر۔ سال ولادت ۹۱۱ھ۔ علمائے عہد سے اکتساب کے بعد علامہ عماد الدین محمد بن محمود طارمی سے منطق و فلسفہ و کلام اور اصول وغیرہ از قسم جملہ علوم عالیہ و عالیہ استفادہ کیا۔ اور مطالعہ پر اس طرح مائل ہو گئے۔ کہ اور کوئی کام ہی نہ تھا۔ جس کی بدولت فائق و ممتاز اثران کے درجے تک پہنچے۔

فیصلہ جہات و فتوے نویسی اور تدریس و تصنیف پر بیس سال کی عمر میں مائل ہو گئے۔ حتیٰ کہ اپنے شیوخ کی زندگی میں یہ فوقیت حاصل کر لی۔ خرقہ خلافت شیخ قاضی خاں چشتی نہروالی المشہور بہ قاضی قاضن نے عطا فرمایا۔ اور طریقہ عشقیہ شطاریہ میں شاہ محمد غوث گوایری مؤلف الجواہر المنسہ سے استفادہ کے بعد ان کے اذکار و مشاغل

برسوں معمول بہ رہے۔

بڑے صاحب صدق و اخلاص و قانع تھے تھوڑی سی شے پر صبر کرتے۔ شرافت  
طینت میں تھی۔ لباس میں کسی فرد بشر سے امتیاز مد نظر نہ تھا۔ جو کچھ حاصل ہوتا طلباء پر  
صرف کر دیتے۔ موٹے جھوٹے کپڑے پہنتے۔ مگر تدریس و رغبت الی اللہ اور اسباب  
دنیوی سے تجر میں کمی نہ آتی۔ نہ امراء و اغنیاء کے دروازوں پر جاتے۔ الا شاذوہ  
بھی مجبوراً یعنی کسی کی سفارش کے لئے۔ اپنے دولت کدہ اور مسجد میں عبادت اور  
طلباء کو افادہ کے سوا کوئی مشغلہ نہ تھا۔

تصانیف میں بی طوئی حاصل تھا۔ ترتیب عبادات و تقسیم ابواب و فصول میں  
نہایت شستگی ہوتی۔ وہ تصانیف یہ ہیں۔

- (۱) حاشیہ علی تفسیر البیضاوی
- (۲) حاشیہ علی اصول البرزودی
- (۳) حاشیہ ہدایہ مرغینانی
- (۴) حاشیہ شرح وقایہ
- (۵) حاشیہ مطول و مختصر ہر دو
- (۶) حاشیہ عنندیہ حاشیہ تلویح
- (۷) حاشیہ بر شرح تجرید اصغفانی
- (۸) حاشیہ القدیمۃ للدوانی
- (۹) حاشیہ بر شرح المواقف للجرجانی
- (۱۰) حاشیہ بر شرح حکمت العین
- (۱۱) حاشیہ بر شرح المقاصد
- (۱۲) حاشیہ بر شرح چغنی
- (۱۳) حاشیہ بر شرح شمسیہ رازی
- (۱۴) حاشیہ بر شرح الکافیۃ تلامحی

- (۱۶) حاشیہ بر شرح الارشاد دولت آبادی  
 (۱۷) شرح بر رسالہ توشیحی در ہیئت  
 (۱۸) شرح بر ابیات التسهیل  
 (۱۹) شرح لوائح  
 (۲۰) شرح جام جہاں نما  
 (۲۱) شرح تجتہ الفکر ابن حجر در اصول حدیث  
 درس ۹۹۸ھ جس پر ایک صاحب نے مادہ تاریخ "شیخ وجیہ الدین" سے  
 مستخرج کیا۔ قبر ان کی احمد آباد میں ہے جو زیارت گاہ علوام ہے۔

## ۵۸۱۔ شیخ وجیہ الدین چند واری

الشیخ العالم الصالح "وجیہ الدین بن نظام الدین حسینی چند واری۔ یکے از مشائخ  
 چشتیہ۔ مولد و نشا چند واریہ، لکھنؤ اور فیض آباد کے وسط میں ایک بستی ہے۔  
 تعلیم۔ میزان منسوب سے لے کر سامی تک اپنے وطن کے اساتذہ سے  
 پڑھیں۔ پھر شیخ محمد بن منکن صدیقی ملٹوی کی خدمت میں باریابی کے لئے ملاوہ کا سفر  
 فرمایا۔ ان سے فاتحہ فراغ پڑھنے کے بعد طریقت میں استفادہ کیا۔ اور کئی چلے کھینچے۔  
 جن کے اندر روزہ و نماز کی پوری پابندی تھی۔

۱) مصباح العاشقین فی ایضاح احوال السالکین (فارسی) در احوال  
 مشائخ چشتیہ۔ جو ۹۳۴ھ میں لکھنا شروع کی اور اسے چار مقالات پر  
 منقسم فرمایا۔ (۱) در اخبار شیخ محمد بن منکن (۲) در اخبار شیوخ شیخ محمد بن منکن نابہ  
 شیخ معین الدین چشتی اجمیری و منذکرۃ الصدر شیوخ کے معاصرین از علماء و مشائخ۔  
 (۳) اذکار و اشغال (۴) اخبار شاگردان و اصحاب در طریقت شیخ محمد بن منکن۔  
 اس کتاب کا آغاز ان الفاظ سے ہوتا ہے۔

الحمد للہ الذی یسبغ لنا ما فی السموات والارض۔

## ۵۸۲۔ شیخ وود اللہ مالوی

۹۹۳ھ  
۱۵۸۵ء

«الشیخ الصالح» وود اللہ بن معروف صدیقی مالوی از نسل حضرت عبدالرحمن بن

ابوبکر الصدیق۔ ان کا لاڈ تھا۔

طریقت میں شیخ محمد غوث گوالیری کے مرید تھے جن کی خدمت میں بارہ سال  
باریاب رہے۔ ان کی تصنیف الجواہر المنہ ان سے پڑھی۔ اور جب شیخ ممدوح بکرات  
تشریف لے گئے تو آپ مالوہ کی بستی آشتہ میں منتقل ہو گئے۔ ان دنوں یہ قریہ بھوپا  
میں شامل ہے۔ یہاں حضرت لاد نے ۹۴۲ھ تک قیام فرمایا اور برہان پور سے ملحقہ  
بستی جامود میں سکونت اختیار فرمائی۔ وہیں داعی اجل کو لبیک کہا۔ سال وفات

۹۹۳ھ ہے (گلزار ابرار) ۱۵۸۵ء

## ۵۸۳۔ شیخ ولی شطاری

۹۵۴ھ

«الشیخ الصالح» ولی بن اکولی شطاری از مشائخ عشقہ شطاریہ جو مستفیض تھے عا  
واسطہ کار سے۔ اور ان سے استفادہ کیا۔ شیخ بہاؤ الدین زکریا اجودھنی، اور ان کے  
برادر زادہ شیخ حاجی بن علم الدین العجائب نے بشمول بے شمار انفاس کے۔

وفات ۹۵۴ھ میں ہوئی (گلزار ابرار) ۱۵۴۹ء

## ۵۸۴۔ شیخ ولی محمد گجراتی

۹۸۶ھ  
۱۵۷۹ء

«الشیخ الصالح» ولی محمد حنفی شطاری گجراتی یکے از مشائخ شطاریہ، مولد و منشاء  
جاپانیر۔ بیعت کی شیخ قطب الدین نر والی ذاکر کی۔ پھر شاہ محمد غوث گوالیری کی خدمت

میں باریاب ہو کر ان کی بیعت کی۔

تصنیف :- شرح نزہۃ الارواح -

۹۸۲ھ میں ہجرات سے برہان پور تشریف لاکر سکونت پذیر ہو گئے اور وہیں

۱۵۴۳ء ۹۸۶ھ میں رحلت فرمائی۔

## ۵۸۵۔ الشیخ صیۃ اللہ شیرازی المشہور بہ شاہ میر

«الشیخ الفاضل العلامة» صیۃ اللہ بن عطاء اللہ بن لطف اللہ بن سلام اللہ بن روح اللہ الحسینی شیرازی المشہور بہ شاہ میر۔ یحییٰ از علمائے کبار۔ مولد و منشا شیراز۔ شیخ صدر الدین شیرازی مولف الاسفار اللہ لبعہ کے ہم سبق رہ کر ان کے اساتذہ سے علوم کی تحصیل کی۔ اور حدیث اپنے نانا ابو الفتوح طارعی سے پڑھی اور اتمی سے خرقة حاصل ہوا۔ مدتوں ان کی خدمت میں باریاب رہے۔ بعد ازاں ولی کبیر حضرت دواہ عمر روشنی الخلوئی الایدھنی التبریزی متوفی بہ تبریز ۸۹۲ھ - ۹۱۴ھ مشائخ کبار سے تھے۔ اور شاعری میں ان کا تخلص روشنی تھا۔ ترکی میں شعر کہتے تھے۔

ممدوح کی خدمت میں تبریز کے اندر باریاب ہوئے۔ یہ سن ۸۹۸ھ کا واقعہ ہے۔ یہ زمانہ سلطان محمود شاہ الکبیر تھا۔ ہند میں آکر ہمایوں میں سکونت اختیار کر لی۔ ان کی علمی شہرت سن کر علم کے پیاسے دور نزدیک سے اُمنڈ کر آ گئے۔

تصانیف | (۱) السنی الکواشف فی شرح المواقف  
(۲) لوامع البرہان فی قديم القرآن

(۳) شرح تہذیب المنطق و الکلام۔

(۴) المواکمة علی شرح الشمسیۃ (در منطق)

(۵) رسالہ در ہیئت

(۶) رسالہ فی اصول الحدیث

(۷) رسالہ فی المسلسلات

## ۵۸۶۔ سلطان ہمایوں تیموری

”الملك الفاضل“ ہمایوں بن بابر بن عمر تیموری (لقب نصیر الدین نام ہمایوں تاریخ ولادت شب ۲۶ ذوالقعدہ ۹۱۳ھ۔ مولد قلعہ کابل۔ بادشاہت کی گود میں پروران چڑھے۔ شاہی دستور کی حد تک فنون حرب و سیاست حاصل کئے۔ ان کے ساتھ زبان ترکی و فارسی و ہیئت و ہندسہ و نجوم و شعر و معجم گوئی میں کمال کے بعد علم اصطرلاب نور الدین سفیدونی (بہ نمبر ۳۸۶) سے پڑھا۔

اور علامہ سفیدونی نے سلطان سے کئی فنون میں استفادہ کیا۔ ہمایوں کے اساتذہ جلال الدین تتوی و شیخ ابوالقاسم جرجانی اور مولانا الیاس اردبیلی بھی ہیں۔ موخر الذکر دونوں حضرات سے انہوں نے علامہ قطب الدین رازی کی درۃ التاج پڑھی۔ سلطان ہمایوں سدا مطالعہ کتب و علمی مذاکرات جاری رکھتے۔

اپنے والد (بابر) کے بعد ۹۳۶ھ میں آگرہ میں عنان حکومت ہاتھ میں لی۔ جس پر ایک صاحب خیر الملوک مادہ تاریخ مستخرج کیا۔ ہمایوں نے جوئی تخت پر قدم رکھا۔ خواص و عوام ہر طبقہ پر مال و دولت کی بارش کر دی۔ اب اس نے اپنے والد کی وصیت کے مطابق کالنجر کے سر بلند مستحکم قلعہ کی فتح کا ارادہ کر لیا۔ جس میں وہ کامیاب ہوا۔ پھر جون پور کی طرف عنان توجہ منعطف کی۔ جہاں سلطان محمود لودھی دند نار ہاتھا۔ اس نے تمام افاغنه کو جمع کر کے ہمایوں کا مقابلہ اس زور سے کیا کہ ہمایوں کو واپس لوٹنا پڑا۔ اور مشرقی علاقہ بھی اپنی مملکت میں شامل کر لیا۔

ہمایوں نے یہاں سے گجرات کا رخ کیا۔ جہاں اس وقت تانارخاں بہرہ اقتدار تھا۔ وہ شکست کھا کر ایک طرف ہو گیا۔ گجرات سے ایک دم مالوہ لوٹا۔ اور بہادر شاہ گجراتی خائن امیر رومی خاں کی سازش سے مندر سور میں شکست دے کر مالوہ پر قابض ہو گیا۔

شیر شاہ سوری سے مقابلے | ہمایوں مالوہ میں داد عیش دے رہا تھا کہ شیرخان

سوری کے شور و شغب کی یہ آواز کان میں پڑی۔ کہ اُس نے بنگال میں زبردست لشکری قوت حاصل کر لی ہے۔ بہالیوں نے سمجھا کہ شیرخان سے دولت مغلیہ کو بڑا خطرہ ہے۔ وہ مالوہ سے نکل کر مشرق کی جانب بڑھا۔ اور مقام چوسہ پر جو آ رہے پچاس میل پر واقع ہے شیرخان کے لشکر سے لڑائی مٹھان دی۔ جس میں بہالیوں شکست فاش کھا کر بھاگا۔ مگر اس کے ہزاروں سپاہی گنگا میں ڈوب گئے۔ خود بہالیوں بھی غوطے کھا رہا تھا۔ کہ نظام سلف نے اُسے بچا لیا یہ واقعہ <sup>۱۵۳۹</sup> ۱۵۳۹ء کا ہے۔ سلطان آگرہ آ پہنچا۔ اور از سر نو شکست خوردہ فوج کو تیار کیا۔ اب وہ شیرخان کی طرف لپکا۔ یہ معرکہ قنوج کے نواح میں ہوا۔ اور اس میں بھی بہالیوں کو شکست ہی سے دوچار ہونا پڑا۔ یہ معرکہ <sup>۱۵۴۰</sup> ۱۵۴۰ء میں رونما ہوا سلطان پھر آگرہ لوٹ آیا۔ اور آگرہ سے لاہور کا رخ کیا۔ شیرخان بھی تعاقب میں تھا جس کے معاون بہالیوں کے حقیقی بھائی تھے۔ حتیٰ کہ سلطان سندھ آ گیا۔ وہ نہایت غمگین تھا۔ کہ اُسے کہاں پناہ ملے۔ آج اس کی ملک میں ایک اونٹ تھا۔ جس پر اس کی بیگم بھی سوار تھی۔ جو حمل سے تھی۔ وہ عمر کوٹ آ پہنچا۔ جہاں اکبر جلال الدین نے جنم لیا۔ یہاں سے بہالیوں قندھار پہنچا۔ اس کا بھائی حسن عسکری اسے گرفتار کرنے کے لئے تعاقب میں تھا۔ بہالیوں نے اپنی بیگم اور مولود دونوں کو قندھار چھوڑ کر حدود ایران میں داخل ہو گیا۔ جس سے پورے ہندوستان پر شیرخان کا قبضہ ہو گیا۔ اور تب سے وہ شیرشاہ سے ملقب ہوا۔

بہالیوں ایران و مشہد ہوتا ہوا تروین میں وارد ہوا۔ طہاسپ صفوی نے سنا تو استقبال کر کے نہایت عمدہ طریق سے مہمان کی (کچھ روز ضیافت کے بعد) چودہ سو شمشیر زن دے کر (سلطان ہند کو) واپس کیا۔ اس کے تینوں بھائی خراج اطاعت لے کر حاضر ہوئے۔ سلطان نے انہیں معاف فرما دیا۔ ادھر شیرشاہ بادشاہِ عظیم بھی دنیا سے رخصت ہو چکا تھا۔

بہالیوں نے پنجاب پر اپنا علم لہرایا۔ آگے بڑھا۔ اور سلطان سکندر شاہ سوری سے دہلی اور آگرہ واپس لیا۔ وہ اپنے تمام دشمنوں سے انتقام لینا چاہتا تھا۔ کہ

اچانک اپنے دارالمطالعہ سے گر پڑا۔ یہ واقعہ ۱۲ ماہ ربیع الاول ۹۴۳ھ کے روز  
رو نما ہوا۔ اس وقت مسجد میں اذان ہو رہی تھی وہ چند روز بعد دنیا سے سدھار  
گیا۔

بہالیوں فاضل بادشاہ تھا، علوم ریاضیہ میں اُسے ید طولیٰ حاصل  
تھا علم کا دلدادہ اور علماء و اہل فضل کا دلدادہ تھا۔ ہمیشہ وضو  
سے رہتا۔ اور بغیر وضو کے کبھی اللہ کا نام نہ لیتا۔ بعض مورخین نے اسے شیعہ اور  
بعض نے سنی بتایا ہے واقعہ یہ ہے کہ وہ سنی العقیدہ اور حنفی المذہب تھا اور محرمات  
شرعیہ سے بالکل کنارہ کش۔

بہالیوں اپنے والد سلطان بابر سے شجاعت و دلادری میں کم نہ تھا۔ ولیکن بابر  
کے مقابلہ میں کروفر اور مصائب کی برداشت میں ان کا ہم پایہ نہ تھا۔ بہالیوں کسی  
طویل جنگ کے بعد استراحت بھی طویل کرتا۔ مگر اس کے باپ کی یہ عادت نہ  
تھی۔

اس کی شجاعت اور دلیری کے واقعات زبان زد عام و خاص ہیں۔ ازاں جملہ  
یہ کہ جب اُس نے جاپانیر کا قلعہ فتح کیا۔ تو یہ محاصرہ بہت طول پکڑ گیا۔ بہالیوں قلعہ  
کی دیوار سے رسی باندھ کر اپنے تین سو سپاہیوں کے ساتھ اوپر جا پہنچا۔ اور اہل قلعہ  
کو بے بس کر کے قبضہ کر لیا۔

سخاوت اور عفو و درنوں اس کا خاصہ تھے۔ جن میں حد اسراف تک پہنچا تھا۔  
اس بارے میں وہ اپنے اعدا اور ان کے معاونین سے بھی یکساں سلوک کرتا۔ اس  
نے جو شکستیں کھائیں، ان میں اس کے بھائیوں کا دخل بھی تھا۔ جنہیں اس نے بار بار  
معاف کیا۔ اور مناصب جلیلہ عطا فرمائے۔ اس عفو کی وجہ سے ان بھائیوں کی بدولت  
صوبہ بگرات اور پنجاب دو مرتبہ بہالیوں کے ہاتھ سے نکل گئے۔

سلطان بہالیوں شاعر و ادیب تھا۔ حلیہ گندم گون۔ وہ دہلی کے پرانے قلعہ میں  
فوت ہوا اور کیلو کھری میں دفن ہوا۔ اس کی قبر پر عظیم الشان مقبرہ ہے۔ اس کے



حالات پر دو کتابیں لکھی ہیں۔

- (۱) واقعات ہمایوں - جو اہر الاقباچی نے لکھی۔  
 (۲) ہمایوں نامہ - گلبدن بیگم ہمشیرہ ہمایوں نے لکھی۔

## ۵۸۷۔ مولانا یار محمد سندھی

”الشیخ العالم الکبیر“ یار محمد بن عبدالعزیز امجھری ثم کاشانی سندھی بیگے از علمائے  
 فحول، ۹۲۸ھ میں اپنی والدہ کے ہمراہ ہرات سے سندھ آگئے۔ یہ زمانہ سلطان جام فرزند  
 کا تھا۔ اور سیوستان کے ملحقہ قریہ کالان میں سکونت فرما کر درس و افادہ میں مشغول ہو  
 گئے۔

وہ جلیل القدر، بلند پایہ۔ عمدہ رہن سہن کے دلدادہ اور نرم مزاج تھے۔ علوم  
 انہوں نے اپنے والد سے پڑھے۔ اور ان سے بے شمار انقباس نے استفادہ کیا۔  
 اور کالان ہی میں رحلت فرمائی۔ (نہاوندی در آثار)

## ۵۸۸۔ مولانا یار محمد سندھی

”الشیخ الفاضل“ یار محمد البکری السنفی السنڈھی۔ اپنے زمانہ کے ممتاز علمائے  
 تھے۔ انشاء میں ان کی نظیر نہیں ملتی۔ سلطان محمد شاہ سندھی نے انہیں ہمایوں نیپوری کے  
 پاس سفارت کے لئے بھجوایا۔ جہاں سے واپسی پر وہ سینپور میں آباد ہو گئے اور وہیں  
 رحلت فرمائی۔ (القانع در تحفۃ الکرام)

## ۵۸۹۔ شیخ بھائی بن ابو الفیض احراری

۹۹۹ھ  
 ۶۱۵۹۰ھ

”الشیخ العالم الفقیہ“ بھائی بن ابو الفیض بن عبداللہ بن الشیخ الاجل عبداللہ الاحرار  
 احراری سمرقندی۔ بیگے از اطباء شہیزہ۔ خط میں ان کا نظیر نہ تھا۔ سات قسم کی

خطاطی نہایت عمدگی سے فرماتے۔

پسندیدہ اطوار اور سخی تھے۔ جاگیر کی تمام آمدنی دوسروں پر خرچ کر دیتے اور اسے اپنا بہت بڑا منافع سمجھتے۔ سلطان اکبر تیموری نے انہیں ایک تحصیل دے کر شہر حجاز کے ہاں بھیجا۔ اور آپ حج و زیارت کے بعد آگرہ پہنچ کر آسودہ لحد ہو گئے وفات ۹۹۹ھ ۶۱۵۹ء

میں ہوئی (مہر جہاں تاب)

## ۵۹۰۔ سید سلیمان سامانوی

”الشیخ العالم الصالح“ سلیمان بن ابوالسین حنفی شطاری سامانوی۔ سید شاہ میر سامانوی کے عم زادگان سے تھے۔ علم کے لئے شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی کی خدمت میں باریا ہوئے۔ ان سے درسیات کے ساتھ طریقت میں بھی استفادہ کیا۔ تکمیل کے بعد حج و زیارت کے لئے شہر حال فرمایا۔ اور شاخِ عمر سے حدیث پڑھ کر ہندوستان لوٹے۔ لاہور میں اقامت فرمائی۔ اور ایک امیر کے ہاں رہ پڑے۔ کچھ مدت بعد دنیا سے کنارہ کش ہو کر کلیئۃ اللہ سبحانہ تعالیٰ کی طرف رغبت ہو گئی۔ فقرا کا لباس زیب تن کر لیا اور سر ہند تشریف لے گئے۔ جہاں مدت تک لوگوں کی تربیت کا مشغلہ جاری رکھا۔ ایک دفعہ ان کا ارادہ گجرات جانے کا ہوا۔ تاکہ وہاں سے حجاز چلے جائیں مگر اس میں کامیاب نہ ہو سکے۔ تب بنگال تشریف لے گئے۔ اور بہار کی سرحد پر ایک مدت قیام فرمایا۔ اور یہاں ان سے بے شمار انفاس مستفیض ہوئے۔ ان میں شیخ محمد بھاگلپوری ہیں۔ یہیں رحلت فرمائی۔ مگر ان کا سال رحلت معلوم نہ ہو سکا۔

## ۵۹۱۔ شیخ یعقوب گجراتی

م ۲۸ ذی قعدہ ۹۲۷ھ ۶۱۵۴ء

”الشیخ الصالح“ یعقوب بن خوند میر بن بدرا بن یعقوب بن محمود فتنی گجراتی۔ بچے از عالمانِ باعمل۔ مولد و منشا گجرات۔ اپنے والد اور شیخ محمد اختیار گجراتی سے پڑھا۔

آخر الذکر صاحب کی خدمت میں برسوں باریاب رہے اور خود اکابر کی صف میں آگئے  
ان کے کشف و کرامات مشہور تھے۔ اور وفات ۲۸ ماہ ذی قعدہ ۹۲۷ھ میں ہوئی۔  
(مرآة احمدی)

## ۵۹۲۔ قاضی یعقوب مانکی پوری

م ۹۹۸ھ

«الشیخ الفقیہ» قاضی یعقوب بن ابویعقوب حنفی ملقب بہ قاضی کمال الدین  
مانکی پوری فقہ و اصول میں ممتاز الوقت۔ اپنے خسر قاضی فضیلت کی رحلت کے بعد  
ان کے منصب پر فائز ہوئے۔ اور سلطان اکبر تیموری سے تقرب پر لشکر کی قضاة  
تفویض ہوئی۔ حتیٰ کہ ہندوستان کے قاضی القضاة مقرر ہوئے۔ اور مدت تک اس  
منصب پر رہے۔ آخر معزولی کے بعد صرف بنگال کی قضاة سپرد ہوئی۔ خوش طبع و  
بانداز ہونے کے ساتھ لطیف المزاج تھے۔ ہندی اوزان پر عربی میں شعر کہتے مقوی  
و مبہمی معجز نہیں بکثرت استعمال کرتے۔

بدایونی لکھتے ہیں کہ جب بنگال میں محمد معصوم کابلی نے سلطان اکبر تیموری کے  
خلاف بغاوت کی۔ تو یہ بھی ان کے ہم نوا ہو گئے۔ اکبر نے انہیں قضاة سے معزول کر  
کے قلعہ گوالیار میں قید کا حکم دیا۔ جہاں پہنچنے سے قبل ہی ان کا انتقال ہو گیا۔ بعض  
مؤرخوں نے لکھا ہے کہ اکبر نے ان کے قتل کا حکم دیا۔ یہ واقعہ ۹۹۸ھ کا ہے۔  
ان کا باقیات میں سر بلند عمارتیں۔ نہریں۔ حوض اور باغات ہیں ان میں ایک  
بہت بڑا حوض قصبہ سوہ (متصل فتح پور) میں ہے۔

## ۵۹۳۔ شیخ یوسف بن احمد گجراتی

«الشیخ الفاضل الکبیر» یوسف بن احمد بن محمد بن عثمان حسینی گجراتی۔ از مشاہیر الو  
تصانیف | و فیات ابن خلکان کا فارسی ترجمہ کیا جو سلطان محمود شاہ الکبیر کے

لئے تھا۔ اس کی زبان سے اندازہ ہوتا ہے کہ انہیں دونوں زبانوں پر کامل عبور تھا۔  
حضرت عثمان جو خلیفہ تھے پر ہان الدین عبداللہ بن محمود بن حسین حسینی بخاری گجراتی  
آپ کے جد (دادا) تھے (اصفی در تاریخ)

## ۵۹۴۔ شیخ یوسف بن داؤد ملتانی

”الشیخ الصالح“ یوسف بن داؤد حنفی ملتانی یکے از انفاس علم ظاہر و باطن۔ شیخ  
جلال الدین تھا نیسری کی خدمت میں تا بہ مدت باریاب رہ کر یہ نعمت حاصل کی۔ اگر وہ میں  
سکونت پذیر ہو گئے اور شیخ ربیع الدین محدث نے آپ سے استفادہ کیا۔ اگر وہ ہی میں رہ کر  
ہوئے جب کہ شیخ ممدوح بقید حیات موجود تھے۔ (گلزار ابرار)

## ۵۹۵۔ شیخ یوسف بن سلیمان گجراتی

”الشیخ الفاضل“ یوسف بن سلیمان اسماعیلی سدھ پوری گجراتی از داعیان مسلک اسماعیلی  
یہ تذکرہ سیف الدین عبد العلی نے المجالس السیفیہ (کتاب) میں کیا ہے اور لکھا ہے کہ وہ میں گئے  
وہاں علم تنزیل و تاویل شیخ عماد الدین اور یس بن الحسن اسماعیلی سے پڑھا۔ جنہوں نے اپنے بعد انہیں  
خلیفہ نامزد کیا۔ یہ ہندوستان آکر اس شغل پر متوجہ ہو گئے۔ اور جب ان کا وقت ارتحال فرمایا  
آپنی پانچواں انہوں نے جلال الدین گجراتی کو خلافت کے لئے نامزد کیا۔

## ۵۹۶۔ شیخ یوسف بن عبداللہ گجراتی

م۔ آخر ماہ شوال ۹۹۲ھ  
۶۱۵۸۵ھ

”الشیخ الفاضل“ یوسف بن عبداللہ تمیمی انصاری اکبر آبادی یکے از علمائے ظاہر و باطن۔  
اپنے والد سے تحصیل کے بعد شیخ اسماعیل بن ابدال الشریف حسنی اچھی کی خدمت میں باریاب ہوئے۔  
اور ان کے استفادہ کے بعد ان کی صاحبزادی کے ساتھ عقد میں انسلاک ہوا۔ شیخ کی رحلت کے  
بعد ان کی سند پر فائز ہوئے۔ درس و افادہ برسوں فرمایا۔ صدق شعار اور عفت ناک تھے۔  
آخر ماہ شوال ۹۹۲ھ میں اگر وہ کے اندر سپرد لحد ہوئے (اخبار الاصفیاء) جو آپ کے پوتے

عبد الصمد بن افضل محمد بن یوسف تمیمی نے لکھی

## ۵۹۷۔ مولانا یوسف گجراتی

الشیخ الفاضل "یوسف بن ابو یوسف گجراتی برہان پوری۔ یکے از علمائے اذکیاء۔ مولانا شنگار تحصیل علوم کے لئے وطن سے نکلے اور ایک ایک شہر کو کھنگال کر گجرات میں مولانا وجیہ الدین علوی کے حضور زانوئے تلمذتہ کئے۔ جن سے درسیات کے ساتھ ذکر کے طرق بھی حاصل کئے۔ گجرات برہان پور تشریف لے آئے۔ یہاں نعمت ازدواج سے متمتع ہوئے۔

آپ کے فیضان سے عیسیٰ بن قاسم سندھی اور پیر محمد الحلیم کے سوا بیشمار علماء و شیوخ فیضیاب ہوئے

(گلزار ابرار)

## ۵۹۸۔ مولانا یوسف سندھی

الشیخ العالم الصالح "یوسف بن ابو یوسف حنفی سندھی۔ علوم شرعیہ کی تمام شاخوں پر حاوی اور معارف ادبیہ کے اکثر شعبوں سے ممارس۔ کہ خطا و صواب میں غوراً امتیاز کر سکتے۔ مرزا باقی والی سندھ کے زمانہ میں تھے (مناوندی)

## ۵۹۹۔ یوسف عادل شاہ بیجا پوری

۹۱۴ھ  
۱۵۱۰ھ

"الملك الفاضل" یوسف عادل شاہ شیعہ بیجا پوری قبیلہ عثمانیہ سے تھے۔ یعنی مراد بن

بایزید بیدرم، ۸۵۴ھ کے انباء میں سے ان کے والد کی رحلت کے بعد جب ان کے بھائی محمد نے ان کی ولایت پر قبضہ کر لیا تو یہ اپنے قتل ہو جانے کے خوف سے ساوہ آگئے اور وہاں سے ہندوستان داخل ہو کر احمد آباد بیدر میں طرح اقامت ڈال دی۔ جہاں کے بادشاہ کی برسوں خدمت کی۔ عرصہ کے بعد اپنی جدی سلطنت بیجا پور پر قبضہ کیا۔ پانچ سال تک برسر حکومت رہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ۸۹۶ھ تک استیٰ کہ ان کے اکثر مشہور پرہینہ بادشاہ خسرو سلطان محمود شاہ نے قبضہ کر لیا۔

سلطان یوسف (صاحب ترجمہ) نے اپنا لقب عادل شاہ مقرر کر لیا۔ اور بیجا پور میں آٹھ اثناعشر

کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔ اس نے اپنے خاندان کو بھی شیعہ بنا لیا۔ ہندوستان کے اندر یہ پہلے

بادشاہ ہیں جنہوں نے شیعہ اماموں کے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ اور شیعہ مسلک ملک کے اندر جاری کروایا۔

سلطان یوسف صاحب عدل و سخاوت و حلیم و شجاع ہونے کے ساتھ علم کے میدان میں عراض و موسیقی سے بھی ماہر تھا۔ سارنگی اور طنبور دونوں پر دسترس حاصل تھی۔ خط نستعلیق نہایت خوبی کے ساتھ مرتب کرتے۔ اس پر حسن صورت سے بہرہ مند اور اہل علم کے قدر دان پر شران کے ہیں۔  
 آل کس کہ علم نہ نیک نامی افراس ت در مزرع دہر تخم بنکوئی کاشت !  
 (ترجمہ شعر) جس نے نیکی کا علم بلند کیا اس نے زمانے کے کھیت میں نیکی کا بیج بویا۔  
 نیکوال زندہ جاوید اند مرد آل کہ بہ مرد و نام نیکو نگذاشت  
 (ترجمہ شعر) نیک ہمیشہ زندہ رہتے ہیں۔ مرادہ شخص جو مر گیا اور اپنے پیچھے نام نیک نہ چھوڑا۔

### ۶۰۰۔ شیخ یوسف قتال دہلوی

م ۹۰۳  
 ۱۲۹۶ھ

«الشیخ الصالح الکبیر» یوسف القتال دہلوی یکے از اولیائے کبار۔ قاضی جلال الدین لاہوری کی خدمت میں برسوں رہ کر مستفید ہوئے۔ دہلی ہی میں آسودہ لحد ہوئے شیخ علاؤ الدین بن نور الدین ابو دھنی نے ان کے مزار پر عالیشان مقبرہ تعمیر کرا دیا۔ یہ زمانہ سلطان سکند لودھی کا تھا ۹۰۳ھ میں رحلت فرمائی۔

### ۶۰۱۔ مولانا یوسف سمرقندی

م ۹۵۱  
 ۱۵۲۲ھ

«الشیخ العلامة» یونس بن ابو یونس حنفی سمرقندی ثم سندھی۔ علوم عقلیہ میں علم العلماء سے تھے۔ سندھ آئے تو سلطان مرزا حسین شاہ نے آپ سے شرح مواقف جرجانی اور دوسری کتابیں پڑھیں ۹۵۱ھ میں وفات پائی (نہاوندی)

### ۶۰۲۔ مولانا یونس سندھی

«الشیخ الفاضل» یونس بن ابو یونس حنفی سندھی یکے از اساتذہ باکمال۔ ان کے شاگردوں میں قاضی عبدالغنی۔ سید ابراہیم بھکری۔ شیخ نظام الدین بن کبیر۔ شیخ طیب سندھی۔ قاضی اسحق اسیری اور دیگر بے شمار انفاس ہیں۔ محمد بن الحسن درگلزار ابرار

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

ترجمہ

نزیمۃ الخواطر

و

بہجۃ المسامع والنواظر

ریاک مہند کے علماء اور مشاہیر کا تذکرہ

(جلد چہارم)

مؤلف: - مولانا سید عبدالحمید حسنی بریلوی (سابق مدیر ندوۃ العلماء لکھنؤ)  
مترجم: - ابو یحییٰ امام خاں نوشہری

○  
باعث محکمہ اوقاف (مغربی پاکستان)

مقبول کیٹھی

چوک انارکلی - بالمقابل المینار مارکیٹ لاہور